یادگار سالگرہ مبارک اعلیحضرت حضور پرنور
میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک
آصفجاہ فتح جنگ سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

جلد ۱ نمبر ۱



خدنگ نظر

ضوابط

(۱) اشاعت ماہوار ہاشیت مع مضامین و غزلیات
دام اول دو روپیہ سالانہ پیشگی - امراء عظام سے
پانچ روپیہ مربیان گلدستہ سے دس روپیہ مع محصول

۲ اشعار غزلیات منتخب شائع ہونگی مفید مضامین عام طور سے
لیے جائینگے لیکن مذہبی اور پولیٹکل تحریروں کی ضرورت نہیں

۳ نمونہ ۴ر وصول ٹکٹ پر بھیجا جائیگا - کہ مفت

(۴) جو پرچہ نہ پہونچے اطلاع دینی ہو دوبارہ ارسال ہوگا

(۵) ہر تحریر خط صاف ہونا چاہیے ورنہ مجبوراً تعمیل ہوگی

(۶) اجرت اشتہارات ایڈیٹر سے خط و کتابت کر کے طے ہوگی

مرتبہ خاکسار نوبت رائے نظر ایڈیٹر خدنگ نظر

آصفی پریس محلہ نوانگنج لکھنؤ سے شائع ہوا

یارانِ باصفا کی جستجو نمبر ۱

کسی اہل الرائے اور تجربہ کار بزرگ کا قول ہے۔ "خدا ملے تو ملے آشنا نہیں ملتا"۔ اور مسیک نہین ملتا۔ مگر ہم تو یہ سمجھتے ہین کہ آشنا بہت مل سکتے ہیں کوئی ڈھونڈھنے والا نہیں۔ اصل یون ہے کہ کوئی سچے دل سے دوست کو تلاش ہی نہین کرتا پھر ملے تو کیونکر؟ تلاش کرنے کے یہ معنی ہین کہ آپکو دوستی کے قابل بنائیے۔ راستبازی کے جوہر دکھائیے۔ طبیعت مین خلوص یکجہتی پیدا کیجیے۔ دولت کی طمع۔ اور امارت کے غرور کو دل سے دُور کیجیے۔ پھر دیکھیے آشنائے صادق اور سچے جانباز وجان نثار ہر جگہ ہر ملک ہر قوم اور ہر حالت مین ملتے ہین یا نہین۔

محبت ایک نہایت ہی نازک سادی۔ بسیط اور بے لوث چیز ہے۔ جسطرح ایک چھوٹا دھبا اور معمولی چھینٹ بھی سفید اور خوب اُجلے دامن کو بگاڑ دیا کرتی ہے اُسی طرح دل کا معمولی غل وغش اور دوئیت کا ادنیٰ فتور محبت کے نازک پھول کو کُمھلا دیتا ہے۔ کہتے ہین "دل کو دل سے راہ ہے"۔ ہونے کو تو یہ ایک معمولی مثل ہے۔ مگر سچ پوچھیے تو فلسفہ کا ایک بہت بڑا حصہ اس حکیمانہ بلکہ پیمبرانہ مقولے کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ تمہاری صورت۔ تمہارے عادات واطوار اور خاصتہً تمہاری آنکھین تمہارے دل کا آئینہ ہیں اپنے گہرے سے گہرے رازون کو تم چاہے دلکے کیسے ہی تاریک حصے مین چھپا کے رکھو مگر یہ قدرتی آئینہ اور حقیقت کا ترجمان ظاہر ہی کر دیتا ہے۔ لیکن اس آئینے کا دیکھنے والا اور اس ترجمان کی الہامی زبان سمجھنے والا بھی دل ہی ہے علی الخصوص وہ دل جسنے تمہارے دل سے کچھ لگاؤ پیدا کر لیا ہو۔ یہ قدرت کا بنایا ہوا ٹیلیفون ہر وقت ایک دل کی باتیں دوسرے دل پر ظاہر کرتا رہتا ہے اور بغیر اسکے کہ زبان اور ظاہری حالت مین کسی قسم کا تغیر آنے پائے دونون دل بجائے خود متاثر ہوتے رہتے ہین۔

شریعت کی زبان مین کہا گیا ہے کہ "قیامت کے دن خدا کے سامنے خود تمہارے ہاتھ پاؤن تمہارے متعلق گواہی دینگے" آجکل کے فیلسوف اس امر کو ہزار خلاف عقل وخلاف فطرت بتائین مگر ہم تو اقرار کرتے ہین کہ بیشک ہاتھ پاؤن گواہی دینگے۔ بلکہ دُنیا ہی مین دے رہے ہیں مگر انکی شہادت کی آواز وہی سُنتا ہے جسے خدا نے چشم بصیرت دی ہے۔ یا یون کہیے کہ ضمیر صادق اور سچا کانشنس رکھتا ہے۔ خود تمہاری وضع وحالت اور تمہارے چشم وابرو کا غمازی کرنا ہاتھ پاؤن کا گواہی دینا نہین تو اور کیا ہے؟

(خدنگ نظر کی جلد اول و دویم مع مکمل ناول خون تمنا۔ قیمت ہر دو جلد عمار۔ علاوہ محصولڈاک)

کمیشن ایجنسی خدنگ نظر لکھنؤ

اکثر معزز خریداران خدنگ نظر لکھنؤ کے اشیاء دفتر ہذا کی معرفت طلب فرمایا کرتے ہین مگر مجھے بسبب بیجوم مداقی فوری تعمیل مین تامل ہوتا ہے جسکی وجہ سے بسا اوقات بعض معززین کو شکایت کا موقع ملتا ہے لہٰذا ان مجبوروں ہوا کہ رفع شکایت کیواسطے کوئی مناسب انتظام کرون۔ لہذا فی الحال ایک دفتر مد جیہ بالا نام سے قائم کردیا گیا ہے جسکا فرض ہوگا کہ ہر فرمائش کی تعمیل فوراً نہایت احتیاط کے ساتھ کرے اصلی اور عمدہ مال کی روانگی مین میری نگرانی مقدم ہوگی اور حتی المقدور ہر مال بکفایت نرخ مناسب قیمت پر بھیجا جائیگا کہ صاحبان فرمائش کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ ملے ہر اسید جیر ایجنسی ہذا واپس لیگی اور محصولڈاک وغیرہ بھی اپنے ہی ذمے رکھے گی مگر اصلی مال مین کسی قسم کا تغیر ہونا چاہیے۔ ویپی مال کی فرمائش کے ساتھ قریب کے ریلوے اسٹیشن کا حوالہ ضرور دینا چاہیے تاکہ محصول میں کفایت ہو۔ جو مال بذریعہ پارسل منگایا جائے اُسکے لیے کم از کم چہارم قیمت پیشگی آنا چاہیے تمام فرمائشیں بذریعہ ویلیوپے ایبل بھیجی جائیگی محصول ومنی آرڈر فیس ذمہ خریدار ہوگا اشیاء کا نرخ دریافت کرنیکے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے **تفصیل اشیاء** عطریات ہر قسم نمبر اول دویم و سوئم معمولی قیمت سے لیکر نہایت اعلیٰ درجے تک کے۔ روغن خوشبودار۔ تمباکو خوردنی خشک جات۔ سانہایت خوشنوار قوام تماکو۔ گولیاں حسن خوشنمائی کیلئے۔ ورق نقرہ لپٹا ہوا عرق گلاب کیوڑا خالص مشک وعنبر ورق طلا و نقرہ جکن کے تھان ساریاں ٹوپیاں وغیرہ ہر قسم و قیمت کی کامدانی کے تھان بیلدوغیرہ ملکے اور بھاری کام کے کارچوبی اور زردوزی کام ظروف نقرہ خالص ظروف مسی برنجی ومرادآبادی فرشی لحاف پلنگپوش قالین میان پوش وکلاں کلاہ کارچوبی کلاہ مخملی وساٹن جوڑیوں کے جوڑ حسب پیمانہ الائچی خورد چکنی ڈلی چکنی کا چورا چھالیہ ہی معلی۔ ریلی پاپوں کے زردوزی بوٹ سلیپر اور گھیتلے جو بیگمات لکھنؤ کے پرانے فیشن میں داخل ہیں گوٹہ ٹھپہ۔ پتھہ کناری نبت گوکھرو۔ توئی۔ لیس۔ فیتہ۔ باکڑی چمپا وغیرہ وغیرہ بیچے کام کا۔ زیورات طلائی ونقرئی سادے اور جڑاؤ کام کے بھی اس ایجنسی کی معرفت نہایت احتیاط سے تیار ہو سکتے ہین۔

نوٹ: اہل ہنود کیلئے اشیاء خوردنی ہندو کارخانون سے خرید کرکے باحتیاط تمام ارسال ہونگی **المشتہر** مالک ومہتمم خدنگ نظر

(خدنگ نظر کی سالانہ جلد سوم حسین ناول عزیز مصر مکمل طور سے شامل ہے قیمت فی جلد عہ علاوہ محصولڈاک)

نئی پلیس
...حضرات
...ا و امراء
...و خصوصًا
...ی قیمتی
...یف اسی
...یلیس میں
...اتا چاہیں
...اعلیٰ کوشش
...خدنگ نظر
...رمائش کی
...ت کی
...دی سے
...ت دیانت
...اتہ کیجاتی
...ام خط و
...ت نام پر
...نا چاہیے
...مشتہر
...خدنگ نظر
...لکھنؤ

اچھا یہ بھی نہ سہی۔ اگر اپنے سینے مین جوش دوستی اور محبت بھرا دل رکھنے کے دعویدار ہو تو مذکورۂ بالا اصول کے مطابق اپنے ایمان کا ثبوت دو۔ اسلیے کہ ہم شاعرانہ خیال کے دلدادہ ہین۔ اور شاعر و صوفی مین صرف اتنا فرق ہے کہ صوفی ایمانی سلوک کو اپنی غرض قرار دیکے محبت کا سبق دیتا ہے۔ اور عشقبازی سے انسان کو خدا ہی کیطرف لیجاتا ہے مگر شاعر کا مقصود چونکہ صرف محبت و عشق ہے۔ لہذا وہ ایمان و خوش اعتقادی سے ابتدا کر کے عشق و محبت کیطرف لیجاتا ہے۔ ہم اگرچہ شعر نہین کہتے مگر شعراء کے [illegible] مین [illegible] ہین اسلیے انھین کے مسنون طریقے پر عمل کر کے تمہاری صلاحیت محبت کا [illegible] کے لیے تمہارے ایمان کا امتحان لیتے ہین۔

دیکھو جو کچھ ہم پوچھین سچ سچ بتانا ہمارے سوالون کا جواب غلط اور جھوٹ نہو۔ کفر و گنہگاری کے الزام سے بھی نہ ڈرو۔ ہم اُن لوگون مین نہین جو ادنی ادنی بات پر کفر کا فتوی دے دیا کرتے ہین ہمارا تو عقیدہ ہے کہ

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اپنے دل کیطرف توجہ کرو۔ دل کے اوپری حصہ مین نہین بلکہ اسکی تہ تک غور [illegible] اور بتاؤ کہ اپنے دین کی سچائی مین تمہین شک تو نہین؟ ایسے شکوک تو تمہارے دل مین نہین پیدا ہوتے جو تمہین خود تمہاری نظر مین کافر و مرتد قرار دے دیا کرتے ہون یہ [illegible] زندگی بعد از فوت۔ یہ جزا و سزا۔ یہ جنت و دوزخ یہ فرشتے اور حورین انکے متعلق کبھی [illegible] تو نہین کرتے؟ اخلاقی احکام جو تمہین اپنے مذہب کی برکت سے ملے ہین اُنکی نسبت کبھی تم نے پس و پیش تو نہین کیا؟ واقعی کیا خدا ایسا ہی ہے اور ویسا ہی قادر مطلق ہے جیسا کہ تم واعظان دین سے سُنتے ہو؟ اور وہ پیغمبر جسپر تم ایمان لائے ہو کیا سچ مچ خدا ہی سے پوچھ کے بتایا کرتا تھا

ان تمام سوالون کا جواب دیکھین تمسے کیا ملتا ہے۔ ہم سمجھتے ہین کہ اگر تم سچے ہو تو ہرگز یہ دعوی نہ کر سکوگے کہ ان اُمور مین تم نے کبھی شک نہین کیا شک ہی انسان کے حق مین سب سے بڑا شیطان ہے یہ جسطرح ایمان کے شیرین حیات بخشی چشمے والے [illegible] مین زہر ملاتا ہے اُسی طرح محبت کے خالص چشمے کو گندہ و خراب کرتا ہے۔ اور افسوس [illegible] محبت [illegible] دل ہونگے جو تذبذب و تردد اور شبہہ و شک کے زنگ سے بچے ہون۔

ناز آفرین وماہ وش ہم صحبت زبان سے ہزار "نہین" کرین مگر تم سمجھ جاتے ہو کہ اس "نہین" کا مطلب "ہان" ہے عزیز مہمان کسی چیز کے کھانے پینے سے لاکھ انکار کرین مگر تمہارے دلکو بخوبی معلوم ہے کہ اس انکار کے معنے اقرار اور رراضی ہونے کے ہین۔ یہ روحانی ٹیلیفون اور کانشنس کی غیب دانی نہ تھی تو پھر کس چیز نے تمہین یقین دلایا کہ یار کی "نہین" کا مطلب "ہان" اور مہمان کا "انکار" حقیقت مین "اقبال" تھا۔

جب خالص دل دوسرے دلکے رازکو یون دریافت کرلیا کرتا ہے تو پھر تمہیں بتاؤ کہ تمہارے اس پُرفن اظہار شوق۔ اس بناوٹ کی محبت۔ اس ریاکارانہ اخلاق کو کوئی کیون قبول کرنے لگا تھا؟ تمہارا خلوص مغشوش ہے۔ تمہارا دل تشکوک کی نجاست سے بھرا ہوا ہے۔ تمہارے یقین میں بدگمانی ہے اور تمہارا دعوائے محبت صرف الفاظ مین رہتا ہے۔ اب تمہیں انصاف کرو کہ تمہیں کوئی دل دے تو کیون؟ اور کوئی تمہارا دوست بنے تو کیونکر؟

ایمان اور محبت دونون ایک ہی درخت کی شاخین ہیں جسطرح خلوص۔ بے ریائی اور یقین سے ایمان کا نشو و نما ہوتا ہے اسی طرح محبت کا اور اسی وجہ سے ہم سمجھتے ہین کہ اعتقاد و محبت لازم و ملزوم ہین جسکا اعتقاد درست ہے وہ محبت مین بھی سچا ہے۔ اور جو محبت مین سچا ہے ضرور ہے کہ اُسکا ایمان بھی درست ہو۔

علمائے روحانیین یا تصوف کے کاملوں نے محبت ہی کو تعلیم ایمان کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ محبت کا سبق دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے ایمان مضبوط و قوی ہوتا ہے۔ اسلیے کہ محبت و ایمان جب دونوں ایک ہی درخت کی شاخین ہین تو اگر ایک شاخ کے تروتازہ کرنے کے لیے جتن کیے جائینگے تو دوسری شاخ کا بھی سرسبز و شاداب ہونا لازمی ہے۔ انصاف سے یوچھیے تو یہ طرز تعلیم نہایت ہی قابل قدر اور اپنی کامیابی مین بے مثل ہے۔ اخلاقی و روحانی امراض کے دفع کرنے کی غرض سے جو دوا دیجائے اسکے لیے محبت و عشق سے زیادہ خوشگوار و خوش مزہ کوئی بدرقہ نہیں ہوسکتا۔

لیکن تم جو بے اس مدرسے کی طالب علمی کیے دوست کی تلاش مین نکلے ہو تو پہلے اس کا ثبوت دو کہ ایک اصفا دوست کے پانے کا تمہین کیا استحقاق ہے؟ تمہارا دل ویسا ہی سچا اور خالص ہے جیسا کہ کسی دوست پرست کا ہونا چاہیے؟ تمہاری نیت مین وہی پاک و صاف خلوص و یکجہتی و یکسوئی ہے جسکی دوستی اور محبت مین ضرورت ہے؟

اُسی قدر زیادہ قابل قدر اور اُسی حدتک سچی دوستی کا قابل اعتبار ثبوت سمجھا جاتا ہے۔

ایک سوداگر یا دُکاندار ہرگز سچا دوست نہین ہوسکتا۔ اسلیے کہ اُسکا کام اُسے خودغرضی سکھاتا ہے۔ خودغرضی اور اپنے آپ کو ضرر سے بچانا جسقدر محبت کی دُنیا مین عیب ہے اُسی قدر تجارت اور لین دین کی دُنیا مین ہنر ہے۔ تاجر ہر قسم کا قیمتی اور دلچسپ مال تمہارے سامنے پیش کرے گا مگر اسلیے نہین کہ اُس سے تمہین فائدہ پہونچائے۔ بلکہ اس غرض سے کہ پہلے تمہارے دلمین شوق و طمع کے جذبات کو اُبھارے اور جب دیکھ لیگا کہ اُسکا یہ عملی جادو تم پر چلگیا تو تمسے نفع اُٹھانے کی کوشش کریگا بلکہ بعض اوقات اپنے نفع کے لیے یہانتک بے حمیتی بھی گوارا کرلیگا کہ تمہین نقصان پہونچادے۔ اور تمہارے نقصان سے اپنی ہوس کی جیب پُر کرے۔

مگر افسوس اگلے دنون تو یہ خودغرضی اور ایسی نفس پرستی صرف تاجرونکے ساتھ مخصوص تھی۔ اور اسی قسم کے لوگونکے خصائص مین سمجھی جاتی تھی رؤسا و اُمرا شرفا اور صاحبانِ دولت بلکہ معمولی درجے کے نوکری پیشہ اور سپاہی بھی اسکو سخت عیب۔ دینی گناہ اخلاقی کمزوری اور شرافت کے خلاف سمجھتے تھے جسکا لازمی نتیجہ تھا کہ بہت سے ایسے بلند حوصلہ اور سچے جانثار ملجاتے تھے جو دوستی کو آخر تک نباہین۔ وضعداری کی شان دکھائین اور آپ کو آزادی و شرافت کا مستحق ثابت کرین۔

لیکن بخلاف اسکے اب ہم دیکھتے ہین کہ ایسے شریفانہ دل بہت کم باقی رہگئے ہین۔ بہت کم لوگ ہین جنکو سچی دوستی کی قدر اور یاران باصفا کی تلاش ہو۔ اسکی اصلی وجہ یہ ہے کہ موجودہ تمام سلطنتون نے تجارت کو اگلے کُل زمانون کے خلاف شرافت اور ریاست تسلیم کرلیا ہے۔ خود حکومت تجارت کرتی ہے۔ اور تجارت پیشہ لوگونکو عزیز رکھتی ہے۔ وہ لوگ جو کل تک تاجرونکو ذلیل اور تجارت کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے زمانے کی مار کھا کھاکے سوداگری کو عین شرافت تسلیم کرتے جاتے ہین۔

یہ مسئلہ آج کل بڑے زور شور سے چھڑا ہوا ہے کہ تجارت قومی ترقی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ بڑے بڑے مدعیان شرافت کا زعم ٹوٹتا جاتا ہے۔ جو تجارت سوداگری کی شرافت تسلیم کرنا درکنار اُسے خود اپنا پیشہ قرار دینے پر مجبور ہوتے جاتے ہین۔ مگر ہم کہتے ہین کہ جس حد تک تجارت بڑھتی ہے اُسی حد تک شرافت جذبات محبت خلوص دل اور انسانیت کے شریفانہ جوہر کا زوال ہوتا جاتا ہے۔

اب اسکے بعد تم آپ ہی فیصلہ کرلو کہ جب تمہارے دلمین شکوک وشبہات بھرے ہوے ہین تو کسی کو تمپر کیونکر اعتبار آسکتا ہی؟ اور کوئی تمہارا دوست بنے تو کیون؟ ایک گھڑی بھر کے لیے اپنے دلکو ان روحانی عیوب اور اخلاقی نجاستون سے پاک کرلو پھر دیکھو کیسے کیسے راستباز و وفادار دوست ملتے ہین۔ اور محبت والفت کی دلچسپیون سے تم کیسا لطف اُٹھاتے ہو۔ مگر افسوس تمسے یہ نہ ہوسکے گا۔ تم اپنے دلکو جیسا چاہیے ویسا پاک وصاف نہین بنا سکتے اور ایسی حالت میں ہمین یقین ہی کہ تمہین کبھی کوئی دوست نہ ملے گا۔ اور آخر کوئی تمارا دوست کیون ہونے لگا تھا؟ چار ہی دن کے لگاؤ مین وہ تمہارے دل کے صفحے کا مطالعہ کریگا۔ اُس قدرتی ٹیلیفون پر کان لگائیگا جو رشتۂ محبت پیدا ہوتے ہی ایک دل سے دوسرے دل تک قائم ہوجاتا ہی۔ تمہارے چشم وابرو کو بصیرت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اور اُن جذبات کو صاف پڑھلیگا جو نیچر کی معجز نمائی سے انسان کی پیشانی پر لکھ جاتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ خود تمہارے ہاتھ پاؤن تمہارے خلاف گواہی دینگے۔ اور تم محبت کے دربار مین مجرم ثابت ہوگے۔

دل کے جذبات اور روح کی نازک ولطیف حالت تو بعد معلوم ہوتی ہی۔ تم تو اخلاقی دُنیا مین ایسے مجرم ہو کہ دوستی کو ظاہری وجسمانی تعلقات کی حد تک بھی نہین نباہ سکتے۔ محبت کے اس پہلے زینے کا دستور العمل تو یہ ہے:۔

"دوست آن باشد کہ گیرد دستِ دوست — در پریشان حالی و درماندگی"

اور تمنے اپنے طرز عمل سے یہ ظاہر کیا ہی کہ اُسی وقت تک دوست ہو جب تک تمہارا کوئی نقصان نہ ہو۔ اور دوسرے کی دولت وحشمت سے فائدہ اُٹھاسکو۔ تم اورو کو نقصان پہونچاؤ۔ مگر تمہیں کسی قسم کا نقصان نہ پہونچے۔ پھر اس خود غرضی کے ساتھ بھلا محبت نبھ سکتی ہی؟ ہرگز نہین۔ محبت کا بھی نام نہ لو۔ اسلیے کہ سوا مجنونون دیوانون کے صاحب ہوش لوگون مین تو یہ جوہر بہت ہی کم رہ سکتا ہی۔ انگریزی شاعر نے کیا خوب کہا ہی کہ عشق صرف فاحتہ کی جھونجھ مین ہی۔ مگر دوستی جسکا تم دعویٰ کرتے ہو تمہین خبر بھی ہی کہ اُسکی اصلیت کیا ہی؟ دوستی صرف اپنا نقصان کرنے کا نام ہی۔ مین تمہارے لیے اپنی دولت اپنی وقعت۔ اپنی قوت اور اپنے وقت کو جسقدر زیادہ صرف کرون اُسی قدر زیادہ دوست ہون۔ دوستی درکنار دُنیاوی تمدن مین اخلاق بھی اسی چیز کا نام ہی کہ انسان کسی شخص کے لیے اپنے آپ کو ضرر پہونچائے۔ یہ جوہر جسقدر زیادہ جوش سے اور جتنی بڑی نازک وخطرناک حالت مین ظاہر کیا جائے

قطعات تاریخ سال نو

جناب غلام یسین صاحب آہ دہلوی معین خدنگ نظر از بمبئی

باہتمام نظر یافت این چہ حسن قبول	بلند شد ز فلک پایۂ خدنگ نظر
دعائیہ پئے آغاز سال گفتم آہ	کہ باد برسر ما۔ سایۂ خدنگ نظر ۱۹ء

جناب منشی کھنو لال صاحب تائب لکھنوی سرفرازی یافتہ حضور نظام دام ملکہ

نہ کیونکر ہو مقبول عالم یہ پرچہ	کہ منظور شاہ دکن سر بسر ہے
یہی مصرعۂ سال تو لکھ دو تائب	کہ۔ ہدیہ آو دھ کا خدنگ نظر ہے ۱۹ء

جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب تجمل جلالپوری مقیم بمبئی معین خدنگ نظر

ہی نام خدا شاہد خوش کلام	انوکھی ادا کا خدنگ نظر
ہوا رونق افزائے بزم سخن	ہے گلدستہ ایسا خدنگ نظر
بڑی زیب و زینت سی چوتھے برس	ہوا جلوہ آرا خدنگ نظر
زمانے کو ہو اس سی رشک و حسد	وہ پائے زمانہ خدنگ نظر
خدا چشم بد سے تجمل بچائے	ہے دلدوز اچھا خدنگ نظر ۱۹ء

جناب حکیم علی محمد صاحب شاغل رئیس بمبئی مصنف نظم دلفریب

مرحبا مرحبا خدنگ نظر	جسکا سارے جہان مین چرچا ہے
ہر ادا اسکی ہی قیامت خیز	ہر سخن اسکا دلمین چبھتا ہے
کس غضب کا ملا ہی حسن قبول	جسکو دیکھو وہ اسپہ شیدا ہے
کیون نہو اسکے مہتمم ہین نظر	خوش بیانی کا جنکی شہرا ہے
انتخاب کلام و خوبی طبع	ہند مین بس انھین کا حصا ہے
تین جلدین تو ہو چکین شائع	اب یہ آغاز سال چوتھا ہے
لکھو تاریخ تم بھی اے شاغل	گلشن نظم شوق افزا ہے ۱۹ء

عالیجناب راجہ عنایت سنگھ صاحب عنایت رئیس لکھنؤ و تعلقہ دار بریلی

دو چار سال چہارم سے ہے خدنگ نظر	ہین چار چاند ترقی کے روبرو سامان
یہ مہر اشعہ فگن چار دانگ ہند مین ہے	الٰہی ہفت اقالیم مین ہو نور افشان

"تجارت سے قومی ترقی ہوتی ہی" اگر اسکے یہ معنی ہین کہ تجارت سے قوم دولت مند ہوتی ہی۔ افلاس کم ہوتا ہی۔ اور انسان تھوڑے زمانے مین ایک بڑی دولت کا مالک ہوجاتا ہی۔ تو ہمین اسکے تسلیم کرنیمین کوئی عذر نہین مگر ہم یہ ہرگز نہ مانینگے کہ تجارت سی شرافت و جوہر انسانیت کو ترقی ہوتی ہی۔ بلکہ اسکے خلاف کہاجاسکتا ہی کہ انسان تجارت مین جتنی زیادہ ترقی کرتا ہی اُتنا ہی اخلاقی و روحانی کمال مین ناقص ہوتا جاتا ہی۔

انسانیت کا سچا کمال کیا ہی؟ سچا یقین۔ بے لوث محبت۔ بے ریا خاطر داری۔ اور کسی کیلیے اپنے جان و مال کے فدا کرنے کا جوش۔ اسکا ایک سلسلہ خدا رسی سے ملا ہوا ہی۔ اسلیے کہ بے سچے یقین کے نہ انسان کا ایمان درست ہوسکتا ہی۔ نہ اُسے خدا ملسکتا ہی۔ اور نہ وہ خدا رسی کی عزت حاصل کرسکتا ہی۔ اور اسکا دوسرا سلسلہ عشق و محبت سے ملا ہوا ہی کیونکہ بغیر ان باتون کے نہ انسان کسی معشوقہ کے خیال کو دلمین جگہ دیسکتا ہی۔ نہ کیسیکی دوستی کا دم بھر سکتا ہی اور نہ کیسیکی خاطر سی یا کیسیکی نفع رسانی کیلیے اپنی قربانی کرنے پر آمادہ ہوگا۔

بہر تقدیر اس دور مین تجارت کو ترقی ہی۔ اور تجارت کو جسقدر ترقی ہو اُسی قدر انسان کے دل سے محبت کے جذبات کم ہوتے ہین خود غرضی کا غلبہ ہوتا ہی۔ اور وہ زمانہ آتا جاتا ہی جسکو دینداروںکی اصطلاح مین قیامت کے لفظ سے تعبیر کیا ہی۔ اسلیے کہ ہر شخص کو نفسی نفسی کی پڑی ہی ایسی حالت اور ایسے زمانے مین یاران باصفا کی جستجو کچھ بیکار سی معلوم ہوتی ہے۔

محمد عبد الحلیم شرر

"ضرور دیکھیے"

اس سال سے خدنگ نظر مین علاوہ غزلیات و ناول کے ایک ضروری حصہ "مضامین" کا بھی اضافہ کیا گیا ہی اور حتی المقدور کوشش کیگئی ہی کہ خدنگ نظر تمام ضروری سامان دلچسپی کا ایک اعلی نمونہ ملک مین پیش کرتا رہی۔ پہلا مضمون ہندوستان کی شیکسپیر مولنا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی جادو نگار قلم سی لیا گیا ہی اور آیندہ بھی کوشش کیجائیگی کہ انشا پردازی کی اعلی سائینس خدنگ نظر کی صفحون مین ایک ممتاز حصہ لیتی رہین اس اضافہ اور کوشش کا نعم البدل ہماری خاص خاص احباب اور عام معزز ناظرین خدنگ نظر سی صرف اسیقدر ہی کہ جہانتک ممکن ہو اسکی ترقی اشاعت کی ساعی ہون اور کثیر اخراجات کی کفالت کیلیے بعض بعض مقتدر اور عالی ہمت وسالا ایسی فیاضی و دریا دلی سی ہمارا دل بڑھائین تاکہ ہمارا بڑھا ہوا حوصلہ پست نہو جائی اور خدنگ نظر اسی شان و شوکت سی قدر دانونکی عالی ہمتی کی جھلک دکھاتا رہی۔ ایڈیٹر

اس رسالہ کو اعلیٰحضرت بندگان عالی متعالی ... حضور نظام الملک آصفجاہ ... میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ سلطان دکن ... کی حضوری حاصل ہے

طرح

روتے جاتے ہین ہمارے حال پر رہگیر بھی

احسان ـ ابوالاعجاز جناب منشی محمد احسانعلیخانصاحب شاہجہانپوری مہتمم ارمغان شاگرد حضرت جلال لکھنوی

مثل آہِ نارسا رُکتی ہے حسبِ تدبیر بھی
آپ کیا ہنستے ہین ہنستی ہو مری تقدیر بھی

جان نثارون کا تڑپنا دیکھ لین رہگیر بھی
گھر سے نکلے ہو تو چھوڑے جاؤ دو اک تیر بھی

کچھ مجھے عشقِ دہن ہی نے نہیں چپ کر دیا
مجکو خاموشی سکھاتی ہے تری تصویر بھی

خوش نہو اے بُت خدا کی مہربانی چاہیے
کام آجائے گی اک دن آہ بے تاثیر بھی

میرے دل سے پوچھیے قاصد کی سنو دیکھیے
دلشکن ہے آپ کی تحریر بھی تقریر بھی

اُسے ارے خودرفتہ دل پر پاکے قابو یہ کہا
آپ نے میری طرح دیکھے ہین خوش تقدیر بھی

میرے دل کی کیون نہو ہر شکل میں دلبستگی
اے پری رُو تو بھی ہنسمکھ ہے تری تصویر بھی

جستجوئے مہ لقا مین رات بھر مثلِ خیال
پھرتے رہتے ہین ہمارے نالۂ شبگیر بھی

یون تو دلکش ہے مرے کافر نگہ کی ہر ادا
وقت آرائش غضب ہی سُرمے کی تحریر بھی

آرزوئے وصلِ جانان کیا ہوئی دلسے جُدا
لے اُڑی کمبخت میری آہ کی تاثیر بھی

آپ کافر ہین تو ہین یون سمجھیے مجکو حلال
رکھکے گردن پر چھُری کہہ لیجیے تکبیر بھی

میرے خط کا اسلیے فوراً نہین آتا جواب
اُسطرف سے کچھ تغافل بھی ہی کچھ تاخیر بھی

شکر ہے اتنا تو ہمدردِ اسیری ملگیا
مین نے جب نالے کیے چلّا اُٹھی زنجیر بھی

صیدگاہِ خلق مین ہر کون مجھ سا بدنصیب
راہ کترا کر نکلجاتا ہے اُنکا تیر بھی

اب وفائے عہد میں احسان کیا شک رہگیا
وہ دیے دیتے ہین اپنے قول کی تحریر بھی

آرزو ـ جناب سید انور حسین صاحب خلف جناب یاس و شاگرد حضرت جلال لکھنوی

زلفِ جانان تک رسا ہی آہ بے تاثیر بھی
نالہ گر کھینچون ہلا دون عرش کی زنجیر بھی

حسود دیکھ غیرت مین پھنسکے شستدر ہین
کلام و بندش و مضمون و معنی الفاظ
فصیح ہوتے ہین اشعار منتخب شائع
ہین فصلی سال عنایت حروف عاطل مین

بندھا ہے چار سُو آغاز سال نو کا سمان
اگر ہین عنصر اربع تو ہی فصاحت جان
ہی شمع شعر سے روشن یہ شاعری کا مکان
ہین کے عنصر اربع کی ہی یہ روح روان

۱۳ فصلی

ایضًا

آغاز ہوا چوتھا جو سال نیک اب
تحریر عنایت کر تاریخ عیسوی

گلزار سخن کا یہ پھولا ہے مُو بمو
اس چارہ گر غم کی ہی دُھوم چارسو

۱۹ء

جناب منشی محمد عبد الرحیم صاحب کوثر لکھنوی شاگرد حضرت تجل جلالپوری

ہی ہمیشہ مثل طرز خندہ گل نظر
سراپا یہ گلدستہ ہی نور کا
کہا کرتے ہین اکثر انصاف دوست
جب ایسا فروغ اسکو حاصل ہوا
کرو سال تاریخ کوثر رقم

نہ کیون ہو پسند دل شیخ و شاب
ہے اسکی ضیا سے خجل آفتاب
حقیقت مین پرچہ یہ ہی لاجواب
عدو کا ہوا ہے جلکے سینہ کباب
گرانمایہ گلدستۂ انتخاب

۱۹ء

جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی

بیا ساقی بدہ جامے پُر از مے
گلستانیکہ از گلہاے رنگین
نگردون آمد ابر تیرہ و تار
جنون مژدہ دہد دیوانگان را
بہر محفل ز جوش عیش و عشرت
غزل از فکر اُستادان کامل
درین گلدستہ ہر یک جمع آمد
نظر از انتظام آبیاری
پئے تاریخ محشر مصرع گفت

بگلشن جوش زد فصل بہاران
خجل سازد بہار باغ رضوان
زمین سرسبز شد از فیض باران
مبارکباد وصل جیب و دامان
پریزادان بصد نغمہ غزلخوان
کہ مثلش مشکل ست از حد امکان
کہ سال نو دگر شد از پئے آن
دگر این غنچہ را کردہ گلستان
گل بُستان نظم نامداران

۱۹ء

بیت الحزن نمبر ۲ طیار ہی اور حسب دستور شیخ احمد صاحب نیر سیکریٹری الفنسٹن کرکٹ کلب بمبئی سی درخواست کرنی پر مفت مل سکتا ہی

کد دِن سے گرا یا سر چڑھا کر یار نے — باعث ذلت ہوئی مجھکو مری توقیر بھی
ن جو شب کو تھا وہ صبحکو قاتل بنا — ہو گئی اُلٹی ہمارے خواب کی تعبیر بھی
یہ حالت ہو گئی اپنی یہانتک ہجر مین — روتے جاتے ہین ہمارے حال پر رہگیر بھی
لی نویدِ وصل نے جان مجھ نحیف وزار کی — سم قاتل ہو گئی میرے لیے اکسیر بھی
صید ہونیکی ہوس مین دل تڑپکر رہگیا — کیا نہ تھا صیاد ترکش مین ترے اک تیر بھی
کھینچی ہی شوقِ جفائے عام مین قاتل نے تیغ — اب وہان اک گھاٹ ہین مجرم بھی بے تقصیر بھی
نام سے ارمان کے نفرت ہوا ہے رشک پری — غیر سے دن رات ہے تحریر بھی تقریر بھی

آزاد۔ جناب مولوی غلام محی الدین صاحب وارد بمبئی

غیر بھی بے غم ہین نالون سے بُتِ بے پیر بھی — اک ہوائی تیر ہے یہ آہِ بے تاثیر بھی
کوئی شے خالی نہین نیرنگ حُسنِ یار سے — گُل مین رنگ و بو تو مہر و مہ مین ہی تنویر بھی
کہتے ہین رکھتے نہین کیون مترے قرگا کا خیال — کیا تمہارے دلمین رہ سکتا نہین اک تیر بھی
اسقدر ضعفِ غمِ ہجران سے ہمت گھٹ گئی — بڑھ سکے زندان سے نہ نکلا نالۂ زنجیر بھی
قیدکی تکلیف سے دونون کا چھٹکارا ہوا — میرے مرنے سے کھُلی ہی قسمتِ زنجیر بھی
وقت نظارہ نہین جمتی کبھی اُس پر نگاہ — جوہر آئینہ ہی ظالم تری تصویر بھی
رحمتِ خالق بھی ہے آزاد اک سو حشر مین — سر جھکائے اک طرف نادم مری تقصیر بھی

اسلم۔ جناب منشی سلامت اللہ صاحب کانپوری منیجر اخبار ملک و ملت حیدر آباد تلمیذ مہتمم خدنگ نظر

دیدنی ہے آجکی شب ماہ کی تنویر بھی — جلوہ گر وہ بھی ہین چمکی ہے مری تقدیر بھی
دل بھی تیوری پر ہی چڑھے ہی کمان مین تیر بھی — کس پہ یہ سامان ظالم ہے کہین نخچیر بھی
ہم نہ ہار ینگے کبھی ہمت وہ آئین یا نہ آئین — کارگر ہو گی کبھی تو آہِ بے تاثیر بھی
کیا بر آئین آرزوئین سخت جانی سے مری — دستِ قاتل تھک گئے اُٹھتی نہین شمشیر بھی
دشمنون کے دل بھی بھر آتے ہین اب یہ حال ہی — نالے کرتی ہی ہمارے ساتھ ہی زنجیر بھی
ہائے ایسی بے زبانی پر ہی یہ شوخی عیان — چاہتی ہی مُنہ سے بول اُٹھون تری تصویر بھی
کہتی ہے رو رو کے پروانون سی محفل مین شمع — مجھکو غم ہوتا ہے جلتا ہے اگر گلگیر بھی
زخمیون کو اب ہو کس سے غمگساری کی اُمید — بات کرنے کے نہین قابل زبانِ تیر بھی
ہمنے وہ صورت بنائی عشق مین اسلم کہ اب — روتے جاتے ہین ہمارے حال پر رہگیر بھی

پست ہمت تھی دل مایوس کی تقریر بھی
بات رُک رُک کر جو کی خالی گئی تاثیر بھی

کم نہ تھا کچھ یون بھی مضمون حال ابتر کا مرے
اُسپہ طرہ ہو گئی بے ربطی تحریر بھی

اکثر آتے آتے میرے گھر پلٹ جاتے ہین وہ
کچھ کمی کرتی ہے جذب شوق کی تاثیر بھی

ہو گئے وحشت کے ساتھی تابع امر اسقدر
رُک گیا جب سے قدم چُپ ہو گئی زنجیر بھی

جنبش لب کا اثر ہے یکہ بیجا اُن کی جان
چُپکے چُپکے کچھ تو کہتی ہے تری تصویر بھی

وہ پشیمان ہو رہے ہین پوچھکر حال فراق
ہے بڑا قصہ بھی طولانی مری تقریر بھی

کونسا دیوانہ اُنپر آج صدقے ہو گیا
زلف کھری ہے بڑھائی جاتی ہے زنجیر بھی

اب یقین وعدے کا اے پیمان شکن آتا نہین
جھوٹی قسمین کھا کے کھو دی بات کی تاثیر بھی

اُنکے ہاتھون کھلگیا مضمون وحشت کا اثر
چاک کر ڈالی گئی مثل قبا تحریر بھی

ہے بری سب آفتون سے میری شمع سوز دل
بے تعلق ہے ہوا بے سود ہے گلگیر بھی

منتین جتنی کرون مین روٹھتے جائین وہ اور
بخت سرگشتہ جو ہے بنتی نہین تدبیر بھی

دم بھی نکلا جلد کچھ تو نیمجان عشق کا
سچ یہ ہے آنے مین کی کچھ آپنے تاخیر بھی

تازیانہ وہ لیے ہین زلف چھونیکو ہو نہین
جرم سرزد ہو تو ملتی جائے کچھ تعزیر بھی

جوش وحشت کا اثر ہے کسقدر صورت شناس
ہاتھ رکھے ہے گریبان پر مری تصویر بھی

چار عنصر سے بنلئے قصر تن ہے آرزو
ہر خرابی پر غرض مبنی ہے یہ تعمیر بھی

آبرو جناب حکیم محمد گوہر علیخانصاحب رامپوری شاگرد حضرت شاغل رئیس بمبئی

آپ ہی ظلم و ستم کرتے ہین بے تقصیر بھی
پوچھتے ہین خود وہ حال عاشق دلگیر بھی

منچلے کتنے ہین تیرے عاشق دلگیر بھی
شوق پابوسی ہے اے قاتل تہ شمشیر بھی

قتل کرکے بیگنہ مجھ عاشق ناشاد کو
آب آب اُس بیمروت کی ہوئی شمشیر بھی

کرچکے وحشت مین سیر دشت بھی اچھی طرح
ہو چکا آباد ہمسے خانۂ زنجیر بھی

رحم اُس بیمہر کو آتا نہین افسوس ہے
روتے جاتے ہین ہمارے حال پر رہگیر بھی

حال پرسان کوئی عاشق کا نہین اُس بزم مین
آبرو اغیار کی عزت بھی ہے توقیر بھی

ارمان جناب منشی عبد الرشید خانصاحب رامپوری مقیم کلکتہ تلمیذ مہتمم خدنگ نظر

ایک ہی حالت مین ہے صیاد بھی نخچیر بھی
خون مین ڈوبا ہے دل میرا تو اُسکا تیر بھی

بخت بگڑا تھا تو بگڑا وہ بت بے پیر بھی
بات بگڑی تھی تو بگڑی آہ کی تاثیر بھی

کام کیون کرتی نہین یارب کوئی تدبیر بھی
قتل بھی تم کرچکے اور لاش کو تشہیر بھی
پھونک ڈالا آتشِ الفت نے جسکا جان وتن
اور تو کوئی خطا میری نہین جز جرمِ عشق
کیا سمجھ رکھا ہی نالون کو ابھی چاہون جو مین
اندنون سینہ مرا ہے مطلعِ خورشید عشق
مصحفِ عارض مین گیسو کا پڑھا جیسے سبق
آج پھر وحشت وہی سر پھر وہی جوشِ جنون
کچھ ادا بھی اور کچھ شوخی بھی اور کچھ سادگی
اے تامل کیا ہے میرے قتل مین قاتل ترا
کسلیے حسرت ہو اخگر پی بھی لے جام شراب

پھر گئی اُنکی نگہ کے ساتھ کیا تقدیر بھی
کیا ابھی باقی ہے میری اور کچھ تعزیر بھی
اُسکی مشتِ خاک سے شرمندہ ہو اکسیر بھی
پھر خفا کیون ہو کہو تو کچھ مری تقصیر بھی
تھرتھرا کر گر پڑے اکدم مین چرخِ پیر بھی
ماہ دب جھکے سامنے ہے مہر کی تنویر بھی
یاد ہے والشمس بھی واللیل کی تفسیر بھی
پھر رہا دل کا نہین پہلو مین سوسو تیر بھی
کیا نرالا ڈھنگ رکھتی ہے تری تصویر بھی
میرا سر بھی خم ہی تیری ہاتھ مین شمشیر بھی
کوئی کارِ خیر مین کرتا ہے یون تاخیر بھی

انور۔ جناب مولوی نور محمد صاحب مدرس مدرسہ ہاشمیہ بمبئی شاگرد حضرت نظامی

یون تو شاہد قتل کی ہے آپکی شمشیر بھی
دیکھنا ہی غیظ سے میرے لیے اک موت ہو
بگڑنا ہی کا ہم اپنی اور تو کیا دین ثبوت
میرے سر پر قتل کا احسان قاتل کیا ہے کم
دیکھیے لایا نہ رنگ آخر کو خونِ بیگنہ
اب ہمارے قتل کرنے مین وہ کیا لائینگے مدد
مانگتے ہین دل تو ابرو جا کی خواہان نگاہ
اسکو مارا اُسکا دل تڑپا دیا اسکا جگر
تم ادا و ناز مین لیلےٰ سے کر کچھ کم نہین
یہ تبِ فرقت نہیں بیوجہ تارونکی چمک
تلخ تا ہین ہی تری کچھ جان کی گاہک نہین
جس سے کین دو باتین اُسکو تو نے اپنا کرلیا
روے انور یار کا دیکھا تو پھیکی پڑگئی

کچھ پتا دیتا ہی لیکن خونِ دامنگیر بھی
اور پھر اس پر غضب کھینچے ہو تم شمشیر بھی
رو رہی ہے خون ایقاتل تری شمشیر بھی
دے رہا ہی جو ہوا ے دامن شمشیر بھی
سرنگون ہین آپ بھی اور آپکی شمشیر بھی
اپنی گردن بھی جھکائی۔ دی اُنھین شمشیر بھی
اپنی اپنی گھات مین ہین تیر بھی شمشیر بھی
توڑ رکھتا ہے قیامت کا تمہارا تیر بھی
ملگئی تصویرِ مجنون سے مری تصویر بھی
ہنس رہا ہے حال پر میرے سپہر پیر بھی
ہے مجھے میٹھی چھری شیرینیٔ تقریر بھی
کیا اثر جادو کا رکھتی ہے تری تقریر بھی
روشنیِ ماہ بھی اور مہر کی تنویر بھی

اعجاز - ابو الاحسان جناب منشی اعجاز صاحب چشتی صابری بھڑوچی اُستاد انجمن ارباب مہذب الاخلاق

گرم آہین زور پر ہین نالۂ شبگیر بھی
ہو رہین بھی چرخ مین چکر مین چرخ پیر بھی

رقص مین سر وجد مین ہے عاشق دلگیر بھی
قابل تحسین ہو وہ سفاک بھی شمشیر بھی

کوئی مایوس محبت ہمسا دُنیا مین نہین
روتے جاتے ہین ہمارے حال پر رہگیر بھی

گھورتی ہین حورین پریان مجکو تکتی ہین مدام
ہو محبت مین تری تاثیر بھی تسخیر بھی

وہ کیا پامال مجکو ٹھوکرون سے بعدِ مرگ
مین بھی گردش مین ہون میری خاک دامنگیر بھی

غیر کے ملتے ہی بدلا آپکی محفل کا رنگ
حواب گویا ہوگئی تعظیم بھی توقیر بھی

وائے قسمت وہ نشانہ ہو مین او ناوک فگن
کھینچتے ہی کھنچگیا تو بھی کمان بھی تیر بھی

وار پر وہ وار ہو قاتل سرِ مقتل کہ آج
سر سے پا تک سُرخ ہو میری طرح شمشیر بھی

گر نہ باور ہو تو دکھلا دو ذرا اپنا جمال
آئینہ بنجائیگی ایجان مری تصویر بھی

آگاہ - جناب نواب سید احمد مرزا صاحب دہلوی تلمیذ حضرت نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان غالب مرحوم

اُنکے ملجانے سے ہمدم بن پڑی تدبیر بھی
کچھ وہ سیدھے ہوگئے تھے کچھ مری تقدیر بھی

ننگ رُسوائی اگر مانع نہوتا اسے بتو
تم تو کیا ہو مان جاتا ہمکو چرخ پیر بھی

کنک ہی پروانہ سان اُس شمع رُوشن پر نثار
پھنس گیا دامِ اجل مین مرغ آتشگیر بھی

عشق مین لیلیٰ کے جسدن پانُون رکھا قیس نے
دشت وحشت کی اُسی دن ملگئی جاگیر بھی

رُخ بدل لیتی ہی اپنا دیکھکر سایہ مرا
ہو جفا تیری طرح مجھ سے تری تصویر بھی

کیون نہ برگشتہ رہے مجھسے نگاہِ چشم یار
ساتھ ساتھ اُنکے ہے میری گردش تقدیر بھی

مانعِ گفتار رعب حُسن ہی اُسکا نہیں
چپ کیے دیتی ہے مجکو لذت تقریر بھی

اب اثر کے دیکھنا اُنکو مرے آجائینگے
ساتھ ہے آہِ رسا کے نالۂ شبگیر بھی

قید مین وحشت نے اک ہمدر دپیدا کرلیا
ساتھ میرے نالے کے چلا اُٹھی زنجیر بھی

کھینچلا ہے کھینچکر شوقِ شہادت اُسطرف
قتل ہوتے ہیں جہان ہر روز بے تقصیر بھی

آئینے کو دیکھکر اتنے مکدر کیون ہوئے
آپ بھی ہین خو برو اور آپ کی تصویر بھی

حب مزا صید افگنی کا ہو مرے ناوک فگن
مرغ بسمل کیطرح تڑپا کرے نخچیر بھی

لے نہ جا آگاہ تو بزمِ بُتان مین بے طلب
آبرو کے ساتھ جائیگی مری توقیر بھی

اخگر - جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب جے پوری تلمیذ حضرت آگاہ دہلوی

شکل اجل کی کسطرح آنے لگی قاتل ہمین
ہو کدر ہمسے نجو د آئینہ شمشیر بھی

ہوگیا محشر بپا اسوقت ظالم پھر گئی
ہے قیامت گردشِ چشمِ بُتِ بےپیر بھی

رحم آیا تھا نہ آیا اُس بُتِ سفاک کو
خون روئی بیگناہی پر مری شمشیر بھی

پڑگیا سرگشتگیِ بخت کا اپنی جو سبر
آگیا چکر مین آخر آسمانِ پیر بھی

لو جو اپنے خنجر بازو ادا سے کام تم
عاشقون کو قتل کر سکتے ہو بےشمشیر بھی

کرکے جاتا ہے جو شمشیرِ تبسم سے شہید
ہان لگاتا جا ذرا نیچی نگہ کا تیر بھی

لیتی ہے آغوش مین اپنے اجل بھی وقتِ ذبح
ملتی ہے میرے گلے سے یار کی شمشیر بھی

جو دکھا جاتے ہین رویا مین جمالِ دلفریب
پوچھتے ہین ہم اُنھین سے خواب کی تعبیر بھی

کہتے ہین وہ تنگ آکر آہ پُرتاثیر سے
کسقدر دلدوز ہے تیرا ہوائی تیر بھی

کشتۂ تیغِ نگاہِ دستمن مین ہوگیا
گرد ہو کیونکر نہ میری خاک سے اکسیر بھی

ٹکٹکی جب باندھ دی ہے اپنی چشمِ شوق نے
چھپ کر رہ گئی ہے یار کی تصویر بھی

اب نہ وہ ہم ہین نہ وہ صحبت نہ وہ اُنکی نگاہ
کچھ دنون کے واسطے عزت بھی تھی توقیر بھی

حدبِ شوقِ قتل نے اُلٹا دکھایا یہ اثر
ہے کشیدہ مجھسے قاتل کی طرح شمشیر بھی

اے تجمل جو شجالون سے کبھی لڑ جائیگی
دیکھ لینا یہ مری بگڑی ہوئی تقدیر بھی

ثاقب جناب مولوی نجم الدین احمد صاحب بدایونی فخرِ تلامذۂ حضرت داغ و ظہیر دہلوی از بڑودہ گجرات

کھالے عبرت میرے جرمون پر دم تحریر بھی
کاتبِ اعمال ہو گر کاتبِ تقدیر بھی

ایجنون دلبستگی کی ہو کوئی تدبیر بھی
پاؤن سے میرے کھسکتی رہتی ہے زنجیر بھی

ہے وفا پیشہ یہانتک ضعف کی تاثیر بھی
غیر ممکن ہے ہمارے رنگ کی تغئیر بھی

لاغری مین پلے بندی کی عبث تدبیر بھی
کوئی رُکتی ہے صداے خانۂ زنجیر بھی

خانۂ دشمن رہے آباد غم کی کیا کمی
بڑھتی دولت ہے مری کوتاہیِ تقدیر بھی

سخت جانی کی دوا ہرگز جفا سے کم نہین
رشتۂ جان بنگیا ہے رشتۂ شمشیر بھی

ہے تماشا بیخودیِ عشق کی حیرت کہ آج
مجھکو آئینہ دکھاتی ہے مری تصویر بھی

قید مین یوسف کی نازِ حسن سے مجھ بیان
طوقِ گردن بنگئی تھی پاؤن کی زنجیر بھی

کب ستمگر بھی ہین فکر جو رہین راحت نصیب
مجھ سے چکر مین سوا رہتا ہے چرخِ پیر بھی

ایسی روئی مجھ یہ ناکامی کیخالِ چشم میں
پھوٹ ہی نکلی سیاہی خطِ تقدیر بھی

ہمکو تو پامالیِ تربت کی اچھی مشق ہی
لو مٹا دو آ کے قبرِ انورِ دلگیر بھی

اوج۔ جناب منشی محمد سلیمان صاحب احمد نگری شاگرد حضرت تجلّی جلالپوری

وان نہ نکلا تھا ابھی چلّے سے کھنچکر تیر بھی
یان دل و جان ہو گئے مجروح بھی نخچیر بھی

آہ اپنی سرنوشت ایسی مصیبت ناک تھی
تھام کر سر رہگیا تھا کاتب تقدیر بھی

انقلاب آسمان کے جب تو ہان قائل ہون ہم
اچھی قسمت سے بدل دے گر بُری تقدیر بھی

کھاتا ہے سینہ سپر ہو ہو کے کیا تیرِ نگاہ
کس جگر کا آدمی ہے آپ کا نخچیر بھی

وصل کی کوشش سے غافل ہو نہ ہمت ہار کر
کام چلتا ہی کہین اے اوج بے تدبیر بھی

آہ۔ جناب غلام یٰسین صاحب دہلوی معین خدنگ نظر از بمبئی

طالعِ بد سے نہ آئی راست اک تدبیر بھی
تو پھرا کیا ہمسے ظالم پھر گئی تقدیر بھی

دلمین لازم ہے خیال روے پُرتنویر بھی
چاہیے اس آئنے کو نور کی تصویر بھی

مستعد ہے جان دینے کو دلِ نخچیر بھی
ناوک افگن پاس تیرے ہی کمان بھی تیر بھی

سوے زندان جب ترا دیوانۂ گیسو چلا
پانون پڑنے کے لیے آگے بڑھی زنجیر بھی

خاک مین ملنا ہے تجکو خاک کا پُتلا ہے تو
خاک ہے مسمار یہ سازِ عیش بھی تعمیر بھی

جھگیا لُطف رقیبونکا دلِ دلدار پر
ہو گئی بیکار اب تحریر بھی تقریر بھی

سر مین سودا زلف کا ہے ابروونکی دلمین یاد
جان کے پیچھے پڑا ہے طوق بھی زنجیر بھی

آپ آئے خانۂ دل مین تو روشن ہو گیا
اب چمک اُٹھے خدا چاہے مری تقدیر بھی

بسملِ نوکِ مژہ ہون کشتۂ ابروے یار
ساتھ میرے ہو لحد مین تیر بھی شمشیر بھی

کمسنی مین چاہتے ہو تم اگر مشقِ جفا
ترچھی چتون سے ذرا سیکھو لگانا تیر بھی

حالِ زخمیِ محبت سے کسے صدمہ نہین
خم کیے ہے سر کو اے قاتل تری شمشیر بھی

روح سارے جسم کی آتی ہی کھنچکر کا نہین
سحر ہے ظالم تری جادو بھری تقریر بھی

آہ اُس سفاک نے ہمپر کبھی کھایا نہ رحم
روتے جاتے ہین ہمارے حال پر رہگیر بھی

تجلّی۔ جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب جلالپوری تلمیذ حضرت نائب شاہجہانپوری معین خدنگ نظر

چٹکیان لیتی ہی ہر دم دلمین بے تقریر بھی
شوخ ہی تیری طرح ظالم تری تصویر بھی

کینہ جُو کیا کاٹ رکھتی ہی تری تقریر بھی
جسکے آگے کُند ہے چلتی ہوئی شمشیر بھی

بدنصیبی کی نہین اچھی شکایت یار سے
خوش رہا کرتے ہین ہم پاکر بُری تقدیر بھی

آہ جب مجنون نے کی بیتاب لیلیٰ ہو گئی
دل ہلا دیتی ہے ہلکر بے صدا زنجیر بھی

خود اُٹھائے اپنی محفل سے ہمین کوئی جلال
کیا نہین رکھتی ہماری آہ یہ تاثیر بھی

جوشن۔ جناب ابوالحسن حسن بن علی صاحب عرائض نویس ہائیکورٹ نواب سر خورشید جاہ بہادر از حیدرآباد

مسکرا دیتے ہین وہ نیچی نظر سے دیکھکر
کچھ اثر کرنے لگا اب نالۂ شبگیر بھی

کیون لیے بیٹھے ہو اُٹھنے دو ہماری لاش کو
روتے جاتے ہین ہمارے حال پر رہگیر بھی

سینہ شق دل چاک چھلنی ہوگیا سارا جگر
توڑ کیا رکھتا ہے اُس ترچھی نظر کا تیر بھی

حبیب۔ جناب حبیب شاہ خانصاحب شاگرد حضرت ظہیر دہلوی از ٹونک

کیون خفا ہین آپ آخر کچھ مری تقصیر بھی
بیخطا مجرم ہوا اور واجب التعزیر بھی

اسقدر ناساز ہے مجھسے زمانہ آجکل
خاک ہوجاتی ہے میرے ہاتھ مین اکسیر بھی

ادنون ہے بخت دشمن کا رسا تو بچ گیا
دیکھنا ہوجائیگی یاور مری تقدیر بھی

بعد مردن میری قسمت نے دکھایا ہے یہ رنگ
ہے عزاداروں مین میرے وہ بت بے پیر بھی

خط تو لکھکر بھیجدے اکبار تو قاصد کے ہاتھ
آزمالے اے حبیب اپنی ذرا تقدیر بھی

خندان۔ جناب میر باقر حسین صاحب شاگرد و برادر خورد جناب گریان لکھنوی

کسقدر پیوست تھا سفاک تیرا تیر بھی
جسکے کھنچتے ہی نکل آیا دل نخچیر بھی

فرطِ شوق ذبح سے بر آئیگا مطلب مرا
کام جلدی کا کرے گی قتل کی تاخیر بھی

نزع کی حالت ہے رہ جاتے ہین رکون کسطرح
مجھ مین تو باقی نہین ہے طاقتِ تقریر بھی

تیر کا کھنچنا اُگلوا تا نہ کیون مجھکو لہو
سینے مین دل کی طرح سے تھا کسیکا تیر بھی

ذبح اتنا جلد مشتاق تکلم کو کیا
کان تک آنے نہ پایا نعرۂ تکبیر بھی

ایسی بیدردی سے قاتل نے کیا ہے مجکو ذبح
رو رہی ہے خون چشمِ جوہرِ شمشیر بھی

اب علاج اس بدگمانی کا خدایا کیا کرون
کچھ تو سمجھے وہ جو مجھ سے لے گئے تصویر بھی

دلمین رکھا تھا کہ شاید اس سے کچھ ہوگا سکون
دشمنِ تاب و توان نکلی تری تصویر بھی

کرکے مت اُسکو دو ماتو نین رہنی کرلیا
اک طلسم طرفہ ہے خندان تری تقریر بھی

راقم۔ جناب خواجہ مرزا قمر الدین خانصاحب دہلوی نبیرۂ فخر المتاخرین حضرت غالب دہلوی مرحوم

آپکی ہمسے ہوئی شہرت بھی اور توقیر بھی
ورنہ پردے ہی مین رہتی حسن کی تشہیر بھی

مُنہ سے قاتل کے نہ نکلی آیتِ تکبیر بھی
رہ گئی افسردہ ہوکر حسرتِ نخچیر بھی

کہ رہا ہون حالت دل اور پھر خاموش ہون
ہون لبِ زخمِ جگر گویا تہِ شمشیر بھی

اسکو کہتے ہین کہ بدتر از گنہ عذرِ گناہ
عشق و مجبوریِ دل کا نام ہی تقصیر بھی

جان پر کھیلے یہانتک ہم کہ آخر تھک گئے
عہد طفلی ہی سی ٹھہرے نوجوان بھی پیر بھی

چرخ کو قدِ خمیدہ پر جوانی کی ہوس
راہ سے واپس کب آیا ہی کمان مین تیر بھی

شوقِ وصل حور مین آخر ہوئی ہے عمرِ شیخ
کاش مرتے ہی جوان ہوجائے یہ بے پیر بھی

ہاے اپنے حال پر مین آپ رو سکتا نہین
مجھ پہ ہنستی ہے مری ناکامیِ تقدیر بھی

پرتوِ جسمِ خیالی ہون مرا سایہ کہان
لاغری سے کھنچ نہین سکتی مری تصویر بھی

دوست کیا دشمن بھی ہوتے ہین مسخر خود بخود
سحر سے کچھ کم نہین شیرینیِ تقریر بھی

دیکھتی ہے سخت جانون کو عجب حسرت کے ساتھ
دیدۂ بسمل ہے چشم جوہر شمشیر بھی

پاے وحشت کو گوارا غیر کی شرکت کہان
ہوگئی واماندہ آخر گردشِ تقدیر بھی

عشق و دعوایِ وفا اور پھر طلبگاریِ مزد
جان کھوئی کوہکن نے لاکے جوئے شیر بھی

سنگ طفلان پیش و پس شور قیامت ہر اس و چپ
فتنہ سامان ہین دیارِ عشق کے رہگیر بھی

اب بھی کیا جذبِ دلِ بسمل کے تم قائل نہین
دیکھو ترکش مین نظر آتا ہے کوئی تیر بھی

موسمِ گل مین لگی رہتی ہین آنکھین اسطرف
قفل بابِ میکدہ ہے حلقۂ زنجیر بھی

خاکساری نے بنایا ہمکو ثاقب کیمیا
اس سے بڑھکر اور کیا ہی نسخۂ اکسیر بھی

جلال ۔ جناب حکیم سید ضامن علیصاحب لکھنوی

عفو بھی کرتے نہین دیتے نہین تعزیر بھی
مجرمانِ عشق کی آخر کوئی تقصیر بھی

میرے لکھے کی ہی شاہد عشق مین تقدیر بھی
پیش کی ہے خط پیشانی مین اک تحریر بھی

یون پڑا ہی دل مرا اک رہگزر مین پائمال
ہاتھ گھڑیون ملتے ہین جسپر کھڑے رہگیر بھی

کھو دیا دونون کو تونے اے تلاشِ مدعا
آہ خود بھی ہوگئی گم آہ کی تاثیر بھی

وصل کی صورت نہین ممکن تو صورتگر سی کیا
کھنچ نہین سکتی بہم میری تری تصویر بھی

کون اُسکو وصل کی شب روکتا وقتِ سحر
سوگیا مین بھی مری جاگی ہوئی تقدیر بھی

کہتی ہی میری زبانِ حال اُس سی میرا حال
مدعاے دل ادا ہوتا ہے بے تقریر بھی

گھر سے نکلو دے رہی ہی دستکین دیوانگی
سلسلہ جنبان درِ عاشق کی ہی زنجیر بھی

کیون چھڑاتا ہی نہ چھوڑے گا یہ بی رسوا کیے
خون دامنگیر ہی قاتل گریبانگیر بھی

اک گلِ بازی تھا دل دستِ اُمید و بیم مین — دیکھئی کیا لطف و عدے مین تری تاخیر بھی
سو جگہ کاٹا ہے لکھ لکھکر جوابِ مُدعا — شوخیون سے یار کی خالی نہین تحریر بھی
سب کو قربِ حُسن ہوتا ہی زمانے مین پسند — اُنکی چٹکی سے نہ چھوٹون چاہتا ہی تیر بھی
ہو چلین آہِ اسیران سے تری زلفین دراز — دیکھنا اکدن یہ ہونگی پاؤن کی زنجیر بھی
قسمتِ آئینہ پر ہوتا ہے کیا کیا مجکو رشک — سامنے وہ اور ہی آغوش مین تصویر بھی
دل جگر تیرِ حوادث سے ہوے رسوا ہدف — شعر جب کہیے کہ ہو کچھ فرصتِ تحریر بھی

زاہد جناب منشی ولایت علیخان صاحب بی سوار فسٹ لانسر چھ ترب ششم مومن آباد شاگرد جناب اخگر دکھن مرحوم

نیمچہ ہے ہاتھ مین زیبِ کمر شمشیر بھی — سو بچکر آئے ہین شاید قتل کی تدبیر بھی
خفتگانِ خاک زندہ ہوتے ہین آواز سے — صورتِ عیسیٰ ہی گویا آپ کی تقریر بھی
رفتہ رفتہ آپکے مجنون کی یہ نوبت ہوئی — طوق گردن مین پڑا ہے پاؤن مین زنجیر بھی
جانِ شیرین عشقِ شیرین مین گئی فرہاد کی — دل مین حسرت رہ گئی لایا نہ جوئے شیر بھی
جسنے زاہد کی غزل دیکھی وہ دیوانہ ہوا — کوئی جادو کا اثر رکھتی ہے یہ تحریر بھی

زیبا جناب حاجی عبدالرحمن بن جان محمد صاحب عطار ساکن بمبئی پائے دھونی

یاد آیا میکدے سے خوشش عاشق لگیہ بھی — انکی عزت بھی تری محفل مین تھی توقیر بھی
جان دینے کے سوا جی سے گزرنے کے سوا — ہمدمو ہے وصل دلبر کی کوئی تدبیر بھی
کون پہونچائے خبر اُس بیوفا کے کان تک — بے اثر ہین آہ اپنے نالۂ شبگیر بھی
چُنکے افشان بام پر جسوقت آتا ہے وہ ماہ — تارے کرتا ہے نچھاور آسمانِ پیر بھی
آہ بے تاثیر ہی کرنے پہ ہم آئین اگر — پار ہو جائے فلک کے یہ ہوائی تیر بھی
دیکھکر زیبا ہمین برباد راہ عشق مین — روتے جاتے ہین ہمارے حال پر رہگیر بھی

سلام جناب سید خواجہ معین الدین صاحب چشتی شاگرد رشید حضرت شمشاد لکھنوی و حبیب کنتوری از حیدرآباد

منتشر ہی آہ بھی اور دور ہے تاثیر بھی — دشمنِ جان ہو گئی ہے آجکل تقدیر بھی
وصف غیرو نکے ۔ مذمت بھی مری تحقیر بھی — دل دُکھاتی رہتی ہے ظالم تری تقریر بھی
اُلفتِ ابرو و مژگان نے کیا مجکو تمام — تیر بھی دل مین ہین اور گردن پہ ہی شمشیر بھی
پاؤن اپنے جب پٹکتا ہون دمِ جوشِ جنون — میری بیتابی پہ نالے کرتی ہے زنجیر بھی
کیون کیا ہے ناوکِ بیداد کا دلکو ہدف — سچ بتا ظالم کہ ہے میری کوئی تقصیر بھی

شمع پروانے سے الفت یون سرِ محفل نکر
تاک مین وا ہو رہا ہے دیدۂ گلگیر بھی

ہو چکی دل کی رہائی حلقہ ہاے زلف سے
ہر شکن بیڑی ہے زندان حلقۂ زنجیر بھی

خط مین لفظِ وصل پر تم کھینچدیتے ہو لکیر
کیا نرالی ہے ادا اور شوخیِ تحریر بھی

ہے رہائی کی خبر کیا مجھ اسیرِ عشق کی ؟
جو مبارکباد مین ہے خندۂ زنجیر بھی

اب ہوا محشر کا باور یار کی رفتار سے
آج دیکھا آنکھ سے سامان دار و گیر بھی

جوہرِ شمشیر پر جوہر ہو لطف آنے سے مجھے
غیر کا چاٹے ہوے ہو گر لہو شمشیر بھی

حسن صورت مین وہ ہو گا کسقدر عالم فریب
جسکا عالم سوز ہے یہ جلوۂ تصویر بھی

مین بھی گویا آسمان ہون اس زمین پر بدنصیب
بخت چکر مین مرا گردش مین ہے تقدیر بھی

خانہ زادِ زلف دل ہے ہو رہائی کس طرح
توڑ دیتا تو ہے کی ہوتی اگر زنجیر بھی

منہ یہ کہکر اُنکو اچھا کیا پشیمانی ہوئی
قدر کھوئی اپنی بھی اور بات کی توقیر بھی

رُسوا۔ جناب سیّد محمد صغر صاحب لکھنوی خلف میر وزیر علیصاحب اخگر مرحوم

سوچ پہلے اے قدر انداز یہ تدبیر بھی
دل بھی بچ جائے نہ خالی جائے تیرا تیر بھی

وسکے زخمون مین ہے سوزِ عشق کی تاثیر بھی
چارہ گر سے کہد لیتا آئے آتشگیر بھی

قتل عاشق کے لیے لو جنبش ابرو سے کام
جیسے تم نازک ہو ویسی چاہیے شمشیر بھی

اب وہ معشوقون سے بھی جلنے لگے یہ حکم ہے
شمع کے ہمراہ آئے بزم مین گلگیر بھی

ہے نظر میری طرف اغیار کیون بیتاب ہین
دل اُڑا لیجاتی ہے شاید ہوائے تیر بھی

جان بلب گو مین ہون لیکن التجا سے ہے ننگ
نالہ فرقت مین نہین منت کش تاثیر بھی

شامِ فرقت کی کہی اسطرح اُنسے سرگزشت
کھینچتا مانی تو کھینچ سکتی نہ یون تصویر بھی

نوجوانی مین پڑے ہین آپکے ابرو پہ بل
کھینچیے گا تڑھکے ہر اک بات پر شمشیر بھی

تمکو اور پاس وفا بس مجکو باور آچکا
یار چھپ سکتی ہے ہونٹ کی کہین تقریر بھی

سمجھے تھے گستاخیونسے قرب ہی ہوگا نصیب
دی نہ اُس ظالم نے اپنے ہاتھ سے تعزیر بھی

تیرا دیوانہ ہوا طولِ اسیری سے یہ زار
اک صدا لئے ناتوان ہے نالۂ زنجیر بھی

ہجر مین مشقِ تصور کا نہین آتا یقین
اب خیالی کھینچکر دیکھونگا اک تصویر بھی

کمسنی مین سادگی جسکی قیامت خیز تھی
وہ جوان ہے آنکھ مین سرمے کی ہے تحریر بھی

جبہہ سائی اُسکے دل پامال کرنے پر بھی کی
مدعا یہ تھا کہ مٹ جائے خطِ تقدیر بھی

دل ندے کوئی بتون کو اپنے سنگِ قبر پر
قطعۂ تاریخ کے ہو ساتھ یہ تحریر بھی

دیکھکر جلوہ کسیکے عارضِ پُر نور کا
ہو گیا حیرت سے مین آئینہ بھی تصویر بھی

ہو کے بزم آرا لیے لیتے ہین اک عالم کا دل
یار کے ناز و ادا بھی حُسن عالمگیر بھی

دیکھکر دونوں کو دونون دنگ ہین آئینہ سان
چپ ادھر مین بھی اُدھر ساکت تری تصویر بھی

ایک دم ٹھہرا نہ دلمین ہو گیا سینے سے پار
بیوفا وہ ترک بھی ہے اور اُسکا تیر بھی

ایسی ایسی جوش وحشت میں اُٹھائی ہی کڑی
مین تو کیا فریاد کرتی ہے مری زنجیر بھی

کیا جلاتا ہے کسی کی بزم مین پروانو نکو
بوسے لے لیکر زبان شمع کے گلگیر بھی

دشمنِ جان ہی شبِ وصل صنم مین ای شرر
بانگ مرغان سحر بھی نعرۂ تکبیر بھی

شمس۔ جناب شمس صاحب یٰسین بمبئی

واہ کیا ہے جلوۂ حسنِ بُتِ بے پیر بھی
چھپ جاتی ہے نگاہِ مہر پُر تنویر بھی

کتنے ہین جانباز تیرے عاشقِ دلگیر بھی
ہارتے ہمت نہین و قاتل تہِ شمشیر بھی

تو نے بھی کی بیرُخی پایا جو مجکو سخت جان
رہگئی منہ موڑکر قاتل تری شمشیر بھی

تو بھی ہو ایسا کہ تیری شکل پر قربان دل
پیار کے قابل ہے اے دلبر تری تصویر بھی

کسکو ملتا ہے بھلا معشوق تمنا دلنواز
مین بھی اچھا عاشقوں مین ہون مری تقدیر بھی

کیوں خفا ہو کسلیے تم کھا رہے ہو پیچ و تاب
کچھ خطا بھی میری آخر کچھ مری تقصیر بھی

دیکھتے ہیں کوے قاتل ہین جو ہمکو جان بلب
روتے جاتے ہین ہمارے حال پر رہگیر بھی

اللہ اللہ کسقدر دلکش ہین انداز و ادا
شان خالق ہے بگر حسنِ بُتِ بے پیر بھی

صحبتون مین مہ جمالونکی نہو کیونکر بسر
اوج پر ہے حضرتِ شمس آپکی تقدیر بھی

شہرت۔ جناب سید باقر حسن عرف اچھے صاحب خلف جناب سید حسن صاحب لطافت مرحوم

گو کہ ہے اس نام سے مشہور چرخ پیر بھی
تفرقہ پرداز عالم ہے تری شمشیر بھی

دل مرا نادان بھی ہی کرتا ہی یہ تقصیر بھی
پیار کے لائق بھی ہے اور قابلِ تعزیر بھی

یہ کہے دیتا ہون او بیدرد آہستہ سے کھینچ
دل بھی نازک ہی مرا نازک ہی تیرا تیر بھی

ہاتھ وہ گردن مین ہین اور پانونسی لپٹی ہی زلف
اے جنون پہنے ہوے ہون طوق بھی زنجیر بھی

دیکھ قاتل خوب مقتل مین دیا دونون نے ساتھ
رُک گئی جب سانس میری تھم گئی شمشیر بھی

ہم وہ قیدیِ قفس ہین باغ کا تو ذکر کیا
آنکھ سے دیکھی نہ اک دن باغکی تصویر بھی

حر خدا اب کس سے رکھون چارہ سازی کی اُمید
آپ بھی مجھ سے خفا برگشتہ ہے تقدیر بھی

داستانِ اضطرابِ دل لکھون کسطرح سے
ہو دلیل بیخودی تحریر بھی تقریر بھی

ق

ہاتھ پر قابو نہین بسکہ بگڑجاتے ہین حرف
لوٹتی ہے صفحۂ قرطاس پر تحریر بھی

خاک کردیتی نہین دل کو فقط برقِ نگاہ
پھونکتی ہے آتشِ رُخسار کی تنویر بھی

اب نکلجاتے ہین اکثر چھوڑ کر قلب وجگر
بیرُحی کرنے لگے تیری نظر کے تیر بھی

دل لگے پر کالے اُڑاتی ہے یہ پڑجاتی ہی جب
برق خاطف بھی نظر تیری ہی اور شمشیر بھی

ہوگا وہ جو کچھ مقدر مین لکھا ہی اے سلام
کچھ نہ کچھ لازم ہے انسان کو مگر تدبیر بھی

شاغل جناب حکیم علی محمد صاحب مصنف نظم دلفریب رئیس بمبئی شاگرد حضرت تائب شاہجہانپوری

پیار کے قابل ہے خود حسنِ بتِ بے پیر بھی
پھر وہ ہے نام خدا خوشخو بھی خوش تقریر بھی

وہ جو روٹھے ہین خفا ہے آسمانِ پیر بھی
ناموافق ہو رہی ہی خود بخود تقدیر بھی

قتلگہ مین دیکھکر بدلے ہوے تیور ترے
ہو رہی ہے میان سے باہر تری شمشیر بھی

دورِ جامِ مہر ومہ کیسا ہی اُسکی بزم مین
ہو نہو ہے رند میکش آسمانِ پیر بھی

جاؤ جاؤ کر چکے تم اپنے جانبازون کو قتل
دستِ نازک سے تو اُٹھ سکتی ہین شمشیر بھی

دل رہے قابو مین کیونکر طالبانِ دید کا
چشم پُرفن مین تری ہے سحر بھی تسخیر بھی

دیجیے جیسی سزا منظور ہو کسکو ہے عذر
لیکن اوّل کیجیے ثابت کوئی تقصیر بھی

وقتِ نظارہ جو مین حیرت کا پُتلا بنگیا
دیکھکر مجکو ہے حیران یار کی تصویر بھی

رہتے ہین ہر وقت چکر مین زمین وآسمان
کس غضب کی ہے ہماری گردشِ تقدیر بھی

سرد مہریِ بُتان کی بندھگئی جب سے ہوا
ہوگئی کافور آہِ گرم سے تاثیر بھی

دیکھین کسکو پہلے زیرِ تیغ کرتا ہی وہ تُرک
غیر بھی ہین قتلگہ مین عاشقِ دلگیر بھی

آستانِ یار پر کب تک رہے گا جبہہ سا
پھوٹ جائیگی کسیدن غیر کی تقدیر بھی

رام ہوتا ہی نہین وہ بُت کسی تدبیر سے
ناموافق کتنی ہے شاغل مری تقدیر بھی

شرر۔ عالیجناب حاجی نواب سید سلطان علیخان صاحب بہادر لکھنوی تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

ہاے بن پڑتی نہین الفت مین یہ تدبیر بھی
آزمائین ہم کہین بگڑی ہوئی تقدیر بھی

کان تک اُسکے نہ پہونچے نالہ شبگیر بھی
جاتی ہے اوپر ہی اوپر آہ بے تاثیر بھی

جس سے محفل مین لڑی آنکھ اُسکی وہ مارا پڑا
چلگیا ابرو کا خنجر بھی مژہ کا تیر بھی

کیا نشان اپنا پتاؤن تجکو اے صیاد خلق
کوئی تھا فتراک مین بے بال و پر نخچیر بھی

تیری صورت بات کا یہ بھی نہین دیتی جواب
حسن پر مغرور ہے اپنے تری تصویر بھی

وصل کیونکر ہو جو لکھا ہی نہو تقدیر مین
لاکھ وہ وعدہ کرین دیدین اگر تحریر بھی

ہم سخن ہونے کی ہے اُس شوخ سے حسرت مگر
حضرت دل ہو سکے جب آپ سے تقریر بھی

عشق اُس بُت کا مقدر مین اگر تھا اے خدا
غیر کی تقدیر ہوجاتی مری تقدیر بھی

کیسی مشکل ضبط کو اُس شوخ کی محفل مین ہے
خود ہی اُٹھواتا ہے پھر ہوتا ہے دامنگیر بھی

طالب۔ جناب منشی جگناتھ سہاے صاحب تھانوی تلمیذ حضرت میکش تھانوی

بخت بھی اپنا موافق ہے رسا تقدیر بھی
آرہا ہے راہ پر اب وہ بُت بے پیر بھی

اے فلک ناکام ہی فرہاد کو تونے رکھا
کاٹ کر پتھر کو لایا گرچہ جوئے شیر بھی

لطف جینے کا ہمارے کچھ نہ دُنیا مین رہا
آپ بھی ناراض ہین برگشتہ ہے تقدیر بھی

بات تک کرتی نہیں ہے عاشق دلگیر سے
کسقدر مغرور ہے او بُت تری تصویر بھی

اپنے ہاتھونکو نہ اے حداد تو تکلیف دے
روک سکتی ہے کہین جوش جنون زنجیر بھی

ظلم تو دیکھو۔ وہ مجکو قتل کر کے کہتے ہین
لاش اس بدبخت کی ہے قابل تشہیر بھی

شبکو مین نے غیر کے پہلو مین دیکھا تھا اُسے
ہوتی ہے برعکس شاید خواب کی تعبیر بھی

ظہیر۔ جناب مولانا سید ظہیر الدین حسین صاحب دہلوی تلمیذ رشید خاقانی ہند ذوق مرحوم

بے خطا آزردگی بے جرم پھر تعزیر بھی
کچھ خطا کوئی گنہ کوئی مری تقصیر بھی

تم بھی اُس پر مہربان ہوا در چرخ پیر بھی
تمسے اچھا غیر ہے اور غیر کی تقدیر بھی

پائے بند زلف بھی ہون بستۂ زنجیر بھی
بال باندھا چور ہون اور صاحب تقصیر بھی

تم کشیدہ کیا ہوے گویا خدائی پھر گئی
رہ گئے کھنچ کھنچ کے مجھپر خنجر و شمشیر بھی

کہتے ہین قاصد سے وہ بس بس نکر خالی دماغ
دیکھ لی تحریر بھی سُن لی تری تقریر بھی

عذر ربط غیر پر کیونکر نہون مین بدگمان
ہے زبان بہکی ہوئی اُلجھی ہوئی تقریر بھی

ہمنے یہ مانا پذیرا وان نہین ہوتی دُعا
اُڑ گئی جذب محبت کیا تری تاثیر بھی

در رکھا ناصح نے زندان مین مجھے اس سے حصول
قید ہے کیا ساتھ میرے نالۂ زنجیر بھی

آئینہ کیا دیکھتے ہین آپ مجھ سے پوچھیے
آپ بھی تصویر ہین اور آپکی تصویر بھی

تمہین کہدو کہ اب کسکو نکالا چاہیے
حسرت وارمان بھی ہین دلمین تمہارا تیر بھی

دید کی موسیٰ نے خواہش کی تو غش کھا کر گرے
جیسی تھی تقصیر ویسی ہی ملی تعزیر بھی

خیر راحت ملگئی ہر وقت کی تکلیف سے
لیگئی وہ دل بھی میرا اور اپنا تیر بھی

جسطرف قاتل نے پاس اپنے بٹھایا ہے مجھے
کیا کرون اے رشک اُسی پہلو مین ہے شمشیر بھی

گھر سے تم ترکش سے یہ باہر نکلتے ہی نہین
کیا تمہاری طرح سے خانہ نشین ہین تیر بھی

مول لیکر طوق پہنا ہے گلے مین تمنے آج
کل خرید وگے ہمارے پاؤن کی زنجیر بھی

آپ نے ناوک لگا کر کیون کیے خنجر کے وار
ہوگیا ہمراہ دل کے ٹکڑے ٹکڑے تیر بھی

آئینے کے چھالون کو اور آئینے کو دیکھیے
یہ ہمارا دل بھی ہے اور آپ کی تصویر بھی

قتل مجھ وحشی کو تم کرنا جکڑ کر دست و پا
سیلتے آنا تیغ کے ہمراہ اک زنجیر بھی

فرق یہ ہے مین ہون زندان مین وہ آئینے مین ہے
قید میری طرح مجھ وحشی کی ہے تصویر بھی

بزم مین شہرت مری اشعار کی دیدیکے داد
سب بڑھاتے ہین مرا دل بھی مری توقیر بھی

صابر۔ جناب منشی محمد قدرت غنی صاحب مقیم منگولی تلمیذ مہتمم خدنگ نظر

کر چکے تم قتل مجھکو کھینچ چکی شمشیر بھی
ہان لگا دو دلپر اک ترچھی نظر کا تیر بھی

مین ہی نذر بیخودی و محوِ حیرانی نہین
نقش حیرت اور ہے اِک یار کی تصویر بھی

بیقراری نے بڑھایا اور لطفِ انتظار
آپ کی بے مصلحت ہرگز نہ تھی تاخیر بھی

دیکھتے ہی دیکھتے لیتی ہے دلمین چٹکیان
کسقدر سفاک ہے اُس شوخ کی تصویر بھی

کیا کہون کس کشمکش مین ہین اسیر زلف یار
کوچہ گردی کی بھی حسرت پانؤمین زنجیر بھی

صدمے فرقت کے دل آزاری کو میری کم نہ تھے
ہوگیا ہے دشمنِ جان آسمانِ پیر بھی

مشق تو مین عام دلچسپی بھلا صابر کہان
آتے آتے ہر سخن مین آتی ہے تاثیر بھی

* ضبط۔ جناب حاجی سید سلطان احمد صاحب تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

کیا کرون نہین بن نہین پڑتی کوئی تدبیر بھی
مجھسے تیری طرح بگڑی ہے مری تقدیر بھی

مجھ نحیف و زار سے کیونکر اُٹھین دوہرے ستم
جور مین تیرے ہے شامل ظلم چرخ پیر بھی

اِک شریکِ حال ہے یہ تو کڑی مین اے جنون
ساتھ میرے نالے کرتی ہے مری زنجیر بھی

میری بیتابی تمہین بیتاب رکھے گی ضرور
چین سے سونے نہ دیگی آہ بے تاثیر بھی

دل جلون پر رحم تو کرتا نہین یہ شمع پر
تجھ سا بیدرد انجمن مین تیری ہے گلگیر بھی

اُسکے در پر محض سر ہی پھوڑنے جاتی نہین
آزماتا ہے کہین پھوٹی ہوئی تقدیر بھی

* آپکا تخلص پہلے "شوخ" تھا اب "ضبط" سے بدل دیا ہے۔

فخرؔ۔جناب نواب سید فخرالدین حسین صاحب شاگرد جناب آرزوؔ لکھنوی

اُلٹی ہی مضمونِ چاکِ دل کی ہو تاثیر بھی
پھاڑ کر وہ پھینک دیتے ہین مری تحریر بھی

سخت ہو جادہ ترا اے رہروِ دشتِ جنون
یہ صدا دیتی ہے اب تو پانؤنکی زنجیر بھی

یار اگر آتا نہین تو موت کیون آتی نہین
اُڑ گئی میری زبان سے کیا بُری تاثیر بھی

دیکھیے ہوتی ہو جانِ زار کسکی نذرِ ظلم
وہ جوان بھی ہے عدو اور آسمان پیر بھی

اسقدر رشقِ تصور نے اثر پیدا کیا
بنگئی آنکھون کی پُتلی یار کی تصویر بھی

جیب و دامن کم نہین جوشِ جنونمین قید سے
طوق بھی گردن مین ہو اور پانؤمین زنجیر بھی

بے بُلائے کسطرح وہ فخرؔ کے گھر آئینگے
کچھ کمی کرتی ہے اب تو آہ کی تاثیر بھی

فیضیؔ۔جناب شیخ محمد احسن صاحب ہبکاپوری طالبعلم خلف جناب شیخ اطہر حسین صاحب انسپکٹر

قمریون کے واسطے لازم تھی یہ تدبیر بھی
طوق تھا گردن مین ہوتی پانؤمین زنجیر بھی

جان بھی لیتے ہین بنواتے ہین تربت بھی مری
گھر مرا برباد بھی کرتے ہین وہ تعمیر بھی

دیکھا او قاتل کہ دونون آج بیدم ہو گئے
دم ترا بسمل بھی رکھتا تھا تری شمشیر بھی

ایک کو جنت عطا کر ایک کو دوزخمین بھیج
مین بھی حاضر ہون الٰہی اور مری تقصیر بھی

کِسطرح آتا الٰہی میرے نالون مین اثر
جب دُھوان پھیلا تو اندھی ہو گئی تاثیر بھی

کلیمؔ۔جناب مولوی محمد عبدالرحیم صاحب لکھنوی

وہ بھی سُن رکھے مری سُن لے یہ چرخِ پیر بھی
اب کوئی بگڑا تو بگڑیگی مری تقدیر بھی

خاکِ کوئے یار سے بڑھکر نہین اکسیر بھی
لال ہو جاتی ہو میری پانؤمین زنجیر بھی

وقتِ نظارہ بنا دیتی ہے دیوانہ مجھے
مجھ سے تیری طرح کھنچتی ہو تری تصویر بھی

رہتی دُنیا تک خدا رکھے تری جانباز کو
تیغ بھی زیبا تجھی کو ہو تجھی کو تیر بھی

ہر جگہ تو جلوہ افگن ہے زمین کیا چرخ کیا
مہر سے تیری ہو روشن مہر کی تنویر بھی

کیون چُراتے ہو نگاہین مجھسے وقتِ قتل تم
تیر بھی پڑتے رہین پھرتی رہے شمشیر بھی

اور بھی تڑپائے گا کمبخت مجکو اضطراب
دلمین وہ بھی میہمان ہو اور اُسکا تیر بھی

بخت نے پہلے ہی سے دیوانہ مجکو کر دیا
کچھ سمجھ سکتا نہین بیکار ہو تدبیر بھی

تیرے دیوانے نہ جانین کسقدر عالم مین ہین
کچھ دنون سے اب تو عنقا ہو گئی زنجیر بھی

نامہ بر دیوانہ ہو جاتا نہ اُسکو دیکھکر
لے مری تحریر بھی سُن لے مری تقریر بھی

بیٹھنا دل چھوڑ کر اہل طلب سے ہی بعید
گو مقدم ہی مقدر شرط ہے تدبیر بھی

حیلہ جو قاصد ملا فریاد نکلی نارسا
میری قسمت کیطرح درماندہ ہی تدبیر بھی

ہوش کی بنو اسئے حضرت سلامت خیر ہے
جاہ کے دعوے ظہیر اور خواہش توقیر بھی

عالم - جناب عالمگیر محمد خانصاحب رئیس جاؤرہ شاگرد حضرت جلیب کنتوری

کی دعا ہمنے تو دی اللہ نے تاثیر بھی
دیگی قسمت بھی تجھے پر شرط ہی تدبیر بھی

دے گیا ہے غیر کو دھوکے مین قاصد خط مرا
ہو بُری قسمت تو اُلٹی پڑتی ہے تدبیر بھی

رُک سکے کا جوش وحشت اُسسے کیا ای چارہ گر
پھینک دونگا توڑ کر مین طوق بھی زنجیر بھی

کرتی ہے مجروح یہ قلب و جگر عشاق کے
ہی نگاہِ ناز تیری تیر بھی شمشیر بھی

اُسنے چلتے چلتے آنکھین چار کین جسنے گرا
اب نظر کے تیر سے بچتا نہین رہگیر بھی

روکے خوانِ الفت مین برسون ہو چلا ہون سرخرو
گاہے ماہے کرتے ہین وہ اب مری توقیر بھی

سختیون مین ہجر کے ہو جائیگا سامانِ وصل
کھینچتا ہون لوح دل پر مین تری تصویر بھی

کشمکش مین کوچہ الفت کی کیا ٹھہرےگا یہ
ساتھ آتا ہے تو آئے خار دامنگیر بھی

لاغری نے قابلِ زندان نرکھا حیف ہے
اب تو کافی ہوگا مجکو خانۂ زنجیر بھی

دل کبھی خالی نہ پایا مین نے یادِ زلف سے
کھُل گیا اب عاشقِ فتراک ہی نخچیر بھی

دُور سے آئی ہے لینے یادِ یاران وطن
کس خوشی سے جاؤرہ جاتے ہین عالمگیر بھی

عنایت - عالیجناب راجہ عنایت سنگھ صاحب بہادر رئیس لکھنؤ و تعلقہ دار ریلی

دیکھ میرے جذب سحر انگیز کی تاثیر بھی
بات جب او بیدھین بولے تری تصویر بھی

میرا قاتل ہوگا چشم و ابرو و مژگان سے یار
پاس اُسکے دشنہ بھی ہی تیغ بھی ہی تیر بھی

بوسہ سیمین رُخ کا دو جبین بر جبین ہو کر مجھو
سمجھو عاشق کو دیا انعام بھی تعزیر بھی

وہ نگہ سے لائین قابو مین اگر۔ باتونسے مین
چشم ہے پر سحر اُنکی تو مری تقریر بھی

عشق مین میری تعجب خیز حالت ہوگئی
جمع ہین ضدین ہون دلدادہ بھی دلگیر بھی

سرد مہری کا گلہ سُنکر ہوئے افروختہ
بولے آہِ گرم مین تیری ہی کچھ تاثیر بھی

دلمین ہے جوش جنون۔ ہی ضعف تن زنجیر پا
ہجر مین ہمدرد ہین میرے جوان بھی پیر بھی

نامہ پاکر میرا آئے وہ مگر ہمراہ غیر
گردش قسمت سے اُلٹی ہو گئی تدبیر بھی

اعتقادِ کشبۂ تقدیر ہی لازم مگر
اے عنایت ساتھ ہی ملزوم ہی تدبیر بھی

وصل مین چُپ بیٹھنے پر گدُگدُاؤن اسطرح
آپ تو کیا بول اُٹھے آپ کی تصویر بھی

ایک میرے دلمین لیتے ہین یہ دونون چٹکیان
خار حسرت بھی کھٹکتا ہے تمہارا تیر بھی

ایسی بے رحمی سے ظالم نے کیا ہے قتل ہا ہم
روتے جاتے ہین ہمارے حالپر رہگیر بھی

ہون مین وہ حسرت زدہ مجنون کہ میری چاپر
ہر قدم پر نالہ کش ہے پاؤن کی زنجیر بھی

ملکے دونون اُنکو چونکا دینگے خواب ناز سے
نالۂ دل بھی ہے میرا نالۂ زنجیر بھی

بیخودی مین لے لیا بوسہ تری تصویر کا
عفو کے قابل بھی ہون مین لائق تعزیر بھی

ضعف سے گردن جُھکائے جسطرح بیٹھا ہون مین
جُھک نہین سکتا ہے اتنا آسمان پیر بھی

وصل کی تدبیر سے غافل نہ رہنا اے مراد
بن ہی جائیگی کبھی بگڑی ہوئی تقدیر بھی

مقصد۔ جناب منشی محمود خانصاحب شاگرد حضرت ظہیر دہلوی از ٹونک

خود بدولت بھی ہین میرے سامنے تصویر بھی
ہے موافق آجکل تقدیر بھی تدبیر بھی

تیری آنکھوںمین ذرا نم تک نہین او سنگدل
روتے جاتے ہین ہمارے حالپر رہگیر بھی

جان مضطر ہے ادھر اور دل اُدھر ہے بیقرار
موت بھی آتی نہین ہے وہ بت بے پیر بھی

جستجو کیا کیا نکی لیکن نہ کچھ حاصل ہوا
ہے خلاف مدعا تقدیر بھی تدبیر بھی

مُسکرا کر ہائے یون کہنا کسیکا وصل مین
تو بھی جھوٹا ہے سراسر اور تری تقریر بھی

خود چلے آؤ یہان دوڑی ہوئی لے تو سہی
دیکھ لینا جذبۂ دل کی مرے تاثیر بھی

نصرت۔ جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب معین خدنگ نظر از بمبئی

نالے نکلے ہین تو پیدا ہو گی کچھ تاثیر بھی
جل اُٹھے گا اک نہ اکدن آسمان پیر بھی

کھُب گئے دلمین کچھ ایسے ابرو و مژگان یار
میرے دلمین کر گئے گھر تیر بھی شمشیر بھی

کسکے کسکے ظلم اُٹھائین الفتِ دلدار مین
در پئے آزار دشمن بھی ہے چرخ پیر بھی

ڈھنگ یہ سارے جہان سے ہے نرالا قتل کا
اپنی گردن بھی جھکائین نہ تہین شمشیر بھی

جب ملی تصویر یوسف یار کی تصویر سے
اُڑ گیا ہے رنگ بھی اور روغن تصویر بھی

اُلفت کاکل نے زندانی بنایا ہے ہمین
طوق بھی گردن مین ہے اور پاؤنمین زنجیر بھی

واہ ری تاثیر عکس آتشین رخسار کی
جل اُٹھا اللہ اکبر کاغذ تصویر بھی

مرمٹے ہین اُسکی ہر اک بات پر دلدادگان
کم نہین چلتی ہوئی تلوار سے تقریر بھی

چھید کر تیرون سے میرا دل چلے آخر کہان
فیصلہ ہی ہو نہ جائے کھینچ لو شمشیر بھی

کسقدر تیری نظر نے کردیا بیخود سے مجھے
تیغ بھی سمجھا اُسی کو اور اُسیکو تیر بھی

بدگمانی کا بُرا ہو سب سے مین جلنے لگا
آہ بھی بیکار ہے بیکار ہے تاثیر بھی

اسقدر سجدے کیے اُس بُت کو مین نے واعظا
انتہا یہ ہے مٹے حرفِ خطِ تقدیر بھی

مین تو کیا سایے سے بھی اپنے اُسی وسواس ہی
آئینہ بھی توڑ ڈالا چاک کی تصویر بھی

اب اُسے جب دیکھتا ہی غش مین آتا ہی کلیم
ہوگئی ہی خواب اتو خواب کی تعبیر بھی

محشر - جناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی

پاؤن مین صحت موافق ہو اگر تقدیر بھی
خاک سے بد تر ہے ورنہ ہمارہ گیر اکسیر بھی

قتل کرنا گالیان دیکر تمھارا کام ہی
چلتی ہی مُنہ مین زبان اور ہاتھ مین شمشیر بھی

بزم جانان مین کسی صورت سی ہم جانے نہ پانے
گو بنی اپنی ضرورت کے لیے تصویر بھی

شامِ فرقت ہی کی فریادین ہین ای دل جانستان
کچھ سکت رہنے دے بہرِ نالۂ شبگیر بھی

حُسن سے خالی نہین معشوقونکی کوئی بھی بات
آئینہ کردیتے ہین بگڑی ہوئی تقدیر بھی

صاف تو یہ ہی مگر نیوالے سے کچھ بس نہین
کیا ملا وعدہ کی انسے گو کہ لی تحریر بھی

مدعا یہ ہی تفسیر خواب سی اُس شوخ کا
ہمکو آتا ہے جوابِ نالۂ شبگیر بھی

جب تم آنا حشر مین اپنی صفائی کے لیے
احتیاطاً ساتھ رکھنا خون بھری شمشیر بھی

آگیا تیوری پہ غصہ وان دمِ اظہارِ حال
اضطرابِ شوق اب لازم ہی کچھ تاخیر بھی

گر یہی نازک مزاجی ہی تو پھر کیا پوچھنا
ہاتھ اُٹھائے لیتے ہین جینی سی بے تقصیر بھی

آگئی اُنکی جوانی مژدہ اے لطفِ جفا
بے تکلف تیغ بھی اُٹھی لگائے تیر بھی

منتہاے شوق و سحرِ حسن دیکھا چاہیے
بزمِ جانان مین ہی ہر اک آئینہ تصویر بھی

اس ادا پر زخمیٔ شمشیر کی صدقے ہے روح
خود کہے قاتل سنبھل بسمل کہ آیا تیر بھی

تیرے دیوانے کی یامردی یہ دشتِ عشق مین
آفرین کہنے لگی ہر گام پر زنجیر بھی

جلگیا جب طور برقِ حسن سی سمجھے یہ ہم
کیا بُری شے ہی زیادہ گرمیٔ تقریر بھی

اک تصور دو طرف ہی کام کیونکر بن سکے
دیکھتے ہین زخم دل بھی کھینچتے ہین تیر بھی

ہمکو محشر امتیازِ دوست دشمن کیون نہو
ہے وفا بھی دلمین پوشیدہ کسیکا تیر بھی

مراد - جناب سید مراد حسن صاحب تاجر کتب کلکتہ تلمیذ مہتمم و معین خدنگ نظر

مجھ سا بدقسمت نہین یارب کوئی نخچیر بھی
جی بہلنے کو نہ چھوڑا اُسنے دلمین تیر بھی

(کل فرمائشین بخط صاف بنام منیجر خدنگ نظر لکھنؤ آنا چاہئین)

اُردو لٹریچر کا سرمایۂ ناز

…رسال کے تجربہ مین ہمنے وہ ناول اور کتابین انتخاب کی ہین جو دلچسپی کے ساتھ اعلیٰ نتائج پیدا کرتی ہین بنظیر اور اُردو لٹریچر …و تاریخی سائنس کو ابھار ابھار کر دکھاتی ہین بیمثال ثابت ہوئی ہین "نظر سے خوش گزرے" کے ساتھ معلومات کا بہت بڑا …انھین کتابون مین ملے گا۔ تعمیل فرمائش بذریعۂ ویلیو یا نقد قیمت آنے پر ہوگی۔ محصول ڈاک و منی آرڈر فیس ذمہ خریدار

…صر۔ وہ مشہور اور دلچسپ ناول جو
…ر کے ساتھ ۱۸۹۹ء مین شائع ہو کر ختم ہوئے
…مقبولیت حاصل کر چکا ہی نہایت سچا اور
…سر واقعہ ۱۲ر
…ب لکھنؤ۔ شاہ نصیر الدین حیدر کے کولٹ
…ی تصویر۔ ایک انگریزی کتاب سے ترجمہ
…نہایت ہی دلچسپ ہی۔ عہ
…سن مین۔ مشہور زمانہ مولانا شرر لکھنوی
…صنیف تاریخی عجائبات۔ عہ
… و زوال۔ ہندستان کے تاریخی
…ہی ایک ناول ہی جسمین حسن و عشق کی چاشنی
…رحیالی تک سدیون سے نہین پیدا کیگئی
…ح مین پورا واقعہ موجود ہی۔ زبان کی
…لفاظ کی برجستگی قابل دید ہی مصنفہ
…ک نظر۔ ۴ر
…فلورنڈا۔ قدیم مسیحیت کی تصویر
…سیس کی قیامت مصنفہ مولانا شرر۔ عہ
…رب عرب کے زمانہ جاہلیت کی نہایت دلچسپ
…صویر حضرت شرر کی نئی تصنیف۔ عہ
…سردار۔ نہایت ہی حیرت انگیز اور دلچسپ
…ناول مصنفہ مرزا عبداللہ حسرتی۔ عہ
…کا۔ یا طلسمی فانوس۔ مسٹر رینالڈ
…نہایت ہی تعجب انگیز ناول کا ترجمہ۔ ۸ر
…ی انجلینا۔ روم و روس کی معرکہ آرائیان
…کی سچی ہمدردی آخر مین اتفاقی۔ عہ

رسیلاس۔ انگلستان کے مشہور فسانہ نگار ڈاکٹر جانسن کی اعلیٰ تصنیف کا ترجمہ۔ ۳ر
خون عاشق۔ وہ سماں کا بالکل سچا قصہ حسن و عشق کی عجیب و غریب داستان قزاقون اور دلاورون کی تعجب خیز چالاکیان سرتاپا تعجب اور عبرت نہایت ہی دلچسپ۔ ۵ر
ہمایون خاتون۔ وہ دلچسپ واقعہ جو راجہ دلیپ سنگھ کے زمانے مین فساد عظیم برپا ہوئی ایک شریف خاندان مین گزرا ہی۔ عہ
بدر النسا کی مصیبت۔ مصنفہ شرر۔ ۴ر
امراؤ جان ادا۔ ایک بازاری کی سوانح عمری خود اسکی زبانی۔ لکھنؤ کی پیاری زبان اور دلکش سین۔ عہ
کنیز فاطمہ۔ ایک مسلمان لیڈی کی دشمن چالاکی ۸ر
دھانی دوپٹہ۔ بالکل عشق ۶ر
اورنگ زیب و چنچل کماری۔ ۸ر
فریب حسن۔ ووسٹ کا ترجمہ۔ ۸ر
شماتت ہمسایہ۔ عہ
زلف لیلیٰ۔ بحوالہ لعل لیلیٰ بعوہ ناول۔ عہ
جفائے حسن۔ ۴ر
سلیم و مہرالنسا۔ جہانگیر و نورجہان کا عشق ۴ر
رشید و زہرہ۔ دلچسپ قصہ۔ ۴ر
معشوقہ عرب۔ عربی معاشرت ۸ر
راز سربستہ۔ انگریزی ناول کا ترجمہ ۱۲ر
اسرار کوہسار۔ حیرت انگیز قصہ۔ عہ

مہرجبیا۔ ۳ر
ربط ضبط کامل ۱۲ر
نشتر۔ عہ
رہبر۔ ۱۲ر
مشتاق و زہرہ عہ
فریب محبت۔ ۱۲ر
احمق الذین۔ ۸ر
مشو۔ ۶ر
کرم و ہم۔ ۸ر
بچھڑی دلھن ۱۰ر
پی کہان ۶ر
کامنی۔ عہ
معشوقہ فرنگ ۱۲ر
مار آستین۔ ۱۲ر
افشائے راز۔ عہ
شادی و غم۔ عہ
عبرت۔ کامل عہ
جعفر و عباسہ عہ
اختر و حسینہ۔ عہ
نیل کا سانپ عہ
خوبی قسمت۔ عہ
مادھوی کنگن۔ عہ
درگیش نندنی۔ عہ
سوزن عشق۔ عہ
مسافر دمشقی۔ عہ

اقصائے مغرب عہ
الفاروق۔ عہ
سیرۃ النعمان عہ
اسلامی سوانح عمری ۸ر
المامون مع الجزیہ عہ
اسلم و حبیبہ۔ ۱۰ر
چاک گریبان عہ
خمکدۂ خیال احسان ۶ر
شاہجہانپوری کا دیوان عہ
گلزار داغ۔ عہ
آفتاب داغ ۱۲ر
خانہ خمار و خرابات میکش۔ عہ
گلستان سخن المعروف بہ دیوان ظہیر دہلوی۔ ۸ر
نظم دلفروز المعروف بہ دیوان نور دہلوی ۱۲ر
دستور الفصحا۔ ۶ر
طلسم اسرار۔ ۳ر

خوشنما لفافے

اور خط لکھنے کا کاغذ جن پر ایک صفحانی سنہری بیل چھپی ہے۔ قیمت فی درجن۔ ۸ر

نظم. مالک و مہتمم خدنگ نظر لکھنؤ

کسقدر دلدوز تھا صیاد تیرا تیر بھی | دوسرا پیکان ناوک ہے ترا دل گیر بھی
آ چلی میری سخن سازی مین کچھ تاثیر بھی | اب خدا چاہے تو بول اٹھے تری تصویر بھی
جسطرح تم لیکے انگڑائی اٹھے ہو خواب سے | یون ہی جاگ اٹھے مری سوتی ہوئی تقدیر بھی
اب کھلا مجھپر کہ صرفِ عاشقین کیا حسن ہے | آرزو رکھتی ہے میری آہ کی تاثیر بھی
دردمندونکی اسیری کیا اثر | ہلگیا جب پانؤن اپنا چیخ اٹھی زنجیر بھی
میرے دلکے خون سے شاید بھرا ہے اسمین رنگ | یون لپٹ جاتی ہے سینے سے تری تصویر بھی
سیکھا بیٹھے ہین مجرم مارِ گاہ ناز مین | کیا ملا ہے عاشقو نکو لذتِ تعزیر بھی
مجکو رخمی کرکے تمکو بھی ہوا ہوگا ملال | ساتھ ہی دلکے تڑپتا ہے تمہارا تیر بھی
جب تری دہلیز ہی ہے کعبۂ اہلِ نیاز | ہو ترس جائیگا تو پھوڑ رینگے ہین تقدیر بھی
گفتگو کی تمسے عادت ہوگئی ہے ورنہ مین | جانتا ہون بات کرتی ہے کہین تصویر بھی
وہ جوانا مہ لکھین اور پیش ہو لون نظر | کم نہین ہے خطِ پیشانی سے یہ تحریر بھی

نظم جناب احمد خانصاحب تلمیذ حضرت رشید لکھنوی

غیر کی مشق تصور مین ہے یہ تاثیر بھی | شکل بھی دیکھو سنو اُس شوخ کی تقریر بھی
مانتی ہے اسکی شوخیِ تقریر بھی | دیکھ اے بہزاد ہلتے ہین لبِ تصویر بھی
جانِ جانِ عشاق کو حسنِ عشق سمجھا ہے | باتین کرتی ہے خموشی مین تری تصویر بھی
ظلمتِ شبہا فرقت ساتھ ہے ہر رنگ مین | دید کے قابل ہے اپنا عالمِ تصویر بھی
آج دریا غضبِ قاتل کا اسنا تو ڑ ہے | دیکھ لین سر سے بلند آبِ دمِ شمشیر بھی
دیکھلو میری شکستہ خاطری کی ہے دلیل | ٹکڑے ہوکے نکلے سینے سے سنان بھی تیر بھی
ہوگئی ہو موقوف جتنی کشمکش اسمین تھی | جانِ جان ٹوٹا مرا دم بھی تمہارا تیر بھی
دردمین ہم کسطرح تڑپین کہ ہوجائے ادب | تو بھی ہے ظالم ہمارے دلمین تیرا تیر بھی
وحشیون مین دھوم ہے ہر سو ساز کیاد کی | اینین ہے شاید تمہارا اسۂ زنجیر بھی
دیکھ ادناوک فگن کہتے ہین اسکو اتحاد | ساتھ پیکان کے نکل آیا دلِ نخچیر بھی
لکھ چکا مجھ عاشقِ گیسو کی جب سرگشتگی | ہوگیا برہم مزاجِ کاتبِ تقدیر بھی
بیڑیان انکی بڑھین صدقے مین قیدی چھٹے | اب اُتاری جا کیسری پانؤن کی زنجیر بھی
نظم ابتک یار خوابِ ناز سے چونکا نہیں | بے اثر ہے آہ اپنا نالۂ شبگیر بھی

وحشت. جناب مولوی رضا علی صاحب متوطن کلکتہ شاگرد رشید حضرت شمشیر

شاملِ تدبیر گر ہوگی مری تقدیر بھی | رام ہوجائیگا دم میں وحشتِ دلگیر بھی
ہائے وہ رہ رہکر لینا چٹکیان دلمین مرے | شوخ تھا تیری طرح اے ترک تیرا تیر بھی
سادہ دل وہ ہون رہا آشیانکا غم مجھے | کوئی رکھ دیتا قفس مین گر گل تصویر بھی
یہ نہین ممتاز مانہ اس سے عاجز آگیا | ہے بلائے جان کوئی یارب خطِ تقدیر بھی
ہائے استغنا نے میری مجکو رکھا نامراد | ورنہ ہوتی تھی دعا شرمندۂ تاثیر بھی
وحشت اب اچھا نہوگا دردِ دل ہے لاعلاج | چارہ ساز و چاہو کر دیکھو کوئی تدبیر بھی

سلام طبعزاد جناب شیخ احمد صاحب نیر کلکتوی مقیم بمبئی

عدم سے دلمین لیکر ساغرِ شبیر آئے ہین | یہ گلشن وہ ہے غنچے بھی جہان دلگیر آتے ہین
لبِ دریا لعینو نکو اجل کے گھاٹ اُتاریگے | کہ عباس علی کھینچے ہوئے شمشیر آتے ہین
جوانانِ حسینی رن مین یون ٹوٹے لعینو نپر | کہ جیسے شیر صحرا مین سوئے نخچیر آتے ہین
نہین تشنہ لبونکا حال پرسان اور کوئی بھی | خبر پیاسو کی لیے شامیو کے تیر آتے ہین
جو وقتِ جنگ شہ کو یاد آتے ہین علی اکبر | تو آنسو آنکھ سے بہکے تا شمشیر آتے ہین
نمازِ آخری پڑھتے ہین تیرِ عدو شہ کو | کہ جب سجدے مین جاتے ہین اُدھر سے تیر آتے ہین
اجل کام اپنا کرتی ہے اُدھر کیا تیز دستی کر | علی اکبر جدھر کھینچے ہوئے شمشیر آتے ہین
قیامت ہے کہ بیمار ہین عابد بن مدان | گلے مین طوق ہے پانؤن مین زنجیر آتے ہین
لبِ دریا ابھی بھرے ہین پائے ہین مشکیزہ | ابھی سے جا بسے عباس سو تیر آتے ہین
خیال آجاتا ہے شہ کو سکینہ سے بچھڑنے کا | کہ جب آتے ہین خیمے کیطرف دلگیر آتے ہین
محرم مین جو نیر لکھنؤ کو لیگئی قسمت | اٹھینگی انگلیان وہ ذاکرِ شبیر آتے ہین

نوٹ۔ ذیل کی طرحونمین غزلین بہت جلد ارسال ہون ہر غزل علحدہ علحدہ کاغذ پر لکھنا چاہیے۔
(رات گر رہی سو یہ والے سو چکے) سُو۔ رُو۔ وغیرہ قافیہ
(جان دیکر کام اپنا کر گئے ناکام عشق) کام حجام۔ وغیرہ قافیہ
(ستم ہے آدمی کے واسطے مجبور ہوجانا) مجبور۔ رنجور وغیرہ قافیہ

یادگار سالگرہ مبارک اعلیٰحضرت حضور پُر نور
میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک
آصفجاہ فتح جنگ سُلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ

جلد ... نمبر ۲



خدنگ نظر

ضوابط

١ اشاعت ماہوار۔ سالانہ قیمت مع مضامین غزلیات وناول دو روپیہ سالانہ پیشگی۔ امراء عظام سے پانچ روپیہ۔ مربیان گلدستہ سے دس روپیہ مع محصول

۲ اشعار غزلیات منتخب شائع ہونگی مفید مضامین عام طور سے لیے جائینگے لیکن مذہبی اور پولیٹکل بحثونکی ضرورت نہین

۳ نمونہ بعد وصول ۴ ٹکٹ کے بھیجا جائیگا نہ کہ مفت

۴ جو پرچہ نہ پہونچے اطلاع دینے سے دوبارہ ارسال ہوگا

۵ ہر تحریر بخط صاف ہونا چاہیے۔ ورنہ مجبوراً تعمیل ہوگی

۶ اُجرت اشتہارات ایڈیٹر سے خط وکتابت کرنے پر طے ہوگی۔

مرتبۂ خاکسار نوبت رائے نظر ایڈیٹر خدنگ نظر

آصفی پریس محلہ نوازگنج لکھنؤ سے شائع ہوا

بادچہ جناب ... اعلیٰحضرت بندگان عالی متعالی ... حضور نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ سلطان دکن ... کی حضوری حاصل ہے

عطر مجموعہ

اسلم۔ جناب منشی سلامت اللہ صاحب مینجر اخبار ملک و ملت حیدر آباد دکن تلمیذ مہتمم خدنگ نظر

لیا اُسنے پامال تربت کو آکر — کف پا کے بوسے دیے ہین ستا کر
کھڑے ہین جو مشتاق دیدار آکر — دکھا دو اُنھین جلوہ چلمن اُٹھا کر
وہ کھاتے ہین ہر گام پر ایک ٹھوکر — چلے ہین جو انداز تیرا اُڑا کر
زرا مل تو لون مین کہ ہو وقت آخر — گلے سے نہ خنجر کو قاتل جدا کر
بس اب طاق ابرو مین سجدہ کرینگے — الگ ایک عالم سے کعبہ بنا کر
جب اُس بت سے تدبیر ملنے کی پوچھی — کہا اُسنے خالق سے اپنے دُعا کر
ہوا سے نقاب اُنکے عارض سے اُلٹی — دکھایا صبا نے یہی گل کھِلا کر

آہ جناب غلام لیسین صاحب دہلوی معین خدنگ نظر از کلکتہ

کبھی او ستمگار وعدہ وفا کر — مریض تپ ہجر کی کچھ دوا کر
رقیبون سے ہنستے ہو باتین بنا کر — مری جان لینا ہے تمکو رُلا کر
تپ عشق کی آگ بھڑکی ہوئی ہے — مجھے بھی جلائیگی دل کو جلا کر
شکایت یہ ہے دست قدرت سے ہمکو — بگاڑا تمھین خوبصورت بنا کر
تجلّی پہ ہو جائین مائل نہ موسیٰ — وہ بیٹھے ہین پردے مین کیون منہ چھپا کر
ہوا بوئے مے لائی کیا میکدے سے — گرے شیخ مسجد مین کیون لڑکھڑا کر
ہنسین بولین میت پہ آکر ہماری — وہ بیٹھے ہین کیون روتی صورت بنا کر
ہزارون ہی وعدے ہین لاکھون ہی پیمان — بہت سے نہین ایک ہی تو وفا کر
ترقی پہ ہے بیوفائی کسیکی — ابھی اور اے زندگی کچھ وفا کر
قیامت کا غصہ غضب کی ہین تیور — مری جان لیتے ہو آنکھین دکھا کر
زمانے کی نیرنگیان کوئی دیکھے — بگاڑے بہت خوبصورت بنا کر

نوٹ
ماہ حال ...
پرچے مین ...
تمام بقیہ غزلیں ...
جنکے لیے ...
شکایت ہو ر...
تھی صحیح کیجاتی ...
گو یہ نمبر بھی ...
خاص قسم کی ...
سے خالی نہین ...
لیکن سہی ...
کہ معزز این ...
کلام وقت معین ...
بیرارسال فرما...
کرین تاکہ ہمین بقیہ ...
غزلوں کے لیے ...
آیندہ نمبر مین ...
گنجائش کی قت...
اور معزز شعرا ...
ہمکو شکایت پیدا ہو ...
ایڈیٹر

کمیشن ایجنسی خدنگ نظر لکھنؤ

اکثر معزز خریداران خدنگ نظر لکھنؤ کے اشیار دفتر ہذا کی معرفت طلب فرمایا کرتے ہین مگر مجھے بسبب ہجوم کارہاے ذاتی فوری تعمیل مین تامل ہوتا ہی جسکی وجہ سے بسا اوقات بعض معززین کو شکایت کا موقع ملتا ہی نظر بران مجھپر فرض ہوا کہ رفع شکایت کیواسطے کوئی مناسب انتظام کرون۔ لہذا فی الحال ایک دفتر مندرجہ بالا نام سے قائم کردیا گیا ہے جسکا فرض ہوگا کہ ہر فرمائش کی تعمیل فوراً بہت احتیاط کیساتھ کرے اصلی اور عمدہ مال کی خریداری مین میری نگرانی مقدم ہوگی اور حتی المقدور ہر مال بچشم دید مناسب قیمت پر بھیجا جائیگا کہ صاحبان فرمائش کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ ملے۔ ناپسند چیز ایجنسی ہذا واپس لیگی اور محصولڈاک وغیرہ بھی اپنے ہی ذمہ رکھے گی مگر اصلی مال مین کسی قسم کا تغیر نہونا چاہیے وزنی مال کی فرمائش کے ساتھ قریب کے ریلوے اسٹیشن کا حوالہ ضرور دینا چاہیے تاکہ محصول مین کفایت ہو۔ جو مال بذریعہ پارسل منگایا جائے اسکے لیے کم از کم چہارم قیمت پیشگی آنا چاہیے۔ تمام فرمائشین بذریعہ ویلیو پے ایبل بھیجی جائینگی محصول و منی آرڈر فیس ذمہ خریدار ہوگا اشیار کا نرخ دریافت کرنیکے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے

تفصیل اشیار عطریات ہر قسم درجہ اول و دویم و سویم معمولی قیمت سے لیکر نہایت اعلیٰ درجے تک کے۔ روغن خوشبودار۔ تمباکو خوردنی خشک خانہ ساز نہایت خوشبودار قوام تمباکو مشکی اور گولیان جنپر خوشنمائی کیلیے ورق نقرہ لپٹا ہوا ہے عرق گلاب و کیوڑا خالص مشک و عنبر۔ ورق طلا و نقرہ چکن کے تھان ساریان کرتے۔ ٹوپیان وغیرہ ہر قسم و قیمت کی کامدانی کے تھان وغیرہ وغیرہ ہلکے اور بھاری کام کے۔ کارچوبی اور زردوزی کام۔ ظروف نقرہ خالص ظروف مسی و برنجی و مرادآبادی فروین۔ لحاف پلنگپوش قالین دریان خورد و کلان۔ کلاہ کارچوبی کلاہ مخملی و ساٹن چوڑیونکے جوڑ حسب پیمانہ الایچی خورد چکنی ڈلی چکنی کا چورا چار انگریزی و مغلی۔ زنانے پانون کے زردوزی بوٹ سلیپر اور گھیتلے جو بیگمات لکھنؤ کے پرانے فیشن مین داخل ہین گوٹہ۔ لچکہ۔ پٹھہ کناری ہنت گوکھرو۔ توئی۔ لیس۔ فیتہ بانگڑی چپا وغیرہ وغیرہ ہر قسم کے کام کا۔ زیورات طلائی و نقرئی سادے اور جڑاؤ کام کے بھی اس ایجنسی کی معرفت نہایت احتیاط سے تیار ہو سکتے ہین۔

نوٹ اہل ہنود کیلیے اشیار خوردنی ہندو کارخانون سے خرید کرکے باحتیاط تمام ارسال ہونگی المشتہر مالک و مہتمم خدنگ نظر

لیا دل تو بوسہ بھی دے مجکو ظالم — مری جنس کی نقد قیمت ادا کر
ستائے ہوؤنکو ستانا عبث ہے — خدا کیلیے کچھ تو خوفِ خدا کر
ہے بیماریِ غم کی تشخیص مشکل — مسیحا تو خود جاکے اپنی دوا کر
نیا بزم مین داغ دیتے ہین مجکو — عدو کو وہ پہلو مین اپنے بٹھا کر

نسیم - جناب منشی ابن حسن صاحب امروہوی حال وارد کوہ ڈلہوزی

دم نزع بالین پہ چپکے سے آکر — یونہین چلدیے چند آنسو بہا کر
جنون مین گریبانکے پُرزے اُڑا کر — ترے در پہ بیٹھا ہے دیوانہ آکر
وہ بوسے کی خواہش پہ کہنا کسیکا — یہ باتین بنانا کہین اور جاکر
شبِ وصل کہنا کسیکا ادا سے — ہمین نیند آئی ہے سونے دو جاکر
پسِ مرگ اُلفت مری کھینچ لائی — وہ بیٹھے ہین تربت کا تکیہ لگا کر
سُنین جب سیتے کی شبِ وصل باتین — تو گردن جُھکالی وہین مسکرا کر
پڑا رنج و غم مین نسیم اپنے ہاتھون — حسینون سے بیفائدہ دل لگا کر

طرح دیگر

آہ - جناب غلام یٰسین صاحب صنا دہلوی معین خدنگ نظر از بمبئی

...متا ہون جب کہ مجھپہ نگاہِ کرم نہین — کہتے ہین ناز سے وہ خدا کی قسم نہین
...یرے جفا و جور کا ہمکو الم نہین — جینے کا اپنے رنج ہے مرنے کا غم نہین
...کتے ہین گاہ مجھکو کبھی وہ رقیب کو — شوخی سے شرم شرم سے شوخی بھی کم نہین
...سین کہ جان دیتا ہون کس ذوق و شوق سے — اک تو کہ میرے مرنے کا کچھ بھی الم نہین
...کی تڑپ مین شوخیِ جانان کا ہے مزہ — اب آرزوے وصل خدا کی قسم نہین
...صدا مری لحدِ پائمال سے — رفتارِ یار فتنۂ محشر سے کم نہین
...ملتے ہی آنکھ دل مرا چورنگ ہوگیا — ترچھی نظر حضور کی برچھی سے کم نہین
...خ جانا بات بات پہ اُنکا شبِ وصال — میرے لیے تو خنجرِ بُران سے کم نہین
...ہو زبان دراز تو ہم بیزبان ہین — تم ہمسے کم نہین ہو تو ہم تمسے کم نہین
...ب سے کہ خطِ سبز کا نظارہ ہوگیا — ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے آپے مین ہم نہین

مراد دل نہاں مرے دل کی حسرت — وہ پوچھے کبھی آہ مجھکو بلا کر

شور ۔ جناب منشی لال بہادر صاحب رئیس باندہ شاگرد جناب قابل

زرا ٹھہرو آئینہ رخ دکھا کر — نہ جاؤ ابھی مجھکو حیران بنا کر
سے چلے جاؤ تم پر تصور تمھارا — کہاں جائیگا میرے دلمین سما کر
محبت کا لیتے ہین وہ مجھ سے بدلا — ہنسا کر رقیبون کو مجکو رلا کر
نہ ٹھہری مری خاک کچھ اور ٹھہری — چلے جائین یون آپ دامن بچا کر
سراغ دل رفتہ ملتا نہین ہے — کدھر لیگیا کوئی اسکو چرا کر
دیا داغ مرنے پہ روشن رہے یہ — کہ تم شمع مرقد پہ لائے بجھا کر
خدا جانے کل پیش کیا واقعہ ہو — زرا دیکھ جاتے ہمین آج آکر
لگا کر گدا نے جو پھر عشق دل کو — ابھی کیا نہین جی بھرا ہے رلا کر
زرا دیکھنا تو کہان جا کے پھینکا — فلک میرے نالون نے سر پر اٹھا کر
تو وعدہ ہی کر لے تسلی کو میری — یہ مین نے کہا کب کہ وعدہ وفا کر
تجھے دوستی سے بنایا ہے دشمن — جفا آشنا ہون ستمگر جفا کر

قابل ۔ عالیجناب نواب عظمت علیخان صاحب رئیس اعظم اجیگڈھ برادر خرد و شاگرد حضرت اخگر اجیگڈھی

خوشامد پہ بولے وہ یون مسکرا کر — بناتے ہو تم ہمکو باتین بنا کر
شہیدون کے مدفن کی مٹی اڑا کر — نہ اسطرح برباد باد صبا کر
اثر ڈھونڈھنے کو جو نکلے ہین نالے — چلے ہین اندھیرے مین مشعل جلا کر
نہ کہنا ابھی کوئی مطلب تو اے دل — کہ لائے ہین مشکل سے انکو منا کر
جو دیکھا ادا سے کبھی ہنسکے اسنے — تو بجلی فلک سے گری تلملا کر
زمین پر کبھی پاؤن رکھتے نہین وہ — ہوا ناز یہ انکو مہندی لگا کر
سنگھا دے زرا اسکے گیسو کی خوشبو — تو اتنا ہی احسان باد صبا کر
کیا حشر مین کونسا مین نے شکوہ — جو دھمکاتے ہو تیوریان تم چڑھا کر
وہ ہین بدگمان اسقدر اپنی دلمین — کہ رکھتے ہین تصویر کو بھی چھپا کر
نہوگا کوئی مثل قابل کے عاشق — کبھی دیکھتے تو اسے آزما کر

قیصر ۔ جناب ملا عابد علی صاحب احمد آبادی

قنبر۔ جناب مولانا عبد علی صاحب احمد آبادی

بڑھکر تپِ فراق سے کوئی الم نہین
دل کو قرار جس سے کبھی ایک دم نہین

یارب گدائی درِ جانان نصیب ہو
درکار کچھ جہان کے جاہ و حشم نہین

یان تک فراقِ یار مین آنسو روان رہے
اب دیکھنے کو بھی مری آنکھون مین نم نہین

دُنیا مین کیا نہین ہے مگر چاہیے نظر
حور و ن پہ جان دین کوئی زاہد تو ہم نہین

ماہِ فلک زمین پہ اُترا ہوا ہے آج
اُس سیمتن کا خاک پہ نقشِ قدم نہین

دو قرصِ مہر و مہ کے عوض چرخ کو نہ دون
داغِ فراقِ یار سے ہلکی رقم نہین

اللہ رے زورِ جذبۂ بے اختیارِ شوق
یعنی وفورِ ضعف مین رُکتے قدم نہین

مرنے کی دردِ ہجر مین تدبیر کیا کرون
کھانے کو سم بھی آپکے سر کی قسم نہین

ٹھکرا کے قبر کہتے ہین رُسوا کیا ہمین
اے مرنے والے کچھ ترے مرنیکا غم نہین

دیدارِ یار قنبرِ خستہ کو ہو نصیب
کچھ اور آرزو ہی خدا کی قسم نہین

ظہیر۔ جناب مولانا سید ظہیر الدین حسین صاحب دہلوی تلمیذ رشید خاقانی ہند ذوق مرحوم

مضمونِ دردِ ہجر کی تابِ رقم نہین
ہر شور رہا ہے ہائے صریرِ قلم نہین

کیون وعدۂ وصال پہ کھاتے قسم نہین
سوگند جانِ غیر ہے واللہ سم نہین

یہ سوگوار درخورِ لطف و کرم نہین
جور و ستم بھی مہر و محبت سے کم نہین

اُنکی تو دلدہی بھی عداوت سے کم نہین
کب پوچھنے کو آئے مین جب مجھ مین دم نہین

مرنے سے دم چُرائینگے ایسے تو ہم نہین
ہم مین وہ دم ہی جو ترے خنجر مین دم نہین

شاید کہ چلگیا ہے فریبِ وفائے غیر
اگلی سی اب تو اُنکی طبیعت مین رم نہین

جاتے ہو جذبِ شوق مین کیسی سبک خرام
کوئے عدو مین نام کو نقشِ قدم نہین

ہین اور سب طرح کی مجھے بدگمانیان
لیکن وصالِ غیر کا ابتک بھرم نہین

اے گریہ پیشِ دوست نہ کرنا مجھے خجل
خونبارِ چشمِ غیر ہے اور مجھ مین دم نہین

ہرگز نبھائینگے نہ ہم اُس بیوفا کے ساتھ
اے چارہ گر ہے جان تو یہ جان ہم نہین

اک عمر کھو کے خوگرِ آزار ہم ہوئے
افسوس اب وہ مائلِ جور و ستم نہین

میرے مٹانے سے تجھے کیا فائدہ کہ ہین
نقشِ وفا نہین ترا نقشِ قدم نہین

چل پھر کے فیصلہ ہی کر دکیون نہ خلق کا
یعنے تمہاری چال بھی خنجر سے کم نہین

عاشق نہو دہان و کمر کا جو اُسکی آہ	کچھ وہ مسافرِ رہِ ملکِ عدم نہین

امیر۔ جناب سید امیر الدین صاحب احمد آبادی تلمیذ جناب برتر غازیپوری

غیرون کو اپنے ہاتھ سے دیتے ہو جام مے	لیکن ادھر اشارۂ دستِ کرم نہین
جنبش سے اُسکے ہوتے ہین بسمل دل و جگر	تلوار سے وہ ابروی خمدار کم نہین
غیرون سے ملتے ہین تو ہمسے رُکاوٹین	اس رشک کے اُٹھانیکے قابل تو ہم نہین
برپا ہے شورِ گورِ غریبان سے دیکھنا	رفتارِ یار فتنۂ محشر سے کم نہین

انجم۔ جناب سید ہادی حسین صاحب از قصبۂ بِشرا ضلع بلیا

پہلو مین آجکل جو مرے وہ صنم نہین	عشرت کدہ بھی خانۂ ماتم سے کم نہین
کیا رہروانِ ملکِ عدم کا پتا لگے	اُبھرا ہوا زمین پہ نقشِ قدم نہین
چُلو سے آج اُسنے پلائی ہمین شراب	آنکھون مین تیری قدر اب ای جامِ جم نہین
کیونکر تمہارا حالِ پریشان سُنے وہ بُت	سامع خدا کی طرح سے آخر صنم نہین
کیونکر بُتون کی یاد کو دون دلمین مین جگہ	بیت الحرم ہو دل مرا بیت الصنم نہین
قامت تو ہی نمونۂ قیامت کا سربسر	رفتارِ یار فتنۂ محشر سے کم نہین
اک بوسے کے عوض مین دیا تمکو نقد دل	اُسپر بھی کہ رہے ہو کہ یہ کچھ رقم نہین
وعدہ تو کر لو۔ آؤ نہ آؤ یہ اختیار	جھوٹی قسم بھی دل کی تسلی کو کم نہین
سُنبل سے زلفِ یار کی تشبیہ کیا مین دون	اُسمین یہ رنگ و بو نہین یہ پیچ و خم نہین
ہم عاشقون کو خواہشِ باغِ جنان ہو کیون	واللہ تیرے گھر کے برابر ارم نہین
انجم نے کعبے جانے کا کیون عزم کر لیا	کیا یان پہ بُتکدہ نہین کوئی صنم نہین

حسن۔ جناب حسن علی شجاع الدین صاحب شاگرد حضرت مفتون لکھنوی

وہ کون ہے جو عشق مین ثابت قدم نہین	عاشق وہ کونسا ہو جو سہتا ستم نہین
دُنیا کا کچھ عجب نشیب و فراز ہے	یکسان کسیکا خلق مین جاہ و حشم نہین
حُسن و شباب ناز و ادا شرم اور حیا	اور اُسپہ شوخیان تو قیامت سے کم نہین
پینے کو خونِ دل ہو تو کھانیکو داغِ غم	یہ بھی غذا ہمارے لیے کوئی کم نہین
یکتا جو حُسن مین ہو تو خوبی مین لاجواب	تمسا حسین جہان مین خدا کی قسم نہین
تم حُسن مین فزون تو حسن اپنے عشق مین	تم ہمسے گر سوا ہو تو ہم تم سے کم نہین

ازل سے بندۂ اُلفت ہون مین وہ اعجاز — فنائے عشق لب یار ہی بقا میری

جوشش جناب منشی ابو الحسن صاحب حیدرآبادی عرائض نویس ہائیکورٹ نواب سر خورشید جاہ بہادر

کفن لپیٹ کے جاؤنگا سرے مقتل کو — بلا رہی ہی بہت روز سی قضا میری

حسن جناب حسن علی شجاع الدین صاحب شاگرد جناب مفتون لکھنوی از بمبئی

بتائین پہلے یہ مجکو ہی کیا خطا میری — تسکائیین وہ کرین بعد جابجا میری

فراق یار مین گھُلکر مین تار بستر ہون — یقین ہی ڈھونڈھلے پھر جائیگی قضا میری

ہر اک کو ہوگی خبر میری خون ناحق کی — وہ لاش کرتے ہین تشہیر جابجا میری

نہین ہی غم جو پلاتے نہین وہ شربت دید — اجل کے ہاتھ سی ہو جائیگی دوا میری

وہ طفل کھینچلے خنجر اگر ادھر آتا — ضرور سر پہ مرے کھیلتی قضا میری

شب وصال جو بے اذن لیلیا بوسہ — قصور اسمین ہی کچھ دل کا کچھ خطا میری

صابر جناب منشی محمد قدرت غنی صاحب مقیم ہنگولی تلمیذ مہتمم خدنگ نظر

کیے جو ظلم اُنھون نی وہ تھی خطا میری — کہ خود سکھائی ہی اُنکو جفا وفا میری

پس فنا بھی نہ دم بھر ملی مجھے راحت — اُٹھائے پھرتے لگے نعش اقربا میری

وہ میری لاش پہ آنسو بہا کی کہتے ہین — معاف کردو اگر ہو کوئی خطا میری

شب فراق نے ڈالا ہی تفرقہ ایسا — مین ڈھونڈھتا ہون قضا کو مجھے قضا میری

مین اور رحمت خلاق سی ہون محروم — قبول ہی کبھی ہو جائیگی دعا میری

عجز جناب غلام مصطفےٰ خانصاحب ملیح آبادی تلمیذ حضرت رشید لکھنوی

ستم مجھی پہ ہوا تنی ہی التجا میری — کہ ہی نثار جفا پر تری وفا میری

نہ اُٹھ سکا کبھی احسان واہ ری غیرت — جدا اثر سے ہمیشہ رہی دعا میری

پڑا ہو مین تری در پر بھلا ملون کیونکر — تلاش کرتی ہی ہر جا مجھے قضا میری

شب وصال ستم کا مزا بگاڑ مین تھا — وہ اُنکی غیظ کی باتین بجابجا میری

مری زبان سے نکلتے ہی آگئے وہ یہان — اثر کی جان ہی اللہ رے دعا میری

طبیب بنگئین آنکھین تری پئے بیمار — تری نگاہ کرم بنگئی دوا میری

جو اُسنے ناز سے تیغ ادا کے وار کیے — تڑپ تڑپ گئی ہر وار پر قضا میری

لگائے ہاتھ قیامت کیے میری قاتل نے — سرک سرک گئی ہر وار پر قضا میری

میری غذا ہے غم اسے کیونکر نہ کھاؤں میں
کچھ سم نہیں ہے یہ ترے سر کی قسم نہیں

جتنا تمہارے سوگ سے مجکو ملال ہے
اتنا تو مرگ غیر کا تمکو بھی غم نہیں

اچھا ہے گر ستم کے عوض اب وصال ہو
اب ناگوار طبع ستمکش ستم نہیں

اس التفات خاص سے محروم ہے رقیب
یہ کیا ستم نہیں ہے کہ اُس پر ستم نہیں

محتاج گنج زر نہیں ہرگز دل ظہیر
یہ کاسہ فقیر ہے کچھ جام جم نہیں

طرح دیگر

ارشد - جناب منشی غلام حسین صاحب از لاہور بازار انارکلی

نہیں ہے تمسے گلا کچھ کہ ہے خطا میری
سکھا رہی ہے حیا میں تمہیں وفا میری

نکل کے دلسے پھر آیا نہ میرے دلمیں کبھی
وہ بیوفا بھی ہے کیا جان ہے بلا میری

کبھی تو اُس بت کافر کے دلمیں ہوگا اثر
قبول ہی کبھی ہو جائیگی دعا میری

دیا جو تجھ سی ستمگر کو جان بوجھکے دل
ہوا قصور مرا - ہو گئی خطا میری

بجھے ہے ڈر شب تاریک ہجر میں یارب
نہ راہ بھول گئی ہو کہیں قضا میری

کیا ہے چاک گریبان بال کھولے ہیں
عجیب ڈھنگ سی کرتے ہیں وہ عزا میری

خدا ہی نے مجھے ارشد بچا لیا ورنہ
لبوں پہ ہجر میں جان آئی بارہا میری

اعجاز - ابوالاحسان جناب منشی اعجاز حسین صاحب چشتی صابری فداشاہی بہڑوچی تلمیذ حضور حسن مراد آبادی

ہو مستجاب بھلا کسطرح دعا میری
سنیں نہ آپ تو کیونکر سنے خدا میری

خلاف ہو نہیں سکتی ہے التجا میری
تری رضا میں ملی رہتی ہے رضا میری

تمہارے عشق میں وہ اپنی جان پر کھیلا
کہ دھوم مچ گئی ہے سوے پس فنا میری

حصول ہوگی کبھی تو مراد دل ایجان
قبول ہوگی کسی روز تو دعا میری

کسیکی شوخ طبیعت کا رنگ دیکھو تو
کہ ہنسکے کہتا ہے خونریز ہے حنا میری

مرا قصور مرا جرم تو بتائیں وہ
یہ کیسی اُنکو شکایت ہے جابجا میری

بلا کے پاس نہ پوچھا مزاج تک تمنے
بہت کی عزت و توقیر واہ وا میری

دل اختیار سے باہر ہے اور وہ کمسن
ہے فکر وصل میں لت ہو دیکھوں کیا میری

قریب مرگ ہے شیدای عارض گلگون
سنا دے اتنی خبر اُنکو اے صبا میری

ـہ بے نیاز میری دُعا بے اثر جلال — کیا خاک نیند آئیگی کنجِ مزار مین

دلگیر جناب سید مہتاب صاحب تلمیذ حضرت مکش تھانوی از حیدر آباد

ـم کھو چکے ہین جان تمنائے یار مین — کیا خاک نیند آئیگی کنجِ مزار مین

ـلگیر ان بُتون سے خدارا نہ دل لگا — بوئے وفا نہین ہے کسی گلعذار مین

ـلام جناب سید خواجہ معین الدین صاحب چشتی شاگرد رشید حضرت تمشاد لکھنوی و حضرت حبیب کنتوری

ـہے یادِ چشمِ یار دلِ داغدار مین — چین ایک دم نہین ہمین لیل و نہار مین

ـہ رہ کے اُٹھ رہی ہی چمک ہجر یار مین — کیا بجلیان بھری ہین دلِ بیقرار مین

ـنسو گرے ہین خاک پہ عشق نگار مین — بویا ہے ہمنے تخمِ وفا کشت زار مین

ـبضہ ہے اُنکا دل پہ مرے اضطرار مین — رکھتے ہین لوگ برق کو یون اختیار مین

ـل ہین خراشِ ناخنِ غم قلب زار مین — تختہ کھلا ہے پھولون کا فصل بہار مین

ـسمجھے نہ خاک منزلِ ہستی کے راہرو — اک قافلہ مٹے ہوُنکا ہی غبار مین

ـبند ہجائے کسطرح نہ مری آہ کی ہوا — پیدا ہے صاعقہ کی تڑپ ہر شرار مین

ـمارا تری نگاہ نے اے گل شب وصال — بلبل کو ذبح کر دیا فصلِ بہار مین

ـمردم اُٹھا کے آنکھو نپہ رکھتے یہ اشک خون — ہوتے شریک گر ترے پھولونکے ہار مین

ـیون شوخیون سے کام لیا تیغ جور کا — بجلی بنا ہے آپ کا کشتہ مزار مین

ـہی گلشنِ جہان مین سیک روحیونکا لطف — دامن کبھی نسیم کا اُلجھا نہ خار مین

ـعاشق کو دی بُتون نے جگہ دلمین بعدِ مرگ — فرہاد کا مزار بنا کوہسار مین

ـحشت مین یاد تیری مژہ کی ستم ہوئی — اُلجھا ہے اُڑ کے دامنِ اُمید خار مین

ـبتک نہ اُنکے دل سے کدورت گئی سلام — خط کا جواب لکھا ہے خطِ غبار مین

صولت جناب مولوی حبیب النبی خانصاحب تلمیذ جناب شمس رئیس کلکتہ

ـسُن سُن کے دلخراش نواہائے عندلیب — زخم جگر ہرے ہوئے فصلِ بہار مین

ـہین یاد جسکو وعدہ فراموشیان تری — آتا ہے کچھ اُسی کو مزا انتظار مین

ـمعلوم ہے مجھے ترا ملنا محال ہے — پر کیا کرون کہ دل ہی نہین اختیار مین

ـلائے کاش کثرتِ حرمان ہی اُمید — اُمید ہو زرا نہ دلِ بیقرار مین

عنایت۔ عالیجناب راجہ عنایت سنگہ صاحب تعلقدار بریلی و رئیس لکھنؤ

گلے لگا لیا اے عجز تیغ کو جس دم | پسند آگئی جلاد کو وفا میری

طرح دیگر

ارشد۔ جناب منشی غلام حسین صاحب از لاہور بازار انارکلی

کیا کیا ہین گل ہمارے دلِ داغدار مین | آؤ کبھی تو سیر کو اس لالہ زار مین
اے موت جلد آکہ ترے انتظار مین | ہے بیقرار جانِ حزین جسمِ زار مین
ہی شور عندلیب چمن مین یہی کہ پھر | زخمِ جگر ہرے ہوے فصلِ بہار مین
دل کو نہین قرار جو پہلو مین ایخدا | کس شوخ کی ہی یاد دلِ بیقرار مین
قربان تیرے ہاتھو نکے مانی۔ کہ شوخیان | بھر دین ہین کوٹ کوٹ کے تصویرِ یار مین
اے رشکِ ماہ تو جو نہ آیا تو رات بھر | تارے گنا کیا ہین ترے انتظار مین
اخفاے رازِ عشق و محبت ہو کسطرح | کمبخت دل ہی جبکہ نہو اختیار مین
قاتل ہماری قبر پر آکر نہ روئیو | بیچین ہوگی روح ہماری مزار مین
بیجا ہے رنج منصب و جاہ و حشم۔ کہ تھا | ارشد یہی مشیتِ پروردگار مین

اثر۔ جناب مرزا احمد اللہ بیگ صاحب حیدرآبادی

آنسو بہا بہا کے گزاری شبِ فراق | رُو رُو کے مین نے کی ہی سحر یار مین
اک آرزو تھی ہو چکی وہ نذرِ بیکسی | رکھا ہی کیا ہے اب دلِ بے اختیار مین
پیتے تھے مے کہ دور ہو رنجِ فراقِ یار | اعضا تمام ٹوٹ رہے ہین خمار مین
کچھ دل کا اعتبار تھا کچھ ضبط کی اُمید | کوئی بھی اب نہین ہی مرے اختیار مین

جلال۔ جناب حکیم سید ضامن علی صاحب لکھنوی

میرا دل اے صنم ہو ترے اختیار مین | کیا دخل ہے مشیتِ پروردگار مین
کیا جان پر بنی ہے شبِ انتظار مین | جھگڑے ہین یاس مین دلِ اُمیدوار مین
آتا ہی شاید آج وہ غارتگرِ شکیب | ہلچل پڑی ہی کیون مری صبر و قرار مین
احسانِ سوزِ عشق کہ آتے پسِ فنا | پر جلتے ہین فرشتو نکے میرے مزار مین
اے عشق امتحان ہمارا سمجھ کے لے | کیا جبر اُٹھائے دل ہی نہین اختیار مین
پلتے ہین یون فروغ حسیہ بخت جسطرح | جگنون کبھی چمکتے ہین شبہاے تار مین

جلوه آراست شاهد معنی بشد — ساقیا برخیز و جام می بیار
ای خوشا گلهای رنگین تازه تر — ای زهی این بوستان پر بهار
عندلیب طبع نصرت گفت سال — بوستان دلپذیر روزگار
۱۸۹۹ع

نتیجۂ طبع جناب منشی احمد صاحب اکبر بن اسماعیل صاحب رئیس اعظم بمبئی

در گلستان دهر مثل صبا — گشت گلریز شاهد معنا
نام نامی آن خدنگ نظر — بهر چشم حسود تیر قضا
از سر اکبر بہ سال شد موزون — گلشن بے نظیر و بیش بہا
۱۸۹۹ع

نتیجۂ فکر جناب مولوی نور محمد صاحب انور مدرس مدرسۂ ہاشمیہ بمبئی

شراب ناب بده ساقیا بساغر زر — که ابر آمد و بشگفت در چمن گل تر
هوای عیش و طرب می وزد بباغ جهان — پر است ساغر لاله ز بادۂ احمر
ز چشم زخم جهانش خدا نگهدارد — دعا کی که ومه شد پی خدنگ نظر
زهی صفائی بندش زهی کلام فصیح — چنون نیامده گلدستۂ دگر بنظر
ز بهر سال تمامش بمن سروشی گفت — عروس نظم شده جلوه گر بگو انور
۱۸۹۹ع

نوٹ

یل کی طرح میں غزلیں وقت معینہ پر ارسال ہوں ہر غزل علحدہ علحدہ کاغذ پر لکھنا چاہیے۔

ارچ سنہ ۱۹۰۰ع رات گزری سونے والے سو چکے — سو۔ رو۔ وغیرہ قافیہ
اپریل سنہ ۱۹۰۰ع جان دیکر کام اپنا کر گئے ناکام عشق — کام۔ جام وغیرہ قافیہ
ہ سنہ ۱۹۰۰ع ستم سہے آدمی کے واسطے مجبور ہو جانا — مجبور۔ وغیرہ قافیہ
ن سنہ ۱۹۰۰ع اپنی صورت دیکھلو صاحب اٹھا کر آئینہ — خنجر۔ وغیرہ قافیہ
ئی سنہ ۱۹۰۰ع آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچھتاؤ بھی — آؤ۔ وغیرہ قافیہ
[redacted] سنہ ۱۹۰۰ع مبتلائے غم دل ناشاد ہے — یاد۔ وغیرہ قافیہ

لذت ہے عشق لعل شکر بار یار مین — ہے میٹھا میٹھا درد دلِ بیقرار مین
وہ شکل جلوہ گر ہی دلِ خاکسار مین — پنہان ہے آفتاب حجابِ غبار مین
پانخوردہ دانت اُنکے ہنسی مین جو کھلگئے — غیرت سے سُرخ ہوگئے دانے انار مین
آنکھین بھی اشکبار رہون زخمِ جگر کھلے — باران کا لطف خوب ہی فصلِ بہار مین
افسون ہی بات بات مین انداز مین طلسم — کیا سحر ہے بناؤ مین جادو نکھار مین
صد ہا مُرادین لاکھون اُمیدین ہین کیا کرون — دو چار دن کی زندگیِ مستعار مین
دل میرا دو کرو نہ کشش و پیچ اے صنم — تم لاکھ ہو خفا مین کہون گا ہزار مین
یہ ناز یہ ادا یہ حیا یہ حجاب سے ہے — دل لے لیا کسی نے اکھین تین چار مین
دزدِ حنانے دل کو اُڑایا ہی ہاتھون ہاتھ — ڈھونڈھو عنایت اُسکو کفِ دستِ یار مین

فاروق جناب سید قادر محی الدین صاحب حیدر آبادی

دریا نہان ہی گیا کوئی اس چشم زار مین — طوفان اُٹھائے دیتی ہی جو روزگار مین
کیا روشنی ہے داہ دل داغدار مین — گویا ہے شمع نور کی روشن مزار مین
یہ ہی تڑپ رہی جو دلِ بیقرار کی — کیا خاک نیند آئیگی ہمکو مزار مین
اے شیخ تو بھی آ کبھی دو گھونٹ پی لے دیکھ — لذت ہی اور کچھ ہے مئے خوشگوار مین
رونے سے درد کم ہوا کچھ آگ کم ہوئی — مجکو مفید غسل ہوا ہے بخار مین
فاروق توبہ کرکے مصیبت مین کیون پھنسنا — کہدو اُسے کہ توڑ دے اُکی بہار مین

مضطر جناب مرزا مہدی صاحب حیدر آبادی شاگرد جناب شیل لکھنوی

جو مرگیا ہو حسرت دیدار یار مین — کیا خاک نیند آئیگی اُسکو مزار مین
ساقی پلادے بادۂ اُلفت کے چند جام — تا عمر بھر رہون مین اُسی کے خمار مین
پہونچا دے اُٹھتے بیٹھتے صحرا تک اہی جنون — فرہاد و قیس ہونگے مرے انتظار مین

قطعات تاریخ اختتام سالگزشتہ

نتیجہ طبع جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب نصرت از بمبئی

جاپانیون کی قومی کہانیان

ہر قوم کے قومی یا خاندانی کارنامون اور مذہبی تاریخ مین ایک ایسا زمانہ ضرور پایا جاتا ہے جو سب سے پیشتر کے واقعات ظاہر کرتا ہے۔ یہ عہد فلسفیانہ تحقیق و تنقیح اور قیاسی شکوک وشبہات سے مافوق ہوتا ہے۔ اور باوجودیکہ ہماری عقلین اُسکے ہر لفظ پر اعتراض کرنے کو بے صبری کے ساتھ آمادہ ہوتی ہین۔ مگر لوگ اُسے نہایت ہی عقیدت و یقین کے ساتھ مانتے ہین۔ صرف اسی قدر نہین کہ ہم اُسے بے عذر تسلیم کرتے ہین۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ ہمین اُن باتونکے بار بار دُہرانے اور بکر رو سہ کرر سُننے مین لطف آتا ہے۔ اصل مین یہ نوعِ انسانی کے بچپن کی باتین ہین۔ اور جسطرح ہر شخص اپنے بچپن کی بے تمیزی۔ سادگی۔ اور بے عقلی کی باتون کو بجائے اسکے کہ اُنپر نادم ہو زیادہ مزہ لیکے یاد کرتا ہے۔ اُسی طرح نوعِ انسانی اپنے اس دورِ اولین اور اپنی طفولیت کے کارنامونکو بہت ہی پسند کرتی ہے۔

ایسی باتون اور ایسے قومی و مذہبی قصّون سے دُنیا کی کوئی قوم خالی نہین۔ مگر اس موقع پر ہم اسی قسم کی چند اُن کہانیونکو اپنے ہم وطنون کے سامنے پیش کرتے ہین جو جاپان والون مین مشہور ہین اور ایک حد تک اُنکے اعتقادات مین شامل ہین۔ جاپانیون نے اِن دنون ترقی کی دُنیا مین اپنا نام اسقدر چمکا دیا ہے۔ اور یکایک ایسے باکمال ثابت ہوگئے ہین کہ ہر قوم کی نظر اُنکی طرف اُٹھ گئی ہے۔ اور مشرق سے مغرب تک ہر شخص اُنکے حالات کی جستجو کر رہا ہے چنانچہ یہی مذہبی کہانیان جنکو ہم اس موقع پر سلسلہ وار بیان کرینگے تمام یورپ اور خاصۃً انگلستان مین بار بار چھپین اور نہایت لطف کے ساتھ پڑھی گئین۔

انہین ایک کہانی آٹھ سر والے اژدھے کی ہے۔ جسے جاپانی گھرونمین بچے اپنی ماؤنکی زبان سے بڑے شوق کے ساتھ سُنتے ہین۔ اور اسطرح بیان کیجاتی ہے۔

"کبھی تمنے آٹھ سر والے اژدھے کی کہانی بھی سُنی ہے؟ نہ سُنی ہو تو مین سُناتا ہون۔ مگر یہ کہانی کسی قدر بڑی ہے۔ اور اُسکے شروع کرنے کیلیے ہمین بہت ہی اگلے زمانے مین جانا پڑیگا اگلا زمانہ کیا ٹھیک اُسوقت جب کہ دُنیا پیدا ہوئی تھی۔

دُنیا جیسے ہی پیدا ہوئی اُسپر ایک بڑے زبردست پرنزاد کا قبضہ ہوگیا۔ اور جب اُس پرنزاد کے مرنے کا وقت آیا تو اُسنے اُسے اپنے تین بچّونمین تقسیم کردیا جنمین دو بیٹے تھے

رسید زر مع شکریہ

اسمائے گرامی	رقم	اسمائے گرامی	رقم
عالیجاہ معلی القاب راجہ محمد نوشاد علیخانصاحب بہادر		جناب خواجہ قمر الدین خانصاحب راقم از جے پور	عہر
تعلقہ دار میلا رائیگنج و جہانگیر آباد وغیرہ	عہ ۵	جناب منشی عبدالرشید خانصاحب ارمان امیٹوی از کلکتہ	عہر
عالیجاب معلی القاب میر انصر علیصاحب تعلقہ دار آنکاری سکندر آباد	عہ	جناب پنڈت لچھمی نرائن صاحب میر دار موضع نولی وغیرہ	عہر
عالیجاب حکیم میرزا احمد رضا خانصاحب بہادر رئیس اعظم		جناب بابو ہریکشن صاحب عرف کھن کھن جی صاحب رئیس لکھنؤ	عہر
لکھنؤ و متولی نجف اشرف	صہ	جناب منشی علی اعظم صاحب از کلکتہ	عہر
عالیجناب نواب سید بہادر علیخانصاحب بہادر جگر رئیس اعظم لکھنؤ	صہ	جناب منشی سلطان محمد صاحب علاقہ دار نواب تسیر نواز جنگ بہادر	عہر
عالیجناب بشیر احمد خانصاحب تسیر رئیس اعظم ملیح آباد۔	للعہ	جناب بابو فتح چند صاحب جوہری و مہاجن لکھنؤ	عہر
جناب لالہ کرشن جی صاحب مینجر کارخانہ آصف الحا	صہ اشتہار	جناب نواب نوازش الدولہ بہادر نواب رستم رئیس لکھنؤ	عہر
عالیجناب نواب سید سلطان حسین خانصاحب بہادر وقار		جناب حسن علی شجاع الدین صاحب سوداگر بمبئی۔	عہر
رئیس اعظم کانپور۔	سے	جناب منشی سلیم خانصاحب سلیم ساکن بمبئی۔	عہر
جناب خواجہ رزاق بخش صاحب حشمت از بلبی	ہہر	جناب خواجہ معین الدین عرف خواجہ پیر صاحب سلام از حیدرآباد	عہر
عالیجاب پرنس دلاور جاہ بہادر رئیس کلکتہ	عہر	جناب مسٹر عبدالکریم صاحب ارمان از بمبئی۔	عہر
جناب غلام یسین صاحب آہ دہلوی معین جنگ نظر	عہر	جناب مولوی محمد اکرام اللہ صاحب رئیس گنیش پور۔	للعہ
جناب مولوی محی الدین صاحب آزاد از بمبئی	عہر	جناب منشی سلطان محمد صاحب پرائیوٹ جمعدار از جموں۔	عہر
جناب منشی محمد ممتاز علیصاحب آہ تحصیلدار ڈونگر گڈھ	عہر	جناب عبداللہ بھائی عبدالرحیم صاحب از بمبئی۔	عہر
جناب بابو سری رام صاحب ایم اے رجسٹرار عدالت خفیفہ لاہور	عہر	جناب منشی عبدالغنی صاحب از کلکتہ۔	عہر
جناب پنڈت ترلوک ناتھ صاحب زار از لاہور ۲ سال	للعہ	جناب سید احمد شاہ صاحب یاور بخاری از بمبئی۔	عہر
جناب پنڈت سورج بھان صاحب میکش معین خدنگ نظر	عہر	جناب عبدالحسین حسن علی صاحب دلال از بمبئی۔	عہر
جناب منشی قادر حسین خانصاحب منتظم دفتر مستمرات حیدرآباد	عہر	عالیجاب بیر بڑھا کر ہرکشن سنگھ صاحب بہادر رئیس اعظم کتن کوٹ	عہر
جناب مولوی سید رضی الدین حسن صاحب کیفی از حیدرآباد	عہر	جناب شیخ مکرم علیصاحب از کلکتہ۔	عہر
جناب حافظ محمد ابراہیم خلیل صاحب از بھروچ۔	عہر	جناب سید مصحف حسین صاحب تعلقہ دار مصطفے آباد	عہر
جناب حکیم علی محمد صاحب عرف منے آغا صاحب فاضل از جھنڈولا	عہر	جناب شیخ محمد علیصاحب تاجر عطر لکھنؤ۔	عہر
جناب منشی ابوالحسن حسین بن علی صاحب از حیدرآباد	عہر	جناب شیخ رحیم بخش صاحب غافل از کلکتہ۔	عہہ

باقی آئندہ

آخر دریافت کرنیکے لیے غار سے باہر نکلی۔ اور نکلنا تھا کہ سب پریون نے پکڑ لیا۔ اور جھٹ پٹ بڑی بڑی چٹانو نکا ڈھیر لگا کے غار کا دروازہ ایسا بند کر دیا کہ پھر کوئی اُسکے اندر نہ جا سکے۔

یہ دیکھکے کہ غار سے باہر نکلنے مین دھوکا کھا گئی۔ اور اب مُنہ پُھلانا بیفائدہ ہو آیا سورج مین جانے اور پیشتر کیطرح پھر دُنیا کے سامنے چمکنے پر راضی ہوئی۔ مگر اس شرط سے کہ اُسکے بھائی کو سزا دیجائے اور وہ بے عزتی کے ساتھ سورج سے نکالا جائے۔ اسلیے کہ اُسکے ساتھ رہنا خطرے سے خالی نہین۔ یہ شرط پوری کیگئی۔ سوسانو اسقدر پیٹا گیا کہ مرتے مرتے بچا۔ اور سب پریونکی صحبت سے نکالدیا گیا۔ اور اُسے حکم دیا گیا کہ پھر کبھی اپنی صورت نہ دکھائے۔

الغرض غریب سوسانو پرستان سے نکالدیا گیا۔ اور مجبور ہوا کہ پھر دُنیا مین واپس آئے۔ یہان ایک دن ایک ندی کے کنارے کنارے چلا جاتا تھا کہ اتفاقاً ایک بوڑھے آدمی اور ایک بڑھیا کا سامنا ہوا جو اپنی ایک جوان بیٹی کے گلے مین باہین ڈالے پھوٹ پھوٹ کے رو رہے تھے۔ یہ حالت دیکھ کے سوسانو نے پوچھا "کیون؟ کیا ہوا جو یون رو رہے ہو؟"

اُنھون نے ہچکیان لے لیکے جواب دیا "ہائے! ہماری آٹھ بیٹیان تھین۔ مگر یہان ہمارے جھونپڑے کے قریب ترائی مین ایک بڑا بھاری آٹھ سر والا اژدہا رہتا ہے۔ جو ہر سال ایکمرتبہ نکلکے آتا ہے۔ اور ہماری ایک بیٹی کو نگل جاتا ہے۔ اب فقط یہی ایک بیٹی رہگئی ہے۔ اور آج ہی وہ تاریخ ہے جسدن وہ موذی آکے اِسے بھی ہضم کر جائیگا۔ اور ہماری ایک بیٹی بھی نہ باقی رہیگی۔ جناب عالی! بھلا آپ کچھ ہماری مدد کر سکتے ہین؟"

سوسانو بولا "بیشک۔ بہت آسانی سے۔ اب تم غم نہ کرو۔ مین تو ایک پریزاد ہون تمہاری بیٹی کو بچا لونگا" یون اطمینان دلا کے اُسنے اُنھین تھوڑی بیر (ایک قسم کی شراب جسے ہندوستان مین بوزہ کہتے ہین) بنانے کا حکم دیا۔ پھر ایک ایسا کٹھرا بنانیکو کہا جسمین آٹھ دروازے ہون۔ اور کہا ہر دروازے مین ایک لکڑی کی تپائی ہو۔ اور ہر تپائی پر ایک ناندا جسمین وہ بیر بھر دیجائے۔

اُسکے کہنے پر عمل کیا گیا۔ اور جیسے ہی سوسانو کا بنایا ہوا سب سامان فراہم ہو گیا اژدہا آیا۔ یہ اتنا بڑا اژدہا تھا کہ اُسکا جسم آٹھ پہاڑیون اور آٹھ گھاٹیون پر پھیلا ہوا تھا۔ مگر چونکہ اُسکے آٹھ سر تھے لہذا آٹھ ناکین بھی تھین۔ جنمین سے ہر ایک سے وہ بمقابلہ کسی اور مخلوق کے آٹھ حصہ زیادہ تیزی سے سونگھ سکتا تھا۔ دور سے بیر کی بو پاتے ہی اُسکی طرف دوڑا۔ کٹھرے کے اندر گیا۔ ہر دروازے سے اپنا ایک سر نکال کے بیر کے ناندے کے اندر ڈالا۔

اور ایک بیٹی۔ بیٹی جسکا نام آما تھا اُسے سورج دیا گیا بڑے بیٹے کو جو سوسانو کہلاتا تھا۔ سمندر ملا اور دوسرا بیٹا جسکا نام مجھے یاد نہین رہا چاند کا مالک ہوا۔

خیر۔ چاند والے لڑکے نے تو اپنا چال چلن درست رکھا۔ اور آج بھی چودھوین کی صاف اور روشن راتون مین تم اُس پیارے گول چہرے کو چمکتے دیکھا کرتے ہو۔ مگر سوسانو بہت ہی برہم اور شکستہ خاطر تھا۔ اسلیے کہ سوا ٹھنڈے اور تر سمندر کے رہنے کو کوئی جگہ نہ ملتی تھی۔ آخر اُس نے آسمان پر حملہ کیا۔ اور سورج کے اندر ایک خوبصورت کمرے مین گھُس پڑا۔ جہان اُسکی بہن اپنی سہیلیون کے ساتھ بیٹھی سونے چاندی کا سُوت کات رہی تھی۔ جاتے ہی اُنکے چرخے توڑ ڈالے اُنکا کام پانؤن سے روند ڈالا۔ خلاصہ یہ کہ جہانتک شرارت ہوسکی کی۔ اور ایسی برہمی ظاہر کی کہ غریب کنواری لڑکیان اپنی جان کو ڈرین۔

یہ حال دیکھکے آما سے جسقدر جلدی بنا بھاگی۔ اور کسی پہاڑ کے پہلو مین جاکے جہان ہر طرف چٹانین اور خندقین تھین۔ ایک غار مین چھپ رہی۔ اس غار کے اندر جاتے ہی اُسنے دروازہ بند کرلیا۔ اور ساری دُنیا مین اندھیرا چھا گیا۔ اسلیے کہ یہی پری آفتاب کی حاکم تھی۔ اور اُسکے اختیار مین تھا کہ سورج کو اپنی مرضی کے موافق جب تک چاہے روشن رکھّے اور جب چاہے تاریک و بے نور کر دے بعض لوگ کہتے ہین کہ سورج کی روشنی اصل مین خود اُسی کی حسین آنکھونکی شعاعون سے عبارت ہے۔

الغرض اُسکے غائب ہوجانے سے دُنیا بڑی بھاری مصیبت مین مبتلا ہوگئی۔ اب کیا کیا جاتا کہ دُنیا پھر روشن ہوتی؟ سب تدبیرین کی گئین (مگر بیفائدہ ہوئین) آخر دوسری پریون نے یہ سمجھ کے کہ آما عجائب پسند اور جو واقعات گزر رہے ہون اُنکے دیکھنے کی بڑی مشتاق ہے اُس غار کے دروازے پر جاکے ناچنا شروع کیا۔

آما نے جیسے ہی ناچنے گانے اور ہنسنے کھیلنے کی آواز سُنی بے اختیار ہوکے دروازے کے پاس آئی۔ اور بہت ہی زرا سی درار کرکے جھانکی اور پریونکے کھیل کود کا تماشا دیکھنے لگی یہی بات کی تو سب پریان منتظر تھین۔ چلا چلا کے کہنے لگین "ادھر دیکھو! یہ نئی پری بھی دیکھی ہے جو تمسے زیادہ خوبصورت ہے؟" اور یہ کہنے کے ساتھ ہی ایک آئینہ آگے بڑھا دیا۔

آما یہ نہ سمجھ سکی کہ آئینے مین جو چہرہ نظر آرہا ہو خود اُسی کی پیاری صورت کا عکس ہے۔ ساعت بہ ساعت زیادہ متعجب اور حیران ہوتی جاتی تھی کہ یہ نئی پری کون ہے اور کہان سے آگئی۔

ساتھ مسلمانون کی ایک گونہ مخالفت یا اس سے بھی خفیف کر کے کہا جائے بے تعلقی ثابت ہوتی ہو۔ اس بحث کے چھیڑنے سے پیشتر اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ ہلال ہو کیا چیز اور فرمانروایان آل عثمان کو اُسکے ساتھ کیا خصوصیت ہو۔

فی الحال ہلال دولت عثمانیہ کا معرکہ ہو۔ اور یورپ مین یہ لفظ اس سے بھی عام کر کے اسلام کا معرکہ اور صلیب یعنی اُس معرکہ کا مقابل خیال کیا جاتا ہو جو مسیحی سلطنتون بلکہ دین مسیحی کے لیے مخصوص ہوگیا ہو۔ یورپین مصنفین لکھتے ہین "فلان سرزمین پر ہلال آیا" اور معنی یہ لیتے ہین کہ "اسلام آیا" حدود فرانس مین عربونکی فوجکشی کو ہلال کے آنے سے تعبیر کرتے ہین حالانکہ اس واقعے کو دولت عثمانیہ کی تاریخ سے کوئی علاقہ نہین۔

اسکے خلاف ہم اپنی اسلامی تاریخ اور اپنے مذہبی کارنامون مین ڈھونڈھتے ہین تو معرکۂ ہلال کا بہت کم پتہ لگتا ہو۔ آنحضرت صلعم نے عربی مخالفون کے مقابلے مین جو فوجین روانہ کین اُنمین جھنڈے البتہ تھے۔ مگر کہین نہین ثابت ہوتا کہ اُ پر ہلال بنا ہوا تھا۔ اسکے بعد خلافت راشدہ کے دور اولین مین جسے ہم اپنے اعتقاد کی اصطلاح مین خیر القرون کہتے ہین جب سادہ مزاج عربی سپاہی توحید کی آواز بلند کرتے ہوے دُنیا کے وسیع میدانو نمین پھیلنا شروع ہوے ہین۔ تو اُسوقت بھی ہمین کسی اسلامی علم اور عربی بیرق مین ہلالی نشان کے ہونے کا ثبوت نہین ملتا۔ بنی اُمیہ و بنی عباس کے علمون کے رنگ کا حال تو ضرور معلوم ہوتا ہو۔ مگر اس امر مین تمام مورخین ساکت ہین کہ اُن علمون پر کوئی علامت بھی تھی یا بالکل سادے تھے۔

یون تو ہلال کا نشان خوبصورتی یا زیبائش کی غرض سے یا کسی مذہبی خیال سی بہت قدیم قومونین بھی پایا گیا ہو۔ ہندوؤن اسیریا والون اور رومیون مین بھی یہ کسی نہ کسی قسم کی قومی یا دینی علامت ضرور سمجھا جاتا تھا۔ لیکن سلطنت کا معرکہ یا حکمرانی کی علامت ہونے کی عزت اسے بظاہر اسباب دولت عثمانیہ کی برکت سے حاصل ہوئی۔ بعض مورخین کی بیان سے پتا چلتا ہو کہ فتح قسطنطنیہ سے پیشتر روم کی مشرقی شہنشاہی مین ہلال معرکۂ سلطنت تجویز کیا گیا تھا جب ترکون نے قسطنطنیہ کو فتح کیا اُنھون نے بھی اپنے آپ کو قسطنطین اعظم کا جانشین ثابت کرنے کے لیے یہی معرکہ اختیار کر لیا۔ اور چونکہ بعد کے زمانون مین یورپ کی نظرمین ترک ہی اسلام کے اصلی حامی تھے لہذا وہ معرکہ جو اُنکے جھنڈون پر نظر آتا تھا عام طور پر

اور یہانتک پی کہ بدمست ہوگیا تب اُسکے سب سر غافل ہوکے گر پڑے - سوسانو نے فوراً اُس غار سے نکل کے جسمین چھپا ہوا تھا تلوار کھینچ لی اور سب سر کاٹ کاٹ کے جدا کر دیے پھر اُسکے بعد اُسکا سارا دھڑ بھی کاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا -

مگر حیرت کی تو یہ بات تھی کہ جب اُسکی دُم پر ہاتھ مارا تو تلوار اچھل گئی - اسلیے کہ کسی سخت چیز پر پڑی تھی - چونکہ اب سانپ مر چکا تھا - لہذا اُسکے قریب جانے اور اُس سخت چیز کی حقیقت دریافت کرنے مین کوئی خطرہ نہ تھا - جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی ایک قیمتی تلوار تھی جسمین ایک سرے سے دوسرے سرے تک جواہرات جڑے ہوے تھے - اور ایسی خوبصورت تلوار تھی کہ ویسی کبھی تمہاری نظر سے نہ گزری ہوگی -

سوسانو نے فوراً وہ تلوار اپنے قبضے مین کر لی - اور اُس بوڑھے کی بیٹی کو اپنے نکاح مین لے لیا - وہ اگرچہ اپنی بڑی بہن کے حق مین سخت گستاخ ثابت ہوا تھا مگر اُس حسین نازنین کے حال پر نہایت ہی مہربان تھا - ان دونون نے اپنی باقی ماندہ زندگی ایک خوشنما محل مین بسر کی جو خاص اسی غرض کے لیے تعمیر ہوا تھا - اور نازنین کے بوڑھے ماں باپ بھی ساتھ رہتے تھے -

جب بوڑھا باپ بوڑھی ماں - سوسانو - اور اُسکی بیوی سب مر گئے تو وہ تلوار اُن کی نسل مین بیٹون اور پوتون کو ملی - اور اب شہنشاہ جاپان کے قبضے مین ہی - جو اُسے اپنے خزانے کی سب سے زیادہ قیمتی چیزون مین شمار کرتا ہی -

(از دلگداز)

ہلال اور تارہ

اس عنوان سے حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب کا ایک مضمون جنوری سنہ ۱۹ء کے رسالۂ معارف مین شائع ہوا ہی - جسکا ماحصل یہ ہی کہ وہ ہندوستانی مسلمانون کو اس علامت کے استعمال سے روکنا چاہتے ہین - کیونکہ یہ دولت عثمانیہ کا معرکہ ہی - اس ممانعت مین ہمارے محترم خانصاحب یہانتک احتیاط سے کام لینے کی ہدایت فرماتے ہین کہ خوشنمائی، زیبائش یا کسی اور خیال سے بھی یہ نشانی اخبارون کتابون اور اسلامی سوسائٹیون کے دستورالعملون وغیرہ پر نہ بنائی جائے - اسلیے کہ جناب ممدوح کے نزدیک اس سے اپنے فرمانرواؤن کے

کوئی برٹش حاکم کبھی اتنا کوتہ اندیش ہوا ہو کہ اس نے اُن جھنڈیون کو اُس بدگمانی کی نظر سے دیکھا ہو جس نظر سے کہ ہمارے جناب خانصاحب دیکھتے ہین۔

اگر سچ پوچھیے تو اُس سلطنت کے لیے جو اپنے آپکو سب سے بڑی اسلامی سلطنت اور مسلمانونکی سب سے بڑی جماعت کے حقوق کی محافظ ظاہر کرتی ہو اُسکے لیے اس سے بڑا کوئی فخر نہین ہوسکتا کہ شیر برطانیہ کے دامن مین اسلامی ہلال پوری رونق سے چمکتا اور اپنی آزادی و سرسبزی کو ظاہر کرتا نظر آئے۔ اطاعت کا سب سے زبردست اور سچا اصول یہ ہے کہ کسی بات پر بدگمانی نہو۔ تم سلطنت کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھو وہ بھی کبھی تم سے بدگمان نہوگی۔ لیکن ہان اگر تم خود ہی بدگمانی کروگے تو قبل اسکے کہ حکومت کو خیال ہو تم خود اپنے آپکو مشتبہ ثابت کردوگے ہمارے حاجی صاحب نے یہ احتیاط کی ہدایت نہین کی ہے۔ بلکہ خود اپنے دل کے چور کو ظاہر کیا ہے مگر مین کمال ادب سے اُنھین اطمینان دلاتا ہون کہ جتنے بدگمان آپ ہین اتنی بدگمانی ہماری منصف گورنمنٹ مین نہین ہے۔ (از دلگداز)

وفادار بیوی

بوئرون کے کمانڈر انچیف جنرل جوبرٹ کی بی بی "تانتی" کا اپنے شوہر کے ساتھ میدان جنگ مین رہنا اُن بہادر عورتونکے قصے یاد دلاتا ہے جنھون نے مصائب و خطرات جنگ مین اپنے پیارے شوہرونکے ساتھ رہنا اُنکے بغیر اپنے گھرونمین امن و حفاظت سے رہنے کے بہ نسبت بہتر سمجھا ہے لیکن بہت کم عورتین ہین جو بوئرون کے کمانڈر انچیف کی بی بی سے زیادہ وفادار اور جان نثار ہین اور خواہ اپنے دشمنون یعنے بوئرونکی نسبت کچھ ہی خیال کرین ہم اُنکی بیویونکی وفاداری کی تعریف کیے بغیر نہین رہ سکتے۔ جنرل جوبرٹ کی بی بی "تانتی" کے نام سے مشہور ہے اور جسطرح اسکا شوہر جنگ اور اُسکی تکلیفین سہے ہوے ہے اُسیطرح وہ بھی ان معاملات مین بڑی آزمودہ کار اور ہوشیار ہے اسکو شوہر سے اسدرجہ محبت ہے کہ خواہ وہ کسی معمولی مہم مین یا کسی طاقتور غنیم سے لڑے وہ ہمیشہ اسکے ساتھ رہتی ہے حالانکہ "تانتی" بندوق اُٹھانے اور چلانے مین کسی قادر انداز برگر سے کم نہین ہے لیکن میدان جنگ مین وہ بطور بی بی اور نرس (دایہ) کے رہتی ہے۔ اسکا اول کام اپنے شوہر کے آرام کی چیزونکی نگہداشت بہم رسانی ہے۔ وہ اُسکے خیمے کو صاف کرتی اور آراستہ رکھتی ہے۔ اُسکے لیے دونون وقت کا کھانا اپنے ہاتھ تیار کرتی ہے اور جہانتک ہوتا ہے اس بات کی کوشش کرتی ہے کہ اسکا شوہر میدان جنگ کو اپنے گھر ہی کیطرح

اسلام کا معرکہ سمجھ لیا گیا۔
تاہم یورپ چاہے کچھ سمجھے ہمنے کبھی ہلال کو اپنا دینی یا قومی معرکہ نہین خیال کیا تھا۔ ہندوستان کے مسلمان فرمانروا‌ؤن کے بعض جھنڈو نکی نوکو نپر نقرۂ ہلال بنا کے نصب کر دیے جاتے تھے۔ مگر محض زیبائش کے لیے۔ لیکن اب اس زمانے مین انگریزی تعلیم اور انگریزی تاریخون نے ہمین بتایا کہ ہلال اسلام کا معرکہ اور مسلمانون کا قومی نشان ہی۔ انگریزی تصانیف پر ہماری نظر جسقدر زیادہ وسیع ہوتی گئی اُسی قدر ہمین زیادہ جوش کے ساتھ یقین آتا گیا کہ جو نسبت تثلیث کے ساتھ توحید کو ہی وہی نسبت صلیب کے ساتھ ہلال کو ہی۔ انگریزی کتابون مین ہم برابر دیکھتے ہین کہ عیسائیون اور مسلمانون کا اتفاق صلیب و ہلال ملانے سے ظاہر کیا ہی۔ اور جہان ان دونون کی مخالفت بتائی گئی ہی وہان یہ دونون معرکے ایک دوسرے کے مقابل مین قائم کیے گئے ہین بہر تقدیر۔ اصل مین چاہے ہو یا نہو اور ہماری مذہبی تاریخ سے چاہے پتہ لگے یا نہ لگے مگر اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ یہ معرکہ ہمین انگریزون نے دیا۔ اور ہمنے اُسے خوشی کے ساتھ قبول کر لیا۔
اب ہمارے قبول کر لینے اور ہلال کی اصطلاح ہر مسلمان کے ذہن نشین ہوجانے کے بعد ہمارے محترم حاجی صاحب ہمارے اولوالعزم خانصاحب اگر اسے ہمسے چھینا چاہین تو شاید آسانی سے نہ چھین سکین گے۔ ہم اب ہندوستان مین اسے ترکون کا معرکہ سمجھ کے نہین استعمال کرتے ہین بلکہ دین اسلام اور اپنی خالص توحید کا معرکہ خیال کر کے۔ پھر کیا یہ آسان ہی کہ خانصاحب کیا معنی گورنمنٹ بھی ہمسے اس مذہبی علامت کو دور کر دے۔
اصل یہ ہی کہ گورنمنٹ ہرگز اتنی تنگ خیال اور اتنی کوتہ اندیش نہین ہی جتنے کہ خیرخواہ کے محض ریائی جوش یا خوشامد کے خیال سے بعض ہمارے ہم قوم ہوجایا کرتے ہین۔ اگر بالفرض یہ خاص سلطنت عثمانیہ ہی کا معرکہ تصور کر لیا جائے تو بھی کسی کو روکنے کا کوئی حق نہین ہی۔ اس لیے کہ گورنمنٹ نے غیر سلطنتون کے معرکون کے بنانے سے کبھی کسی کو منع نہین کیا ہی۔ کلکتہ مین بعض تاجرون کی کوٹھیون پر محض زیبائش کے لیے رُوس کا تاجدار ریچھ اور جرمن کا عقاب بنا ہوا ہی۔ خوشی کے موقعون پر یعنی اُن اوقات مین جب کسی شہر کی رعایا کسی والی شاہزادے یا گورنر کا استقبال کرتی ہی۔ اور ہر طرف صدہا جھنڈیان لگائی جاتی ہین تو اُن سب ہی سلطنتون کے معرکے اور خاصتہً ہلال اور تارا ضرور بنایا جاتا ہی۔ اور ہم نہین سمجھتے

کوئی برٹش حاکم کبھی اتنا کوتہ اندیش ہوا ہو کہ اس نے ان جھنڈیون کو اُس بدگمانی کی نظر سے دیکھا ہو جس نظر سے کہ ہمارے جناب خانصاحب دیکھتے ہین۔

اگر سچ پوچھیے تو اُس سلطنت کے لیے جو اپنے آپکو سب سے بڑی اسلامی سلطنت اور مسلمانونکی سب سے بڑی جماعت کے حقوق کی محافظ ظاہر کرتی ہو اُسکے لیے اس سے بڑا کوئی فخر نہین ہوسکتا کہ شیر برطانیہ کے دامن مین اسلامی ہلال پوری رونق سے چمکتا اور اپنی آزادی و سرسبزی کو ظاہر کرتا نظر آئے. اطاعت کا سب سے زبردست اور سچا اصول یہ ہو کہ کسی بات پر بدگمانی نہو۔ تم سلطنت کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھو وہ بھی کبھی تم سے بدگمان نہو گی۔ لیکن ہان اگر تم خود ہی بدگمانی کروگے تو قبل اسکے کہ حکومت کو خیال ہو تم خود اپنے آپکو مشتبہ ثابت کردوگے ہمارے حاجی صاحب نے یہ احتیاط کی ہدایت نہین کی ہو۔ بلکہ خود اپنے دل کے چور کو ظاہر کیا ہو مگر مین کمال ادب سے انھین اطمینان دلاتا ہون کہ جتنے بدگمان آپ ہین اتنی بدگمانی ہماری منصف گورنمنٹ مین نہین ہے۔ (از دلگداز)

وفادار بیوی

بوئرون کے کمانڈر انچیف جنرل جوبرٹ کی بی بی "تانتی" کا اپنے شوہر کے ساتھ میدان جنگ مین رہنا اُن بہادر عورتونکے قصے یاد دلاتا ہو جنھون نے مصائب و خطرات جنگ مین اپنی پیاری شوہرونکے ساتھ رہنا اُنکے بغیر اپنے گھرون مین امن و حفاظت سے رہنے کے بہ نسبت بہتر سمجھا ہو لیکن بہت کم عورتین ہین جو بوئرون کے کمانڈر انچیف کی بی بی سے زیادہ وفادار اور جان نثار ہین اور خواہ ہم اپنے دشمنون یعنے بوئرونکی نسبت کچھ ہی خیال کرین ہم اُنکی بیویونکی وفاداری کی تعریف کیے بغیر نہین رہ سکتے۔ جنرل جوبرٹ کی بی بی "تانتی" کے نام سے مشہور ہو اور جسطرح اسکا شوہر جنگ اور اُسکی تکلیفین سہے ہوے ہو اُسیطرح وہ بھی ان معاملات مین بڑی آزمودہ کار اور ہوشیار ہو اسکو اپنے شوہر سے اسدرجہ محبت ہو کہ خواہ وہ کسی معمولی مہم مین یا کسی طاقتور غنیم سے لڑے وہ ہمیشہ اسکے ساتھ رہتی حالانکہ "تانتی" بندوق اُٹھانے اور چلانے مین کسی قادر انداز بر گر سے کم نہین ہو لیکن میدان جنگ مین وہ بطور بی بی اور نرس (دایہ) کے رہتی ہو۔ اسکا اول کام اپنی شوہر کے آرام کی چیزونکی نگہداشت اور بہم رسانی ہو۔ وہ اُسکے خیمے کو صاف کرتی اور آراستہ رکھتی ہو۔ اُسکے لیے دونون وقت کا کھانا اپنے ہاتھ سے تیار کرتی ہو اور جہانتک ہوتا ہو اس بات کی کوشش کرتی ہو کہ اسکا شوہر میدان جنگ کو اپنی گھر سی کسیطرح

اسلام کا معرکہ سمجھ لیا گیا۔
تاہم یورپ چاہے کچھ سمجھے ہمنے کبھی ہلال کو اپنا دینی یا قومی معرکہ نہین خیال کیا تھا۔ ہندوستان کے مسلمان فرمانرواؤن کے بعض جھنڈونکی نوکو نپر نقرۂ ہلال بنا کے نصب کر دیے جاتے تھے۔ مگر محض زیبائش کے لیے۔ لیکن اب اس زمانے مین انگریزی تعلیم اور انگریزی تاریخون نے ہمین بتایا کہ ہلال اسلام کا معرکہ اور مسلمانون کا قومی نشان ہی۔ انگریزی تصانیف پر ہماری نظر جسقدر زیادہ وسیع ہوتی گئی اُسی قدر ہمین زیادہ جوش کے ساتھ یقین آتا گیا کہ جو نسبت تثلیث کے ساتھ توحید کو ہی وہی نسبت صلیب کے ساتھ ہلال کو ہی۔ انگریزی کتابون مین ہم برابر دیکھتے ہین کہ عیسائیون اور مسلمانون کا اتفاق صلیب و ہلال ملانے سے ظاہر کیا گیا ہی۔ اور جہان ان دونون کی مخالفت بتائی گئی ہی وہان یہ دونون معرکے ایکدوسرے کے مقابل مین قائم کیے گئے ہین بہر تقدیر۔ اصل مین چاہے ہو یا نہو اور ہماری مذہبی تاریخ سے چاہے پتہ لگے یا نہ لگے مگر اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ یہ معرکہ ہمین انگریزون نے دیا۔ اور ہمنے اُسے خوشی کے ساتھ قبول کر لیا۔
اب ہمارے قبول کر لینے اور ہلال کی اصطلاح ہر مسلمان کے ذہن نشین ہو جانیکے بعد ہمارے محترم حاجی صاحب ہمارے اولوالعزم خانصاحب اگر اسے ہمسے چھیننا چاہین توشاید آسانی سے نہ چھین سکین گے۔ ہم اب ہندوستان مین اسے ترکون کا معرکہ سمجھ کے نہین استعمال کرتے ہین بلکہ دین اسلام اور اپنی خالص توحید کا معرکہ خیال کر کے۔ پھر کیا یہ آسان ہی کہ خانصاحب کیا معنی گورنمنٹ بھی ہمسے اس مذہبی علامت کو دور کر دے۔
اصل یہ ہی کہ گورنمنٹ ہرگز اتنی تنگ خیال اور اتنی کوتہ اندیش نہین ہی جتنے کہ خیرخواہی کے محض ریائی جوش یا خوشامد کے خیال سے بعض ہمارے ہم قوم ہو جایا کرتے ہین۔ اگر بالفرض یہ خاص سلطنت عثمانیہ ہی کا معرکہ تصور کر لیا جائے تو بھی کسی کو روکنے کا کوئی حق نہین ہی۔ اسلیے کہ گورنمنٹ نے غیر سلطنتون کے معرکون کے بنانے سے کبھی کسی کو منع نہین کیا ہی۔ کلکتہ کے بعض تاجرون کی کوٹھیون پر محض زیبائش کے لیے رُوس کا تاجدار ریچھ اور جرمن کا دورُخا عقاب بنا ہوا ہی۔ خوشی کے موقعون پر یعنی اُن اوقات مین جب کسی شہر کی رعایا کسی لیسے شاہزادے یا گورنر کا استقبال کرتی ہی۔ اور ہر طرف صدہا جھنڈیان لگائی جاتی ہین تو اُنمین سب ہی سلطنتونکے معرکے اور خاصتہً ہلال اور ستارا ضرور بنایا جاتا ہی۔ اور ہم نہین سمجھتے کہ

اُردو لٹریچر کا سرمایۂ ناز

…ال کے تجربہ مین ہمنے ، ناول اور کتابین انتخاب کی ہین جو دلچسپی کے ساتھ اعلیٰ نتائج پیدا کرتی ہین بےنظیر اور اُردو لٹریچر …
…ریخی سائنس کو ابھار ابھار کر دکھاتی ہین بےمثال ثابت ہوئی ہین یہ نظر سے خوش گزرے گی ساتھ معلومات کا بہت بڑا …
…یہی کتابون مین ملے گا۔ تعمیل فرمائش بذریعۂ ویلیو یا نقد قیمت آنے پر ہوگی۔ محصولڈاک و منی آرڈر فیس ذمۂ خریدار

…مر۔ وہ مشہور اور دلچسپ ناول جو … ساتھ … مین شائع ہوکر ختم ہوگیا … مقبولیت حاصل کرچکا ہے نہایت سچا اور … واقعہ۔ ۱۲ر

…لکھنؤ۔ شاہ نصیرالدین حیدر کے لکھ لٹ … یہ ایک انگریزی کتاب سے ترجمہ … نہایت ہی دلچسپ ہے۔ عہ

…ین۔ مشہور زمانہ مولانا شرر لکھنوی … تاریخی عجائبات۔ عہ

…زوال۔ ہندوستان کے تاریخی … ایک ناول ہے جسمین حسن و عشق کی چاشنی … تنگ بندیون سے نہین پیدا کیگئی … پورا واقعہ موجود ہے۔ زبان کی … کی برجستگی قابل دید ہے۔ مصنفہ … ظر۔ ۴ر

…زنڈا۔ قدیم مسیحیت کی تصویر … متانت مصنفہ مولانا شرر۔ عہ

…عرب کے زمانۂ جاہلیت کی نہایت دلچسپ … شرر کی نئی تصنیف۔ عہ

…نہایت ہی حیرت انگیز اور دلچسپ … مرزا عبداللہ حسرتی۔ عہ

…ی فانوس۔ مسٹر رینالڈ … انگریزی ناول کا ترجمہ۔ ۱۲ر

…روم و روس کی معرکہ آرائیان … دی آخرین اتفاقی۔ عہ

رلیلاس۔ انگلستان کے مشہور فسانہ نگار ڈاکٹر جانسن کی اعلیٰ تصنیف کا ترجمہ۔ ۳ر

خون عاشق۔ واقعۂ کا بالکل سچا قصہ حسن و عشق کی عجیب و غریب داستان قزاقون اور رولا لون کی تعجب خیز چالاکیان سرتاپا تعجب اور عبرت نہایت ہی دلچسپ۔ ۵ر

ہمایون خاتون۔ وہ دلچسپ واقعہ جو راجہ دلیپ سنگھ کے زمانے مین فساد عظیم برپا ہوکر ایک شریف خاندان مین گزرا ہے۔ عہ

بدرالنساء کی مصیبت مصنفہ شرر۔ ۴ر

امراؤجان ادا۔ ایک شاہد بازاری کی سوانح عمری خود اُسیکی زبانی۔ لکھنؤ کی پیاری زبان اور دلکش سین۔ عہ

کنیز فاطمہ۔ ایک مسلمان لیڈی کی ذہن خیالی ہے۔ ۴ر

دھانی دوپٹہ۔ بالکل عشق۔ ۶ر

اورنگزیب و چنچل کماری۔ ۸ر

فریب حسن۔ فوسٹ کا ترجمہ۔ ۱۲ر

شماتت ہمسایہ۔ عہ

زلف لیلیٰ۔ بجواب لف لیلی بعوض ناول۔ عہ

جفائے حسن۔ ۴ر

سلیم و مہرالنساء جہانگیر اور نورجہان کا عشق۔ ۴ر

رشید و زہرہ۔ دلچسپ قصہ۔ ۴ر

معشوقۂ عرب۔ عربی معاشرت۔ ۸ر

رازسربستہ۔ انگریزی ناول کا ترجمہ۔ ۱۲ر

اسرار کوہسار۔ حیرت انگیز قصہ۔ عہ

مہرجبیا۔ ۳ر

ربط و ضبط کامل۔ ۱۲ر

نشتر۔ عہ

رہبر۔ ۱۲ر

مشتاق و زہرہ۔ عہ

فریب محبت۔ ۱۲ر

احمق الذین۔ ۸ر

ہشو۔ ۴ر

کرم و ستم۔ ۸ر

بچھڑی دلہن۔ ۱۰ر

پی کہان۔ ۶ر

کامنی۔ عہ

معشوقۂ فرنگ۔ ۱۲ر

مار آستین۔ ۱۲ر

افشائے راز۔ عہ

شادی و غم۔ عہ

عبرت۔ کامل عہ

جعفر و عباسہ۔ ۴ر

اختر و حسینہ۔ عہ

نیل کا سانپ۔ ۴ر

خوبی قسمت۔ ۴ر

ماد ہوی کنگن۔ عہ

درگیش نندنی۔ عہ

سوز عشق۔ عہ

مسافر و دمشق۔ عہ

اقصائے مغرب عہ

الفاروق۔ ۲ر

سیرۃ النعمان عہ

اسلامی سوانح عمری ۸ر

المامون مع الجزیہ عہ

اسلم و حبیبہ۔ ۸ر

چاک گریبان عہ

مجموعۂ خیال لعل …

شاہجہانپوری کا دیوان ۸ر

گلزار داغ۔ عہ

آفتاب داغ ۱۲ر

خانۂ خمار و … عہ

خرابات میکش۔ عہ

گلستان سخن المعروف … دیوان ظہیر دہلوی۔ عہ

نظم دلفروز المعروف … دیوان انور دہلوی ۱۲ر

دستور الفصحا۔ ۶ر

طلسم اسرار۔ ۳ر

خوشنما لفافے اور خط لکھنے کا کاغذ۔ عہ جن پر ایک صفحہ نئی سنہری بیل چھپی ہے۔ قیمت فی درجن۔ ۸ر

کیم پلسے تانتی کی شہرت کا یہ عالم ہو کہ ہر بوڑا اسکو پہچانتا ہو۔ وجہ کیا کہ وہ اپنے شوہر کے خیمے کے آگے آلو چھیلتی یا کھانا پکاتی یا اُسی قسم کا کوئی کام کاج کرتی ہر وقت نظر آتی ہو۔ ان گھر گرستی کی کامون سے جو وقت بچتا ہو اُسکو وہ مجروحون کی تیمارداری اور دلبستگی مین صرف کرتی ہو۔ اکثر برگردن کو اُنکے آخری وقت تانتی ہی کی مادرانہ توجہات سے سکون اور تسلی ہوتی ہو۔

آخری مرتبہ جب انگلستان سے جنگ ہوئی ہو تو مسز جوبرٹ اپنے شوہر کے ساتھ تھی بیان کیا جاتا ہو کہ مجمامین ہماری سرکار کی شکست کا باعث "تانتی" ہی کا مشورہ تھا۔ یہ کہنا بیکار ہو کہ بہادر عورت اکثر اوقات اپنی جان اپنی ہتیلی پر لیے رہتی ہو لیکن ذاتی امنیت کا کوئی خیال اسکو اپنے پیارے شوہر کے ساتھ میدان جنگ مین رہنے سے باز نہین رکھ سکتا۔

شہزادی "سام سام" ایک دوسری عورت ہو جو "تانتی" کیطرح بہادر اور وفادار بی بی ہو۔ اُسکی زندگی جن واقعات اور خطرات سے پُر تھی شاید موجودہ عورتون مین کسی کی کم ہوگی جب اسکے شوہر نے امریکن سول جنگ مین شریک ہونے پر آمادگی ظاہر کی تو اُسکے حسن و دلفریبی نے اُسکے شوہر کیلیے ایک رجمنٹ کی کمان دلوانے مین مدد دی یہانتک کہ گورنر نے خود شہزادی کو کپتانی کا فرمان اور تنخواہ دی۔ شہزادی سام سام بھی جنگ مین اپنے شوہر کے ساتھ رہتی تھی اور جسوقت کوئی گولی اسکے سر کے قریب سے گزرتی اُسکے یا اُسکے گھوڑے کی ٹانگون کی پاس سے نکلکر زمین پر گرتی تھی تو اُسکی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ وہ دشمن پر اور زیادہ جوش سے حملہ کرتی تھی۔ جنگ میکسکو مین بھی وہ اپنے شوہر کے ساتھ تھی جہان وہ بار ہا بال بال بچی جسوقت جنگ گریولاٹ مین اُسکے شوہر کے گولی لگی ہو وہ اُسکے پاس تھی۔ شہزادی سام سام اپنے شوہر کی بیوقت وفات کے بعد بھی لڑتی رہی

نیپلس کی سابق حسین ملکہ اپنے شوہر کے ساتھ جنگ مین شریک ہوئی۔ وہ افسر کی وردی پہنے اس بہادری سے لڑتی تھی کہ کوئی بہادر سپاہی بھی کیا لڑے گا۔ اسکی نسبت مشہور ہو کہ جسوقت اُسکے گرد گولیون پر گولیان چل رہی تھین۔ اُسکی یہ کیفیت تھی کہ وہ بڑی لاپروائی اور بے خوفی سے سگرٹ پی کر اپنے سپاہیون مین جرأت کی تازہ روح پھونک رہی تھی۔

حال کی جنگ اسپین و امریکہ مین کرنل اسٹاسبرگ کی بی بی سے زیادہ بہادر کوئی کم ہوگا۔ وہ شروع مہم سے آخر تک اپنے شوہر کے ساتھ سخت سی سخت لڑائی مین شریک رہی۔ مسز اسٹاسبرگ نہایت ہی نڈر عورت تھی۔ اسنے کئی بار کسی جان بلب سپاہی سے بندوق لیکر دشمنونکو ہلاک کیا ہو۔

یادگار سالگرہ مبارک اعلیحضرت حضور پرنور
میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک
آصفجاہ فتح جنگ سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

جلد نمبر ۳



خدنگ نظر

ضوابط

۱) اشاعت ماہوار رسالہ قیمت مع مضامین و غزلیات و ناول دو روپیہ سالانہ پیشگی۔ امراء عظام سے پانچ روپیہ۔ مربیان گلدستہ سے دس روپیہ مع محصول
۲) اشعار غزلیات منتخب شائع ہونگی مفید مضامین عام طور سے لیے جائینگے لیکن مذہبی اور پولیٹکل بحثوں کی ضرورت نہیں
۳) نمونہ ۳ر وصول ہونے پر بھیجا جائیگا نہ کہ مفت
۴) جو پرچہ نہ پہونچے اطلاع دینے سے دوبارہ ارسال ہوگا
ہر تحریر بخط صاف ہونا چاہیے۔ ورنہ مجبوراً تعمیل نہ ہوگی
اجرت اشتہارات ایڈیٹر سے خط و کتابت کرنے پر طے ہوگی۔

...وبت رسالے نظر ایڈیٹر خدنگ نظر

آصفی پریس محلہ نوازگنج لکھنؤ سے شائع ہوا



نہایت مضبوط اور بہت سستی جیبی گھڑی

اگر آپکو کم خرچ اور بالانشین گھڑی کی ضرورت ہو یعنی اگر آپ چاہتے ہین کہ دام بھی کم خرچ ہون اور گھڑی بہت مضبوط خوبصورت ملجائے تو یہ گھڑی جسکا نقشہ آپ اوپر دیکھ رہی ہین خرید لیجیے۔ یہ گھڑی اوپن فیس کیلس سلنڈر ۱۰ الین سایز کی ہو اسکا چینی کا نگین ڈائل ہو ہندسے جلی ہین اور اسمین سکنڈ بھی موجود ہو اور سوئی گھمانیکی کل بھی اسی مین شامل ہو علحدہ چابی کی ضرورت نہین ہو اور پشت کے پرزون پر ایک شیشہ بھی جڑا ہوا ہو جسکی وجہ سے پرزون مین گرد وغبار نہ جاسکے اور پرزے خراب نہون۔ نہایت مضبوط اور خوبصورت گھڑی ہو۔ ان گھڑیونکی نسبت زیادہ تعریف کی ضرورت نہین ہو منگوانے اور استعمال کرنے سے انکی عمدگی اور مضبوطی خود ظاہر ہو سکتی ہو قیمت معہ بکس شیشہ و کمانی صرف سات روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ کل فرمایشات بنام منیجر نیو پاپولر واچیز کمپنی چوک فیض آباد آنا چاہیے۔

روغن آصف السحنا

یہ روغن آصف جاہی نواب آصف الدولہ بہادر والی لکھنؤ کا ایجاد ہو اس سے بہتر نہ ہوا ہو نہ اور کوئی روغن ہوگا یہ ۱۴۰ مصالحون سے تیار کیا گیا ہو دنیا کی کوئی خوشبودار چیز ایسی نہین جو اسمین شامل نہو خوبی قسمت سے یہ نسخہ بے بہا ہاتھ آیا جسکو نواب صاحب بہادر خاص اپنے و نیز محلات کے استعمال مین رکھتے تھے۔ اب بہ کوشش بلیغ تیار کیا گیا ہو اسکی خوشبو سے دماغ ہفتہ بھر تک معطر رہتا ہو بالونکو مانند ریشم کے ملایم کرتا ہو دنیا کے عطریات پر فوق رکھتا ہو اور بہمہ صفت موصوف ہو یعنے دردسر۔ زکام نزلہ۔ بینائی چشم۔ قوت دماغ وغیرہ کیلیے از حد مفید ہو بلکہ جسم مین چستی و چالاکی لاتا ہو۔ چہرے کی خوبی و حسن کو بڑھاتا ہو گرتے ہوے بالونکو بچاتا ہو اور جو اشخاص کہ کم سنی کی بدعنوانیون سے لاغر اور کمزور ہو جاتے ہین یا جسم مین سستی اور کاہلی آجاتی ہو انکو تو اس روغن کا استعمال جسم پر بھی ضروری ہو کیونکہ یہ جسم کو فربہ کرتا ہو فرحت بخشتا ہو خون زاید پیدا کرتا ہو اور کمزوری کو دور کرکے لطف شباب دکھاتا ہو مگر آزمایش شرط ہو۔ امید کہ آپ ایک مرتبہ منگوا کر ہمیشہ اسی نایاب روغن کا استعمال رکھین گے۔ باوجود ان سب خوبیونکے قیمت صرف فی شیشی پانچ تولہ ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ مگر ۶ یا ۱۲ شیشی کے خریدار کو محصولڈاک مین رعایت ہوگی

المشتہر کرشن جی منیجر کارخانہ روغن آصف السحنا فیض آباد

نوٹ۔ جلد فرمایشات کی تعمیل نقد قیمت آنے پر یا بذریعہ ویلو پے ایبل ہوتی ہو۔ مگر دو گھڑیون سے زیادہ کے خریدار کو چاہیے قیمت پیشگی کم از کم روانہ کرنا چاہیے

سنسکرت کی شاعری نمبر

فن شاعری دُنیا کا اسقدر قدیم فن ہو کہ اگر ہم اسکی صحیح صحیح تاریخ لکھنا چاہین تو مشکل سے کامیابی ہوگی۔ تقریباً تمام دُنیا کی مشہور زبانین اس زیور سے آراستہ ہین اور ہر زبان مین اس فن کی ایک نئی تاریخ پائی جاتی ہو۔ قیاساً اتنا ہی کہا جاسکتا ہو کہ اس فن کی ابتدا زبان سنسکرت سے ہوئی کیونکہ سنسکرت ہی ایک ایسی زبان ہو جو السنۂ قدیم مین سب پر مقدم مانی گئی ہو۔

لاطینی۔ یونانی۔ اور ژند و اُستا زبانین تو سنسکرت ہی کی شاخین ہین۔ لیکن عبرانی حِمیری عربی۔ ترکی چینی وغیرہ قدیم زبانین بھی سنسکرت کی بہت کچھ مقروض ہین۔ بلکہ دُنیا کی موجودہ ۲۷۹۶ زبانون مین شاید ہی کوئی ایسی زبان ہو جو سنسکرت کی تمدنی فیاضی سے محروم رہگئی ہو۔

اہل ہنود سنسکرت کو دیو بانی (زبان آلہی) کہتے ہین۔ اور اسکی سب سے زیادہ روشن دلیل وید مقدس ہین جو اس زبان کی فصاحت و بلاغت کے قدرتی جذبات کا بہتا ہوا دریا بیساختہ روانی کے ساتھ دکھا رہے ہین۔

یہ زبان جسقدر فصیح و بلیغ ہو اُسی قدر جامع و وسیع اور اس وسعت مین تمام علمی نکات کے خزانے ... طور سے بھرے ہوے ہین جو ہند و فلاسفرون کی ریاضت شاقہ کا ماحصل ہین۔

بہرکیف سنسکرت ایک قدیم علمی زبان ہو۔ اسمین حکمت۔ فلسفہ۔ ریاضی۔ منطق۔ ہیئت۔ ہندسہ ... ئنس۔ ادب و اخلاق وغیرہ کے بینظیر وسیع نمونے موجود ہین اور دُنیا کی قدیم و جدید زبانین اس ... پورے طور پر مستفید ہو چکی ہین۔

بعض حضرات سنسکرت کو مُردہ زبان کہتے ہین مگر مجھے یہ مُردہ خیال کسی حد تک پسند نہین مین ... ے کے ساتھ کہہ سکتا ہون کہ سنسکرت ایک زندۂ جاوید زبان ہو جو بدو آفرینش سے آجتک دُنیا کا ... تمدنی ساتھ دے چکی ہو۔ اور آئندہ بھی بغیر اسکے کام چلنا مشکل ہوگا۔

اگر دُنیا کی تمام زبانین سنسکرت کا قرض ادا کر دین تو اُنکے پاس کچھ نہین رہتا۔ وہ اپنے ... ب کے دائرے کو اسقدر وسیع نہین رکھ سکتین۔ اُنکے پاس ادائے مطلب کے لیے بالکل ہی ... فاظ رہجائینگے اور اُنسے تمام تذکرۂ بالا علوم چھن جائینگے جنکو سنسکرت سے مانگ کے ... ئے ہوے ہین۔

سنسکرت کی آئندہ زندگی کامیابی سے قائم رہنے کے اور بھی بہت سے اسباب ہین۔

کمیشن ایجنسی خدنگ نظر لکھنؤ

اکثر معزز خریداران خدنگ نظر لکھنؤ کے اشیا دفتر ہذا کی معرفت طلب فرمایا کرتے ہین مگر مجھے بسبب ہجوم کار ذاتی فوری تعمیل مین تامل ہوتا ہو جسکی وجہ سے بسا اوقات بعض معززین کو شکایت کا موقع ملتا ہو نظر بران مجھپر فرض ہوا کہ رفع شکایت کیواسطے کوئی مناسب انتظام کرون - لہذا فی الحال ایک دفتر مندرجۂ بالا نام سے قائم کردیا گیا ہو جسکا فرض ہوگا کہ ہر فرمائش کی تعمیل فوراً بہت احتیاط کی ساتھ کرے - اصلی اور عمدہ مال کی روانگی مین میری نگرانی مقدم ہوگی اور حتی المقدور ہر مال بچشم دید مناسب قیمت پر بھیجا جائیگا کہ صاحبان فرمائش کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ ملے - ناپسند چیز ایجنسی ہذا واپس لیگی اور محصولڈاک وغیرہ بھی اپنے ہی ذمہ رکھے گی مگر اصلی مال مین کسی قسم کا تغیر نہونا چاہیے وزنی مال کی فرمائش کیساتھ قریب کے ریلوے اسٹیشن کا حوالہ ضرور دینا چاہیے تاکہ محصول مین کفایت ہو - جو مال بذریعہ پارسل منگایا جائے اُسکے لیے کم از کم چہارم قیمت پیشگی آنا چاہیے - تمام فرمائشین بذریعہ ویلیوپے ایبل بھیجی جائینگی محصول و منی آرڈر فیس ذمۂ خریدار ہوگا - اشیا کا نرخ دریافت کرنیکے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے - **تفصیل اشیا** - عطریات ہر قسم - درجۂ اول و دویم و سویم معمولی قیمت سے لیکر نہایت اعلیٰ درجے تک کے - روغن خوشبودار - تمباکو خوردنی خشک خانہ ساز نہایت خوشبودار - قوام تمباکو - مشکی اور گولیان جنپر خوشنمائی کیلیے ورق نقرہ لپٹا ہوا ہو - عرق گلاب کیوڑا - خالص مشک و عنبر - ورق طلا و نقرہ - چکن کے تھان ساریان کرتے - ٹوپیان وغیرہ ہر قسم و قیمت کی - کامدانی کے تھان وغیرہ وغیرہ ہلکے اور بھاری کام کے - کارچوبی اور زردوزی کام - ظروف نقرہ خالص - ظروف مسی برنجی و مراد آبادی - فرودین - لحاف - پلنگپوش - قالین - دریان خورد و کلان - کلاہ کارچوبی کلاہ مخملی و ساٹن - چوڑیون کے جوڑ حسب پیمانہ - الائچی خورد - چکنی ڈلی - چکنی کا چورا - چار انگریزی و مغلی - زنانے پاؤن کے زردوزی بوٹ سلیپر اور گھیتلے جو بیگمات لکھنؤ کے پرانے فیشن مین داخل ہین - گوٹہ - پٹھہ - کناری - ٹھپہ - گوکھرو - توئی - لیس - فیتہ - بانکڑی - چمپا وغیرہ وغیرہ ہر قسم کام کا - زیورات طلائی و نقرئی سادے اور جڑاؤ کام کے بھی اس ایجنسی کی معرفت نہایت احتیاط سے تیار ہو سکتے ہین -

نوٹ - اہل ہنود کیلیے اشیا خوردنی ہندو کارخانون سے خرید کرکے باحتیاط تمام ارسال ہونگی - المشتہر مالک مہتمم خدنگ نظر

الہامی تصنیف ہے اور اسی وجہ سے اُسکے مصنف کوئی معمولی آدمی نہیں ہوسکتے گو آجکل کی منطقی طبیعتیں اس عقیدے پر بے صبری سے اعتراض جانیکو آمادہ ہوجائینگی مگر انصاف سے دیکھا جائے تو ہر قوم کے مذہبی عقائد مین اسی طرح کے غلو واقع ہین۔ اس موقع پر یہ بات بھی کسیقدر رجوع کادینے والی ہے کہ اِسوقت جس تخئیل کا ایک عالم مدعی ہورہا ہے وہ اب سے ہزارون بلکہ لاکھون برس پہلے اپنے صحیح مذاق مین نظر آتی ہے۔ اور اگر ہمین نیچرل شاعری یا نیچرل تخئیل کی تاریخ لکھنے کی ضرورت ہو تو ہم والمیک کے زمانے سے ایک قدم ادھر اُدھر نہین ہٹ سکتے۔

جسوقت راون ایسا مہیب دیوا اپنی بیشمار فوج کے ساتھ سری رامچندر جی کے مقابلے مین متواتر شکستین کھا کے آخری مرتبہ میدان جنگ مین آیا ہے اُسوقت اُسکے مایوسانہ استقلال کی تصویر معزز والمیک کے سحر نگار قلم نے حسب ذیل کھینچی ہے۔

"راون نہایت ہی غضبناک جوش کے ساتھ رزمگاہ کیطرف بڑھا۔ فوج کے زبردست سردار دہنے بائین ہمرکاب تھے۔ یہ بے انتہا فوجی انبوہ جسوقت لنکا کے عالیشان دروازے سے گزرا آفتاب دھندلا ہوگیا تھا۔ ہرطرف اندھیرا چھا گیا۔ بادل گرجنے لگے۔ زمین کو سخت دھمک محسوس ہوئی۔ خون کے مینہ کی جھڑی لگی ہوئی تھی جسمین سے خوف زدہ گھوڑے بھڑک بھڑک کے نکلجانا چاہتے تھے۔ سرون پر بڑے بڑے گدھ منڈلا رہے تھے جنکے منحوس پرون نے راون کے جھنڈے کو سرنگون کردیا تھا گیدڑ وغیرہ مُردارخوار درندے جو اپنی بھوک کی آگ بجھانے آئے تھے اُنکے غول کے پاس سے جب راون کا رتھ گزرا تو سب کے سب اسطرح شور و غل کرنے لگے کہ اِنکی مہیب آواز چارون طرف گونج اُٹھی۔ اِن سب پر طرہ یہ کہ آنکھ پھڑک رہی تھی اور بازو مین درد ہو رہا تھا جسنے راون کو سخت متوحش اور پریشان کردیا۔ اُسکے چہرہ پر زردی چھا گئی۔ آواز بالکل سُست اور نہایت ہی ضعیف ہوگئی۔ اسکے ساتھ ہی جلتا ہوا شہاب ثاقب آسمان سے ٹوٹکے سنسناتا ہوا زمین تک چلا آیا۔ مُردارخوار طیور راون کے سرپر منڈلا رہے تھے۔ اُسکے گھوڑے دھاوے کے وقت ایڑ لگانے کے ساتھ روتے جاتے تھے۔ یہ سب بدشگونیان اور نحس آثار نظر آرہے تھے مگر وہ مجنون راجہ میدان جنگ مین آپہونچا اُسکے رتھ کے نیچے کی زمین۔ پہاڑ۔ جنگل۔ غار۔ ٹیلے۔ ندی۔ نالے سب کے سب یکبارگی لرز گئے"۔

لنکا کی تعریف مین بھی حسب ذیل سطرین قابل غور ہین۔

"آٹھ پھاٹک سونے اور جواہرات سے جگمگا رہے تھے۔ آٹھ عجیب دیوارین جو اُس راکشش کے قلعے کو گھیرے ہوے تھین اُنپر گنبد اور مینار اُن خوشنما بادلونکی طرح ضو دیتے تھے جو آفتاب کی کرنون سے چمک اُٹھتے ہین اور موسم خزاں مین اکثر آسمان پر دکھائی دیجاتے ہین"۔ (یہ سین بھی قیامت کا حسرتناک ہے کہ بھبیشن بھائی کی لاش پر رو رو کے کہ رہا ہے)

"اے سوار۔ بیر۔ بہادر۔ اور جری۔ ہر قوم کے اسلحہ سے کام لینے مین بہادر اور مشاق۔ سرکا تاج کیا ہوا؟ خون کے بستر پر بے بسی سے ہاتھ پاؤن پھیلائے کیون پڑے ہو؟ ریشمی مسہریان آرام کے واسطے موجود ہین۔ اُنکے ہوتے ٹھنڈی زمین مین

ہندوستان تو اسکا دار العلوم ہی ہے اور اگرچہ اسوقت یہان وکرماجیت کے زمانے کی طرح سنسکرت کی گرما گرمی نہین پائی جاتی مگر بنارس اور پونا کے برہمن اسکے جید عالم ہین۔ بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ۔ مین بھی اس علمی زبانسے بہت کچھ دلچسپی ہے۔ احاطۂ بمبئی مین بھی اسکی دھیمی شعاعین ابھر رہی ہین۔ مدراس مین اس زبان کی بہت زیادہ قدر ہے اور اگر مسٹر ٹاٹا کی مجوزہ یونیورسٹی یہین قائم ہوئی تو مدراس سنسکرت کا علمی مرکز ہو جائیگا۔ ہندو سنٹرل کالج بنارس بھی سنسکرت کا سچا طرفدار ہے اور وہ ایسے موزون مقام (بنارس) پر واقع ہوا ہے جو سنسکرت کیلیے ہمیشہ سے مستند مانا گیا ہے۔ نیپال و کشمیر پہاڑی ملک ہین اور ان ملکومین سنسکرت کو سب سے زیادہ استحکام ہے۔ اب رہے وسطی ممالک انمین بھی فیصدی دس آدمی سنسکرت دان نکلین گے۔

ہندوستان کی چار دیواری سے باہر نکلیے تو سنسکرت کا دور ہی عالم نظر آئیگا۔ یورپ و امریکہ کے عظیم الشان کتب خانے زیادہ سے زیادہ اسی زبان کی کتابون سے بھرے ہوے ہین۔ اور اسوقت سنسکرت کے عالم و ماہر جسقدر ان ممالک کی ترقی یافتہ قومون مین نکلین گے ہندوستان مشکل سے پیش کر سکے گا۔ جاپان بھی سنسکرت مین پوری ترقی کر چکا ہے۔ چین مین بھی جو زبان رائج ہے وہ سنسکرت کی بہت کچھ ممنون ہے۔

ہندوستان مین سنسکرت کی سربازاری پر ضرور افسوس آتا ہے مگر اسمین ہندوستان کی کوئی خطا نہین ہر زمانے کی تاریخ مین شاہی زبان زیادہ عزیز رہی اور قدیم زبانون پر غالب آ گئی ہے جب آرین قوم نے ہندوستان کو فتح کیا تو اسکی قدیم زبانین تامل۔ اڑیا۔ تلنگو وغیرہ نسیاً منیاً ہو گئین۔ اور سنسکرت کا ڈنکا بجنے لگا۔ اسکے بعد بودھ کا عروج ہوا اور ماگدھی زبان جو مگدھ دیس سے گوتم بودھ کے ساتھ آئی تھی۔ تمام ہندوستان اور مشرقی ایشیا مین پھیل گئی پندرہ سو برس بعد سنسکرت نے رجعت قہقری کر کے ماگدھی کو مٹا دیا اور اسلامی حملون کی ابتدا تک وہ ایک مقدس علمی زبان کیطرح رائج رہی۔ مگر اسلامی تسلط کے بعد سنسکرت کا چراغ جھلملانے لگا اور رفتہ رفتہ بہت ہی کم روشنی دینے لگا۔ اسکا خاص سبب یہی ہے کہ شاہی زبان فارسی تھی اور تمام ملکی ضرورتین اسی زبان پر منحصر تھین۔ آخر کار سنسکرت کی بھی وہی حالت ہوئی جو اسوقت فارسی زبان کی پائی جاتی ہے۔

اب ہمین صرف یہ دیکھنا ہے کہ ایسی فصیح و بلیغ زبان کی شاعری کسقدر شاندار ہے۔ اسکے لیے ہمین سنسکرت نظمونکے تمام دفتر الٹنے کی ضرورت نہین۔ نہ ہم ان بے انتہا دلچسپ مفید نظمونکے ترجمے ایسے چھوٹے سے رسالے مین شائع کرنیکو تیار ہو سکتے ہین۔ ہمنے اس زبانکی قدامت سے بحث شروع کی ہے لہذا قدیم شاعرونکے کلام پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہین۔

قدماء سنسکرت مین سب سے زیادہ نامور شاعر ملک الشعراء "والمیک" ہین۔ انکی نسبت ہندوؤن کا اعتقاد نہایت ہی دلچسپ ہے۔ وہ والمیک جی کو بھی ایک اوتار کہتے ہین۔ اور انکا یہ عقیدہ مضبوطی کے ساتھ جما ہوا ہے کہ "والمیکی رامائن" وقوع واقعہ سے کئی ہزار برس پہلے والمیک جی لکھ گئے تھے۔ گویا رامائن ایک

مجموعہ ... اعلیحضرت بندگان ... حضور نظام الملک آصفجاہ ... بہادر فتح جنگ سلطان دکن ... حضوری حاصل ہے

طرح

رات گزری سونے والے سو چکے

آرزو جناب سیّد انور حسین صاحب خلف جناب یاس و شاگرد حضرت جلال لکھنوی

چھیڑا اِکدن کرکے برسون رو چکے
اب ترے ہنسنے سی ہم خوش ہو چکے

فاتحہ پڑھنے لگے جب رو چکے
رحم آیا لو کدورت دھو چکے

بعد مرگ اندھیر برپا ہو چکے
سُرمہ گین آنکھونسے وہ بھی رو چکے

دو گھڑی ہنس بول کر زیرِ فلک
برسون آہین کین مہینون رو چکے

گردشِ قسمت سے پیش آیا وہی
غیر جس رستے مین کانٹے بو چکے

کون آکر خواب مین رُلوا گیا
آنکھون کو ملتے اُٹھے جب سو چکے

دل گنوا کر اب ہے پچھتانا عبث
رنج کیا اُسکا جسے خود کھو چکے

اب شبِ فرقت مین کیونکر نیند آئے
مُنہ کئی بار آنسوؤن سے دھو چکے

یادِ ابرو مین خلش ناخن کی ہے
اب یہ دل کے زخم اچھے ہو چکے

وہ بھی دن بیداریٔ قسمت دکھائے
وہ کہین مجھ سے بس اُٹھو سو چکے

حد بھی کچھ اے انتظارِ دیدِ یار
وا کیے آنکھین کئی دن ہو چکے

مُنہ تو ڈھانکا تم نے میری لاش پر
کون جانے ہنس چکے یا رو چکے

وہ سُنین دل دیکے جسکو آرزو
ختم پھر کیونکر وہ قصہ ہو چکے

جناب آبرو از بمبئی

آ چکے تُربت پہ میری بعدِ مرگ
بیٹھکر بزمِ عزا مین رو چکے

اب بھی کہنا مان ظالم چھوڑ ضد
رات گزری سونیوالے سو چکے

حسُن نے ہر عیب پوشیدہ کیا
ورنہ کب کے آپ رُسوا ہو چکے

کیون سو رہی ہو؟ ہای افسوس۔ میرے حد سے زیادہ بہادر بھائی! آخر تمہین وہی پیش آیا جسکی نسبت میرا دل پہلی سے گواہی دیتا تھا مگر عشق محبت۔ اور غرور نے تمہین اُس ہمدرد بھائی کی نصیحت سُننے سے باز رکھا جو تمہاری مجنونانہ حرکتون پر تمہین ملامت کرتا تھا۔ ہای ہمارا سورج جو بڑی آب و تاب سے چمکتا تھا غروب ہوگیا! ہمارا چاند رات کی چادر مین چھپ گیا! ہمارا آسمانی چراغ ٹھنڈا ہوگیا! اور سیکڑون موجین اُس سر سے تھپیڑے دیتی ہوئی گزر گئین۔ بیشک راجہ رامچندر جی کے تیرونکے مینہ کے سامنے اُسکی روشنی اور آگ کیا کام آتی جیف ہے دیوؤنکے اُس شاہی درخت پر جسکی شاندار بلندی دیکھنے مین ایسی خوشنما تھی۔ شاہانہ فیاضی اُسکی کلیان تھین۔ وہ لڑکے جنسے اُسکی قوم کی رونق تھی اُسکے خوشنما پھول تھے اُسکے نقش اُسکی خوشگوار شاخین تھین اور خود اُسکی معزز روح گویا جڑ تھی۔ اب بچے کھچے پھولون کھلی ہوئی ٹہنیون کے ساتھ خود وہ شاہی درخت بھی سرنگون پڑا ہے"

یہ سُنکے سری رامچندر نے باواز بلند فرمایا۔

"نہین نہین! یہ سب سے بڑا اور سب سے زیادہ بہادر ہیرو اُسیطرح مرا ہے جسطرح بہادرونکو مرنا چاہیے۔ اور یہ بڑا معلوم ہوتا ہے کہ ایسی موت مرنیوالونکو ہم ایسے لوگ روئین صبر سے کام لو! دلکو سنبھالو! اس بیکار غم کو ضبط کرو! اور جو فرائض باقی ہین اُنھین ادا کرو!" (یہ سُنکے بھبیشن بولا)

"بیشک وہ اور اُسکے مددگار ایسے ہی قوی بازو تھے جنہون نے دیوتاؤن اور اندر کی قوت توڑ دی۔ آج سے پہلی لڑائی مین اُسپر کبھی کسی کو غلبہ نہین نصیب ہوا۔ آپکے مقابلے کو بھی وہ بہادری سے بڑھا اور حتی الامکان فتح کی کوشش کی لیکن آخر کار مارا گیا۔ بالکل اُسی طرح جیسے سمندر کا پانی زور کرکے بلندی پر چڑھتا ہے اور مضبوط چٹان سے ٹکر کھاکے قوت ٹوٹ جاتی ہے اور اپنے زور مین آپ ہی اُلٹا آرہتا ہے۔ ہمارے سرتاج کی بیوقت موت پر افسوس ہے جو فیاض آقا اور وفادار دوست تھا۔ عیش و عشرت کے جام پیتا تھا۔ اور اپنے دوستونپر دولت کا مینہ برساتا تھا خوف و دہشت کے موقع پر ہماری حفاظت کرتا تھا۔ سرکش دشمنونکے حق مین ایک مجسم سخت سزا تھا۔ چارون بید مقدس کا عالم تھا۔ آگ کو نہایت تعظیم سے جلاتا تھا۔ ہاتھ کا قوی۔ دل کا مضبوط تھا۔ سخت سے سخت نفس کُشیون مین اُسکو کامیابی ہوچکی تھی۔ آہ! وہ دشمن جو آپکے ہاتھ سے مارا گیا اُسے جوانمردون اور نامورونکی عزت پانے دیجیے"

سری رامچندر جی نے جواب دیا۔

"دشمن جب خون مین لتڑا ہوا زمین پر پڑا ہوتا ہے اُسوقت اُسکی طرف سے مخاصمانہ نفرت نہین رہتی۔ فتح کامیابی ہمین صلح کی زنجیر مین جکڑتی ہے اور اسکا تقاضا ہے کہ ہم لڑائی ختم کرین۔ اب مناسب طریقے سے کریاکرم کے رسوم عمل مین لاؤ۔ تمہاری محنت مین خود مین بھی شریک ہونگا"

نوبت رائے نظر

جناب آرزو از بمبئی

یاد مین زلف سیہ کی رو چکے | قیدی دامِ محبت ہو چکے
راہِ اُلفت مین دل وجان کھو چکے | ہو چکے بدنام و رسوا ہو چکے
ہجر مین دم بھر نہ جھپکی اپنی آنکھ | رات گزری سونیوالے سو چکے
چھیڑ چھاڑ اچھی نہین ہر روز کی | حضرتِ دل آپ کے وہ ہو چکے
عشق مین اُس رشکِ مہر و ماہ کے | روز و شب عالم مین رُسوا ہو چکے
جان جانے کا ہمین کچھ ڈر نہین | جانِ جان ہم تیرے عاشق ہو چکے
کہتے ہین گھبرا کے وہ یون صبحِ وصل | رات گزری سونیوالے سو چکے
او ستمگر جان دے تجھپر وہی | ہاتھ اپنی زیست سے جو دھو چکے
لو بر آئی اب تمھاری بھی مُراد | آرزو دُنیا سے رخصت ہو چکے

اسلم۔ جناب منشی سلامت اللہ صاحب کانپوری منیجر اخبار ملک و ملت حیدرآباد شاگرد تمم

ہجر مین جی کھولکر ہم رو چکے | وصل سے اُس بُت کی ہاتھ اب دھو چکے
بیخودی مین بوسۂ لب کے عوض | ایک دل ہمدم تھا وہ بھی کھو چکے
رُوتے رُوتے اشک تھم جاتے ہین جب | کہتے ہین ہنس ہنسکے وہ بس رو چکے
وصل کی شب میرے دل کی بات ہو | غیر کے ایجان سے قصے ہو چکے
کاٹ کر سر ناز سے کہتے ہین وہ | قتل کے ارمان پورے ہو چکے
لب پر آئے نالۂ آتش فشان | ہجر مین جی کھولکر جب رو چکے
دیکھین پیدا ہو ثمر کب وصل کا | اب تو دل مین تخمِ اُلفت بو چکے
اسمین کیا جھگڑا ہی سیدھی سی ہی بات | دل کی قیمت بوسۂ لب دو چکے
صبح تک جھپکی نہ فرقت مین پلک | رات گزری سونیوالے سو چکے

اظہر۔ جناب منشی تاج محمد صاحب تلمیذ حضرت احقر از جلگانون۔

کشتۂ تیغِ محبت ہو چکے | رونے والے ہمکو اظہر رو چکے
ہی عبث اُنپر ہجومِ عاشقان | ہونے والے لطف واحسان ہو چکے
راہِ الفت مین وہی رکھتے قدم | جان سے جو ہاتھ پہلے دھو چکے
گر یہی بیتابیِ دل ہے تو بس | قبر مین بھی چین سے ہم سو چکے

کعبۂ دل مین بتون کا کام کیا
یہ بھی کیا قائل خدا کے ہو چکے
تھام کر ہاتھون سے دل کو وصل مین
اُنکے آگے خوب رونا رو چکے
اُلفتِ زلفِ بُتان مین رات بھر
کیسے کیسے ہم پریشان ہو چکے
اب صمد کی جا یہ کہتے ہین صنم
آبرو بندے بُتون کے ہو چکے

احقر - جناب مولوی عبدالکریم صاحب - از جلگانون

اب تو جاگو سونے والو سو چکے
ہو کے غافل پاس کا بھی کھو چکے
جو ہوا تقدیر سے بہتر ہوا
نام یہ بھی ہے کہ رسوا ہو چکے

احمد - جناب منشی احمد علیخانصاحب سوداگر خورجوی - از بمبئی

کشتۂ ناز اے ستمگر ہو چکے
سایۂ شمشیر مین ہم سو چکے
یادِ چشمِ مست مین ہم رو چکے
نامۂ اعمال اپنا دھو چکے
وہ یہ کہتے ہین کہ اب جاتے ہین گھر
رات گزری سونیوالے سو چکے
پا چکے عمرِ ابد اے فتنہ گر
قتل تیرے ہاتھ سے ہم ہو چکے
خونِ ناحق رنگ لایا حشر مین
ہو چکے قائل ستمگر ہو چکے
آپنے دل ہمنے شوخی دیکھ لی
ہنس چکے سرکار ہم بھی رو چکے
اُلفتِ زلفِ پریشان قہر ہے
حضرتِ احمد بھی رسوا ہو چکے

ارمان - جناب منشی عبدالرشید خانصاحب رامپوری مقیم کلکتہ تلمیذ مہتمم خدنگ نظر

تم بھی بالین پر ہماری رو چکے
زندگی سے ہاتھ ہم بھی دھو چکے
ہان کوئی قسمت سے ہوگا اشکبار
ہاتھ رونے سے بھی ہم تو دھو چکے
تفرقہ پرداز ہے اُلفت تری
دوست جتنے تھے وہ دشمن ہو چکے
مٹ نہ جائے کیون نہ شمعِ آرزو
روغنِ اُمید ہی جب ہو چکے
وصل سے اُسنے کیا انکار صاف
آج ہم قسمت کو اپنی رو چکے
اب تو جاگو صبح شامِ وصل ہی
پانون پھیلا کر مری جان سو چکے
کیون نہ کھٹکے آنکھ مین فصلِ خزان
پھول بھی مُرجھا کے کانٹے ہو چکے
رہ گئے مُنہ دیکھکر تا کامِ وصل
رات گزری سونیوالے سو چکے
اب عبث ارمان پچھتاتے ہو تم
دل سی شئے ہاتھونسے اپنے کھو چکے

کیا سوا مرنے کے ہم سے بن پڑے — سب مصیبت اُنکے آگے رو چکے
ہاتھ سے رکھ دیجیے آپ آئینہ — خوب جی بھر کے نظارے ہو چکے
دل لیا ہے جان بھی لیلو کہین — ابتدا کی انتہا بھی ہو چکے
کیا کسیکی جان لیگا اے فراق — جسقدر رونا تھا ہملو رو چکے
کوستے ہین دل سے وہ بیتاب کو — چاہتے ہین ختم قصہ ہو چکے

تجمل۔ جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب جلالپوری تلمیذ حضرت نائب شاہجہانپوری علین فہم تک نظر

لی خبر اچھی ہم اچھے ہو چکے — جاؤ جاؤ دردِ دل تم کھو چکے
مائل ان شیرین لبو نیر ہو چکے — بس اب اپنے حق مین بس ہم بو چکے
عشق مین ہم اپنی عزت کھو چکے — کس قدر بدنام و رسوا ہو چکے
مٹ چکا محضر ہمارے قتل کا — خون کے تم دامن سے دھبے دھو چکے
مرنے والے تمپہ اے جانِ جہان — سیر لطف زندگی سے ہو چکے
دلنواز آیا نہ کوئی بھی نظر — دل کے گاہک تمسے لاکھون ہو چکے
کیجیے محشر بپا بیدار ہون — قبر مین آرام سے ہم سو چکے
ملگئے دل اور آنکھین لڑ گئین — ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے
واے حسرت اپنے حالِ زار پر — جو بڑے بیدرد تھے وہ رو چکے
دین و ایمان صبر و طاقت جان و دل — ہم بتونکے عشق مین سب کھو چکے
اب کہان وہ جان نثارون کا ہجوم — تمپہ قربان ہونیوالے ہو چکے
اس محبت کا برا ہو خلق مین — ہم بھی رسوا وہ بھی رسوا ہو چکے
یار سے ترکِ تعلق ہو گیا — جان کو ہم دشمنون کی رو چکے
بیکسون کا ہو چکا آباد گھر — جلوہ آرا خود بدولت ہو چکے
ہنسنے والے دیر تک ہنستے رہے — رونے والے جب تجمل رو چکے

جلال۔ جناب حکیم سید ضامن علی صاحب لکھنوی

جلد دل کا فیصلہ کچھ ہو چکے — لے چلو سودا یہ جتنے کو چکے
وصل کے سب لطف شکوی کھو چکے — ہم پشیمان آپ نادم ہو چکے
کچھ تو آج آنسو پونچھے کہتے ہین وہ — پوچھکر آنسو کہ بس بس رو چکے

کعبۂ دل کے نظارے کرتے ہین
بُت بھی کیا بندے خدا کے ہو چکے

نخل ماتم کے سوا آیا نہ ہاتھ
بارہا ہم تخم اُلفت بو چکے

آہ - جناب غلام یٰسین صاحب دہلوی معین خدنگ نظر از بمبئی

بس کرو اب رونے والو رو چکے
رات گزری سونیوالے سو چکے

آپ کی چتون پہ عاشق ہو چکے
جان اپنی روتے روتے کھو چکے

اب تو سیدھی کیجیے ترچھی نگاہ
سیکڑون ٹکڑے جگر کے ہو چکے

کچھ نئی حجت ہے میرے آپکے
حشر تک ممکن نہین ہے جو ہے

آبروپائی نگاہِ خلق مین
ہم شہیدِ تیغِ ابرو ہو چکے

یہ بھی وعدہ آپ کا ہم دیکھ لین
آج ہی کل مین قیامت ہو چکے

آرزو یون بھی نہ نکلی وصل کی
ہم کنارِ قبر مین بھی سو چکے

سادہ کاغذ رہگیا اے نامہ بر
خط کو ہم اشکونسے اپنے دھو چکے

خالِ روئے یار کے عاشق ہین ہم
کشتِ دل مین تخمِ حسرت بو چکے

کیا دہن ہے کیا کمر ہے آپ کی
دیکھتے ہی جان و دل گم ہو چکے

ہنس رہے ہین باغ مین غیرونکے ساتھ
میرے پھولو نمین وہ آکر رو چکے

کوے جانان مین عجب اندھیر ہے
نقدِ دل ہم بھی اسی جا کھو چکے

بڑھکے ہے عارض تمہارا - یا قمر
بحث یہ رخسے نقاب اُلٹو چکے

نخلِ غم پھولے پھلے گا خلق مین
آہ ہم تخمِ محبت بو چکے

بیتاب - جناب سید حسین صاحب شاگرد جناب جاوید لکھنوی

اُسکا غم کیا جسکو خود ہی کھو چکے
اے دلِ رفتہ تجھے ہم رو چکے

اب نہ آئیگی دوبارہ شامِ وصل
گیسوِ جانان پریشان ہو چکے

سرد آہین کیون بھرین بیکار ہم
اب اُٹھو ٹھنڈی ہوا مین سو چکے

بیخبر بنکر مسیحائی پہ ناز
آپ سے بیمار اچھے ہو چکے

چین سے سوتے ہین وہ کہتے ہین ہم
جنکی قسمت سوتی ہو وہ سو چکے

تیغ کچھ سکتی نہین کیون کھینچیے
مرنے والے یون ہی بسمل ہو چکے

اشک بھر آئے پھر اتنی بات پر
ہنس دیے وہ کیون اگر ہم رو چکے

سُنکے عرض وصل چپکے سے کہا
آپ کے ارمان پورے ہو چکے

خواب مین ہے اُنکے آنے کا خیال
اب ہمین نیند آچکی ہم سو چکے

اب ہماری جان جائے یا رہے
دیچکے دل تجھپہ عاشق ہو چکے

وصل بھی دیکھا تمہارا ہجر بھی
ہنس چکے برسون مہینون رو چکے

پھر نئے سر سے خطائین بخشدو
پھر گلے ملجاؤ شکوے ہو چکے

اب خدا رکھے ہوے پوتے جوان
پیار کر لینے کے قابل ہو چکے

لے اُٹھے جاتے ہین کہنے سے ترے
آستانے سے لپٹ کر رو چکے

رحم کھا ظالم جگر کے حال پر
جور اب حد سے زیادہ ہو چکے

جگر۔ عالیجناب نواب سید بہادر علیخان صاحب بہادر لکھنوی تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

حسرتون کے خون دلمین ہو چکے
خوب آنکھون سے لہو ہم رو چکے

آنسوؤن کے ساتھ دل بھی بہ گیا
بس بہت فرقت مین اُسکی رو چکے

لینے والا دل کا ہو جاتا ہے گم
کب ہوا معلوم جب دل کھو چکے

پھول اگر ہو جائین یہ خوش قسمتی
آپ کانٹے میرے حق مین بو چکے

دیکھکر صورت نہ نکلا منہ سے کچھ
بس ستمگر تیرے شاکی ہو چکے

عشق ہمکو پھر ہوا اک شوخ کا
جاگو اے فتنو بہت تم سو چکے

اب نہ چھوڑو نیم جان بہرِ خدا
سب مرے ارمان پورے ہو چکے

آکے تربت پر مری بولا وہ شوخ
بس وفاداری کے دعوی ہو چکے

کہ گیا آکر سرِ بالین مسیح
عشق کے بیمار اچھے ہو چکے

کر چکے آج اُسنے عرضِ مدعا
ہم بھی ناکامون مین شامل ہو چکے

اب جفا ہمپر نہ کرنا ہے جفا
جب ستم سہنے کے خوگر ہو چکے

اے جگر باز آؤ اب اُلفت سے تم
دل لگا کر خوب رسوا ہو چکے

حسن۔ جناب حسن علی صاحب بن شجاع الدین شاگرد جناب مفتون لکھنوی

خنجرِ ابرو نے بسمل کر دیا
زندگی سے ہاتھ اب ہم دھو چکے

جسقدر چاہو کرو ظلم وستم
اب تو ہم عاشق تمہارے ہو چکے

صبح تک تڑپا کیے ہم ہجر مین
رات گزری سونیوالے سو چکے

ٹھوکرین اُنکی قیامت ہوگئین — قبرین بھی چین سے اب سو چکے
پاک ہو دامن کر دکچھ اسکی فکر — خون میرا آستین سے دھو چکے
ناز سے کہنا کسیکا وصل مین — اب گلے ملیے گلے سب ہو چکے
بیٹھے ہو کیا اسکے پاس اُٹھو جلال — بارِ شاطر بارِ خاطر ہو چکے

جلیل جناب حافظ محمد جلیل حسن صاحب مانکپوری سکرٹری دفتر امیر اللغات رامپور تلمیذ حضرت امیر مینائی لکھنوی

قابل دربارِ غم ہم ہو چکے — رو چکے منہ آنسوؤنسے دھو چکے
عشق مین رو رو کے رسوا ہو چکے — آبرو سے ہاتھ ہم تو دھو چکے
ہے یہی بےچین دل تو مرکے ہم — حور کے آغوش مین بھی سو چکے
اُنسے بوسون پر رہے جھگڑے بہت — ہوتے ہوتے ایک دل کے دو چکے
ہائے وہ کہنا کسیکا وصل مین — اب گلے مل لو گلے تو ہو چکے
خفتگان خاک سے کہتا ہے صور — آنکھ کھولو سونے والو سو چکے
کین حسینون نے ہزارون کاوشین — پھول میرے حق مین کانٹے بو چکے
اب ہے اُنکی گردشِ چشم اور ہم — جامِ جم کے دور دورے ہو چکے
عاشقی مین دو کی گنجائش کہان — اُنکو پایا آپ کو جب کھو چکے
آئے ہوائے جان اب آنسو پونچھنے — جا نہارے جان کو جب رو چکے
بس بھری آنکھین سلامت آپکی — آپکے بیمار اچھے ہو چکے
دیکھے دل ہو سطے یا وصل ہو — مال تو اچھا ہے قیمت جو چکے
صبح محشر چار سو ہے یہ پکار اُٹھو — رات گزری سونیوالے سو چکے
جب نگاہین پھر گئین تیوری چڑھی — کھچ گئین تیغین جو ناوک ہو چکے
دلمین کیا ہے جبکا لالچ ہو جلیل — دیتے ہو دے ڈالو جھگڑا تو چکے

جگر جناب محمد افتخار علی صاحب مالک افتخار جگر کمپنی لکھنؤ شاگرد حضرت امیر مینائی لکھنوی

حوصلے سب دل کے پوری ہو چکے — وہ مرے پہلو مین برسون سو چکے
دیکھے دل دستِ حنا آلود مین — ہاتھ اپنی جان سے ہم دھو چکے
مہربان ہو جائے وہ بُت یا خفا — اے خدا ہونا ہو جو کچھ ہو چکے
ناصحا سرمایۂ ضبطِ فغان — ابتدائے عشق مین ہم کھو چکے

جاں‌نثار ستان ہی دردِ الفت ای مسیح — عشق کے بیمار اچھے ہو چکے
دیکے دل دستِ تاسف کیا ملین — مفت ہم اپنی بضاعت کھو چکے
وصل مین بھی یار سے ان بن رہی — تجربے ناکامیون کے ہو چکے
تیرے صدمے جانگزا ہین شام ہجر — اے دلِ بیتاب اب ہم سو چکے
جان لیکر دینگے کیا دادِ وفا — وہ جفاؤن سے پشیمان ہو چکے
لاف آزادی ہی بیجا اے سلام — تم تو پابندِ علائق ہو چکے

سلیم۔ جناب منشی سلیم خان صاحب مع لودخوان شاگرد جناب آہ دہلوی از بمبئی

آکے محفل مین تمہاری رو چکے — تخمِ الفت ہم چمن مین بو چکے
نالۂ دل سے وہ مضطر ہو چکے — ہے قیامت رات بھر تو سو چکے
آپ نے عاشق کو رکھا منتظر — رات گزری سونیوالے سو چکے
دیکھکر اک رشک لیلیٰ کو سلیم — قیس کے مانند ہم دل کھو چکے

شاغل۔ جناب حکیم علی محمد صاحب مصنف نظم دلفروز رئیس بمبئی شاگرد حضرت نائب شاہجہانپوری

اک بتِ کافر پہ عاشق ہو چکے — ہم دل و جان دین و ایمان کھو چکے
یار سے شکوے گلے سب ہو چکے — خوب ہم قسمت کا رونا رو چکے
صبح محشر ہونے والی ہے منود — رات گزری سونیوالے سو چکے
اب خدا حافظ ہے اپنی جان کا — دل تو ہم اُسکی گلی مین کھو چکے
بارور ہو یا نہو تقدیر سے — تخمِ الفت کشتِ دل مین بو چکے
گر یونہین ہر دم مین باہم رنجشین — کر چکے خوش آپ ہم خوش ہو چکے
گر یہی نفرت ہے کوے یار سے — شیخ جی جنت مین داخل ہو چکے
یار کی چشمِ عنایت کیا رہے — میرے حق مین غیر کانٹے بو چکے
خم کے خم ساقی تو رکھدے سامنے — سیر دو اک جام سے ہم ہو چکے
مائلِ شیون دلِ ناشاد ہے — چین سے اب سونیوالے سو چکے
اب ہنسو بولو چلو غم ہو چکا — مرگِ دشمن پر بہت کچھ رو چکے
قبر مین بھی ہے جو تیرا انتظار — آ چکی نیند اور عاشق سو چکے
مسکرا کر انکا کہنا ناز سے — چپ رہو بس رو چکے بس رو چکے

خوف اب دل سے رقیبون کا گیا — تم ہمارے ہم تمہارے ہو چکے
پیار سے کہنا کسی کا وصل مین — حوصلے اب دل کے پورے ہو چکے
ناز سے کہتے ہین تربت پر مری — چاہنے والے اُٹھو اب سو چکے
دل بُتِ نادان کو دیکر اے حسن — چارسو عالم مین رُسوا ہو چکے

راقم جناب خواجہ مرزا قمر الدین خان صاحب دہلوی نبیرۂ فخر المتاخرین حضرت غالب دہلوی مرحوم

مہربان اب کیا وہ ہونگے ہو چکے — دشمنون کی جان کو ہم رو چکے
دوست بنکر جان کے دشمن ہوے — دلکی جب حالت سے واقف ہو چکے
بارور ہو گا کبھی نخلِ مراد — تخم الفت دلمین اُسکے بو چکے
وصل جسکا نام ہے وہ اور ہے — یون تو آکر خواب مین تم سو چکے
ایک جھگڑا وصل کا اُن سے رہا — اور قصے یون تو چُکنے کو چکے
اُنسے سودا وصل کا ٹھہرا ندیم — ہو سکے جتنے کو جتنے کو چکے
لو اُٹھو راقم ہوئی صبح رحیل — اب کہانتک سوؤ گے بس سو چکے

زاہد جناب منشی محمد ولایت علیخان صاحب پے سوار فسٹ لانسر تحہ تربیت شم مومن آباد شاگرد جناب اخگر دکن

خوب اُنکی یاد مین ہم رو چکے — جامۂ ہستی کو اپنے دھو چکے
کیون نہ تڑپین مرغ بسمل کیطرح — کُشتۂ تیغِ ادا ہم ہو چکے
یہ بتون کے عشق مین حاصل ہوا — زہد و تقویٰ دین و ایمان کھو چکے
جوڑ لی تمنے محبت غیر سے — مٹ گیا جھگڑا چلو خوش ہو چکے
اب تکلف کیا ہے زاہد سے تمھین — ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

سلام جناب سید خواجہ معین الدین چشتی عرف خواجہ پیر صاحب شاگرد رشید حضرت حبیب کنتوری و شمشاد لکھنوی از حیدر آباد دکن

دل نہین قابو مین عاشق ہو چکے — دولتِ صبر و تحمل کھو چکے
چشم تر نے دی گناہون سے نجات — ظلمت اعمال آنسو دھو چکے
کیون بگڑتے ہو سوالِ وصل پر — مرحلے تکرار کے طے ہو چکے
کہنے سُننے سے بڑھی تازہ خلش — میرے حق مین غیر کانٹے بو چکے
دینے دل کا ملگیا نعم البدل — تم بھی صاحب اب ہماری ہو چکے
مجرمون کو دیتی ہے رحمت صدا — ظلمتِ فردِ عمل ہم دھو چکے

طرار جناب بنّے میان صاحب انجنیر خلف جناب شیخ چاند صاحب شاگرد جناب اظہر جلگانوی

ہاتھ اُلفت سے بُتون کی دھو چکے — خاص ہم بندے خدا کے ہو چکے

ہمنے جنپر جان و دل صدقے کیے — وا ے حسرت وہ عدو کے ہو چکے

مان لے کہنا خدا کے واسطے — رات گزری سونیوالے سو چکے

ہین قیامت کی ادائین یار کی — ہر ادا پر ہم تو قربان ہو چکے

ناز ہے طرّار کن پر آپ کو — یہ حسین ہین یہ تمہارے ہو چکے

ظہیر جناب سید ظہیر الدین حسین صاحب دہلوی تلمیذ رشید خاقانی ہند ذوق مرحوم

اے محبت خوب تجھکو رو چکے — چاہ کے ارمان پورے ہو چکے

عمر ساری غفلتون مین کھو چکے — ابتو جاگو سونے والو سو چکے

ہاتھ سے کھونا تھا تمکو کھو چکے — دشمنون کی جان کو ہم رو چکے

کوئی ارمان دل مین اب باقی نہین — سر یہ سب دُنیا کے پتھر ڈھو چکے

آپنے دامن سے پونچھے اشکِ غیر — موتیون کے مول آنسو ہو چکے

شامِ غم کو صبح تک رویا کیے — دھو چکے مُنہ آنسوؤنسے دھو چکے

عمر ساری رونے دھونے مین کٹی — زندگانی کا بھی رونا رو چکے

بوسۂ رخسار پر ٹھہرا ہے دل — پیشگی ملجائے قیمت جو چکے

کہتے ہین وہ اب تو سونے دے ہمین — سب ترے ارمان پورے ہو چکے

ضبط کی حد بھی کہان تک بدرگزر — کیا رہا مرنے مین اب مر تو چکے

عمر بھر رونے مقدر کو ظہیر — صبر کیجیے بس بہت رو دھو چکے

عبقری جناب منشی محمد فاضل صاحب بریلوی تلمیذ جناب مہر بریلوی مرحوم

یادِ چشمِ یار مین ہم رو چکے — آنسوؤن سے اپنے منہ کو دھو چکے

یہ بُتانِ سنگدل کیا موم ہون — عشق مین ہم جنکے پتھر ڈھو چکے

جان و دل صبر و قرار و ہوش و تاب — جب سے پایا آپکو سب کھو چکے

جلد ہو یا رب کہین روزِ جزا — فیصلہ اُنکا ہمارا ہو چکے

کچھ نہ سمجھے قیمتِ عُمرِ عزیز — مفت یہ جنسِ گران ہم کھو چکے

کیون نہ ہمخوابِ عروسِ قبر ہون — پہلوے اغیار مین وہ سو چکے

عشق مین اِک بیوفا کے کس قدر — خلق مین بدنام شاغل ہو چکے

شرر۔ عالیجناب نواب حاجی سیّد سلطان علیخان صاحب بہادر لکھنوی تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

حضرتِ دل نذرِ دلبر ہو چکے — ہاتھ اپنی جان سے ہم دھو چکے
کشتِ دل مین تخمِ اُلفت بو چکے — اے فلک سرسبز اب ہم ہو چکے
دیکے اپنے سر کی قسمین کہتے ہین — پونچھ ڈالو چشمِ تر بس رو چکے
وصل کی اللہ نے دکھلائی رات — بختِ خفتہ اب تو جاگین سو چکے
اب بھلا پچتانے سے ہوتا ہے کیا — دل کو اپنے ہاتھ سے جب کھو چکے
پونچھکر دامن سے اپنے میرے اشک — کہتے ہین ہنسکر وہ بس رو چکے
پہونچے ہین ہم رند میخانے مین کب — جب سبو و شیشہ خالی ہو چکے
کچھ نہ رکھا پاس اپنے دیکے دل — جان اِک باقی تھی وہ بھی کھو چکے
میرے اُسکے بزم مین پیشِ رقیب — دل ہی دل مین کچھ اشارے ہو چکے
کیا غرض فصلِ بہاری سے ہمین — بندۂ صیّاد ہم تو ہو چکے
جنسِ دل کی ہے اُنھین خواہش تو ہم — ہر طرح راضی ہین قیمت جو چکے
ترکِ اُلفت کا خیال آیا ہے کب — جب زمانے بھر مین رُسوا ہو چکے
رازِ اُلفت کے چھپانے سے شرر — فائدہ کیا جبکہ چرچے ہو چکے

شفقت۔ جناب شفقت علیخان صاحب طالب العلم تلمیذ جناب زاہد از مومن آباد ۴ ۴

مستعد جب قتل پر وہ ہو چکے — ہاتھ اپنی جان سے ہم دھو چکے
مِٹ گیا قصّہ ہوا جھگڑا تمام — تم ہمارے ہم تمہارے ہو چکے

طالب۔ جناب منشی جگناتھ سہائے صاحب تھانوی تلمیذ حضرت میکش تھانوی

ہم فدائے روئے جانان ہو چکے — دولتِ دُنیا و دین سب کھو چکے
حضرتِ دل اب یہ شکوے ہین غلط — تم خود اپنے حق مین کانٹے بو چکے
خوفِ روزِ ہجر کیا باقی رہا — جان کو ہم تو بُرون کی رو چکے
کہہ رہا ہے صاف یہ مرغِ سحر — رات گزری سونیوالے سو چکے
اب طبیعت مین کہان جوش و خروش — ولولے جو تھے وہ سارے ہو چکے
اِن بُتون سے ترک الفت کیجیے — حضرتِ دل یہ تمہارے ہو چکے

دل بھی اُسکی جستجو مین گم ہوا — اُلٹی ہم اپنی گرہ کا کھو چکے
واعظا تیری اطاعت کیون کرین — اب تو ہم اُس بُت کے بندے ہو چکے
غیر بھی وحشت کی اب لینے لگے — یہ بھی اپنے حق مین کانٹے بو چکے
باوضو زاہد ہین شوقِ قتل مین — ہاتھ اپنی زندگی سے دھو چکے
میرے مرتے ہی تغافل سب مٹا — جب مجھے نیند آگئی وہ سو چکے
تیغ کیا اُسنے کمر سے باندھ لی — اپنی اپنی جان کو سب رو چکے
بیدلی سے اپنی ہم بیدل نہین — پا گئے تجھکو جو دل کو کھو چکے
نیند کیونکر آسکے اُس کمبخت کو — مدتون وہ ساتھ جسکے سو چکے
اُسنے پامالی بڑھا دی اِسقدر — دل کے ساتھ آنکھونکو بھی ہم رو چکے
ابر کب اُٹھا جب آیا روزِ وصل — گھر کے کب برسا کہ جب ہم رو چکے
کیا اُٹھا طوفان گریہ سے مرے — وہ مرا ہر اک سے رونا رو چکے
غم بھی کھاتے ہین صفائی سے ترا — آنسوؤن سے ہاتھ منہ ہم دھو چکے
ہوش اُنھین کو ہی جو ہین غش مین کلیم — عقل اُنھین کو ہے جو غافل ہو چکے

کمال جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب لکھنوی خلف حضرت جلال لکھنوی

لیجیے فرقت کے شکوے ہو چکے — آپ ہمپر ہنس چکے ہم رو چکے
درد اپنا رونے والے رو چکے — ہنسنے والو منفعل تم ہو چکے
نالے کرکے منفعل ہم ہو چکے — تھا اثر جو کچھ زبان مین کھو چکے
سُنکے نالے میرے کہتا ہے کوئی — کیا تسلّی دین یہ اب چُپ ہو چکے
خوب ہی نکلی تمنائے وصال — جان باقی تھی اُسے بھی کھو چکے
آکے اب اُسکے مٹانے کی ہے دیر — جمع سب ارمان دلمین ہو چکے
جاگنے والون کے سونے کا ہے وقت — سونے والون کے مقدر سو چکے
سُنکے میری خواہشین بولا کوئی — بس ترے ارمان پورے ہو چکے
روٹھتے اتنا نہین ہین وصل مین — آؤ اب من جاؤ شکوے ہو چکے
کیا ہو تنہائیِ فرقت کا بیان — خوب اپنی بیکسی پر رو چکے
اب بھلا امتگو نکالون کس طرح — تم مرے دلکی تمنا ہو چکے

صبح محشر ہو گی یہ آوازِ صور رہو — رات گزری سونیوالے سو چکے
صبح پیری ہے کہان شامِ شباب — رات گزری سونیوالے سو چکے
اب نہین پروائے حورانِ بہشت — پہلوئے دلدار مین ہم سو چکے
عبقری بیدار ہو بیدار ہو — خوابِ غفلت مین بہت تم سو چکے

عنایت۔ عالیجناب راجہ عنایت سنگھ صاحب رئیس لکھنؤ و تعلقہ دار بریلی

جب دل و جان تم پہ صدقے ہو چکے — ہے ہمارے پاس کیا سب کھو چکے
بارور ہویا نہو نخلِ اُمید — تخمِ عشق اب کشتِ دل مین بو چکے
فرطِ گریہ سے ہوئین آنکھین جو خشک — ہنسکے کہتے ہین وہ کیون بس رو چکے
اب بہئین گے خونِ دل غم کھائینگے — آنسوؤن سے ہاتھ مُنہ تو دھو چکے
ہائے کب وہ رحم کھا کر آئے ہین — جبکہ ہم دُنیا سے رخصت ہو چکے
دیتے ہین جنبش ہماری نعش کو — رو کے کہتے ہین اُٹھو بس سو چکے

فضا۔ جناب شیخ محمد عالیجاہ صاحب مالک آف جگر کمپنی لکھنؤ

تربتِ دشمن پہ غمگین ہو چکے — لو ہنسو لو لو چلو بس رو چکے
مِٹ گیا جھگڑا اُسے بھی رو چکے — ایک دل تھا پاس وہ بھی کھو چکے
مُسکرائے آنکھ نیچی کر کے وہ — جب ہماری قبر پر سب رو چکے
ایک بوسہ اور مین نے لے لیا — جب لبِ نازک سے شکوے ہو چکے
وقتِ رخصت ہنسکے سمجھایا مجھے — پونچھ بھی ڈالو اب آنسو رو چکے
نکلین مسجد سے سحر کو تو کہون — دون صبوحی شیخ جی مُنہ دھو چکے
شرم آئی نام لیتے غیر کا — یون کہا اب ہم کسی کے ہو چکے
اپنی قسمت پر بھی تھوڑا سا ہنسے — خوب اپنے حال پر جب رو چکے
پھر انھین سے پوچھیے غم کا مزا — جو گلے مِلکر کسی سے رو چکے
اب وہ بخشین یا نہ بخشین اے فضا — ہم گنہ کر کے پشیمان ہو چکے

کلیم۔ جناب مولوی محمد عبد الرحیم صاحب لکھنوی

دشمنون کے غم سے فارغ ہو چکے — یون بُردن کی جان کو وہ رو چکے
رات بھر تو نیند کا حیلہ رہا — صبح گھر چلتے ہوئے جب سو چکے

مضطر۔ جناب محمد اسماعیل صاحب جلگانوی شاگرد جناب اظہر جلگانوی

اب جہنم سے ہمین کیا خوف ہے | دیدۂ تر فردِ عصیان دھو چکے
مے نہ چھوڑی حشر تک وہ رند ہون | لاکھ ناصح اپنا رونا رو چکے
حُسن مین اور عشق مین ہے اتحاد | تم ہمارے ہم تمہارے ہو چکے

منیر۔ جناب منشی نور محمد بن حاجی حسن صاحب ساکن بمبئی شاگرد حضرت شاغل رئیس بمبئی

دل مرا لیکر خوشی سے یون کہا | پیار کر لو ہم تمہارے ہو چکے
خوبرویون کی جو محفل مین گئے | ہاتھ سے ہم اپنے دلکو کھو چکے
وصل تو اُسکا نہ تھا تقدیر مین | جان اُسکے ہجر مین ہم کھو چکے
اُنکے ملنے کے نہین آثار کچھ | اپنے دل کی حسرتون کو رو چکے
اِن بُتون پر ہوکے عاشق اے منیر | اپنے دل سے آشنا کو کھو چکے

نظر۔ مالک و ایڈیٹر خدنگ نظر لکھنؤ

رو چکے ہم ہجر کی شب رو چکے | دل لگا کر ہاتھ دل سے دھو چکے
مر کے نیند آئیگی کس کمبخت کو | تمسے چھٹکر ہم اکیلے سو چکے
تم چڑھاؤ پھول میری قبر پر | غیر میرے حق مین کانٹے بو چکے
گدگدا کر کیون ہنساتے ہو ہمین | خوگرِ غم اسطرح خوش ہو چکے
مرگیا مین غسلِ میت ہو گیا | آٹھ آٹھ آنسو وہ مجکو رو چکے
ہین برابر عشق مین نقصان و نفع | تمکو پا کر ہاتھ سے دل کھو چکے
سُن رہا ہون مین یہ خوابِ مرگ مین | کہ رہے ہین وہ اُٹھو بس سو چکے
وہ چھڑکتے ہین نمک۔ کہتے ہین زخم | اب ہنسین گے جسقدر ہم رو چکے
بس کہان تک امتحانِ تیغِ ناز | ایک دل کے لاکھ ٹکڑے ہو چکے
ہو چکا اندھیر میری لاش پر | ڈھانک کر آنچل سے مُنہ وہ رو چکے
وصل کی شب صاف اُنھون نے کاٹ دی | بیچ مین تلوار رکھکر سو چکے

آہ۔ جناب شیخ احمد صاحب جنیری۔ رئیس بمبئی شاگرد جناب آہ دہلوی از بمبئی

میٹھی باتون سے تمہاری ہو چکے | رشکِ شیرین قیمتِ دل جو چکے
دونون ہاتھون سے کلیجہ تھام کر | ہجر کی شب خوب دلکو رو چکے

جان جب دیدی تو وہ کہنے لگے — بس مری اُلفت کے دعوے ہو چکے
یون جگائے سوتی تقدیرین کوئی — ہوشیار اے سونے والو سو چکے
کہہ چکے ہم سب مصیبت ہجر کی — سُننے والے سُنکے شادان ہو چکے
ایک بوسے پر ہزارون گالیان — آپ نے دین ہم پشیمان ہو چکے
یون مٹا جیسے کوئی حسرت نہ تھی — دل کی ناکامی کے شہرے ہو چکے
اب تو جاگو رات تھوڑی رہگئی — بنکے تم میرا مقدر سو چکے
جستجو ہے پھر اُسی دلکی کمال — ہاتھ سے اپنے جسے ہم کھو چکے

محشر جناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی

آنسوؤن کے ساتھ آنکھین کھو چکے — ایک دل کو دو طرح ہم رو چکے
دم اُلٹتا ہے تمہارے ضبط سے — لو ہنسو جی کھولکر ہم رو چکے
ہوتی ہے وان صیقلِ تیغِ نظر — زندگی سے ہاتھ ہم بھی دھو چکے
اشک خون نکلین گے بن بن کے ثمر — تخمِ غم دلکی زمین مین بو چکے
جب شبِ ہجر آگیا تیرا خیال — دل پکار اُٹھا بس اُٹھو سو چکے
مرگئے ارمان تو بولا دل مرا — جو ہمین روتے ہم اُنکو رو چکے
ختم ہے ہر اِک مصیبت بعدِ حشر — اے خدا یہ دن بھی جلدی ہو چکے
ہے تلون کا اثر راحت مین بھی — نیند ابھی آئی ابھی وہ سو چکے
صبح حشر آئی ہے اے محشر اُٹھو — پہلوِ غفلت مین برسون سو چکے

مسرت جناب رائے گوری شنکر صاحب لکھنوی تلمیذ راجہ عنایت سنگھ صاحب عنایت

عمر تو غفلت مین اپنی کھو چکے — غافلو بیدار ہو اب سو چکے
یاد ہے کہنا جگا کر ناز سے وہ — رات گزری سونیوالے سو چکے
عشق کا اب میرا افسانہ سُنو — وامق و عذرا کے قصے ہو چکے
جب کہا لے لیجیے دل مفت ہے — بولے ہان یہ سچ ہے قیمت تو چکے
پھول اگر ہو جائین یہ قسمت مری — تم تو میرے حق مین کانٹے بو چکے
آؤ اب آغوش مین جاتی ہے رات — غمزہ و ناز و ادا بس ہو چکے
ہنس رہے ہو جب سرِ بالین نعش — پھر تو تم تربت پر آکر رو چکے

پہلا باب

"اموجن"

ہم ناظرین کو ایک مختصر اور صاف طور سے آراستہ کمرے مین لیے چلتے ہین جو ویسٹ منسٹر پل کے نشیب مین ایسٹلیز تھیئٹر کی پشت کی گلیون مین سے ایک گلی کے مکان مین واقع تھا یہ چھوٹی سی نشست گاہ اگرچہ اپنے پورے فرائض ادا کرنے سے معذور تھی تاہم نہایت ہی صفائی و پاکیزگی سے آراستہ کی گئی تھی۔ گرمیون کا موسم شروع تھا۔ موسمی طپش تیزی پر تھی۔ گرم ہوا کے جھونکے چل رہے تھے۔ اور ان سب کی روک تھام کے لیے روشندان کے شیشے طرح طرح کے رنگین کاغذون سے خوشنمائی کے ساتھ منڈھے ہوئے تھے۔ ایک میز پر بنفشہ اور خوشبودار گلاب کے تازے پھولون کا ایک نفیس گلدستہ شیشے کے گلدان مین رکھا ہوا تھا جسکی خوشبو سے تمام کمرہ مہک رہا تھا۔ ایک کھلی کھڑکی کے اندر سبز چلمن پڑی ہوئی تھی جسنے مقابل کی بدنما عمارتون کو نگاہ سے پوشیدہ کر دیا تھا۔ آتشدان کے اوپر ایک نہایت ہی خوشنما آئینہ لگا ہوا تھا جس پر چین کے نفیس نقش و نگار ایک غیر معمولی چمک دمک دکھا رہے تھے۔ ایک گوشے کی میز پر ضروری کاغذات کا بکس اور لکھنے کا سامان قرینے سے رکھا ہوا تھا اور ایک الماری کے خانے مین کتابون کی بیس یا بائیس جلدین چُنی ہوئی تھین۔

آئینے کے جواب مین سامنے والی دیوار پر ایک حسین عورت کی قلمی تصویر عجیب حیرت انگیز لباس مین لگی ہوئی تھی اور اُس تصویر کی اصل مجسم یا حسن و جمال کی مجسم تصویر بڑی آن بان سے ایک آرام کرسی پر پورا تکیہ لگائے اپنی ناز آفرین اور کرشمہ زا نگاہون سے ایک چار سالہ لڑکی کی خوش فعلیان دیکھ دیکھ کے خوش ہو رہی تھی جو کمرے مین آزادی سے ادھر اُدھر کھیلتی پھرتی تھی۔

اس عورت کی پوشاک واقعی عجیب و غریب تھی۔ ایک چھوٹی یونانی ٹوپی جس مین تدروں کے

ہم ہی دل دیتے ہین صاحب آپکو — غیر تو اپنی گرہ کا کھو چکے
رنگ لایا خون ناحق حشر مین — آٹھ آٹھ آنسو ستمگر رو چکے
دیکھکر رخسار تیرے یار ہم — آئینے کی طرح حیران ہو چکے

وحشت جناب مولوی رضا علی صاحب متوطن کلکتہ شاگرد رشید حضرت شمس

سر کو اُسکی جستجو مین کھو چکے — دل کو اُسکی آرزو مین رو چکے
وہ اُمنگین اب کہان وہ ہم کہان — مُدتین گزرین کہ دل کو کھو چکے
خواب مین آنے کی سوجھی ہے نئی — جایئے آپ آچکے ہم سو چکے
مجھسے کہتا ہے مرا دامانِ تر — تیرے ہاتھون آبرو ہم کھو چکے
منہ کو دھو ڈالو سحر ہونے کو ہے — بس کرو وحشت بہت تم رو چکے

یاس جناب ذاکر حسین صاحب لکھنوی

لڑ چکی آنکھ اُنسے دلکو کھو چکے — تھا جو کچھ قسمت کا رونا رو چکے
مرچکا سو بار دل ہم رو چکے — حادثے ایسے بہت سے ہو چکے
بیگناہون کا لہو ہے چھُٹ چکا — بیٹھے دامن کو اپنے دھو چکے
کیون نہ کھٹکے دلمین مژگان کا خیال — ہم خود اپنے حق مین کانٹے بو چکے
حسن کہتا ہے کہ قیمت مین ہے دید — ہم ابھی لے لینگے وہ دل جو چکے
آپ ٹھکراتے ہین لاشونکو عبث — مرچکے جو اب وہ زندہ ہو چکے
لڑ چکین آنکھین حسینونسے بہت — سیکڑون ایسے بکھیڑے ہو چکے
عشق کا آزار لیگا اپنی جان — اس مرض سے ہم اب اچھے ہو چکے
یاس کیسے نیند کے ماتے ہو تم — صبح پیری آئی اُٹھو سو چکے

قطعات تاریخ سال نو طبعزاد مولوی محمد عبدالرحیم صاحب کلیم لکھنوی

نشود عشق چرا کلام کلیم — کہ سخن را سند خدنگ نظر
زینتِ او بہار غنچہ دل — چہ گلِ سر سبد خدنگ نظر
دلِ ہر مرد و زن فریفتہ اش — جانِ ہر نیک و بد خدنگ نظر
غلوہ اش محقر اگر گویم — از ازل تا ابد خدنگ نظر
چہ دد انیست مثل تیر ہدف — پے رشک و حسد خدنگ نظر
مصرعِ سال عیسوی گفتم — لوح زیبا بود خدنگ نظر
۱۹۰۰ء

ایضاً

تمنا و حسرت نگویم چرا — بدلہا ست راہ خدنگ نظر
پے عیسوی سال گفتہ کلیم — رقم کن نگاہ خدنگ نظر
۱۹۰۰ء

نوٹ

ذیل کی طرحوین غزلین وقت معینہ پر ارسال ہون ہر غزل علیحدہ علیحدہ کاغذ پر لکھنا چاہیے۔

اپریل سنہ ۱۹۰۰ء۔ جان دیکر کام ایسا کر گئے ناکام عشق۔ کام وغیرہ قافیہ

مئی سنہ ۱۹۰۰ء۔ ستم ہے آدمی کے واسطے مجبور ہو جانا۔ مجبور وغیرہ قافیہ

جون سنہ ۱۹۰۰ء۔ اپنی صورت دیکھلو صاحب اُٹھا کر آئینہ۔ خنجر وغیرہ قافیہ

تصحیح۔ نمبر ۱۔ جلد ۴ راجہ عنایت سنگھ صاحب عنایت کے قطعہ تاریخ مین بجائے (چار چاند) کے (چار چند) صحیح ہے۔ حضرت جلال کے مطلع دوم کے مصرعہ ثانی مین بجائے (خط پیشانی مین) خط پیشانی سے صحیح ہے۔ ایڈیٹر

ڈھکا ہوا تھا اور پائنچوں کے مُنہ لمبے چوڑے ریشمی فیتوں سے باندھکر فیتوں کے سرے
نیچے چھوڑ دیے گئے تھے۔ اسی سے ملے ہوئے ہلکے گلابی رنگ کے ریشمی موزے تھے
یہ موزے اسقدر چُھبے ہوئے تھے کہ گاؤدُم پنڈلیوں کی قدرتی گلابی بیساختہ انداز سے
صاف ظاہر ہوتی تھی۔ موزوں کے اوپر کپڑے کے چُست بوٹ تھے۔ جو پنجوں کی نکیلی وضع
اور پاؤں کی اُنگلیوں کی قدرتی ساخت بغیر کسی شکن کے دکھا رہے تھے۔

کلائیوں میں نفیس چوڑیاں۔ نرم نرم نازک کانوں میں چھوٹی چھوٹی خوبصورت
انتیاں پڑی ہوئی تھیں۔ لیکن انصاف سے دیکھا جائے تو یہ تمام زیور ایسی حسین۔ ایسی
دلربا۔ اور ایسی پری جمال عورت کے حسن وجمال کی زینت کے لیے بالکل ہی کم قیمت اور
بے وقعت تھے۔

یہ کون تھی؟ ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ اسکی تصویر کمرے میں لگی ہوئی تھی۔ اُسی تصویر کے
نیچے وہ "میڈ مائسل اموجن" درج تھا۔ لیکن وہ تین خط جو میز پر رکھے ہوئے تھے اُن میں
سے ایک "میڈ مائسل اموجن" (MADEMOISELLE IMOGENE) کے نام تھا جسکا آخری
حرف (E) چھوٹا ہوا تھا۔ باقی ماندہ خط ٹھیک طور سے "مس ہارٹ لینڈ" کے نام تھے
اور یہ سب خط اس جوان عورت نے ملتے ہی پڑھ لیے تھے۔

ہم قیاساً کہہ سکتے ہیں کہ یہ عورت خانگی طور پر مس ہارٹ لینڈ کے نام سے مشہور تھی لیکن
بعض لوگوں میں میڈ مائسل اموجن بھی پکاری جاتی تھی۔

اسکی عمر کا صحیح صحیح اندازہ کامل سا کامل قیافہ شناس بھی آسانی سے نہیں کرسکتا
پھبکے ہوئے اعضاء اور شاندار چہرہ دیکھتے اسکا سن ۲۳ - یا ۲۴ - سال کا قیاس
کیا جا سکتا تھا لیکن اُٹھتی جوانی کا جوش۔ اعضاء کی نزاکت اور بھولی صورت پر غور کرنے
سے بیس برس کی عمر قائم کرنے میں بھی شک تھا۔

اُس لڑکی کی مشفقانہ محبت اسکے تمام خیالات پر حاوی تھی جو کمرے میں کھیل کھود رہی
تھی۔ اس لڑکی کی عمر ٹھیک چار سال کی بتائی جا چکی ہے۔ اسکے نرم۔ باریک۔ سنہرے
گھونگر والے بال۔ اُس چہرے کے گرد حلقہ کیے ہوے تھے جسکا سُرخ وسفید رنگ گلاب
اور دودھ سے بنایا گیا تھا۔ اسکی آنکھیں نہایت روشن اور گہرے نیلے رنگ کی تھیں
سکے پتلے پتلے۔ نازک ہونٹ آبدار ہیرے کی طرح صاف اور روشن تھے۔ اسکی پوشاک بہت

دو پر لگے ہوئے تھے۔ بانکپن کی بیباختگی کے ساتھ بے عیب سر پر رکھی ہوئی تھی۔ خط و خال سے
پوری یونانیت ظاہر ہوتی تھی۔ چہرے کا رنگ بہت گورا اور صاف تھا۔ بھرے بھرے
گالون پر اگرچہ کسی قدر زردی تھی تاہم اُن مین وہ تازگی و شادابی پائی جاتی تھی جو جسمانی
صحت و تندرستی کی خاص علامت ہے۔ اسکی شوخ نیلگون آنکھون کی نگاہ نہایت ہی چالاک
و نازنین تھی۔ اس کے گہرے بھورے رنگ کے بال ایک خاص قدرتی چمک کے ساتھ
گھونگر والے تھے۔ اوپر کا ہونٹ نیچے کے ہونٹ سے ایک مناسب و بازت لیے ہوے
اُبھرتا دکھائی دیتا۔ اسی وجہ سے لبون پر وہ قدرتی مسکراہٹ اور سنجیدگی پیدا تھی جو آنکھون
کی خوبصورتی کا کامیابی سے مقابلہ کر رہی تھی۔ اور یہی اسباب تھے جو اسکے چہرے کی
خوبصورتی کو عام طور پر اُبھار اُبھار کے دکھا رہے تھے۔

یہ عورت میانہ قدی کی حد سے یونہی سی اُبھرتی ہوئی تھی۔ لیکن اسکے چہرے کی مؤثر شاندار ی اسے
کسی قدر کشیدہ قامت یا اپنی اصلی قد سے نکلتا ہوا دکھاتی تھی۔ تمام اعضاء مین ایک
فطری دلکش تناسب تھا۔ مگر کسی قدر گدرایا ہوا بدن ہونے کے سبب سے ہر عضو زیادہ
سڈول اور ہاتھ پانوٗن خوب گاوٗدم ہوگئے تھے۔ اسکے قد و قامت سے پھرتیلے پن کی
تیاری پائی جاتی تھی۔ بھرے بھرے ہاتھ پانوٗن پورے طور پر ذاتی خوبصورتی ظاہر کرتے
تھے۔ لیکن اعضاء کی توانائی سے اُنکی اصلی نزاکت و ملائمت مین کوئی نقصان نہین آیا تھا۔

اب ہم پھر اسکے لباس کی طرف رجوع ہوتے ہین۔ اور سب سے پہلے ایک سفید ریشمی کپڑے
کے کرُتے تک پہونچتے ہین جو اُبھرے ہوے سینے کی جلد سے ملا ہوا تھا۔ اس کے
دامن بالکل چھوٹے تھے۔ ٹھیک ایشائی کرُتے یا قمیص کے برابر۔ اور کمر پر ایک قرمزی
رنگ کے کمربند یا خوب چُنے ہوئے دوپٹے سے بندھا ہوا تھا۔

کرُتے کے اوپر ارغوانی رنگ کے مخمل کی جاکٹ یا صدری تھی جس کے بٹن اُسی تال میل
کے سینے پر لگائے گئے تھے لیکن اسوقت کھُلے چھوڑ دیے گئے تھے۔ جاکٹ بالکل بے آستین
تھی۔ لیکن کرتے مین ڈھیلی ڈھیلی نیم آستینین لگی ہوئی تھین جو کہنیون سے آگے نہین
بڑھ سکتی تھین اسی وجہ سے سانچے مین ڈھلے ہوئے خوبصورت ہاتھ آدھے آدھے
کھُلے ہوئے تھے۔

کمر سے نیچے کا حصہ جسم گھٹنون تک کے جانگیئے یا نصف پائنچون کے پائجامے سے

دیر کے لیے ناکامیاب رہی۔
اُسنے دوبارہ غمگین آواز مین کہا "میری پیاری امینی اسطرح نہ رو! دیکھو مین نے تمھاری آنکھون سے آنسو پونچھ ڈالے! پیاری بیقصور لڑکی! ایخدا مین نے یہ کیا کیا!" یہ کہکر اسکا بھرا ہوا دل بے اختیار اُمنڈ آیا اور نہایت سادہ لوحی سے لڑکی سے زیادہ پھوٹ پھوٹ کے رونےلگی۔ آخر کار لڑکی نے اپنی چھوٹی چھوٹی بانہین اموجن کے گلے مین ڈالدین اور اُسنے سینے سے لگا کر بار بار تھپکیان دین یہانتک کہ چند منٹ مین لڑکی غافل ہوکر سوگئی۔ اموجن نے آہستہ سے اُٹھکر زینے کا دروازہ کھولا اور امینی کو اوپر کے صاف اور سُتھرے کمرے مین لے گئی یہان ایک بڑے پلنگ کے پہلو مین چھوٹی سی کھٹولی پڑی ہوئی تھی جس پر نہایت نرم اور صاف بچھونا بچھا ہوا تھا۔

اموجن نے لڑکی کو کھٹولی پر لٹا دیا اور کچھ دیر اُسکے مُنھ پر مُنھ رکھے رہی۔ لڑکی کو اچھی طرح سُلا کے اموجن نیچے اُتری نشست گاہ مین پہونچکر گھنٹی بجائی جسکی آواز کے جواب مین ایک شریف صورت تیس سالہ خادمہ اُجلے کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوئی۔

اموجن نے کہا "مین امینی کو کوٹھے پر سُلا آئی ہون۔ جاؤ اور جب تک وہ آرام کرے تم اُسکے پاس ٹھہرو۔ ہان! یہ نفیس میٹھی روٹی کا ٹکڑا اُسکے لیے لیتی جاؤ۔ اور تم اس سے کہدینا کہ کل تمھین نئی گڑیا یقیناً مل جائیگی۔"

یہ مہربانی کا غیر مؤثر اظہار اُس غصے اور نفرت کا معاوضہ تھا جسنے اتفاقی طور پر اس کے خون کو ہیجان مین لاکر بیخودانہ انداز سے معصوم بچے پر برافروختہ کردیا تھا۔ اور جسکی پشیمانی اور افسوس کا اثر اب بھی اسے غمگین اور اُداس بنائے ہوئے تھا۔

خادمہ جسکا نام "فینی" تھا لڑکی کے پاس بیٹھنے کے لیے جلدی سے بالاخانے کی طرف روانہ ہوئی۔ اور ریڈ مائنسل اموجن نے دروازے کے قریب لگی ہوئی گھڑی پر نگاہ دوڑائی۔ شام کی تاریکی اچھی طرح پھیل چکی تھی لیکن اموجن کے لیے اتنی روشنی باقی تھی کہ گھڑی کی سوئیان ڈائل پر وقت بتاسکین۔ گھڑی دیکھتے ہی اسنے دل مین کہا۔ "چلنے کا وقت قریب آگیا۔" معاً سامنے کے دروازے پر آہستہ آہستہ دستک دینے کی آواز آئی۔

اموجن نے فینی سے (جو ابھی زینے ہی پر تھی) کہا "تم اوپر جاؤ مین دروازہ کھولدون گی! یہ اسی بستی کی کوئی عورت معلوم ہوتی ہے۔"

اُجلی اور نفیس تھی - اسکی عام حالت سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسکی پرورش مین ضرورت سے زیادہ ناز برداری اور احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔

جس تصویر کا ذکر پہلے کیا گیا ہو ہوبہو اُسی لباس مین تھی جسے ناظرین میڈ مائسل اموجن کو پہنے ہوئے دیکھ چکے ہین - یہ تصویر ایک ایسی بیباک یونانی عورت کی وضع دکھا رہی تھی جو تھیٹر مین بھیس بدل کر تماشا کرنے والے غول سے کبھی علحدہ ہوکر سگرٹ پینے لگتی ہے۔

اسوقت جبکہ ہم میڈ مائسل اموجن کو دوبارہ اپنے ناظرین کے سامنے لاتے ہین - وہ اُسی کمرے مین نصف آرام کرسی پر تکیہ لگائے ہوئے ہے اور اُسکے ہاتھ مین سگرٹ نہین ہے - اسکی آنکھین اُسی کمسن لڑکی کی طرف لگی ہوئی ہین لیکن اب اُنکی توجہ بیشتر کی طرح بالکل اُسی طرف نہین اسکا چہرہ رفتہ رفتہ زیادہ سنجیدہ ہوتا جاتا ہے - اسکے لبون سے نیم تبسم کم ہوچلا ہے - اسکی پلکین آہستہ آہستہ جھکی آتی ہین - لیکن یہ حالت غنودگی کی وجہ سے نہین ہے - بلکہ اِسکی عام توجہ باطنی خیالات کی طرف رجوع ہو رہی ہے اور ظاہری چیزون سے ہٹتی جاتی ہے -

چند منٹ اسی حالت مین گذرے تھے کہ یکایک اِسکی نیم وا آنکھون مین ایک حیرت انگیز روشنی چمک گئی - اور یہ انگڑائی لیکر چونک پڑی - فوراً بھولی لڑکی پر نگاہ ڈالی اور بڑبڑا کر کہنے لگی ——

"او کمبخت لڑکی ! تو ہی میری ساری مصیبتون کا باعث ہے -"

معصوم لڑکی ان باتون کا مطلب نہ سمجھ سکی - مگر اموجن کے یکایک چونک پڑنے اور بڑبڑانے کی آواز سے فوراً سہم گئی - اُسے گمان ہوا کہ یہ مجھپر خفا ہوتی ہے اسلیے اپنی گڑیا پھینکدی اور پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی -

اموجن بیتاب ہوکر "پیاری لڑکی - پیاری لڑکی" پکار اُٹھی اور محبت کے بیخودانہ جوش مین لڑکی کو گود مین اُٹھاکے چھاتی سے لگا لیا -

"میری پیاری رو نہین ! خدا کے واسطے نہ رو ! مین تم پر خفا نہین ہوئی ! پیاری پیاری چھوٹی ایمی ! مین منت کرتی ہون رو نہین !"

لڑکی سسکیان بھرتی رہی - گویا اُسکے ننھے سے دلپر بڑا صدمہ پہونچا تھا - اور اموجن اُس ناگوار قلق کو برداشت کرتی رہی جسکے آگے دنیا کی تمام تکلیفین ہیچ معلوم ہوتی تھین اور وہ اس لڑکی کو چُپ کرنے کے لیے تشفی اور دلاسا دینے کی کوشش تھی جس مین اموجن تھوڑی

اموجن ؂ آئیے بیگم صاحبہ اندر آئیے ! مین یقین کرتی ہون کہ آپکو مجھی سے کام ہو"
نقاب پوش عورت نے پھر پس و پیش کیا اور کسی قدر حواس درست کر کے چوکھٹ کے نیچے قدم رکھا - لیکن معًا کسی تازہ خیال نے اسے برخاستہ خاطر کر دیا اور الٹے پاؤن پھرنے لگی -

اموجن ؂ (بے صبری سے) آئیے بیگم صاحبہ آئیے ! خدا کے واسطے اپنا ارادہ ایک طرف کر لیجیے ! آپ کا پس و پیش سوء اخلاقی ثابت کرتا ہو - شاید آپ خیال کرتی ہین کہ اس مکان مین آپ کی ذاتی حفاظت مشکل سے ہوسکتی ہو - گو آپکی وضع اور شان یہان زیادہ ٹھہرنا پسند نکرے تاہم ایک منٹ کے لیے خاطر جمعی سے یہ تکلیف گوارا کیجیے - اسکے علاوہ آپ ایک دبیز سیاہ نقاب بھی پہنے ہوے ہین جو اس قسم کی احتیاط کا کام دے سکتی ہو"

لیڈی ؂ (دھیمی اور باریک آواز سے) آپکو ہارٹ لینڈ کے خاندان سے کیا تعلق ہو؟

اموجن ؂ (اور زیادہ خوش خلقی سے) میرا ہی نام ہارٹ لینڈ ہو"

لیڈی ؂ (اٹک اٹک کے) تم ! تم ہارٹ لینڈ ہو !! (اس جملے کو ادا کرتے ہوئے نقاب پوش لیڈی کے دل مین ایک بیخودانہ جوش اور تمام جسم سے ایسی غیر معمولی حرکت پیدا اٹھی جو انتہاے حیرت و بیخودی مین ظاہر ہوتی ہو -)

" تم اور اس وضع مین ! الٰہی یہ کیا معاملہ ہو ! (اتنا کہکر نقاب پوش عورت فورًا رونے لگی -

زود رنج اموجن دم بھر کے لیے ان باتون سے سخت نفرت اور غصے مین بھر گئی - لیکن یکایک ایک خیال اسکے دل مین بجلی کی طرح کوند گیا اور اسنے جلدی سے کہا -

اموجن ؂ آئیے بیگم صاحبہ اندر آئیے - اگر آپ اندھیرے کی وجہ سے ہچکچاتی ہون تو مین ابھی روشنی کیے دیتی ہون بظاہر آپ کو مجھسے بدگمانی کی کوئی وجہ نہین پائی جاتی"

نقاب پوش لیڈی مقتضاے وقت اور خاطر شکنی کے لحاظ سے مجبور ہو گئی - اپنا دل قابو مین کیا اور کہا -

لیڈی ؂ نہین مین ہچکچاتی نہین - آپ آگے آگے چلیے مین پیچھے پیچھے چلتی ہون "

اموجن نے آمد و رفت کا دروازہ بند کر دیا اور اپنے نقاب پوش مہمان کو ملاقات کے کمرے مین لے گئی - دو شمعین جلدی سے روشن کر دین اور خاطر داری و دلجوئی سے مہمان لیڈی کو بٹھایا -

دروازہ کھولا گیا اور ایک نقاب پوش عورت چوکھٹ پر نمودار ہوئی - اسکی پوشاک نہایت ہی صاف و شفاف تھی اور سیاہ نقاب اسقدر احتیاط سے کھینچی ہوئی تھی کہ چہرے کی ذراسی جھلک بھی دکھائی نہین دیتی تھی - خصوصاً شام کی تاریکی مین اسکی صورت کا اندازہ کرنا بالکل ہی محال تھا - اسکے لباس کی تراش خراش - اسکی امتیازی چال ڈھال اور عام وضع بتا رہی تھی کہ یہ کوئی معمولی حیثیت کی عورت نہین ہو - میڈ مائسل اموجن بہت تیز نظر اور ذہین تھی اسلیے پہلی ہی نگاہ مین اُسنے اپنی کشیدہ قامت نقاب پوش ملاقاتی کو تاڑ لیا -

نقاب پوش دروازہ کھولنے والی عورت کو ایک عجیب وغریب پوشاک پہنے دیکھکر ششدر ہو گئی اور انتہائے تعجب وحیرت کی وجہ سے کوئی لفظ اُسکی زبان سے نہ نکل سکا -

آخر کار اموجن نے نہایت خوش اخلاقی سے نرم وشیرین آواز مین کہا -

اموجن "آپ کس کی تلاش مین ہین ؟"

نقاب پوش لیڈی " (گھبرائے ہوئے انداز سے) مجھے اندیشہ ہو کہ مجھسے غلطی ہوئی - شاید جن لوگون کی مجھے تلاش ہو وہ اس مکان سے کہین اور اُٹھ گئے - آپ اس تکلیف بیجا کے لیے مجھے معاف فرمائین !"

اموجن کا خیال نقاب پوش مہمان کے حرکات وسکنات اور طرز گفتگو سے زیادہ پختہ ہو گیا - وہ اچھی طرح سمجھ گئی کہ یہ کوئی عالی خاندان اور ذی مرتبہ عورت ہو - اس لیے اُسنے پہلے سے زیادہ لجاجت اور خوش خلقی کے لہجے مین کہا -

اموجن "بیگمصاحبہ ! شاید آپ غلطی سے دوسری گلی مین چلی آئین - یا گلی یہی ہو اور مکان کوئی اور ہو گا "

نقاب پوش لیڈی "نہین نہین ! یہی مکان ہو اور یہی مکان کا نمبر - لیکن مین خیال کرتی ہون کہ جن لوگون سے مجھے ملنا تھا وہ عرصے سے یہان نہین رہتے "

اموجن "یہان آپ کو کن لوگون سے ملنا تھا ؟"

نقاب پوش عورت تقریباً ایک منٹ تک خاموش رہی - اور اس عرصے مین جواب دینے کے لیے پس وپیش کرتی رہی - آخر کار اُسنے ڈرتے ڈرتے کہا -

نقاب پوش لیڈی "ایک خاندان "ہارٹ لینڈ" کے نام سے یہان رہتا تھا "

زیادہ خاموشی کا عالم رہا۔ اس عرصے مین نقاب پوش لیڈی امُوجن کی پوشاک کو بغور دیکھتی رہی۔ اور سبز نقاب کے اندر سے نشست گاہ مین چارون طرف آہستہ آہستہ اپنی نگاہ دوڑاتی رہی۔

لیڈی ماٹس امُوجن بھی کنکھیون سے دیکھتی رہی۔ اور بظاہر بے پروائی سے اُس مربے کا انتظار کرنے لگی جب اُسکی مہمان لیڈی دلجمعی سے آئیندہ گفتگو کی طرف متوجہ ہو۔

آخر نقاب پوش لیڈی نے خاموشی کا طلسم توڑا اور نقاب کے اندر سے کہا۔

لیڈی ”آپ ہی کا نام ہارٹ لینڈ ہے؟“ (امُوجن کو آواز مصنوعی معلوم ہوئی)

امُوجن ”جی ہان۔ میرا ہی نام ہارٹ لینڈ ہے“

لیڈی ”کیا مین تمھین مس ہارٹ لینڈ کہون؟“

امُوجن ”ہان مس ہارٹ لینڈ“

لیڈی ”اور بقیہ خاندان۔ تمھارے باپ۔ تمھاری مان۔ تمھارا بھائی۔ کہان ہین؟“

امُوجن ہارٹ لینڈ ”میرے مان باپ جنکی وجہ سے میرا یہ نام پڑا قضا کر گئے“

لیڈی ”کیا مر گئے! انھین مرے ہوئے کسقدر عرصہ ہوا؟“

امُوجن ”دو برس ہوئے کہ ایک ہی ہفتے مین فصلی بخار مین مبتلا ہو کر انتقال کر گئے اُس بخار نے اِس محلے کو تباہ کر دیا۔ اور میرا بھائی ——“

لیڈی ”کیا وہ بھی مر گیا۔ اس مکان مین کُل کسقدر آدمی ضائع ہوئے؟ (اسوقت اسکے لہجے سے ایک تازہ تردد اور اندیشہ پایا جاتا تھا۔)

امُوجن ”صرف دو آدمی مرے میرے باپ میری مان۔ اور میرا بھائی سمندر کو چلا گیا۔ کیونکہ ہم لوگ مفلسی کا شکار ہو گئے تھے“

لیڈی ”(نہایت تعجب سے) مفلسی؟“

امُوجن ”ہان مفلسی۔ میرے والد اپنی کوتاہ فہمی سے تھوڑے سرمایہ پر بہت بڑی تجارت کا دفتر کھول بیٹھے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چند عرصے مین اُنکی دولت اُنکی نہ رہی۔ اس سے زیادہ آپ خود قیاس کر لیجیے“

لیڈی ”پہلے سے زیادہ چونک کے) مین قیاس کر لون؟“

امُوجن ”(بے پروائی سے) اوہ بیگم صاحبہ معاف فرمایئے۔ اور کوئی وجہ مجھے آپکو پہچانا ہو



ضوابط

(۱) اشاعت ماہوار، عام قیمت مع مضامین تحریات وناول دو روپیہ سالانہ پیشگی، امرا عظام سے پانچ روپیہ۔ مربیان گلدستہ سے دس روپیہ مع محصول

(۲) اشعار غزلیات منتخب شائع ہونگی مفید مضامین عام طور سے لیے جائینگے لیکن مذہبی اور پولیٹکل بحثوں کی ضرورت نہیں

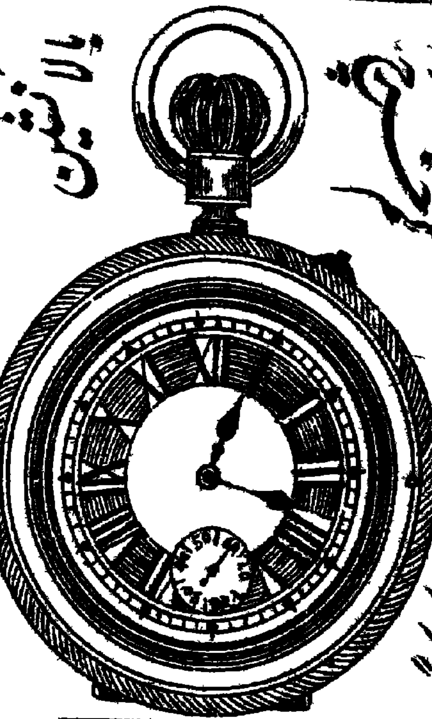
(۳) نمونہ بعد وصول ٹکٹ بھیجا جائیگا نہ کہ مفت

(۴) جو پرچہ نہ پہونچے اطلاع دینی سے دوبارہ ارسال ہوگا

(۵) ہر تحریر خط صاف ہونا چاہیے ورنہ بمجبوری تعمیل ہوگی

(۶) اُجرت اشتہارات ایڈیٹر سے خط وکتابت کر کے طے ہوگی

بہ خاکسار نوبت رسالہ نظر ایڈیٹر جھنگ نگر



نہایت مضبوط اور بہت سستی جیبی گھڑی

اگر آپکو کم خرچ اور بالانشین گھڑی کی ضرورت ہو یعنی اگر آپ چاہتے ہین کہ دام بھی کم خرچ ہون اور گھڑی بہت مضبوط خوبصورت ملجاوے تو یہ گھڑی جسکا نقشہ آپ اوپر دیکھ رہی ہین خرید لیجیے۔ یہ گھڑی اوپن فیس کیلیس سلنڈر ۱۰ الین سایز کی ہو اسکا چینی کا نگینہ ڈائل ہو ہندسے جلی ہین اور اسمین سکنڈ بھی موجود ہو اور سوئی گھمانیکی کل بھی اسی مین شامل ہو علٰحدہ چابی کی ضرورت نہین ہو اور پشت کے پُرزون پر ایک شیشہ بھی جڑا ہوا ہو جسکی وجہ سی پُرزون مین گرد وغبار نہ جاسکے اور پُرزے خراب نہون۔ نہایت مضبوط اور خوبصورت گھڑی ہو۔ ان گھڑیونکی نسبت زیادہ تعریف کی ضرورت نہین ہو منگوانے اور استعمال کرنے سے انکی عمدگی اور مضبوطی خود ظاہر ہوسکتی ہو قیمت معہ بکس شیشہ و کمانی صرف ساتٌ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ کُل فرمایشات بنام منیجر نیو پاپولر واچیز کمپنی چوک فیض آباد آنا چاہیو۔

روغن آصف الحنا

یہ روغن آصف جاہی نواب آصف الدولہ بہادر والی لکھنؤ کا ایجاد ہو اس سے بہتر نہ ہوا ہو نہ اور کوئی روغن ہوگا یہ ۱۰۰ مصالحون سی تیار کیا گیا ہو دُنیا کی کوئی خوشبودار چیز ایسی نہین جو اسمین شامل نہو خوبیٔ قسمت سے یہ نسخہ بے بہا ہاتھ آیا جسکو نواب صاحب بہادر خاص اپنے و نیز محلات کے استعمال مین رکھتے تھے۔ اب بکوشش بلیغ تیار کیا گیا ہو اسکی خوشبو سے دماغ ہفتہ بھر تک معطر رہتا ہو بالونکو مانند ریشم کے ملایم کرتا ہو دنیا کے عطریات پر فوق رکھتا ہو اور بہمہ صفت موصوف ہو یعنے دردسر۔ زکام نزلہ۔ بینائی چشم۔ قوت دماغ وغیرہ کیلیے ازحد مفید ہو بلکہ جسم مین چستی وچالاکی لاتا ہو چہرے کی خوبی حُسن کو بڑھاتا ہو۔ گرتے ہوے بالونکو بچاتا ہو اور جو اشخاص کہ کمسنی کی بدعنوانیون سی لاغر اور کمزور ہوجاتے ہین یا جسم مین سُستی اور کاہلی آجاتی ہو اُنکو تو اس روغن کا استعمال جسم پر بھی ضروری ہو کیونکہ یہ جسم کو فربہ کرتا ہو فرحت بخشتا ہو خون زاید پیدا کرتا ہو اور کمزوری کو دور کرکے لطف شباب دکھاتا ہو مگر آزمایش شرط ہو۔ اُمید کہ آپ ایک مرتبہ منگوا کر ہمیشہ اسی نایاب روغن کا استعمال رکھین گے۔ باوجود ان سب خوبیونکے قیمت صرف فی شیشی پانچ تولہ ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ مگر ۳ یا ۴ شیشی کے خریدار کو محصولڈاک مین رعایت ہوگی۔
المشتہر کرشن جی منیجر کارخانہ روغن آصف الحنا فیض آباد

نوٹ۔ جملہ فرمایشات کی تعمیل نقد قیمت آنے پر یا بذریعہ ویلیو پے ایبل ہوتی ہو۔ مگر دو گھڑیون سے زیادہ کے خریدار کو چہارم قیمت پیشگی کم از کم روانہ کرنا چاہیو۔

[illegible] ایجنسی خدنگ نظر لکھنؤ

[illegible] خریداران خدنگ نظر لکھنؤ کے اشیاء فرمائش کی بابت [illegible]

[illegible] کی وجہ سے بہ اوقات [illegible]

[illegible] کوئی مناسب انتظام کروں۔ لہذا [illegible]

[illegible] اور [illegible] مال کی [illegible]

[illegible] پر بھیجا جائیگا کہ صاحبان فرمائش کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ ہو۔ [illegible]

[illegible] بے ہی ذمہ رکھے گی مگر اصلی مال میں کسی قسم کا تغیر ہونا چاہیے [illegible]

[illegible] ایجنسی کو جو الفرق دینا چاہیے تاکہ محصول میں کفایت ہو۔ جو مال بذریعہ ریل [illegible]

[illegible] ریلوے پارسل بھیجی جائیگی محصول [illegible]

[illegible] تفصیل اشیاء عطریات قسم اول و دوم

[illegible] روغن خوشبودار۔ تمباکو خوردنی خشک خانہ ساز تمباکو خوشبودار قوام تمباکو [illegible]

[illegible] عرق گلاب کیوڑا خالص مشک و عنبر ورق طلا و نقرہ چکن [illegible]

[illegible] دوپٹے وغیرہ [illegible] کے کار چوبی [illegible]

[illegible] آبادی فروش [illegible] چکن [illegible] خورد و کلاں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حاتم طائی نمبر۶

حاتم کے نام سے مسلمانون کی تاریخ مین کئی شخص ہوے ہین جنمین سے دو تو مصر کے گو۔نر تھے ایک
مسلمان بزرگ حاتم اصم کے نام سے مشہور ہین جو نہایت عابد و زاہد تھے۔مگر جو شہرت حاتم طائی کو حاصل
ہوئی ہو وہ کسیکو نہین ہوئی حالانکہ وہ مسلمان نہ تھا بلکہ اُسکا زمانہ ظہورِ اسلام سے پہلے ہو۔تمام اسلامی
قومون مین اُسکا نام پیر و جوان کی زبان پر جاری ہو۔اسکی وجہ یہ ہو کہ ایک کتاب قصۂ حاتم طائی کے نام سے
عام طور پر لوگون مین متداول ہو۔اسکا ترجمہ کئی زبانون مین ہوا ہو اور اُسکو ہر آدمی دلچسپی کے ساتھ مطالعہ
کرتا ہو۔اس کتاب مین حاتم کے جو حالات بیان ہوے ہین۔وہ محض افسانہ ہین۔اُنکو حاتم کی تاریخ سے
کوئی تعلق نہین ہو اور اسکی زندگی کے تاریخی حالات سے بہت ہی کم لوگ واقف ہین۔عام طور پر اُسکی
زندگی کا تاریخی واقعہ جو لوگون کو معلوم ہو وہ یہ ہو کہ حاتم سخی تھا اور اسکی سخاوت ہی ضرب المثل ہو۔
اسکے سوا کوئی بات حاتم کے متعلق لوگون کو معلوم نہین ہو۔اگر اُسکے حالات بیان کیے جائین تو غالباً
ناظرین اُنکو دلچسپ سمجھکر ضرور پڑھینگے۔

حاتم عرب کے قبیلۂ طے سے تھا۔اسی لیے وہ طائی کے لقب سے مشہور ہو۔اسکے باپ کا نام عبداللہ
تھا۔دادا کا نام سعد اور پردادا کا نام حشرج تھا۔کہتے ہین کہ اُسکی ماں نے جو عتبہ کے نام سے مشہور تھی
حمل مین ایک خواب دیکھا تھا۔ایک شخص نے خواب مین اُس سے کہا کہ " تو ایک بچہ لینا پسند کرتی ہو جو
سخی اور فیاض ہوگا اور جو حاتم کہلائیگا یا ایسے دس بچے لینا چاہتی ہو جو شیر نر کی طرح بہادر ہونگے اور
لڑائی کے وقت کارنمایان کرینگے" عتبہ نے کہا کہ مین تو اُسی ایک بچے کو لینا پسند کرتی ہون جو سخی اور فیاض
ہوگا۔اور جسکا نام حاتم ہوگا۔مین اُسکو دس بہادر اور شیر دل بچون پر ترجیح دیتی ہون۔یہ حکایت
گو محض افسانہ ہو مگر اسکے مشہور ہونیکی ایک وجہ ضرور ہو اور وہ یہ ہو کہ حاتم کی ماں عتبہ حاتم
ہی کی طرح سخاوت اور فیاضی مین بےمثل تھی۔وہ جہانتک ممکن تھا کسی سائل کے سوال کو رد نہین کرتی
تھی۔نہ خوراک کا کوئی ذخیرہ دوسرے دن کے لیے گھر مین رکھ چھوڑتی تھی۔عتبہ کے بھائی تنگدل اور
بخیل تھے۔اُنکو اپنی بہن کی فیاضی پر نہایت غصہ آتا تھا۔جب اُنھون نے دیکھا کہ وہ کسی طرح نہین
مانتی اور گھر کا جمع کیا ہوا سرمایہ تلف ہو رہا ہو تو کچھ دن کے لیے اُنھون نے اپنی بہن کو اُس روپیے
سے محروم کردیا۔اگر وہ کبھی مانگتی بھی تو کوئی چیز اُسکو نہین دیتے تھے۔جب اُنھون نے خیال کیا کہ اب
اسکو تکلیف محسوس ہونے لگی ہو اور وہ شاید اپنی عادت پر پشیمان ہوگئی تو اُسکو چند اونٹ دیدیے

[illegible]

الحمد لله نحمده و نستعینه

[illegible]

[illegible]

تقا ہو کر اُس سے پوچھا کہ این تمنے میرے اونٹ کیا کیے ؟ حاتم نے کہا - دادا جان مین نے وہ
ٹ تین جوانونکو دیدیے جو شاعر تھے - وہ تمہارا نام اپنے اشعار مین داخل کرینگے اور ہماری
ضی کے ذکر کو قیامت تک زندہ رکھین گے مجھے تو ایک شعر بھی جس سے میرا یا میرے خاندان
نام ہمیشہ زندہ رہی - اُن تمام اونٹون سے بدرجہا زیادہ پسند ہی جنکی نگرانی مجھے سپرد ہوئی تھی دادا
حیرت سے اُسکی طرف دیکھکر کہا کہ تمنے میرے سب اونٹ کیا فی الحقیقت دے ڈالے ؟ حاتم نے
کہ جو کچھ مین نے کہا وہ بالکل سچ ہی - دادا نے غصّے سے پیچ و تاب کھاکر کہا کہ مین اب کبھی تمہارے
تھ نہین رہونگا - یہ کہکر وہ اپنے گھر والون کے ساتھ وہانسے اُٹھکر چلدیا - اور حاتم کے پاس ایک
ہر ایک گھوڑی اور ایک بچھیرا چھوڑ گیا جو اُسنے اونٹونکی نگرانی کے زمانے مین اُسکو دیا تھا - حاتم نے
س واقعے پر جو اشعار کہے اُنکا مضمون حسب ذیل ہی -

"مین افلاس کو پسند کرتا ہون اور اگر دولت ہو تو اُسمین سبکو شریک کر لیتا ہون - مین ایسے
ستونکو خیرباد کہتا ہون جنکی طبیعت میری طبیعت سے نہین ملتی - میری جیسی طبیعت قدرت اُنھین
عطا کرتی ہی جو میری طرح فیاض ہون مین دولت کو اپنی عزت کی سپر بناتا ہون اور فیاضی کے سوا
ی فضیلت اپنے لیے پسند نہین کرتا اگر سعد اپنے گھر کے آدمیونکو لیکر چلا گیا اور مجھے گھر مین تنہا چھوڑ
تو کچھ پروا نہین ہی - مین نے سعد کے لیے جو بلند عمارت شہرت اور ناموری کی تیار کی ہی - وہ اُسکے
کا فی معاوضہ اُن اونٹون کا ہی جنکو مین نے دے ڈالا - فیاضی کے ساتھ مجھ مین دلیری بھی ہے اور
کے اظہار کا موقع میدان جنگ ہی "

فیاضی حاتم کو ماں کی طرف سے ورثہ مین ملی تھی اور اِس سے صاف ظاہر ہی کہ ماں باپ کی بعض
لتین اولاد کو ورثے مین پہونچ جاتی ہین اور اُنکا روکنا اولاد کے اختیار سے باہر ہوتا ہی - اسکے
وت مین ہم سفانہ کا واقعہ بیان کرینگے جو حاتم کی بیٹی تھی - سفانہ بھی اپنے باپ کی طرح سخاوت مین
ل تھی - باپ اُسکو اونٹ پر اونٹ دیتا تھا اور وہ سب لوگونکو دے ڈالتی تھی - ایکدن حاتم نے
ں سے کہا کہ اگر دو آدمی مال کو تلف کرنے لگین تو اسمین شک نہین ہی کہ سارا مال بہت جلد ضائع
جائیگا - اسلیے میری رائے یہ ہی کہ یا تو مین سخاوت سے ہاتھ روک لون اور تم دل کھولکر فیاضی کرو
لکو اپنی مٹھی بند کر لینی چاہیے - سفانہ پر باپ کی اس نصیحت کا مطلق اثر نہین ہوا اور اسکو باپ کی
ف سے جو عادت ورثے مین ملی تھی وہ برابر جاری رہی -

اونٹونکے واقعے کے بعد ایک روز قیس اور اسد کے قبیلے کے چند آدمی اُسکے پاس آئے جو

کہ اُنکے دُودھ پر گذر کرے۔ عتبہ کے پاس ہر سال قبیلۂ ہوازن کی ایک عورت سوال کرنے آیا کرتی
تھی۔ جب وہ آئی تو فوراً اُسکو وہ اونٹ دیدیے اور کہا کہ مین نے بھوک کی ایسی تکلیف اُٹھائی ہو کہ آجکے
بعد کسی محتاج کے سوال کو رَد نہین کرونگی۔ جس راوی نے عتبہ کا خواب ایجاد کیا ہو اُسکو غالباً اس
پیرائے مین یہ بات بیان کرنا منظور ہو کہ وہ طبیعت کی فیاض تھی اور اپنی اولاد کا بھی فیاض ہو
ہونا پسند کرتی تھی۔

حاتم ابھی مان کی گود ہی مین تھا کہ باپ کا انتقال ہوگیا۔ اسلیے دادا اسکی پرورش کا کفیل ہو
جب اُسنے ہوش سنبھالا تو اسکی ہمیشہ یہ عادت تھی کہ گھر سے کھانا لیکر نکل جاتا تھا۔ اگر کوئی آدمی اُسکو
ملجاتا تو اُسکے ساتھ بیٹھکر کھاتا اور اُسکو کھلاتا تھا۔ ورنہ کھانا پھینک کر گھر مین چلا آتا تھا۔ دادا کو اسکی
یہ حرکت ناگوار تھی۔ ایکدن اُسنے کہا کہ بیٹا اجاؤ۔ اب میرا اونٹونکی نگرانی کرو گھر مین زیادہ رہنا اچھا
نہین ہو۔ وہ اونٹونکو لیکر جنگل مین نکل گیا وہان بھی آدمیونکو تلاش کرنے لگا کہ اگر کوئی ملے تو اُسکو اپنی
سخاوت سے فائدہ پہونچاؤن۔ مگر کوئی آدمی نہین ملا۔ ایک دفعہ وہ ایک سڑک کے کنارے پر کھڑا تھا۔
سامنے میدان مین اونٹ چر رہے تھے۔ اُسنے دور سے دیکھا کہ چند آدمی اُسی کی طرف چلے آتے ہین
حاتم کے پاس پہونچکر اُنھون نے پوچھا کہ کیا تم اس جنگل مین ہمارے میزبان بن سکتے ہو؟ اور کیا تمہارے
پاس مہمانی کے لیے کوئی چیز موجود ہی؟ حاتم نے کہا۔ تعجب کی بات ہو کہ تم اتنے اونٹون کو چرتے دیکھ رہے
ہو اور پھر یہ سوال کرتے ہو کہ مہمانی کے لیے کوئی چیز تمہارے پاس موجود ہو یا نہین۔ آؤ۔ اپنی سواریون سے
اُتر پڑو۔ آج تم میرے مہمان ہو۔ یہ مہمان عرب کے مشہور شاعر عبید بن ابرص بشر بن ابی حازم
اور نابغہ ذبیانی تھے جو نعمان بن منذر کے دربار مین جارہے تھے اور اُسکی مدح مین قصیدے لکھکر
اس خیال سے لیچلے تھے کہ انعام سے مالامال ہوکر آئینگے۔ حاتم نے اُنکے لیے تین اونٹ ذبح کیے
عبید نے کہا کہ تمنے اپنے اونٹونکو ناحق تلف کیا۔ ہم تو اُنکے دودھ ہی پر قناعت کر سکتے تھے۔ حاتم نے
کہا۔ تمہارے رنگ جُدا جُدا ہین اور تمہارے خط وخال مختلف ہین۔ میرا خیال ہو کہ تمہارا وطن بھی ایک نہین
ہو۔ مین نے دعوت مین ذرا سا تکلف اسلیے کیا کہ تم مین سے ہر ایک آدمی جب اپنے وطن کو جائیگا تو
اس دعوت کا ذکر بھی کریگا۔ تینون شاعرون نے حاتم کی مدح مین اشعار کہے جنکو سُنکر اُسنے کہا کہ مین نے
تو چاہا تھا کہ تمپر کوئی احسان کرون مگر تمنے اشعار لکھکر مجھے ممنون احسان بنالیا۔ اب مین قسم کھاکر کہتا
ہون کہ یا تو اِن اونٹون کو تم آپس مین تقسیم کرلو۔ ورنہ مین سبکو ذبح کرڈالونگا۔ مجبور ہوکر سب نے
اُن اونٹونکو بانٹ لیا۔ ہر شاعر کے حصے مین ننانوے اونٹ آئے۔ حاتم کے دادا نے جب یہ حال

تینون اُسکے پاس جمع ہوئے تو ماویہ نے اشعار پڑھنے کا حکم دیا۔ نبیتی اور نابغہ نے اپنے اشعار نہایت جوش کے لہجے مین جھوم جھوم کر سُنائے جب حاتم کی باری آئی تو اُسنے چند اشعار پڑھے جنکا مضمون یہ تھا۔

" اے ماویہ دولت تو چلتی پھرتی چھاؤن ہو۔ اُسکا ذکر ہی لوگونکی زبان پر باقی رہجاتا ہو۔ اے ماویہ جب کوئی سائل میرے دروازے پر آتا ہو تو مین اُس سے یہ نہین کہتا کہ ہمارا مال ختم ہوچکا۔ اب دینے کو کچھ نہین رہا۔ اے ماویہ جو بخیل ہین وہ ذلیل ہین اور جو داد و دہش کرتے ہین اُنکو کوئی چیز نہین روکتی۔ اے ماویہ موت کے وقت جب آدمی کا منکا ڈھل جاتا ہو اور گلے مین سانس اٹکنے لگتی ہے تو اُسکا مالدار ہونا کچھ کام نہین آتا۔ اے ماویہ اگر مین ایسے چٹیل میدانون مین جا نکلون اور مرجاؤن جہان پینے کو نہ شراب ملسکتی ہو نہ پانی تو تمکو معلوم ہوجائیگا کہ مین نے جو روپیہ فیاضی مین لٹا دیا ہے اُسنے مجھے ذرا بھی نقصان نہین پہونچایا۔ دنیا جانتی ہو کہ اگر حاتم دولت جمع کرنا چاہتا تو اُسکے پاس آج خزانے کے خزانے ہوتے "

جب حاتم شعرخوانی سے فارغ ہولیا تو ماویہ نے کھانا طلب کیا۔ اُسنے اپنی لونڈیونکو پہلے سے سمجھا رکھا تھا کہ جب اُنکے سامنے کھانا چنا جائے تو ہر ایک کے آگے گوشت کے وہ ٹکڑے بھی رکھے جائین جو اُنھون نے دعوت مین دیے تھے۔ چنانچہ نبیتی کے سامنے اونٹ کے پیچھے کی ہڈی۔ نابغہ کے سامنے اونٹ کی دُم اور حاتم کے آگے اونٹ کے کوہان اور رانکا گوشت رکھا گیا۔ نبیتی اور نابغہ نے مارے شرم کے سر جھکا لیا۔ حاتم نے اپنے ساتھیونکے چہرے پر شرم و افسوس کے آثار دیکھکر اپنا حصہ اُنکی طرف سرکا دیا۔ ماویہ نے کہا کہ اب خوب ثابت ہوگیا کہ حاتم سب سے زیادہ فیاض اور شاعر ہے۔ یہ سُنکر نابغہ اور نبیتی تو چلے گئے مگر حاتم بیٹھا رہا۔ ماویہ نے حاتم سے کہا کہ اگر تم اپنی پہلی بیوی کو طلاق دیدو تو مین تمسے شادی کرنے کو تیار ہون۔ حاتم نے اس بات سے انکار کیا۔ ماویہ نے اُسکو زاد راہ دیکر رخصت کیا۔ مگر چند روز کے بعد اسکی پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا۔ اور حاتم نے ماویہ سے شادی کرلی۔ اس شادی سے عدی پیدا ہوا جو حاتم کا مشہور بیٹا اور عرب کا مشہور شاعر تھا۔

ماویہ ایک مُدت تک تو حاتم کے گھر مین رہی مگر ایک روز حاتم کے چچازاد بھائی مالک نے اُس سے کہا کہ تم حاتم کے پنجے مین کب تک اسیر رہو گی۔ وہ تو جو کچھ پاتا ہو لُٹا دیتا ہو اور نہین پاتا ہو تو تم کو ستاتا ہو۔ اگر وہ مرگیا تو تمہاری اولاد کے لیے کوئی جائداد نہین چھوڑے گا۔ ماویہ کے دل پر مالک کی بات نقش ہوگئی اور اُسنے کہا تم سچ کہتے ہو۔ حاتم کی یہی حالت ہو۔ مالک نے کہا۔ تو اُسکو تم فوراً طلاق دیدو

نعمان کے پاس جارہے تھے۔ اُنھون نے کہا کہ ہم اپنی قوم کو تمہاری تعریف کرتے چھوڑ آئے ہین اور
اُنھون نے ایک پیغام تمہارے پاس بھیجا ہی۔ حاتم نے پوچھا کہ وہ پیغام کیا ہی؟ قبیلۂ اسد کے لوگون
نے نابغہ کے چند شعر اسکی مدح مین پڑھکر کہا کہ ہمکو ایک ضرورت پیش آئی ہی مگر تمسے سوال کرتے شرم
آتی ہی۔ حاتم نے کہا کہ وہ کیا ضرورت ہے؟ اُنھون نے کہا کہ ہمارے ایک رفیق کی سواری کا جانور گم ہوگیا
ہی۔ حاتم نے کہا کہ میری گھوڑی لیجاؤ اور اپنے رفیق کو اُسپر سوار کرو۔ اُنھون نے گھوڑی لیلی۔ اُسکا بچھیرا
رہگیا جسکی گردن مین حاتم کی کنیز نے اپنی چادر ڈالدی۔ اور چاہا کہ اُسکو ماں کے ساتھ نہ جانے دے مگر بچھیرا
اُچھل کود کرنے لگا۔ اور اپنی ماں کے ساتھ ہولیا۔ اور کنیز کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹکر لیچلا۔ حاتم نے پکار کر
کہا کہ تمہارے پیچھے خود بخود جو چیز آتی ہے وہ بھی تمہارے ہی لیے ہی۔ خبردار اس بچھیرے اور کنیز کو واپس نکرنا۔

عرب جاہلیت مین مہینون کے نام اسلامی نامون سے مختلف تھے۔ ایک مہینے کا نام اصم تھا
جسکی قریش بہت تعظیم کرتے تھے۔ جب اس مہینے کا چاند دکھائی دیتا تو حاتم ہر روز دس اونٹ ذبح کرتا
اور بہت سے لوگونکو دعوت مین بلاتا تھا۔ اُسکے مہمانون مین حطیئہ اور بشر بن ابی حازم بھی ہوتے تھے
جو ایام جاہلیت کے مشہور شاعر تھے۔

حاتم نے پہلی بیوی کے مرنے کے بعد ماویہ بنت عفزر سے نکاح کرلیا تھا۔ اِسکا سبب مورّخون
نے یہ بیان کیا ہی کہ ماویہ عرب کے ایک امیر کی بیٹی تھی۔ اُسنے شادی کا ارادہ کیا تو اپنے غلامون سے
کہا کہ حیرہ مین جو آدمی سب سے زیادہ حسین ہو اُسکو میرے پاس لے آؤ۔ غلام حاتم کو اُسکے پاس لیگئے
اُسوقت نابغہ اور انصار مین سے قبیلۂ بنی نبیت کا ایک شخص وہان موجود تھا۔ ماویہ نے اُنسے کہا کہ
تم سب اپنے خیمونکو لوٹ جاؤ اور اشعار کہکر میرے پاس لاؤ جسمین تمہارے کارہاے نمایان کا ذکر ہو
مین اُس آدمی سے شادی کرونگی جو تم مین سب سے زیادہ فیاض اور شاعر ہو۔ جب وہ اپنے خیمون کو
واپس آئے تو اُنمین سے ہر ایک نے اونٹ ذبح کیے اور لوگونکو دعوت مین بُلایا۔ ماویہ باندی کا لباس
پہنکر ہر ایک کے خیمے مین گئی۔ جب قبیلۂ بنی نبیت کے شاعر کے پاس گئی اور اُس سے کھانے کو مانگا
تو اُسنے اونٹ کے پنجے کی ایک ہڈی اُسکو دی۔ ماویہ نے اُس ہڈی کو اپنے پاس رکھلیا۔ پھر نابغہ کے
پاس گئی اور اُس سے بھی کھانے کا سوال کیا تو اُسنے اونٹ کی دُم پیش کی۔ اُسنے دُم کو بھی اپنے
پاس رکھ لیا جب حاتم کے پاس آئی تو اُسنے چولھے پر دیگ چڑھا رکھی تھی۔ حاتم نے اُس سے کہا کہ ذرا
توقف کرو۔ مین ابھی کھانا تیار کرکے لاتا ہون۔ ماویہ نے تھوڑی دیر انتظار کیا۔ حاتم نے اُسکو اونٹ
کی ران اور کوہان کا عمدہ گوشت دیا۔ یہان سے واپس ہوکر ماویہ اپنے مکان پر چلی آئی۔ صبحکو جب

جاکر کہا کہ افسوس تونے پردیس مین میرا نام لیا اور مجکو شرمندہ کیا۔ اسکے بعد وہ قبیلۂ عنزہ کے پاس گیا اور کہا کہ اس قیدی کو چھوڑ دو۔ اور مجھے اسکی جگہ قید کرلو۔ اور جب تک مین فدیے کا روپیہ ادا کرون مجھے قید ہی مین رکھو۔ کچھ دنون قید مین رہکر اُسنے فدیہ ادا کردیا اور چھوٹ گیا۔ ابن اثیر نے اسکے قید ہونے کا سبب یہ لکھا ہے کہ اُسنے بکر بن وائل کے قبیلے پر اپنے قبیلے کی فوج لیکر حملہ کیا تھا۔ اُسکے قبیلے کے بہت سے آدمی اس لڑائی مین مارے گئے۔ اور کچھ قید ہوگئے۔ قیدیونکے زمرہ مین حاتم بھی تھا جسپر عنزہ کے قبیلے کا ایک آدمی پہرہ دیتا تھا۔ علامہ ابو الفرج اصفہانی نے لکھا ہے کہ وہ ایک عورت کی مدد سے اس قید سے چھوٹا۔

کہتے ہین کہ ایک دفعہ ملحان نے جو ماویہ کا بھتیجا تھا ماویہ سے پوچھا کہ چچی جان حاتم کی کوئی عجیب بات بیان کرو۔ ماویہ نے کہا اُسکی تو ہر بات عجیب تھی۔ ایک سال ہمارے ملک مین قحط پڑا۔ اور یہان تک نوبت پہونچی کہ چارے کے نہ ملنے سے اونٹ اور بکریان ہلاک ہونے لگین۔ ایک رات ہم بہت بھوکے تھے۔ حاتم نے عدی کو ادھر اُدھر کی دلچسپ باتونمین لگائے رکھا اور تھوڑی دیر بعد اُسکو سُلا دیا۔ مین سفانہ کو کہانیان سُنانے لگی اور کہانیان سُنتے سُنتے اُسکو بھی نیند آگئی۔ اب حاتم میری طرف متوجہ ہوا اور مجھ سے باتین کرنے لگا۔ مین نے اُسکے مطلب کو سمجھ کر آنکھین بند کرلین اور اُسکی خاطر سے جان بوجھکر اونگھنے لگی۔ اتنے مین خیمے کے دروازے پر کسی آدمی کی آہٹ معلوم ہوئی۔ پردہ اُٹھایا گیا۔ حاتم نے کہا کون ہے؟ کسی نے آگے بڑھکر کہا کہ مین ایک مصیبت زدہ عورت ہون اور کئی چھوٹے چھوٹے بچّون کو بھوک سے تڑپتا چھوڑ آئی ہون۔ کیا تم میری مدد کرسکتے ہو؟ کیونکہ اسوقت میرے بچون کی حالت نازک ہے۔ حاتم نے کہا نیکبخت بی بی تم اپنے بچّون کو میرے پاس لے آؤ۔ مین اُنکی مدد کرونگا اور اُنکو بھوک کے عذاب سے بچاؤنگا۔ میری آنکھ نہین لگی تھی۔ مین نے جلدی سے اُٹھکر اُس سے کہا کہ اس عورت کے بچّونکو تم کیا کھلاؤگے۔ تمہارے بچّے تو ابھی حیلے بہانے سے سلائے گئے ہین۔ حاتم نے کہا کہ مین اُسکے بچّون کے ساتھ تمہارے بچّون کا بھی خیال رکھونگا۔ جب وہ عورت اپنے بچّون کو لیکر آگئی تو حاتم نے خیمے سے نکلکر اپنے گھوڑے کو ذبح کیا۔ پھر آگ جلائی اور گوشت بھوننے لگا۔ جب گوشت اچھی طرح بھُن گیا تو اپنے بچّونکو جگا دیا اور وہ لپک کر آگ کے پاس ہو بیٹھے۔ حاتم نے عورت کے ہاتھ مین ایک چھُری دیدی تاکہ وہ گوشت کاٹکر آپ بھی کھائے اور اپنے بچّونکو بھی کھلائے۔ پھر کہنے لگا کہ تم تو کھاؤ اور قبیلے کے اور آدمی بھوک سے جانکنی کی حالت مین ہون۔ یہ مجھ سے نہ دیکھا جائیگا۔ یہ کہکر وہ اُٹھا اور گھر گھر لوگونکو جگاتا پھرا۔ اب بہت سے آدمی

اور اسکے بعد اگر تم پسند کرو تو مین تمہارے لیے عمدہ شوہر ہو سکتا ہون میرے پاس بہت سا مال بھی ہے اور مین تمہاری حفاظت اور تمہاری اولاد کی پرورش بھی بخوبی کر سکتا ہون - ماویہ نے طلاق دینے کی ٹھان لی - ایام جاہلیت مین دستور تھا کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر کو طلاق دینا چاہتی تو خیمے کے دروازے کو دوسری طرف پھیر لیتی تھی - شوہر دروازے کی طرف آتا تو اسطرف خیمے کی پشت دیکھکر سمجھ لیتا تھا کہ عورت نے قطع تعلق کر دیا - ماویہ نے بھی یہی کیا کہ اپنے خیمے کے دروازے کو پشت کی طرف پھیر دیا جب حاتم آیا اور اُسنے یہ حال دیکھا تو اپنے بیٹے کو آواز دیکر بُلا لیا اور اُسکو اپنے ساتھ لیکر اور جگہ جا ٹھہرا - اتفاق سے اُسی روز پچاس مہمان حاتم کے خیمے مین آئے - ماویہ اُنکو دیکھکر گھبرائی اور لونڈی کے ہاتھ مالک کو مہمانون کی آمد کی اطلاع دی - مالک نے دعوت کے لیے کچھ دینے سے انکار کیا - ماویہ نے لونڈی کو حاتم کے پاس بھیجا اُسنے فوراً دو اونٹنیاں لاکر ذبح کین اور مہمانون کو کھانا کھلایا - ماویہ نے کہا یہی تو سبب ہے جسنے میری طرف سے تمکو طلاق دلوائی - اب مجھے ذرا بھی شک نہین ہے کہ مرتے وقت تم اپنی اولاد کو ضرور محتاج اور مفلس چھوڑ جاؤ گے - حاتم نے اس موقع پر چند اشعار موزون کیے جنکا مضمون یہ تھا -

"زمانہ کیا ہے؟ آج کا دن جو موجود ہے یا کل کا دن جو گذر گیا یا کل کا دن جو آنے والا ہے - اسی طرح ایک دن آتا ہے اور ایک دن جاتا ہے - ہمیشہ دن کے بعد رات ہوتی رہے گی اور زمانہ کبھی ختم نہین ہوگا کہ موت ہمکو فنا کر دیگی - ہماری زندگی کی مدت محدود ہے جسکی رفتار آگے کو جارہی ہے اور ہم اُسکے نقش قدم پر چل رہے ہین - مال و دولت پرستون کے لیے معبود ہوتا ہے مگر مین خدا کا شکر کرتا ہون کہ میرا کوئی ایسا معبود نہین ہے بخیل اپنی آگ کو بجھا دیتا ہے مگر مین اپنے غلامون سے کہتا ہون کہ خوب تیز آگ روشن کرو -

حاتم کی عادت تھی کہ جب اندھیری رات ہوتی تو اپنے غلامون سے کہتا کہ کسی اونچے ٹیلے پر آگ جلائے تاکہ مسافر دور سے اُسکو دیکھکر وہان آئین اور اُسکے مہمان ہون جب آگ تیزی کے ساتھ بھڑکتی تو اپنے غلام کو مخاطب کر کے چند اشعار پڑھتا جسکے معنی یہ ہین -

"آگ روشن کرو آگ روشن کرو کیونکہ رات تاریک اور سرد ہے - شاید اُسکے شعلون پر کسی مسافر کی نظر پڑ جائے - اگر تمنے کسی مہمان کو یہان کھینچ بُلایا تو تم آزاد ہو"

کہتے ہین کہ ایک دفعہ حاتم کسی کام کے لیے سفر کو نکلا جب وہ قبیلۂ عنزہ کی بستی مین پہونچا تو ایک قیدی نے بلند آواز سے کہا کہ او سفّانہ کے باپ قید کی سختی نے مجھے مار ڈالا - حاتم نے اُسکے پاس

خواب مین اپنے باپ حاتم کو دیکھا اُسنے مجھسے بیان کیا کہ ابوالخیبری مجھے دیر تک بُرا کہتا رہا اور مین نے اُسکی اونٹنی کو ذبح کرکے اُسکے ساتھیونکے لیے دعوت کا سامان کیا۔ مین نے چند اشعار اس واقعے پر کہے ہین۔ وہ اشعار بار بار میرے باپ نے پڑھے اور مجھے یاد ہوگئے۔ جنکا مطلب یہ تھا۔

"اے ابوالخیبری تم اپنے قبیلے کے ظالم شخص ہو اور خیر سے بدزبان بھی ہو۔ تمنے ایک مٹی کے ڈھیر سے کیا توقع کی تھی جسکے نیچے میری ہڈیان بوسیدہ ہوگئی ہین۔ تمنے ایک بیجان لاش کو میزبانی کی تکلیف دی۔ حالانکہ تمھارے گرد بہت سے جانور دعوت کے سامان کے لیے موجود تھے۔ ناچار ہم اپنے مہمانونکی خاطر سے اپنی چمکتی تلوار نیام سے نکالتے ہین اور تمھاری ہی اونٹنی کو ذبح کرتے ہین"

میرے باپ نے یہ اشعار پڑھکر مجھے حکم دیا کہ مین اپنی سواری کا جانور تمھارے لیے لیجاؤن اب یہ سیاہ اونٹ تمھارا ہی۔ یہ کہکر عدی نے اونٹ کی مہار ابوالخیبری کے ہاتھ مین دی اور خود ایکطرف چلا گیا۔ سبکو اس واقعے پر تعجب ہوا اور ابوالخیبری اُس سیاہ اونٹ پر سوار ہوکر اپنے رفیقونکے ساتھ چلدیا۔

حاتم ایشیا مین سخاوت کے لحاظ سے مشہور ہی حالانکہ وہ شاعر بھی تھا اور اُسمین اور بہت سی اعلیٰ درجے کی صفات موجود تھین۔ اسکے اشعار عرب جاہلیت کے مشہور شاعرونکے کلام سے ٹکر کھاتے ہین۔ ایک موقع پر اُسنے فیاضی پر جو اشعار کہے اُنکا مضمون یہ ہی۔

"او فیاضی پر ملامت کرنے والے! دولت تو ناپائدار ہی اور دولتمندی ایک مستعار چیز ہی۔ اگر ممکن ہو تو آیندہ زندگی کے سفر کے لیے کچھ توشہ اپنے ہمراہ لیچل۔ بہت سے سخی ایسے بھی ہین جنکو سخاوت کرنے کے بعد افلاس کا خیال آتا ہی اور وہ اپنی فیاضیون پر پچھاتے ہین اور اسطرح نیکی کرنے کے بعد اُس نیکی کو ملیامیٹ کردیتے ہین۔ میرے باپ دادا کو لوگون نے سخاوت کرنے پر کسقدر ملامت کی مگر اُنکی سخاوت ملامت سے ذرا بھی کم نہین ہوئی۔ کیا میرے ہاتھ اُنھین بزرگون کے ہاتھو نسے نہین پیدا ہوے؟"

اب ہم حاتم سے رخصت ہوتے ہین اور اُسکے حالات کو ابن اعرابی کے الفاظ پر تمام کرتے ہین۔ وہ لکھتا ہی کہ "حاتم عرب کے نامور شعرا مین سے تھا۔ اُسکی شاعری ویسی ہی اعلیٰ درجے کی تھی جیسی اُسکی سخاوت تھی۔ اسکا قول اور فعل دونون مطابق تھے۔ وہ جب کوئی وعدہ کرتا تو ممکن نہ تھا کہ اُسکو پورا نہ کرے۔ سب لوگ اُسکی تعظیم کرتے تھے اور جہان کہین وہ جاتا اُسکی قدر و منزلت ہوتی تھی۔ وہ شاعری اور سخاوت کے علاوہ بہادر بھی تھا۔ اکثر لڑائیون مین اپنے دشمنون پر غالب آتا تھا۔ اُسنے مال غنیمت کو کبھی اپنے لیے نہین رکھا۔ ادھر آیا۔ اُدھر لُٹایا۔ وہ عرب جاہلیت کی رسم و رواج کے موافق کبھی جُوا کھیلتا تھا اور اُسمین کامیاب ہوتا تھا۔ کبھی گھُڑدوڑ مین شریک ہوتا تھا اور

جمع ہو گئے اور گھوڑے کے گوشت کو نوچ نوچکر کھانے لگے۔ جبتک وہ کھاتے رہے۔ حاتم اپنی چادر اوڑھے کھڑا رہا اور اُنکو دیکھتا رہا۔ گوشت سارا ختم ہوگیا اور اُسنے ذرا سا بھی نہین چکھا۔

حاتم کی سخاوت خود عرب مین اسقدر مشہور ہوگئی تھی کہ اُسکے بیان کے لیے معمولی اسلوب بیان کافی نہین سمجھے گئے۔ اور اُسکے مرتے ہی طرح طرح کی عجیب حکایتین ایجاد ہونے لگین۔ اُنمین سے ایک حکایت جو لطیفے کے برابر دلچسپ ہے۔ ہم اس مقام پر بیان کرتے ہین۔ ایک دفعہ معاویہؓ کے دربار مین حاتم کی فیاضیون اور مہمان نوازیون کا ذکر بہت شدّ و مد سے ہو رہا تھا۔ ایک شخص نے کہا حاتم تمام فرزندون اور مردون سے بڑھکر سخی اور مہمان نواز تھا۔ معاویہؓ نے کہا یہ بات تعجب کی ہی۔ آج قریش کا ایک آدمی ایک دفعہ کی سخاوت مین اتنا مال لُٹا سکتا ہی کہ نہ اُسکی برابر حاتم کے پاس مال تھا۔ نہ اُسکے تمام قبیلے کو اتنی دولت کبھی نصیب ہوئی۔ اُسنے کہا کہ ایک دفعہ قبیلۂ بنی اسد کے کچھ لوگ حاتم کی قبر پر جا نکلے۔ اور آپس مین کہنے لگے کہ آؤ ہم حاتم کو بخیل ٹھہرائین۔ اور عرب کے لوگون مین مشہور کرین کہ ہم حاتم کے پاس مہمان ہوکر گئے تھے۔ اُسنے بات بھی نہ پوچھی۔ یہ کہکر سب وہان اُتر پڑے اور پکار پکار کر کہنے لگے۔ حاتم! حاتم!! کیا تم اپنے مہمانون کو بھوکا رہنے دوگے۔ اور اُنکی دعوت نہین کروگے؟ ابو الخیبری نے جو اُنکا سردار تھا ہنسکر کہا۔ واہ واہ تمنے حاتم کو بخیل ٹھہرانے کی خوب حکمت نکالی۔ حاتم کے قبیلے کے سب لوگ آج تک یہی خیال کرتے ہین کہ کوئی مہمان اُسکے دروازے سے محروم نہین پھرا۔ رات کا وقت تھا سب آپسمین ہنس بول کر سو رہے۔ صبحکو جب سو کر اُٹھے تو ابو الخیبری چلّانے لگا۔ افسوس! مین لُٹ گیا۔ میری سواری کا جانور مارا گیا۔ لوگون نے تعجب سے کہا اين یہ کیا کہتے ہو؟ ابو الخیبری نے کہا۔ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ حاتم تلوار لیے اپنی قبر سے باہر نکلا اور اُسنے میری اونٹنی کو ذبح کرڈالا۔ لوگون نے کہا کیون جھوٹ بولتے ہو۔ ابو الخیبری نے کہا۔ مین اور جھوٹ بولتا ہون!! وہ دیکھو میری اونٹنی ذبح ہوئی پڑی ہی۔ کیا مین آپ اُسکو ذبح کرتا۔ میرے پاس تو سواری کا کوئی اور جانور بھی نہین ہی۔ لوگون نے دیکھا کہ فی الحقیقت اُسکی اونٹنی ذبح کیگئی ہی۔ تعجب کرنے لگے اور ہنس ہنسکر کہنے لگے کہ آخر حاتم حاتم تھا اپنے مہمانون کو محروم کیون رکھتا۔ اُسنے یہ ہماری دعوت کی ہی۔ سب نے اونٹنی کا گوشت بھون بھون کر کھایا۔ اور جب چلنے لگے تو اپنے سردار کو ایک شخص کے ساتھ اونٹ پر سوار کردیا۔ اثنائے راہ مین عدی ابن حاتم جو ایک سیاہ اونٹ پر سوار تھا دور سے دکھائی دیا جب اُنکے پاس آگیا تو اُسنے پوچھا کہ ابو الخیبری تم مین سے کون شخص ہی؟ لوگون نے اپنے سردار کیطرف اشارہ کیا۔ عدی نے کہا۔ مین نے آج

بحضور پرنور اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مظفر الممالک حضور نظام الملک آصفجاہ سپہ سالار فتح جنگ سلطان دکن خلد اللہ ملکہ کی حضوری حاصل ہے

طرح

جان دیکر کام اپنا کر گئے ناکامِ عشق

آہ۔ جناب غلام یٰسین صاحب دہلوی مقیم بمبئی معین خدنگ نظر

کشتۂ حسرت ازل سے ہو دلِ ناکامِ عشق — روح نے پہلے پہل آکر دیا پیغامِ عشق
آبلون کا گنج گوہر دیکے صحرا نے کہا — سالکِ وحشت کو ملتا ہو یہی انعامِ عشق
فاتحہ پڑھنے جو آئے ہین ہماری قبر پر — دوستونکو آج آتا ہو نظر انجامِ عشق
آبلہ دل کا نہ ٹوٹا حشر تک اے چارہ گر — عالمِ فانی مین ہے کس درجہ استحکامِ عشق
اب نہ وہ جوشِ جوانی ہو نہ داغونکی بہار — صبحِ پیری آئی بُجھتے ہین چراغِ شامِ عشق
ہاے وہ آنسو بہانا اُنکا میری لاش پر — اور وہ کہنا کہ ہوتا ہے یہی انجامِ عشق
سہتے سہتے رنج وغم آخر نتیجہ یہ ہوا — جان دیکر کام اپنا کر گئے ناکامِ عشق
اب رسائی خلوتِ محبوب تک آسان ہے — دل نے آہون کو بنایا ہے کمندِ بامِ عشق
بٹ رہے ہین جامِ اُلفت حُسن کی خیرات مین — دوست دشمن پر ہو یکسان آج فیضِ عامِ عشق
جو تڑپنے مین مزا ملتا ہے ظالم کیا کہون — میرے دل سے کوئی پوچھے لذتِ آلامِ عشق
زہر کھاکر مرگیا اُس سبزہ رو کے ہجر مین — آہ نے پایا ہو ملبوسِ زمرد فامِ عشق

اظہر جناب منشی تاج محمد صاحب ابن ملا عبد الرحمن اورنگ آبادی حال وارد جلگانو

سجدے کرواتا ہو ہر بُت کو بُتِ خودکامِ عشق — کفر کہتے ہین جسے وہ عین ہو اسلامِ عشق
تیرے ہاتھون او دل اپنی جان کو رونا پڑا — ہم نہ کہتے تھے کہ ہوتا ہے بُرا انجامِ عشق
اُلفتِ چاہِ زنخدان تجکو لے دل ہو عبث — چاہ سے نکلے نہین ابتک اسیرِ دامِ عشق
کیا ہوا اگر قیدِ ہستی سے ہوے ہم رستگار — عرصۂ محشر مین آئینگے اسیرِ دامِ عشق
اُنس اِن دونو مین کب تھا اب جو رکھین ہم اُمید — حُسن مین تم شہرۂ آفاق ہم بدنامِ عشق

اُسکا گھوڑا سب سے آگے نکل جاتا تھا۔ لڑائی مین اگر کسی دشمن کو قید کر لیتا تو لڑائی ختم ہونے کے بعد فوراً اُسکو چھوڑ دیتا تھا۔ اور فدیے کا روپیہ نہین لیتا تھا۔ اُسنے قسم کھائی تھی کہ مین لڑائی مین کبھی اُس آدمی کو قتل نہین کرونگا جو اپنی مان کا اکلوتا بیٹا ہو۔ غرضکہ وہ ایک طرف شاعر تھا۔ تو ایک طرف سخی بھی تھا۔ جہان اُسکی شاعری بےنظیر تھی وہان اُسکی سخاوت بھی ضرب المثل تھی۔ مہمان نوازی تو اُسی کے لیے پیدا ہوئی تھی اور وہ مہمان نوازی کے لیے پیدا ہوا تھا۔ راستبازی اور راست گوئی اُسکا شیوہ تھا۔ وہ اگر شہسوار اور بہادر تھا۔ تو رحمدل اور بیکس نواز بھی تھا۔

ادب اور تاریخ کی کتابین حاتم کے جود و کرم کی داستانون سے لبریز ہین جنکو اگر کوئی جمع کرنا چاہے تو ایک کتاب بن سکتی ہے۔ افسوس ہے کہ اُسکی ولادت اور وفات کا ٹھیک زمانہ ہم معین نہین کر سکتے۔ اتنا ہی بتا سکتے ہین کہ اُسکی وفات ظہور اسلام سے پہلے ہوئی اور وہ زمانۂ جاہلیت کے مشاہیر مین سے تھا۔ اس زمانے کے بعض علمائے تاریخ اُسکو ایک فرضی شخص بتاتے ہین اور اُسکے وجود سے انکار کرتے ہین مگر ہم ایک منٹ کے لیے بھی اُنکے قول کو تسلیم نہین کر سکتے کیونکہ اُسکا ذکر اُسکے معاصر شعرا کے کلام مین موجود ہے اور خود اُسکا کلام بھی[1] اس کثرت سے ہے اور اُسمین اُسکی زندگی کے واقعات اسقدر بیان ہوے ہین کہ شک کرنیکی کوئی گنجائش نہین ہے۔ سب سے بڑھکر یہ کہ اُسکی اولاد عہد نبوت مین موجود تھی۔

ازمعارف

"ریویو"

اودھ ریویو" یہ اُردو نثر کا ماہوار رسالہ جن اشاعتی فرائض کو ادا کر رہا ہے وہ بہت ہی اہم اور دلچسپ ہین اس رسالہ مین علمی۔ اخلاقی۔ تمدنی مضامین۔ خبرین۔ اور ناول کے وسیع و دلکش نمونونکے علاوہ التزاماً ایک نہ ایک مؤلف القائم ہیرو کی لائف اور اسکا شاندار فوٹو بھی شائع ہوتا ہے جس پر آنکھ نہین ٹھہرتی۔ منشی رام جی داس بھارگوا جیسے روشن خیال ایڈیٹر نے اودھ ریویو کو اپنے حسن خیال سے بہت کچھ شاندار اور رقیع بنا دیا ہے اسکے ہر صفحے پر ایک غائر نظر ڈالنے سے جو مفید و دلچسپ سبق حاصل ہوتے ہین اُنکی تصریح ان چند سطرون مین کسی طرح ممکن نہین۔ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ سے طلب فرمائیے۔

لارڈ بیکن۔ اس کتاب مین انگلستان کے مشہور فلسفی فرنسس لارڈ بیکن کی لائف اُسکے فلسفیانہ اجتہاد اور فلسفہ قدیم و جدید کا موازنہ عام فہم اور شاندار اُردو مین لکھا گیا ہے۔ بیکن کی سوانح عمری اور اُسکے خیالات لارڈ مکالے کے مضامین سے ترجمہ کیے گئے ہین اس اہم کام کا سہرا مشہور انشا پرداز مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کے جادو نگار قلم کے سر رہا ہے۔ بک ایجنسی دلگداز لکھنؤ سے دستیاب ہوگی۔ ایڈیٹر

[1] حاتم کا دیوان سنہ ۱۸۷۲ء مین لندن مین اور سنہ ۱۸۸۸ء مین بیروت مین چھپکر شائع ہوا ہے۔

ٹھہر ڈھالے گا خمار اسکا نہ تھی اصلا خبر — تھا دلِ نادان بہت مسرور پیکر جامِ عشق
جو ہر مردانگی ہمنے دکھایا کس قدر — دم نہ مارا اے بُتِ قاتل تہِ صمصامِ عشق
دیکھتے ہین جلوۂ نیرنگ حسن یار ہم — کیا بہار جانفزا ایدل ہے صبح و شامِ عشق
ہجر ہے تو وصل جانان بھی کبھی ہو جائیگا — اتنی بیتابی نہین اچھی دلِ خوکامِ عشق
رکھتے ہین اہلِ صفا اسکو دل و جان سے عزیز — اے تجمل کیون نہ روشن ہو جہانین نامِ عشق

جاوید۔ جناب مولوی سید محمد کاظم صاحب لکھنوی

میرے دم سے کیون نہ روشن ہو جہانین نامِ عشق — بنگیا داغِ جگر آخر چراغِ شامِ عشق
مر کے دکھلایا کہ اسکا نام ہے انجامِ عشق — کام کہتے ہین جسے وہ کر گئے ناکامِ عشق
ابتدا ہی مین ہوا ہے خاتمہ انکا بخیر — آجتک عشاق نے دیکھا نہین انجامِ عشق
درد اُٹھتا تھا کلیجے مین بس اتنا یاد ہے — جب کوئی بھولے سے لاتا تھا زبان پر نامِ عشق
انکی تصویرین کھنچی ہین گر تو فریادون کے بعد — رہگئے چپ ہو کے آخر کو تری ناکامِ عشق
صبح کو میری طرح ہو جائیگا یہ بھی تمام — بڑھ کے اک شب سے جلے گا کیا چراغِ شامِ عشق
جب تلک جیتے تھے مرتے تھے اداؤن پر تری — مر گئے پر جی گئے گویا ترے ناکامِ عشق
روز جب مرتے تھے اب آئی اجل تو اکبار — بڑھ کے آغازِ محبت سے نہین انجامِ عشق
سامنے تصویر کے کہتے ہین دردِ دل کا حال — تیری خاموشی سے باتین کرتے ہین ناکامِ عشق
دیکھنے ہین خوف بے دیکھے ہزارون تہمتین — پھرتے ہین اپنی آخر کیا کرین بدنامِ عشق
نا اُمیدی بنکے ورنہ پہلے ہی آتی اجل — تیرے ملنے کی اُمیدون پر جئے ناکامِ عشق
بیوفا اسکو کہین گے تو بُرا مانے گا تو — کھکے کیا روئین جوانی کو ترے ناکامِ عشق

جگر۔ جناب محمد افتخار علیصاحب مالک و جگر کمپنی شاگرد حضرت امیر مینائی لکھنوی

اُٹھ گیا دنیا سے آخر آپ کا ناکامِ عشق — ہاے وہ رسوائے الفت ہاے وہ بدنامِ عشق
کسقدر شرماتے جاتے ہین وہ ہمکو دیکھکر — ہر نگاہِ شوق کہتی ہے نیا پیغامِ عشق
ہائے تمنے شکل دکھلائی نہ وقتِ واپسین — حشر تک مضطر رہے گا قبر مین ناکامِ عشق
خط مین لکھون یا زبانی تجھسے اے قاصد کہون — کسطرح پہلے پہل بھیجون انھین پیغامِ عشق
دم لبون تک آکے پھر جاتا ہے تیری یاد مین — ہاے کس حسرت سے مرتے ہین ترے ناکامِ عشق
یار سے آنکھین لڑین مرنے کے سامان ہوگئے — کم پیامِ موت سے ہرگز نہین پیغامِ عشق

سینے پر زانو گلے مین دستِ نازک وقتِ ذبح
جان دیکر کام اپنا کرگئے ناکامِ عشق

آگیا اب کے کسی صورت اگر قابو مین دل
عمر بھر پھر بھولکر لونگا نہ اظہر نامِ عشق

اعجاز- ابوالاحسان جناب منشی اعجاز صاحب چشتی بھروچی تلمیذ جناب رضوان مرادآبادی

ہین وہ سرمستِ ازل ہم رندِ آشامِ عشق
جامِ کوثر بھی پینگے تو سمجھ کر جامِ عشق

یون نہین مرتے لبِ جان بخش پر ناکامِ عشق
عشق سے زندہ ہین وہ اُنسے ہے زندہ نامِ عشق

گر وحشت. داغِ ہجرِ یار جنکا نام ہے
خلعتِ سرکارِ الفت وہ ہے یہ انعامِ عشق

موسمِ گل کا مزا آجائے صحنِ باغ مین
بھر کے دے ساقی کوئی جامِ مۓ گلفامِ عشق

جلوۂ عالم دکھا دیتی ہے اِسکی اِک جھلک
رشکِ جامِ جم ہے اے ساقی ہمارا جامِ عشق

کاش بے پردہ نکل آئے وہ مہرو بام پر
ہو ہمارے واسطے صبحِ تمنا شامِ عشق

اُف نہ کرنا درد مین آہین نہ بھرنا ہجر مین
ابتدائے عشق وہ اے دل ہے یہ انجامِ عشق

بیتاب- جناب سید حسین صاحب شاگرد جناب جاوید لکھنوی

زندگی مین خاک بھی سمجھے نہ کچھ ناکامِ عشق
قبر مین آنے سے آخر کھُل گیا انجامِ عشق

یاد مین زلفونکی مجکو کیون نہ مرکر نیند آئے
دل بجھا کیا بجھ گیا گویا چراغِ شامِ عشق

کیا وہ دن تھے جب تڑپتے تھے کلیجہ تھام کر
کروٹین لینے کے قابل اب نہین ناکامِ عشق

مشورہ تجھ سے لیا ہے کیا جو وہ آتی نہین
موت کو کیا کیا بُلاتے ہین ترے ناکامِ عشق

مجمعِ محشر مین بات اُنکی خدا ہی رکھ لے آج
ہر طرف گھبرائے پھرتے ہین ترے ناکامِ عشق

تجمل- جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب جلالپوری تلمیذ حضرت نائب شاہجہانپوری معین خدنگ نظر

پاؤن زینے پر رکھین کیونکر نہ لیکر نامِ عشق
ہمتِ عالی کے آگے کیا ہے اوجِ بامِ عشق

سُن لیا جسدن کسی حسرت زدہ سے نامِ عشق
کھنچ گیا اپنی نظر مین نقشۂ آلامِ عشق

مٹ گئین کیا آرزوئین تیرے جور و ظلم سے
دلمین تھے ایجان لاکھون ولولے ہنگامِ عشق

ابتو اے دل رکھ چکے صحرائے اُلفت مین قدم
ابتدائے عشق مین کیا ہے غمِ انجامِ عشق

ہان ملا دیتا ہے طالب کو یہی مطلوب سے
کتنا پیارا نام ہے یہ مین فدائے نامِ عشق

عمر بھر کھاتے رہے اسکی بدولت ٹھوکرین
پھر بھی باقی دلمین ہے شوقِ غمِ ایامِ عشق

ہے ترقی پر جمال اُس مہ لقا کا آج کل
ہمتِ دل کیون نہو مشتاقِ سیرِ بامِ عشق

وصل سے اُس بیوفا کے ہم رہے محروم ہی
وائے ناکامی ہوا قسمت سے کیا انجامِ عشق

بسگئی آغازِ الفت مین تو اپنی جان پر
یا الٰہی دیکھیئے ہوتا ہے کیا انجامِ عشق

مرتبہ رکھتی ہے جرمِ عشق کی تعزیر بھی
دار ہو کیونکر نہ اے منصور مجکو بامِ عشق

کیا علاجِ شکوۂ احباب رسوا کیجیے
وہ تو سب آزاد ٹھہرے مین اسیرِ دامِ عشق

سلام جناب سید خواجہ معین الدین صاحب چشتی صیغہ دار محافظی مقیم حیدرآباد شاگرد رشید جناب جیب کنتوری

رات دن رہتا ہے یان دورِ مے گلفامِ عشق
الفتِ ساقی مین آنکھین بنگئی ہین جامِ عشق

پہلے ہم روتے تھے دل کو اب بنی ہے جان پر
تھا جو وہ آغازِ الفت تو ہے یہ انجامِ عشق

شکل ساقی ہجر مین ہے روکشِ بزمِ خیال
ہے ہمارے ساغرِ دل مین مۓ گلفامِ عشق

نزع کی سختی سے افزون ہے مصیبت ہجر کی
فی الحقیقت موت کا پیغام ہے پیغامِ عشق

کیا عجب گر چشمِ گریان خونچکان ہو ہجر مین
ہے دلِ بیتاب اپنا کشتۂ صمصامِ عشق

سوے صحرا وحشتِ دل ایک دن لیجائیگی
پاؤن کا چکر بنے گی گردشِ ایّامِ عشق

اسکے تیرِ جانستان کی دل پہ کھائی ہے وہ چوٹ
دم الجھتا ہے مرا قالب مین سنکر نامِ عشق

جب خیال آتا ہے اسکا روکے کرتا ہون دعا
اپنے بندون کو نہ کر یا رب اسیرِ دامِ عشق

جسکو دیکھو یادِ چشمِ یار مین مدہوش ہے
جوش پر ہے اندنون بزمِ مۓ گلفامِ عشق

اے دلِ بیتاب اسکے سائے سے پرہیز کر
سر مین بھولے سے نہ آنے دے خیالِ خامِ عشق

کیون نہ ہر اک شعر مین ہون نور کے مضمون سلام
ہے مرے استاد سے روشن جہا نمین نامِ عشق ۱؎

شاغل جناب حکیم علی محمد صاحب مصنف نظم دلفروز رئیس ممبئی شاگرد حضرت تائب شاہجہانپوری

ہو گیا مین خوبیِ تقدیر سے بدنامِ عشق
عشق کی سرکار سے اچھا ملا انعامِ عشق

دیکھ کیا ہوتا ہے نادان حاصلِ انجامِ عشق
ناامید اتنا نہو تو اے دلِ ناکامِ عشق

بھولتے دل کو نہین صحرانوردی کے مزے
مجھ سے پوچھے کوئی لطفِ گردشِ ایّامِ عشق

فکر سے دونون جہان کی ہمکو ہو جائے نجات
ساقیِ الفت عطا کر دے اگر اک جامِ عشق

اب ہوا معلوم ہمکو عشق کہتے ہین اسے
پہلے ہنستے تھے جو سنتے تھے کسی سے نامِ عشق

زیست کے دن اسقدر کیون جلد پوری ہو گئی
لیچلا مین دل مین داغِ حسرتِ ایامِ عشق

کیون اٹھاتے یہ ستم کیون جھیلتے یہ آفتین
ہم شروعِ عشق مین گر سوچتے انجامِ عشق

حج اکبر ہے طوافِ آستانِ دلربا
راہ مین اسکی ہین ہم باندھے ہوے احرامِ عشق

ملتِ گبر و مسلمان سے نہین کچھ کام ہے
ہو گیا کافر مین پڑھکر کلمۂ اسلامِ عشق

۱؎ جناب عشق مرحوم لکھنوی

داغ مایوسیِ وصلِ یار تو ل ہی چکا تھا
آرزو اب اور کیا ہے اے دلِ ناکامِ عشق

دل ہوا برباد آغازِ محبت مین جگر
دیکھنا ہے وہ دکھائے اب جو کچھ انجامِ عشق

جلیس جناب سید ابو محمد عرف ابو صاحب لکھنوی نبیرۂ میر انیس صاحب مرحوم

صبحِ عارض دیکھکے کہتے ہین یہ ناکامِ عشق
جستجوئے زلف مین ہو گی عدم مین شامِ عشق

کہتے ہین سیرِ دو عالم رات دن ناکامِ عشق
رُخ سحر ہے حُسن کی گیسو بنے ہین شامِ عشق

رات دن یہ تربتِ مجنون سے آتی ہے صدا
خاک ہو جانا محبت مین ہے بس انجامِ عشق

دل لگا کر ان حسینون نے اُٹھائے ہین وہ غم
کانپ جاتا ہون جو سُنتا ہون کسی سے نامِ عشق

صدمۂ فرقت سے تنگ آیا ہون کرتا ہون دُعا
مین نہون یا رب ہر سمت جائے یا رب نامِ عشق

عالمِ زر مین جو اُلفت تھی ابھی تک ہے وہی
دیکھا و ظالم اسے کہتے ہین احکامِ عشق

خود اسیرِ حلقۂ گیسو ہوے ہین دیکے دل
ہو نہین سکتے رہا رحمت کشانِ دامِ عشق

جان بھی ایمان بھی نذرِ الفتِ لیلیٰ ہوا
کس خرابی سے گذارے قیس نے ایامِ عشق

وان جوانی آئی یان پیدا ہوئی دلمین وفا
خود شبابِ یار نے مجکو دیا پیغامِ عشق

سالم جناب خواجہ مرزا قمر الدین خانصاحب دہلوی نبیرۂ فخر المتاخرین حضرت غالب مرحوم

وامق و فرہاد و مجنون پی چکے ہین جامِ عشق
رہ چکے ہین ہمسے پہلے بھی کئی ناکامِ عشق

عاشقی مین کون ہوگا ہمسا رسوائے جہان
ٹھوکرین در در کی کھائین اور ہو بدنامِ عشق

آرزو کیونکر بر آئے مجھ جگر افگار کی
ہے پسند آغاز اُنکو اور مجھے انجامِ عشق

عشق جسکا نام ہے وہ اک مرض ہے لا دوا
جسکے سر مین بھر گیا سودا ہوا سرسامِ عشق

ہم کہین مرتے ہین تم پر اور تم سمجھو فریب
واہ کیا کہنا تمہارا کیا دیا انعامِ عشق

ایسے کافر سے بر آئے کیا کسیکی آرزو
نام سُنکر عشق کا عاشق کو دے الزامِ عشق

رسوا جناب سید باقر حسین صاحب ملازم محکمۂ اکٹرائی لکھنؤ شاگرد حضرت داغ دہلوی

کوئی مجھ سا بھی نہو گا دہر مین ناکامِ عشق
ہے مرا آغاز جو تھا قیس کا انجامِ عشق

سر نوشتِ قسمتِ لیلیٰ و مجنون دیکھیے
ابتدائے عشق مکتب تھا جنون انجامِ عشق

آہ و زاری کے علاوہ فرقتِ دلدار مین
کام کوئی اور رکھتے ہی نہین ناکامِ عشق

چارسو پھرتا ہون دیوانہ تلاشِ یار مین
ہو گیا ہون کسقدر بدمست پیکر جامِ عشق

کیون نہ پروانہ ہو دل شمعِ جمالِ یار کا
ہے فروغِ حسن عاشق کو لیے پیغامِ عشق

کہربا پر کاہ۔ مقناطیس پہ آہن فدا ہے یہ بیجا تو نہ بھی اللہ فیض عام عشق
تن نے عریانی کا خلعت دل نے پایا نقد داغ ملگیا سرگرمی سودا مین یہ انعام عشق
حسن دلکش کی کشش سے کشمکش مین دل پڑا حضرت ناصح ہے مجبور کسلیے الزام عشق
درد فرقت۔ سوز دل۔ جور صنم تشنیع غیر ہاے کیا کیا عاشق بیکس پہ ہین آلام عشق
شاہ زعم سلطنت زاہد بحافظ اتقا بھول جاتے ہین جو نافذ ہوتی ہین احکام عشق
دم نکلتا ہے نہ وہ دمساز ہی ہوتے ہین ہاے کشمکش مین جان ہے دیکھین ہو کیا انجام عشق
ہو رہا ہے خون عقل و ہوش و صبر و عیش کا جب سے دلبر ہے عنایت ہے وان صمصام عشق

فدا۔ جناب شیخ فدا حسین صاحب خوشنویس شاگرد جناب شید لکھنوی

سونچے یہ کچھ تھے ہوا کچھ اور اب انجام عشق آرزوئین دلکی دل مین لے چلے ناکام عشق
بے ستون پر ہوشیاری سے ذرا رکھنا قدم پہلا یہ زینہ ہے اے فرہاد ہے بام عشق
ہر جگہ ہے اضطراب دل ہے انکے ساتھ ساتھ رہ نہین سکتے کہین آرام سے بدنام عشق
نوجوان کیا کیا دلو نمین داغ حسرت لیگئے شہر خاموشان مین بھی روشن ہوا کیا نام عشق
درد و غم حاضر ہین دل کی پاسبانی کے لیے کیسی رونق پر ہے ظالم منزل آرام عشق
گل ہزارون کر دیے اسنے چراغ زندگی تیز ہے کیسی ہواے تیغ خون آشام عشق
فصل گل کے آتے ہی کچھ جوش دلکا بڑھگیا عاشقون کو بوے گل گویا ہوئی پیغام عشق
میکے آگے جام جم کا کچھ نہین باقی وقار عالم عرفان کو دکھا پی کر مین نے جام عشق
کیون کف افسوس ملتے ہو جوانی کے لیے اے فدا کیا یاد آتے ہین تمہین ایام عشق

کوثر۔ جناب منشی محمد عبد الرحیم صاحب تلمیذ حضرت تجلی جلالپوری از بمبئی

کسقدر تو شادمان تھا جب ملا پیغام عشق ہم نہ کہتے تھے کہ اے دل ہے برا انجام عشق
آگے آگے کیا خبر ہوتے ہین کیا قہر و غضب جب نظر پہلے ہی آتا ہے برا انجام عشق
روز و شب رہتا ہے زلف و روے جانا نکا خیال کیسی راحت سے بسر ہوتی ہے صبح و شام عشق
جب کسیکو دیکھتے ہین آفتون مین مبتلا یاد آجاتی ہے ہمکو گردش ایام عشق

مظہر۔ جناب سید محمد وصی علیخان صاحب عرف آغا مظہر صاحب لکھنوی مدظلہ

ہے لب جان بخش جانان سبز لال آشام عشق خندہ زن ہے حوض کوثر پہ بہار اجام عشق
سو مبارک دلکو اب سودا ہے مرگ انجام عشق بڑھکے گھونگر والے گیسو دیتے ہین پیغام عشق

جسکے عاشق ہم تھے وہ عاشق ہمارا ہوگیا ۔ ماجرائے حیرت افزا ہے مگر انجامِ عشق
رہتے ہین دُنیا و مافیہا سے شاغل بیخبر ۔ ہم وہ ہین میخانۂ ہستی مین مستِ جامِ عشق

شوخ ۔ جناب منشی سید فضل حسین صاحب سیالکوٹی حال وارد جموّن

عیش کے بدلے نہ دینا غم کبھی ہے آرزو ۔ یا الٰہی ہون نہ قسمت مین مری ایامِ عشق

ظہیر ۔ جناب مولوی سید ظہیرالدین حسین صاحب دہلوی تلمیذ خاقانی ہند ذوق مرحوم

یا خدا عائد نہ ہو دشمن پہ بھی الزامِ عشق ۔ ہے مثل مشہور بد اچھّا بُرا بدنامِ عشق
کوہکن کو کیا غرض شیرین سے ۔ یکی جو ہی شیر ۔ خون کا پیاسا تھا یہ جلّاد خون آشامِ عشق
وائے قسمت دل لگاتے ہی جُدائی ہو گئی ۔ صبح ہوتے ہی ہوئی نازل بلائے شامِ عشق
ناصح نادان تری قسمت مین یہ وقعت کہان ۔ خوش نصیبون کے لیے ہے ذلت و دشنامِ عشق
ایک عالم کے دلون پر اسکا لوہا تیز ہے ۔ واہ کیا چلتی ہوئی تلوار ہے صمصامِ عشق
حال میرا سُنکے پیغامی سے وہ کہنے لگے ۔ گر نہ تھی تابِ جُدائی کیون لیا تھا نامِ عشق
آج جو فرمایئے بیشک بجا ہے اے ظہیر ۔ یاد تو کیجے جنابِ من ذرا ایامِ عشق

عبقری ۔ جناب منشی محمد فاضل صاحب بریلوی تلمیذ جناب جوہر بریلوی مرحوم

ابتدا مین سوجھتا مجکو اگر انجامِ عشق ۔ یاد رکھو ۔ بھولکر لیتا نہ ہرگز نامِ عشق
دین و دُنیا کی خبر رہتی نہین اصلا مجھے ۔ بزمِ عالم مین پیا ہے جب سے مین نے جامِ عشق
کیون نہ مین ہر دم طوافِ خانۂ دلبر کرون ۔ فرض ہی ہر عاشقِ جانباز پر احرامِ عشق
کفر ہے اے شیخ تو ہر گز نہ کہنا کفر ہے ۔ بندگیِ بُت مرے مذہب مین ہے اسلامِ عشق
کر دیا سب پر جلی رازِ خفائے عاشقی ۔ ہو گئین آنکھین ہماری آپ ہی نمّامِ عشق
مٹگئے پر صورتِ ہستی نظر آئے نہ کیون ۔ نامور عالم مین ہین نامِ خدا گمنامِ عشق
تیغ بھی چلجائے گردن پر نہ دم مارین کبھی ۔ عاشقِ صادق بجالاتے ہین سب احکامِ عشق
ابتدائے عشق مین تو بنگئی ہی جان پر ۔ دیکھیے ہوتا ہی کیا اے عبقری انجامِ عشق

عنایت ۔ عالیجناب راجہ عنایت سنگھ صاحب رئیس لکھنؤ تعلقدار بریلی

ہائے یکسر تیرہ بختی ہی رہا انجامِ عشق ۔ صبح روشن طالعی سے پھر نہ بدلی شامِ عشق
پختہ مغزی جنون دشوار ہی اے شیخ دین ۔ آرزوئے حور ہے بالکل خیالِ خامِ عشق
دونون جل مرتے ہین یہ اک دوسرے کے واسطے ۔ شمع و پروانہ سے روشن ہوگیا ہی نامِ عشق

سنتے سنتے قصۂ درد جگر کیون ہنس دیے / کہتے کہتے وہ فعتہً چپ ہو گیا ناکام عشق
پہلی ہی منزل پہ موسیٰ کو ہوئین یہ لغزشین / صدقے ان قدمون کے جو پہنچے قریب بام عشق
ہمنشین غم ہو چکا محشر عبث ہے یا نہین / لڑ چکین نظرون سے نظرین آ چکے پیغام عشق

مراد۔ جناب سید مراد حسن صاحب تاجر کتب کلکتہ شاگرد ہم و معین خدنگ نظر

ساقی الفت نے دی جب دم صلائے عام عشق / سب سے پہلے ڈگڈگا کر پیگیا مین جام عشق
ہو اگر انسان کو معلوم کچھ انجام عشق / بھولکر لائے نہ پھر اپنی زبان پر نام عشق
لیجیے غیرون سے ملنا اب مبارک آپکو / آج دنیا سے سدھارا آپ کا ناکام عشق
جب پلٹتی ہے تو کہتی ہے یہ آہ نارسا / کیا رسائی ہو وہان اونچا بہت ہی بام عشق
رنج سہنے کو ہین اک سخت جان باقی رہے / جان دیکر کام اپنا کر گئے ناکام عشق
دل مین اک ہنگامہ برپا ہی ہجوم یاس سے / صبح محشر کا نمونہ ہی ہماری شام عشق
آشیان سے لے اڑی تھی حسرت پرواز ہای / دل پھڑک کر رہگیا آتے ہی زیر دام عشق

نصرت۔ جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب مؤلف مجموعۂ نجم الثاقب حصۂ اول مقیم بمبئی

جان دیکر کام اپنا کر گئے ناکام عشق / عشق کر کے بوالہوس ناحق ہوا بدنام عشق
میری ناکامی یہی کہتی ہے مجھسے وقت نزع / دیکھ لے غافل یہی ہوتا ہی بس انجام عشق
ہان حقارت کی نظر سی دیکھ ای ناصح نہ دیکھ / جام جم سے کم نہین کچھ مرتبے مین جام عشق
جسکو جوہر اپنا دکھلایا اسے رد کر دیا / کوئی رگ رگ کی بھی چلتی ہی بھلا صمصام عشق
اب کرین کیا خاک ہم تدبیر وصل دلربا / جان و دل بھی کھو چکے پھر بھی رہے ناکام عشق
خواب و خور آرام و راحت کو سمجھتے ہین حرام / کیونکہ ہم باندھے ہوئے ہین اندنون احرام عشق
نزع کے عالم مین سر ہے زانوے دلدار پر / اسطرح نصرت کرے سبکا خدا انجام عشق

نظر۔ مالک و ایڈیٹر خدنگ نظر لکھنؤ

ابتدا مین درد فرقت موت ہے انجام عشق / اہل دل کو ناموافق ہی ہوائے بام عشق
بیخودی مین ڈبڈبا آئے ہین آنسو آنکھ مین / المدد اے ضبط چھلکا چاہتا ہے جام عشق
تیری الفت نے کیا رسوائے عالم کسقدر / انگلیان اٹھتی ہین جاتے ہین جدھر بدنام عشق
اور کیا اعجاز ہوتا حسن لیلیٰ کے لیے / مر گیا مجنون مگر زندہ ہی ابتک نام عشق
بام پر آ کر ذرا بکھرائیے زلف دراز / پھیلجائے سارے عالم مین سواد شام عشق

زہر خنجر بیڑیان زنجیر لے رکھا ہی سب
ہی زبس پیشِ نظر آغاز مین انجامِ عشق

ہو رہا ہی سمِ قاتل حوض کوثر مین شریک
طالب لذت چلے آتے ہین زہر آشامِ عشق

وان تو پردے مین جوانی نے بٹھایا آپ کو
دردِ دل اُٹھ اُٹھ کے یان دینے لگا پیغامِ عشق

سینے سے مُنہ مین زبان بنکر چلا آتا ہی دل
طالب بوسہ کو لب دیتی ہین جب پیغامِ عشق

ساتھ ہین طفلِ پریرو میری وحشت کے اسیر
جسم پر تارِ گریبان بنگئے ہین دامِ عشق

یہ فلک عرش اور کرسی چند زینونکے ہین نام
خود خدا رہتا ہی جس جا وہ ہی میرا بامِ عشق

گلشنِ فردوس کا لالچ ہمین زاہد نہ دے
سرد آہونکی ہوا سے خلد ہی یان بامِ عشق

چھلک رہا ہی جسم سارا بیخبر مین مست ہون
قلب سوزان کے پھپولے بنگئی ہین جامِ عشق

شرم آتی ہی جو بوسے مین تو گالی ہی سہی
کچھ تو لیکر جائین ہم سرکار سے انعامِ عشق

کی بنا محبوب نے قبلِ ازل جائے حبیب
عرش اپنا بعد اور پہلے بنایا بامِ عشق

جب ہوا خون ہوکے رخصت دیگیا مُہری سند
ہی جگر پر داغ دل کا داغ مین ہی نامِ عشق

چال مین انداز وان پیدا ہوا یان حشر مین
دل مین ہنگامہ بپا ہی آگیا ہنگامِ عشق

ہاتھ ملتے ڈھونڈھتے تم بھی سوِ جنت چلو
صبح پیری آئی اے مظہر ہماری شامِ عشق

محشر۔ جناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی

ابتدا ہی ہوگئی میرے لیے انجامِ عشق
تھا پیامِ موت سمجھا تھا جسے پیغامِ عشق

دیدنی ہے روشنیِ محفلِ اُمید و بیم
دل کا ہر اک داغ ہی گویا چراغِ شامِ عشق

ہجر مین اظہارِ درد اور اُسپہ گریہ وای بخت
دل کی بیتابی نے دم بھر مین ڈبویا نامِ عشق

بڑھ رہا ہی حُسن قد کے ساتھ نازِ دلربا
ہر ادائے یار سے ملتے ہین سو پیغامِ عشق

تر زبان ہین سب کے سب تعریفِ حُسنِ یار مین
کوئی بھی سُنتا نہین حالِ دلِ ناکامِ عشق

لے لیا سرمایۂ ہوش و خرد کو ہاتھون ہاتھ
کس تکلف سے دیا ساقی نے مجکو جامِ عشق

نزع کی اُلجھن مین سر ہو زانوِ دلدار پر
زندہ ہو جاؤن اگر اسطرح ہو انجامِ عشق

ضبطِ گریہ غیر ممکن ہے تا دفورِ رنج مین
رہگئی مرنے سے وہ لگے آبرو ہی نامِ عشق

میری بیتابی پہ اتنا کہکے وہ راہی ہوے
اب اگر جینا تو پھر ہرگز نہ لینا نامِ عشق

ایک حُسنِ یار اور صد ہا ادائین جانستان
اِک دلِ عُشاق اور اُسکے لیے سو دامِ عشق

ابرِ رحمت نے نکالے اپنے کیا کیا حوصلے
حشر مین جب آگئے مستِ شرابِ جامِ عشق

شام جوانی

حصہ اول

پہلا باب

"اموجن"

ہم ناظرین کو ایک مختصر اور صاف طور سے آراستہ کمرے مین لیے چلتے ہین جو ویسٹ منسٹر کے نشیب مین ایسٹلیز تھیٹر کی پشت کی گلیون مین سے ایک گلی کے مکان مین واقع تھا یہ چھوٹی سی نشست گاہ اگرچہ اپنے پورے فرائض ادا کرنے سے معذور تھی تاہم نہایت ہی صفائی و پاکیزگی سے آراستہ کی گئی تھی۔ گرمیون کا موسم شروع تھا۔ موسمی طپش تیزی پر تھی۔ گرم ہوا کے جھونکے چل رہے تھے۔ اور ان سب کی روک تھام کے لیے روشندان کے شیشے طرح طرح کے رنگین کاغذون سے خوشنمائی کے ساتھ منڈھے ہوئے تھے۔ ایک میز پر بنفشہ اور خوشبودار گلاب کے تازے پھولون کا ایک نفیس گلدستہ شیشے کے گلدان مین رکھا ہوا تھا جسکی خوشبو سے تمام کمرہ مہک رہا تھا۔ ایک کھلی کھڑکی کے اندر سبز چلمن پڑی ہوئی تھی جسنے مقابل کی بدنما عمارتون کو نگاہ سے پوشیدہ کر دیا تھا۔ آتشدان کے اوپر ایک نہایت ہی خوشنما آئینہ لگا ہوا تھا جسپر چین کے نفیس نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ ایک گوشے کی میز پر ضروری کاغذات کا بکس اور لکھنے کا سامان قرینے سے رکھا ہوا تھا اور ایک الماری کے خانے مین کتابون کی بیس پچیس جلدین چنی ہوئی تھین آئینے کے جواب مین سامنے والی دیوار پر ایک حسین عورت کی قلمی تصویر عجیب حیرت انگیز لباس مین لگی ہوئی تھی اور اس تصویر کی اصل مجسم یا حسن جمال کی مجسم تصویر بڑی آن بان سے ایک آرام کرسی پر پورا تکیہ لگائے اپنی ناز آفرین اور کرشمہ زا نگاہون سے ایک چار سالہ لڑکی کی خوش فعلیان دیکھ دیکھ کے خوش ہو رہی تھی جو کمرے مین آزادی سے ادھر ادھر کھیلتی پھرتی تھی۔

اس عورت کی پوشاک واقعی عجیب و غریب تھی۔ ایک چھوٹی یونانی ٹوپی جسمین تدرو کے دُم پر

کیون نصیحت مین تری ناصح ہین یہ دلسوزیان — کیا ترے دلپر گزرتے ہین مری آلامِ عشق
چشمِ گریان۔ قلبِ نالان کی شماتت تھہری — دونون ملکر اک مجھی کو دیتے ہین الزامِ عشق
مٹ گئی دُنیا سے تیرے ساتھ او ظالم اُمید — تنگ آکر زہر کھاتے ہین ترے ناکامِ عشق
حسرتین بھی آج دل کے ساتھ ہی دم توڑ دین — آگے پیچھے ساتھ والونکا ہنوز انجامِ عشق
اُسطرف آئی جوانی آنکھ اِدھر پڑنے لگی — اب اشارون مین ادا ہونے لگے پیغامِ عشق
چار ہی دن مین **نظر** تم اِسقدر گھبرا گئے — آسمان سے کوئی پوچھے گردشِ ایامِ عشق

وقار۔ عالیجناب نواب سید سلطان حسین خانصاحب بہادر رئیس اعظم کانپور

ابتدا سے انتہا تک ایک ہوا انجامِ عشق — عمر بھر تڑپا کرین یارب اسیرِ دامِ عشق
کیا رسائی سہل ہی ہو جائیگی تا بامِ عشق — پختہ مغزانِ جنون کو ہی خیالِ خامِ عشق
دیکھئے جس سمت اُفتادہ ہین ٹکڑے قلب کے — ایسا ابتر ہو گیا مجموعۂ احکامِ عشق
وصل کے سامان کبھی کا ہے تردد ہجر کا — رنج و راحت مین بسر ہوتی ہی صبح و شامِ عشق
نشہ مین مدہوش ہو جاؤن کمی اچھی نہین — ایک ساغر اور دے اے ساقیٔ گلفامِ عشق
چین آجائے اذیت مین تحمل شرط ہی — درد دل مین جب اُٹھے سمجھے اُسے آرامِ عشق
ہوش اُڑتے ہین کسیکی تیز چتون دیکھکر — ذبح ہو گا اس چھُری سے طائرِ ناکامِ عشق
صاف طینت پڑھ رہی ہین دل سی کلمہ عشق کا — کور باطن جانتے ہین کفر ہے اسلامِ عشق
قتل ہون جلدی خیالِ ابر و خنجر دارِ مین — آج ہی چلجائے کل چلتی جو ہو صمصامِ عشق
آپ نے کیا پھیر لین آنکھین زمانہ پھر گیا — جائیے بس خوب دیکھے گردشِ ایامِ عشق
جان بچنے کی نہین دو آفتین اب ایک ہین — ملگیا ہے موت کے پیغام سے پیغامِ عشق
تشنہ کامانِ محبت سیر ہی ہوتے نہین — شانِ خالق کی پیئے جاتی ہین آنکھین جامِ عشق
زلف کی خوشبو سُنگھا کر کہ رہے ہین ناز سے — ابتو آنکھین کھولدے لے بیخودِ سر سامِ عشق
دو ہی باتین ہین اگر جائے حریم دوست تک — پاک کر لے دل ہین لے جامۂ احرامِ عشق
مختصر سُن لیجئے صدمے جو گزرے قلب پر — نزع کی تکلیف راحت تھی وہ تھی آلامِ عشق
یاد ہین کچھ ذلتین راہِ محبت کی **وقار** — اب کبھی لانا نہ بھولے سے زبان پر نامِ عشق

نوٹ۔ ذیل کی طرحونین غزلین وقت معینہ پر ارسال ہون۔ ہر غزل علیٰحدہ علیٰحدہ کاغذ پر لکھنا چاہیئے۔
آخر جون تک۔ (ستم ہر آدمی کو واسطے مجبور ہو جانا) مجبور وغیرہ قافیہ آخر جولائی تک (اپنی صورت دیکھلو صاحب ذرا اُٹھا کر آئینہ) خنجر وغیرہ قافیہ

نوٹ
گزشتہ ماہ
مین ناول
کے صفحات
بوجوہ خاطر
خواہ نہ چھپ
سکے لہذا ماہ
حال کے
اوراق ناول
کے ساتھ وہ
صفحے بھی
تبدیل کر دیئے
گئے بغرض
گزشتہ اوراق
پرچے سے
خارج ہو جاوین
ایڈیٹر

استقدر چھپے ہوئے تھے کہ گاؤدم پنڈلیون کی
قدرتی گلابی بیساختہ اندازسے صاف ظاہر
ہوتی تھی۔موزون کے اوپر کپڑے کے چُست
بُوٹ تھے۔جو پنجون کی نکیلی وضع اور پاؤن کی
انگلیون کی قدرتی ساخت بغیر کسی شکن کے
دکھا رہے تھے۔

کلائیون مین نفیس چوڑیان۔نرم نرم
نازک کانون مین چھوٹی چھوٹی خوبصورت
نتیان پڑی ہوئی تھین۔لیکن انصاف سے
دیکھا جائے تو یہ تمام زیور ایسی حسین۔ایسی
دلربا۔اور ایسی پری جمال عورت کے حسن و
جمال کی زینت کے لیے بالکل ہی کم قیمت اور
بے وقعت تھے۔

یہ کون تھی؟ ہم ابھی کہہ چکے ہین کہ اسکی
تصویر کمرے مین لگی ہوئی تھی۔اُسی تصویر کے
نیچے ''میڈ مائسل اموجن'' درج تھا لیکن دو تین
خط جو میز پر رکھے ہوئے تھے اُنہین سے ایک
''میڈ مائسل اموجن'' (-MADEMOISELLE)
(IMOGENE) کے نام تھا جسکا آخری حرف
(E) چھوٹا ہوا تھا۔باقی ماندہ خط ٹھیک طور
سے ''مس ہارٹ لینڈ'' کے نام تھے۔اور یہ سب
خط اس جوان عورت نے ملتے ہی پڑھ لیے تھے۔

ہم قیاس کہہ سکتے ہین کہ یہ عورت خانگی طور
پر مس ہارٹ لینڈ کے نام سے مشہور تھی لیکن
پبلک لوگون مین میڈ مائسل اموجن بھی پکاری
جاتی تھی۔

اسکی عمر کا صحیح صحیح اندازہ کامل سا کامل
قیافہ شناس بھی آسانی سے نہین کرسکتا۔بھبکے
ہوئے اعضا اور شاندار چہرہ دیکھتے اسکا سن
تیس ۳۰ یا چوبیس ۲۴ سال کا قیاس کیا جا سکتا تھا
لیکن اُٹھتی جوانی کا جوش۔اعضا کی نزاکت
اور بھولی صورت پر غور کرنے سے بیس برس
کی عمر قائم کرنے مین بھی شک تھا۔

اُس لڑکی کی مشفقانہ محبت اسکے تمام خیالات
پر حاوی تھی جو کمرے مین کھیل کھود رہی تھی۔
اس لڑکی کی عمر ٹھیک چار سال کی بتائی جاچکی
ہو۔اسکے نرم۔باریک سُنہرے گھونگھروالے
بال۔اُس چہرے کے گرد حلقہ کیے ہوئے تھے
جسکا سرخ و سفید رنگ گلاب اور دودھ سے
بنایا گیا تھا۔اِسکی آنکھین نہایت روشن اور گہرے
نیلے رنگ کی تھین۔اسکے پتلے پتلے۔نازک ہونٹ
آبدار ہیرے کی طرح صاف اور روشن تھے۔
اسکی پوشاک بہت اُجلی اور نفیس تھی۔اسکی عام
حالت سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسکی پرورش مین ضرورت
سے زیادہ ناز برداری اور احتیاط سے کام
لیا جاتا ہو۔

جس تصویر کا ذکر پہلے کیا گیا ہو ہو بہو اُسی
لباس مین تھی جسے ناظرین میڈ مائسل اموجن
کو پہنے ہوئے دیکھ چکے ہین۔یہ تصویر ایک
ایسی بیباک یونانی عورت کی وضع دکھا رہی تھی

لگے ہوئے تھے بانکپن کی بیباختگی کے ساتھ بے عیب سر پر رکھی ہوئی تھی۔ خط وخال سے پوری یونانیت ظاہر ہوتی تھی۔ چہرے کا رنگ بہت گورا اور صاف تھا۔ بھرے بھرے گالون پر اگرچہ کسی قدر زردی تھی تاہم اُنمین وہ تازگی و شادابی پائی جاتی تھی جو جسمانی صحت و تندرستی کی خاص علامت ہو۔ اسکی شوخ نیلگون آنکھون کی نگاہ نہایت ہی چالاک و نازنین تھی۔ اسکے گہرے بھورے رنگ کے بال ایک خاص قدرتی چمک کے ساتھ گھونگروالے تھے۔ اوپر کا ہونٹ نیچے کے ہونٹ سے ایک مناسب دبازت لیے ہوئے اُبھرتا دکھائی دیتا۔ اسیوجہ سے لبون پر وہ قدرتی مُسکراہٹ اور سنجیدگی پیدا تھی جو آنکھون کی خوبصورتی کا کامیابی سے مقابلہ کر رہی تھی۔ اور یہی اسباب تھے جو اُسکے چہرے کی خوبصورتی کو عام طور پر اُبھار اُبھار کے دکھا رہے تھے۔

یہ عورت میانہ قدی کی حد سے یونہی سی اُبھرتی ہوئی تھی۔ لیکن اسکے چہری کی مؤثر شادابی سے کسی قدر کشیدہ قامت یا اپنی اصلی قد سے نکلتا ہوا دکھاتی تھی۔ تمام اعضا مین ایک فطری دلکش تناسب تھا۔ مگر کسیقدر گدرایا ہوا بدن ہونے کے سبب سے ہر عضو زیادہ سڈول اور ہاتھ پانون خوب گاؤدم ہوگئے تھے۔ اسکے قد و قامت سے پھرتیلے پن کی تیاری پائی جاتی تھی۔ بھرے بھرے ہاتھ پانون کچھ طور پر ذاتی خوبصورتی ظاہر کرتے تھے لیکن اعضا کی توانائی سے اُنکی اصلی نزاکت و لطافت مین کوئی نقص نہین آیا تھا۔

اب ہم پھر اسکے لباس کی طرف رجوع ہوتے ہین۔ اور سب سے پہلے ایک سفید ریشمی کپڑے کے کُرتے تک پہونچتے ہین جو اُبھرے ہوئے سینے کی جلد سے ملا ہوا تھا۔ اسکے دامن بالکل چھوٹے تھے۔ ٹھیک ایشائی کُرتے یا قمیص کے برابر۔ اور کمر پر ایک قرمزی رنگ کے کمربند یا خوب چُنے ہوئے دوپٹے سے بندھا ہوا تھا۔ کُرتے کے اوپر ارغوانی رنگ کے مخمل کی جاکٹ یا صدری تھی جسکے بٹن اُسی تال میل کے سینے پر لگائے گئے تھے لیکن اسوقت کھلے چھوڑ دیے گئے تھے۔ جاکٹ بالکل بے آستین تھی۔ لیکن کُرتے مین ڈھیلی ڈھیلی نیم آستینین لگی ہوئی تھین جو کہنیون سے آگے نہین بڑھ سکتی تھین اسیوجہ سے سانچے مین ڈھلے ہوئے خوبصورت ہاتھ آدھے آدھے کھلے ہوئے تھے۔ کمر سے نیچے کا حصہ جسم گھٹنون تک کے جانگیے یا نصف پائنچون کے پاجامے سے ڈھکا ہوا تھا اور پائنچون کے مُنھ لمبے چوڑے ریشمی فیتون سے باندھکر فیتون کے سرے نیچے چھوڑ دیے گئے تھے۔ اسی سے ملے ہوئے ہلکے گلابی رنگ کے ریشمی موزے تھے جو

مین لیگئی۔ یہان ایک بڑے پلنگ کے پہلو
مین چھوٹی سی کھٹولی پڑی ہوئی تھی جسپر نہایت
نرم اور صاف بچھونا بچھا ہوا تھا۔

اموجن نے لڑکی کو کھٹولی پر لٹا دیا اور
کچھ دیر اُسکے مُنھ پر مُنھ رکھے رہی لڑکی کو
اچھی طرح سُلا کے اموجن نیچے اُتری نشست گاہ
مین پہونچ کر گھنٹی بجائی۔ جس کے جواب
مین ایک شریف صورت تیس سالہ خادمہ اجلے
کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوئی۔

اموجن نے کہا ”مین اپنی کو کوٹھے پر سلا آئی
ہون۔ جاؤ اور جب تک وہ آرام کرے تم
اُسکے پاس ٹھہرو! ہان! یہ نفیس میٹھی روٹی کا
ٹکڑا اُسکے لیے لیتی جاؤ۔ اور تم اس سے یہ بھی
کہدینا کہ کل تمھین نئی گڑیا یقیناً مل جائیگی“

یہ مہربانی کا غیر مؤثر اظہار اُس غصّے
اور نفرت کا معاوضہ تھا جسنے اتفاقی طور پر
اُسکے خون کو ہیجان مین لاکر بیجا اندازسے
معصوم بچے پر برافروختہ کر دیا تھا۔ اور جسکی
پشیمانی اور افسوس کا اثر اب بھی اسے غمگین اور
اُداس بنائے ہوئے تھا۔

خادمہ جسکا نام ”فینی“ تھا لڑکی کے پاس پہنچنے
کے لیے جلدی سے بالا خانے کی طرف روانہ
ہوئی۔ اور میڈ مائسل اموجن نے دروازے
کے قریب لگی ہوئی گھڑی پر نگاہ دوڑائی۔
شام کی تاریکی اچھی طرح پھیل چکی تھی لیکن اموجن
کے لیے اتنی روشنی باقی تھی کہ گھڑی کی سوئیان
ڈائل پر وقت بتا سکین۔ گھڑی دیکھتے ہی اسنے
دل مین کہا۔ ”بس چلنے کا وقت قریب آگیا“ معاً
سامنے کے دروازے پر آہستہ آہستہ دستک
دینے کی آواز آئی۔

اموجن نے فینی سے (جو ابھی زینے ہی پر
تھی کہا ”تم اوپر جاؤ مین دروازہ کھولدون گی!
یہ اسی بستی کی کوئی عورت معلوم ہوتی ہے“

دروازہ کھولا گیا اور ایک نقاب پوش
عورت چوکھٹ پر نمودار ہوئی۔ اسکی پوشاک
نہایت ہی صاف اور شفاف تھی اور سیاہ نقاب
اسقدر احتیاط سے کھینچی ہوئی تھی کہ چہرے کی ذرا
سی جھلک بھی دکھائی نہین دیتی تھی۔ خصوصاً
شام کی تاریکی مین اسکی صورت کا اندازہ کرنا
بالکل ہی محال تھا۔ اسکے لباس کی تراش خراش
اسکی امتیازی چال ڈھال۔ اور عام وضع بتا
رہی تھی کہ یہ کوئی معمولی حیثیت کی عورت نہین ہے
میڈ مائسل اموجن بہت تیز نظر اور ذہین تھی اسلیے
پہلی ہی نگاہ مین اُسنے اپنی کشیدہ قامت نقاب پوش
ملاقاتی کو تاڑ لیا۔

نقاب پوش دروازہ کھولنے والی عورت کو
ایک عجیب وغریب پوشاک پہنے دیکھکر دنگ
ہوگئی اور انتہائے تعجب وحیرت کی وجہ سے
کوئی لفظ اُسکی زبان سے نہ نکل سکا۔

آخر کار اموجن نے نہایت خوش اخلاقی سے

جو تھیئٹر مین بھیس بدل کر تماشا کرنے والے غول سے کبھی علیحدہ ہو کر سگرٹ پینے لگتی ہو۔

اسوقت جبکہ ہم میڈ مائسل اموجن کو دوبارہ اپنے ناظرین کے سامنے لاتے ہین وہ اُسی کمرے مین نصف آرام کرسی پر تکیہ لگائے ہوئے ہو اور اُسکے ہاتھ مین سگرٹ نہین ہو اسکی آنکھین اُس کمسن لڑکی کی طرف لگی ہوئی ہین لیکن اب اُنکی توجہ بیشتر کی طرح بالکل اُسی طرف نہین۔ اسکا چہرہ رفتہ رفتہ زیادہ سنجیدہ ہوتا جاتا ہو۔ اسکے لبون سے نیم تبسم کم ہو چلا ہو اسکی پلکین آہستہ آہستہ جھکی آتی ہین لیکن یہ حالت غنودگی کی وجہ سے نہین ہو۔ بلکہ اسکی عام توجہ باطنی خیالات کی طرف رجوع ہو رہی ہو اور ظاہری چیزون سے ہٹتی جاتی ہو۔

چند منٹ اسی حالت مین گذرے تھے کہ یکایک اسکی نیم وا آنکھون مین ایک حیرت انگیز روشنی چمک گئی۔ اور یہ انگڑائی لیکر چونک پڑی فوراً بھولی لڑکی پر نگاہ ڈالی اور بڑبڑا کر کہنے لگی "او کمبخت لڑکی! تو ہی میری ساری مصیبتون کا باعث ہو۔

معصوم لڑکی ان باتون کا مطلب سمجھ سکی۔ مگر اموجن کے یکایک چونک پڑنے اور بڑبڑانے کی آواز سے فوراً سہم گئی۔ اُسے گمان ہوا کہ یہ مجھپر خفا ہوتی ہو اسلیے اپنی گڑیا پھینکدی اور پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔

اموجن بیتاب ہو کر "پیاری لڑکی۔ پیاری لڑکی" پکار اُٹھی اور محبت کے بیخودانہ جوش مین لڑکی کو گود مین اُٹھا کے چھاتی سے لگا لیا "میری پیاری رو نہین! خدا کے واسطے نہ رو مین تم پر خفا نہین ہوئی! پیاری پیاری چھوٹی ایمی! مین منت کرتی ہون رو نہین۔

لڑکی سسکیان بھرتی رہی۔ گویا اُسکے ننھے سے دل پر بڑا صدمہ ہو پہنچا تھا۔ اور اموجن اُس ناگوار قلق کو برداشت کرتی رہی جسکے آگے دنیا کی تمام تکلیفین ہیچ معلوم ہوتی تھین اور وہ اس لڑکی کو چپ کرنے کے لیے تشفی اور دلاسا دینے کی کوشش تھی جس مین اموجن تھوڑی دیر کے لیے ناکامیاب رہی۔

اُسنے دوبارہ غمگیں آواز مین کہا "میری پیاری ایمی اسطرح نہ رو! دیکھو مین نے تمھاری آنکھون سے آنسو پونچھ ڈالے! پیاری بیقصور لڑکی! ایخدا مین نے یہ کیا کیا!" یہ کہکر اسکا بھرا ہوا دل بے اختیار اُمنڈ آیا اور نہایت سادہ لوحی سے لڑکی سے زیادہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی آخرکار لڑکی نے اپنی چھوٹی چھوٹی بانہین اموجن کے گلے مین ڈالدین اور اُسنے سینے سے لگا کر بار بار تھپکیان دین۔ یہانتک کہ چند منٹ مین لڑکی غافل ہو کر سو گئی۔

اموجن نے آہستہ سے اُٹھکر زینے کا دروازہ کھولا اور اپنی کو اوپر کے صاف اور ستھرے کمرے

تام ہارٹ لینڈ ہو"

لیڈی۔ (اٹک اٹک کے) تم! تم ہارٹ لینڈ ہو!! (اس جملے کو ادا کرتے ہوئے نقاب پوش لیڈی کے دل مین ایک بیخودانہ جوش اور تمام جسم سے ایسی غیر معمولی حرکت پیدا تھی جو انتہائے حیرت و بیخودی مین ظاہر ہوتی ہو۔)

"تم اور اس وضع مین! الٰہی یہ کیا معاملہ ہو! (اتنا کہکر نقاب پوش عورت فوراً رونے لگی۔)

زود رنج اموجن دم بھر کے لیے ان باتون سے نفرت اور غصے مین بھر گئی۔ لیکن یکایک ایک خیال اسکے دل مین بجلی کی طرح کوند گیا اور اسنے جلدی سے کہا۔۔۔"

اموجن "آئیے بیگمصاحبہ اندر آئیے۔ اگر آپ اندھیرے کی وجہ سے ہچکچاتی ہون تو مین ابھی روشنی کیے دیتے ہون۔ بظاہر آپکو مجھسے بدگمانی کی کوئی وجہ نہین پائی جاتی"

نقاب پوش لیڈی مقتضائے وقت اور خاطر شکنی کے لحاظ سے مجبور ہو گئی۔ اپنا دل قابو مین کیا اور کہا۔۔"

لیڈی "نہین مین ہچکچاتی نہین۔ آپ آگے آگے چلیے مین پیچھے پیچھے چلتی ہون"

اموجن نے آمد و رفت کا دروازہ بند کر دیا اور اپنے نقاب پوش مہمان کو ملاقات کے کمرے مین لے گئی۔ وہ شمعین جلدی سے روشن کردین اور خاطرداری و دلجوئی سے مہمان لیڈی کو بٹھایا۔

ایک منٹ سے زیادہ سکوت کا عالم رہا۔ اسعرصے مین نقاب پوش لیڈی اموجن کی تعجب انگیز پوشاک کو بغور دیکھتی رہی۔ اور دبیز نقاب کے اندر سے نشست گاہ مین چارون طرف آہستہ آہستہ اپنی نگاہ دوڑاتی رہی۔

میڈماسل اموجن بھی کنکھیون سے دیکھتی رہی اور بظاہر بے پروائی سے اُس موقع کا انتظار کرنے لگی جب اُسکی مہمان لیڈی دلجمعی سے آیندہ گفتگو کی طرف متوجہ ہو۔

آخرکار نقاب پوش لیڈی نے خاموشی کا طلسم توڑا اور نقاب کے اندر سے کہا۔

لیڈی "آپ ہی کا نام ہارٹ لینڈ ہو؟"

(اموجن کو یہ آواز مصنوعی معلوم ہوئی)۔

اموجن "جی ہان۔ میرا ہی نام ہارٹ لینڈ ہو"

لیڈی "کیا مین تمھین مس ہارٹ لینڈ کہون؟"

اموجن "ہان! مس ہارٹ لینڈ"

لیڈی "اور بقیہ خاندان۔ تمھارے باپ۔ تمھاری مان۔ تمھارا بھائی۔ کہان ہین؟"

اموجن ہارٹ لینڈ "میرے مان باپ جنکی وجہ سے میرا یہ نام پڑا قضا کر گئے"

لیڈی "کیا مر گئے! انھین مرے ہوئے کسقدر عرصہ ہوا؟"

اموجن "دو برس ہوئے کہ ایک ہی ہفتے مین فصلی بخار مین مبتلا ہو کر انتقال کر گئے۔ اُن

نرم و شیرین آواز مین کہا۔

اموجن۔" آپ کس کی تلاش مین ہین ؟"

نقاب پوش لیڈی۔" (گھبرائے ہوئے انداز سے) مجھے اندیشہ ہو کہ مجھسے غلطی ہوئی۔ شاید جن لوگون کی مجھے تلاش ہو وہ اس مکان سے کہین اور اُٹھ گئے۔ آپ اس تکلیف بیجا کے لیے مجھ کو معاف فرمائین !"

اموجن کا خیال نقاب پوش مہمان کے حرکات و سکنات اور طرز گفتگو سے زیادہ پختہ ہو گیا۔ وہ اچھی طرح سمجھ گئی کہ یہ کوئی عالی خاندان اور ذی مرتبہ عورت ہو۔ اس لیے اُسنے پہلے سے زیادہ لجاجت اور خوش خلقی کے لہجے مین کہا۔"

اموجن۔" بگیصاحبہ ! شاید آپ غلطی سے دوسری گلی مین چلی آئین۔ یا گلی یہی ہو اور مکان کوئی اور ہو گا۔"

نقاب پوش لیڈی۔" نہین نہین ! یہی مکان ہو اور یہی مکان کا نمبر۔ لیکن مین خیال کرتی ہون کہ جن لوگون سے مجھے ملنا تھا وہ عرصے سے یہان نہین رہتے۔"

اموجن۔" یہان آپ کن لوگون سے ملنا چاہتی ہین ؟"

نقاب پوش عورت تقریباً ایک منٹ تک خاموش رہی۔ اور اس عرصے مین جواب دینے کے لیے پس و پیش کرتی رہی۔ آخرکار اُسنے ڈرتے ڈرتے کہا۔

نقاب پوش لیڈی۔" ایک خاندان "ہارٹ لینڈ" کے نام سے یہان رہتا تھا۔"

اموجن۔" آئیے بگیصاحبہ اندر آئیے ! مین یقین کرتی ہون کہ آپکو مجھی سے کام ہو۔"

نقاب پوش عورت نے پھر پس و پیش کیا۔ اور کسی قدر حواس درست کرکے دہلیز کے نیچے قدم رکھا لیکن معاً کسی تازہ خیال نے اُسے برخاستہ خاطر کر دیا اور اُلٹے پانون پھرنے لگی۔

اموجن۔" (بے صبری سے) آئیے بگیصاحبہ آئیے ! خدا کے واسطے اپنا ارادہ ایک طرف کر دیجیے ! آپ کا پس و پیش سوء اخلاقی ثابت کرتا ہو۔ شاید آپ خیال کرتی ہین کہ اس مکان مین آپ کی ذاتی حفاظت مشکل سے ہو سکتی ہو۔ گو آپ کی وضع اور شان یہان زیادہ ٹھہرنا پسند نکرے تاہم ایک منٹ کے لیے خاطر جمعی سے یہ تکلیف گوارا کیجیے۔ اسکے علاوہ آپ ایک دبیز سیاہ نقاب بھی پہنے ہوئے ہین جو اس قسم کی احتیاط کا کام دے سکتی ہو۔"

لیڈی۔" (دھیمی اور باریک آواز سے) آپکو ہارٹ لینڈ کے خاندان سے کیا تعلق ہو ؟"

اموجن۔" (اور زیادہ خوش خلقی سے پیرایہ

میدانون مین سرپٹ جاتا ہو۔

لیڈی ۔"ایسے مشکل کام کیلئے تمھین بھاری تنخواہ بھی ملتی ہوگی۔؟"

اموجن ۔"(قہقہہ لگاکے) بھاری تنخواہ؟ اس پیشے مین کون ایسا سنا گیا ہو۔ صرف تین گنّیان ایک ہفتے کی تنخواہ ہین اور اگرچہ اس آمدنی مین کچھ بیش انداز نہین ہو سکتا مگر میری موجودہ ضرورتین رفع ہو جاتی ہین۔ اس چھوٹے سے مکان کا کرایہ اور جو لوگ مجھ سے تعلق رکھتے ہین انکا خرچ بخوبی نکل آتا ہو۔

لیڈی ۔"وہ کون لوگ ہین جو تم سے تعلق رکھتے ہین۔؟"

اموجن ۔"مثلاً میری خادمہ۔ میرا قیمتی گھوڑا جو دس برس سے میرے ساتھ ہو ۔۔۔ اور ۔۔۔"

لیڈی ۔"اور کیا؟ کیا انکے علاوہ کوئی اور بھی ہو؟"

اموجن ۔"(اپنی جگہ سے اُٹھ کے اور کمرے کا دروازہ کھول کے) اور کوئی جو مجھ سے تعلق رکھتا ہو اُسکی آواز سنیئے۔"

(الکسن اپنی جاگ کے رو رہی تھی۔ لیکن نیکدل فینی نے جلدی سے روٹی کا ٹکڑا دیکے چُپ کر دیا)

لیڈی ۔"(اُٹھکے) سلام مس ہارٹ لینڈ سلام اب مین رخصت ہوتی ہون۔ شاید کل ہی شام کو تم سے پھر ملونگی۔ تمنے میری نسبت ضرور تعجب کیا ہوگا؟"

اموجن ۔"تعجب اور کسقدر تعجب جسے ملتوی رکھنا مین پسند نہین کرتی" (جلدی سے دروازہ بند کرکے اپنی پیٹھ لگا دی)۔

لیڈی ۔"(اضطراب اور خوف سے کانپتے ہوئے) خدا کے لیے تمھارا کیا مطلب ہو۔ میری راہ کیون کھوٹی کرتی ہو۔ مجھے جانے دو!" (گھبرا کے) "ارے!" مین تمھین وہ تھیلی دینا بھول گئی جو تمھارے لیے لائی تھی۔ مس ہارٹ لینڈ! اسوقت میرا دماغ بہت پراگندہ ہو"

اموجن ۔(اطمینان دلانے والے لہجے مین) ذرا بیٹھ جائیے اور دم لیجئے ہم آپ اسطرح جُدا نہونگے۔ ابتک آپ میرے حالات دریافت کرتی رہین اب میری باری ہو"

لیڈی ۔"(لجاجت سے) اسوقت مجھسے کچھ نہ پوچھو۔ میرے حواس درست نہین۔ مین بالکل مناسب نہین سمجھتی۔ لیکن کل تم سے ضرور ملونگی۔"

اموجن ۔ مین آپ سے ابھی تک ناواقف ہون آپکے وعدے کا کیونکر اعتبار کرون؟"

لیڈی ۔"(بے اختیار ہوکر) "اعتبار!" (اس آواز کے ساتھ اُسکے سراپا سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ کلمہ اُسے سخت ناگوار ہوا۔ اور اگرچہ اُسکا چہرہ نقاب مین چھپا ہوا تھا تاہم تیز فہم اموجن نے تاڑ لیا کہ اُسکی معزز ملاقاتی کس اتفاقی غصہ اور مغرورانہ جوش مین بھری ہوئی ہو۔)

اموجن ۔"بیگمصاحبہ! آپ ضرور کوئی معزز

بخار نے اس محلے کو تباہ کر دیا۔ اور میرا بھائی لیڈی ٹیکیا وہ بھی مرگیا۔ اس مکان مین کل کسقدر آدمی ضائع ہوئے؟ (اسوقت اسکے لہجے سے ایک تازہ تردد اور اندیشہ پایا جاتا تھا)

اموجن ''صرف دو آدمی مہ۔ میرے باپ میری ماں۔ اور میرا بھائی سمندر کو چلا گیا۔ کیونکہ ہم لوگ مفلسی کا شکار ہو گئے تھے''

لیڈی ''(نہایت تعجب سے) مفلسی''

اموجن ''ہاں مفلسی۔ میرے والد اپنی کوتاہ فہمی سے تھوڑے سرمایہ پر بہت بڑی تجارت کا کاروبار لھول بیٹھے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چند عرصے مین اُنکی دولت اُنکی نہ رہی۔ اس سے زیادہ آپ خود قیاس کر لیجیے''

لیڈی ''(پہلے سے زیادہ چونک کے) مین قیاس کر لوں؟''

اموجن ''(بے پروائی سے) اوہ! بیگم صاحبہ معاف فرمائیے۔ اور آیندہ جو کچھ آپکو پوچھنا ہو شوق سے پوچھے جائیے''

لیڈی ''تم کہتی ہو کہ میرا بھائی دریائی نوکری پر چلا گیا۔ اور تم۔؟''

اموجن۔ (زہر خند کرتے ہوئے) آپ نے میری نسبت سُنا ہوگا۔ یہ میری تصویر لگی ہوئی ہے اور اسے دیکھکر آپ میری طرز زندگی کا اندازہ کر سکتی ہین۔ میرا اصلی نام اموجن ہے لیکن جب پہلے پہل مین سرکس مین داخل ہوئی تو منیجر نے میرے نام کا آخری حرف (E) نکال ڈالا اور راول مین ''میڈ ماٹسل'' بڑھا کے مجھے ''میڈ ماٹسل اموجن باشندۂ فرینکونی'' اہپرمین مشہور کیا۔ حالانکہ فرینکونی مین اس نام کی کوئی عورت کبھی نہ تھی۔ نہ مین خود بھی یقیناً کبھی وہان گئی اور رہی۔ بہر تقدیر یہی ہوا اور اسی تدبیر سے صدہا آدمی ہر شب میڈ ماٹسل اموجن کے نظارے کو سرکس مین آنے لگے جنھون نے ویسٹ منسٹر برج کے اس پار اکر اس گلی مین مس ہارٹ لینڈ کو کبھی دیکھا ہی نہ تھا۔

لیڈی ''(چونک کے) ہاں ہاں اب مین سمجھی کیا تمھین ایسٹلیز تھیٹر کی مشہور شہسوار عورت ہو؟

اموجن ''بیشک! مین وہی شہسوار ہون۔ مین تھیٹر مین ہر دل عزیز ہون (اپنی وضع اور لباس کو دیکھتے ہوئے) مین تماشائیون کی نظر مین نہایت بیباک اور تعجب انگیز تماشے دکھانیوالی عورت ہون۔ مین ایک یونانی ڈاکو کے پارٹ کے لیے بہت مشہور ہون۔ ایک فوج مجھے گھیرتی ہے اور مین اُسمین سے صاف نکل جاتی ہون۔ مین دوڑتے ہوئے گھوڑے کی پیٹھ پر ایک پانون سے کھڑے ہو کر سگرٹ جلا لیتی ہون اور بے پروائی سے پیتی ہوئی چلی جاتی ہون حالانکہ سرکس مین گھوڑا اپنی پوری رفتار پر ایسی تیزی سے دوڑا کرتا ہے جسطرح یونان کے گھوڑے

کرتے ہین- ہمارے قصے کے اول و دویم دونون باب ۱۰ اپریل ۱۸۴۷ع سے متعلق ہین اُسوقت کوئی منظر اڈنگٹن کے دیہاتی سین اور اُسکے ارد گرد کے درختون کی سرسبزی و شادابی سے زیادہ دلفریب اور خوشنما نہین ہوسکتا جبکہ نیچر کے فیاض ہاتھون نے چراگاہون اور جھاڑیون کے کنارے کنارے خوبصورت پھول کھلانا شروع کردیے تھے۔"

گانون کی آبادی سے چند قدم کے فاصلے پر ایک پُرفضا باغ کے بیچ بیچ مین ایک چھوٹا سا مکان تھا جو سامنے کی طرف لوہے کی سلاخون سے محدود تھا- باقی اطراف اونچی اونچی جھاڑیون سے گھرے ہوئے تھے- ایک طرف چھوٹی سی بوترین نہر تھوڑی دُور تک زور شور سے بہتی ہوئی چلی گئی تھی- دوسری جانب گانون کے گرجا کا پُرانا لمبا مینار سدا بہار درختون کی پشت سے گردن نکالے جھانک رہا تھا-

دن ڈھل چکا تھا- شام کے پانچ بجنے ہی کو تھے ایسے سُہانے وقت مین ایک کشیدہ قامت خوشرو جوان جسکی عمر ۲۶ یا ۲۷ سال کی ہوگی ایک پالکی گاڑی سے (جسے میڈسٹون سے ٹن برج تک کرایہ پر لایا تھا) اُترا اور اڈنگٹن کی آبادی کو جلد جلد طے کرکے اُس مکان کی راہ لی جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے- اسوقت اسکے چہرے سے اُس فوری خوشی اور دلی مسرت کے آثار ٹپک رہے تھے جو اُن شخصون کے دیکھنے کی امید قریب ہونے سے عموماً پائے جاتے ہین جو نہایت ہی عزیز ہون-

چند منٹ مین وہ باغ کے پھاٹک پر پہونچگیا اور ایک نہایت ہی حسین ۱۸ سالہ عورت نعرۂ خوشی مارتی ہوئی استقبال کے لیے جھپٹی- دونون پیشقدمی کرکے بغلگیر ہوئے اور عورت نے انتہائے خوشی و مسرت مین کہا—

"الفریڈ! پیارے الفریڈ!" "تم آگئے-؟"

الفریڈ" ہان پیاری ایتھل!" "مین ٹھیک اپنے وعدے پر پہونچگیا- پندرہ دن کی جدائی کسقدر طولانی معلوم ہوئی" "ہان ہمارا بچہ کہان ہے؟"

اسی وقت ایک سفید پوش دایہ ایک شیرخوار بچے کو جسکی عمر دس مہینے سے زیادہ نہوگی گود مین لیے ہوئے آئی- باپ نے بیٹے کو چند منٹ کے لیے دایہ سے لے لیا اور گہری محبت کے ثبوت مین خوب پیار کیا- جوان ماں آنکھون مین آنسو بھرے ہوے دیکھتی رہی-

"ناظرین! اگرچہ تمام آنسو قریب قریب یکسان اور ہمشکل ہوتے ہین تاہم مختلف چشمون سے بہ سکتے ہین- اسی طرح یہ آنسو جنھون نے خوبصورت ایتھل کے سیب سے رخسارون کو بھگو دیا تھا صاف خوشی کے سُوتون سے اُبل آئے تھے"

ایتھل کے سیاہ گھنے بال اُسکے شانون پر بکھرے ہوئے تھے- اُسکی بھوی اور روشن آنکھین بالکل ساکت تھین- اُسکا چہرہ پاکیزگی اور

اور عالی خاندان لیڈی ہین لہذا مجھے بیحد اشتیاق ہو کہ آپکی صورت دیکھون۔"

یہ کہکے شہسوار ایکٹرس آگے بڑھی اور پلک مارنے مین اپنی گاؤدم انگلیون سے سیاہ نقاب پکڑ لی۔ ادھر نقاب کے اندر سے ایک چیخ کی آواز آئی اُدھر پردہ فاش ہو گیا۔

"اُہو ہو!" کیا خوبصورت اور دلفریب چہرہ تھا جو بیباک اموجن نے زبردستی کھول کے دیکھا اور اپنی خلاف وعدگی و ناشایستہ جرأت کی پشیمانی سے گھبرا کر نقاب زمین پر ڈالدی اور کہنے لگی۔ "ایخدا! کیا ممکن ہو کہ یہ شاندار ڈچیز ہو۔"

ڈچیز۔" (بدنامی کے خوف اور اپنی عزت کے لحاظ سے دہشت زدہ ہو کر) خاموش خاموش!"

اموجن۔" (اپنا تعجب رفع کرتے ہوئے) مین آپکی عزت خطرہ مین ڈالنا نہین چاہتی۔ میرا کام دغا کرنا نہین ہو۔ ہم آپ ایک دوسرے کو بخوبی جانتے ہین۔ اب مین آپ کو دوبارہ کب تک دیکھونگی۔؟"

ڈچیز۔ (پس و پیش کرتے ہوئے) جلد اور بہت جلد۔ شاید ایک ہی دو روز مین۔ مین تمھین تحریری اطلاع دونگی۔" نقاب اُٹھانیکو جھکی۔)

اموجن۔" لیکن کافی اطمینان اور فرصت مین اسوقت جو کچھ ظاہر ہوا اس سے میری دلجمعی نہین ہوئی۔"

ینگ ڈچیز۔" کافی! کافی! بس" ارے مین کچھ بھول گئی۔ ہان یہ تھیلی لیلو!"

اموجن۔ (حقارت سے) اسے آپ اپنے پاس رہنے دیجیے۔ مین کسی سلوک کی مستحق نہین ہون نہ ایسی بے حمیت اور لالچی کہ آپ کا راز پوشیدہ رکھنے کے لیے رشوت لون۔ مین ایک تھیلی لے لینے سے امیر نہین ہو جاؤنگی۔ میرا اصول ہو کہ جسطرح صاف دل سے کوئی مجھسے ملتا ہو مین بھی بے لوث محبت سے پیش آتی ہون۔ آپ میری عادت سے بخوبی واقف ہین"

ڈچیز۔" تم بڑی سیرچشم اور غیور عورت ہو۔"

اس کے بعد ڈچیز نے مُنھ پر نقاب ڈالی"

اموجن نے دروازہ کھولا۔ اور عالی خاندان بیگم رخصت ہوئی۔ ڈچیز کے جاتے ہی اموجن نے ایک دوشالہ اُوڑھ لیا اور ایک منٹ مین اسٹیلز تھیٹر کے پھاٹک سے تماشاگاہ مین داخل ہو گئی۔

دوسرا باب

"دیہاتی مکان"

اب ہمارے ناول کا سین ایک چھوٹے سے خوبصورت گاؤن کی طرف بدلتا ہو جو ٹن برج ویلیس سے تھوڑے ہی فاصلے پر کینٹ مین واقع تھا۔ ہم اس گاؤن کا اصلی نام چھپا کے ناظرین کیلیے اُڈنگٹن کے نام سے موسوم

مین جانتی تھی کہ جب تم واپس آؤگے تو انھین دیکھکے خوش ہوگے (اشتیاق اور محبت سے مسکراکر) مجھے یہ بھی امید تھی کہ ابکی مرتبہ تم میرے ساتھ زیادہ عرصے تک ٹھہروگے۔ اور اگرچہ مجھے معلوم ہو کہ تمھارے کام زیادہ مصروفیت کے قابل ہین تاہم میری خاص تمنا ہو کہ تم یہان ٹھہرنے کے لیے کسیقدر کافی وقت نکال لوگے اور ایسے ہی خیالات سے مجھے خوش رکھوگے جسطرح اسوقت محظوظ کر رہے ہو۔"

الفریڈ۔ پیاری اتھیل! یہ کوئی خیال نہین ہو بلکہ ایک خاص عہد ہو جو مین نے تمسے بالارادہ کیا تھا اور اُسکا ایفا بھی اتفاقیہ ہوگیا۔ مین نے ایک گاڑی مین تھوڑی دور تک ایک شخص کے ساتھ سفر کیا حسن اتفاق سے یہ شخص گھوڑون کا سوداگر نکلا اسکا نام مسٹر مینگ اور سکونت میڈ اسٹون تھی۔ اسکے پاس کسی فوجی افسر کے چند گھوڑے بغرض فروخت موجود تھے۔ افسر کا نام مینگ نے نہین بتایا۔ بہرکیف مین نے اُنہین سے دو چوٹی کے عمدہ گھوڑے چھانٹ کے خرید لیے اور ایک سائیس کو دیدیے ہین۔ وہ ابھی یہان لاتا ہوگا بلکہ اسوقت اُسے یہان پہونچ جانا چاہیے۔"

الفریڈ ٹریور یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سنائی دی۔ اُسنے اتھیل کی کمر مین ہاتھ دالدیا اور پھاٹک کی طرف چلا۔ چند منٹ مین میڈاسٹون والے سائیس نے گھوڑے سامنے لاکے کھڑے کر دیے۔ اتھیل اپنے گھوڑے کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور الفریڈ والے جانور کو بھی بہت ہی پسند کیا۔ الفریڈ نے ایک گنی سائیس کے ہاتھ مین رکھدی اور کہا ــــ"

الفریڈ" یہ گنی اُس خبرداری اور محنت کا انعام ہو جو تمنے گھوڑون کو یہان تک لانے مین صرف کی اسکے علاوہ تمھاری مقررہ اُجرت پہلے دیگئی اب جبتک کوئی دوسرا انتظام کیا جائے انھین "رڈلائن" کے اصطبل مین لیجاکر اچھی طرح باندھ دو"

سائیس نے گنی لیکر تشکریے مین الفرید کی ٹوپی چھولی۔ لیکن گھوڑون کو فوراً نہین لیگیا بلکہ کوٹھے کے اشارے سے ایسی حرکت ظاہر کرنے لگا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہو۔"

الفریڈ" یہ کیا بات ہو۔ کیا جو کچھ مین نے دیا اُس مین تم راضی نہین ہوئے۔؟"

سائیس" صاحب! ــــ صرف ــــ"

الفریڈ" صرف کیا معنی؟ شاید تم دریافت کرنا چاہتے ہو کہ سائیس مقرر کیا گیا یا نہین۔"

سائیس" (اتھیل کی طرف دیکھکے) نہین صاحب یہ بات نہین ہو نہ اس قسم کی کوئی اور بات بلکہ مجھے آپ سے کچھ عرض کرنا ہو۔"

الفریڈ" یہ لیڈی میری بیوی ہین۔ اگر گھوڑون مین کوئی نقص ہو یا مجھے فریب دیا گیا ہو تو تم اُنکے سامنے بے کھٹکے کہ سکتے ہو۔"

سائیس" نہین نہین! ابھی مین گھوڑون کو

بھولے پن کا تعجب خیز نمونہ تھا۔ گویا بیاہی عورت ہونیکی حالت مین بچپن کی سادگی اور کنوارے پن کی کوئی علامت اُس سے جدا ہی نہین ہوتی تھی اسوقت اُسکی خوشی و مسرت کے تمام وسیع خیالات اُسکے خاوند اور شیر خوار بچے تک محدود تھے۔ وہ اپنے خاوند کو بھی اپنے اوپر اُسی قدر فریفتہ پاتی تھی جو ٹھیک وعدے پر اُسے سینے سے لپٹانے کے لیے پہونچگیا تھا۔ اُسکا خاوند صرف خوبصورت ہی نہ تھا بلکہ اسکا اخلاق اُسکی خوبصورتی سے زیادہ دل لبھانیوالا تھا۔ وہ نہایت ہی عقیل و ذہین تھا اور عمدہ تعلیم و تربیت پائی تھی۔

الفریڈ ”پیاری ایتھل! مین آج تمھارے پاس چند گھنٹے پیشتر پہونچگیا ہوتا لیکن تمھین یاد ہوگا کہ مین تمسے کچھ وعدہ کرگیا تھا اور اُسی کے لیے مجھے میڈ اسٹون مین ٹھہرنا پڑا۔“

ایتھل ”مین اسوقت اُس پرجوش خوشی کے سوا جو تمھارے آنے سے حاصل ہوئی اور کچھ یاد نہین کرسکتی۔“

الفریڈ نے فوری محبت کے جوش مین ایتھل کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور باغ کی روش پر ٹہلتے ہوئے کہا۔

الفریڈ ”پیاری! تمھین یاد ہوگا کہ مین نے تمسے وعدہ کیا تھا۔ ہم اور تم عمدہ موسم مین گھوڑون پر سوار ہوکر سایہ دار گھیون اور گیہون کے کھیتون مین باہم سیر کرینگے۔ کیون گرمیون کی شام کو یہ کیسا اچھا معلوم ہوگا؟“

ایتھل ”(اپنے گورے گورے ہاتھون سے تالی بجاکر) بیشک اچھا معلوم ہوگا۔ پیارے الفریڈ! اب مین سمجھی۔ تم میڈ اسٹون مین گھوڑی خریدرہے تھے“

الفریڈ ”ہان! مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ تم اُس گھوڑے کو دیکھکر (جو تمھارے واسطے لیا گیا ہے) بہت خوش ہوگی۔ وہ ایک نہایت ہی خوبصورت جانور ہے جو آج تک کسی لیڈی نے دیکھا بھی نہوگا اور تم اُسکی پشت پر بالکل پری معلوم ہوگی۔“

اس فقرے کے ختم ہوتے ہی الفریڈ ٹریور نے اپنی پیاری بیوی پر محبت بھری نگاہ ڈالی اُسکی آنکھین غیر معمولی روشنی سے چمکنے لگین۔ اُسکی نگاہون مین ایتھل کی وہ تصویر پھرگئی۔ گویا وہ سواری کی پوشاک اور پردار ٹوپی پہنے اُسکی ساتھ گھوڑے پر سوار ہے۔ لیکن مختلف قسم کے خیالات نے دفعۃً اُسکے سارے منصوبے تہ و بالا کردیے اُسکے آسمان خیال پر کسی زبردست آسیب نے حملہ کیا۔ اُسکے خوبصورت چہرے پر ناگوار تکلف اور انتہاے رنج کے آثار دوڑ گئے۔ الفریڈ نے اس خیال سے کہ بھولی ایتھل سہم نہ جائے اپنا مُنھ پھیر لیا اور ٹالنے کے انداز سے کہا۔

الفریڈ ”میری عدم موجودگی مین کیسے کیسے خوبصورت پھول کھلے ہین“

ایتھل ”(نرم اور باریک آواز مین) مین نے بڑی دلچسپی اور احتیاط سے انکی خبرگیری کی ہے

ہین چند روز مین میڈاسٹون آؤنگا اور اگر مجھے ثابت ہوا کہ تم میری فہمائش پر قانع رہے تو تمھین اس سے زیادہ خوش کرونگا"

سائیس۔"آپ مجھسے بالکل مطمئن رہین۔"

(اپنی ٹوپی جسے ایسے فیاض شخص کی تعظیم مین ہاتھ مین لیے ہوئے تھا سر پر رکھی اور روانہ ہوا)

الفریڈ ٹریور غم وغصہ کھاتا ہوا جلد جلد واپس ہوا۔ اُسکے مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنج وخوف کے گہرے آثار چہرے پر دوڑ گئے اور تھوڑی دیر کے لیے اسکے مردانہ خط وخال کی خوبصورتی مین بے انتہا تغیر واقع ہوگیا۔ اُسنے مایوسی سے ہاتھ ملے اور دل ہی دل مین کہنے لگا۔"آہ میری غریب ایتھل! اُف میرے معصوم بچے! تمھارا کیا حال ہوگا؟" بہرکیف اُسنے اپنے دل کو تسکین دی۔ اپنا چہرہ بشاش کیا اور جلدی جلدی قدم بڑھاتا ہوا کھانے کے کمرے مین پہونچ گیا۔

"این!" یہ کیا واقعہ ہوا۔ ایتھل قالین پر بے حس وحرکت پڑی ہے۔ اُسکے جسم مین خون کی چھینٹ تک نہین۔ سر سے پانون تک سنگ مرمر کی طرح سفید ہوگئی ہے۔ کیا وہ مرگئی یا غش آگیا؟"

سائیس۔ محزون ہوکر اُسکی طرف جھکا اور جسے اس تکلیف دہی۔ اٹھا لیا۔ غور سے دیکھکر پکار اٹھا چونکہ آپ نے میری سانس آتی ہے اور مُنھ پر پانی کی لہذا میرا فرض تھا"

"اُف!" اسوقت الفریڈ کے دل پر کیسا زبردست صدمہ گذر گیا۔ اُسکا چہرہ پہلے سے زیادہ غمگین اور متردد ہوگیا۔ وہ سمجھ گیا کہ کُھلی ہوئی کھڑکی سے ایتھل نے سائیس کی ساری گفتگو سُن لی۔ وہ اس کوشش مین پہلے ہی ناکامیاب رہا تھا کہ ایتھل کھانے کی میز سے اُٹھکر سدابہار درختون کی آڑ سے اُسکا راز معلوم نہ کرسکے۔ اُف اُف" یہ کیسا مہیب خیال تھا جسنے الفریڈ کے خوبصورت چہرے پر خوفناک رنج کے آثار پیدا کردیے اُسکے چہرے کا رنگ بالکل مٹی ہوگیا۔ اُسکے ہاتھ پانون کانپنے لگے۔ اور خوف وناامیدی نے ملکر اُسکا گلا گھونٹنا شروع کردیا۔

ایتھل نے اپنی بڑی بڑی بھوری آنکھین کھولدین اور الفریڈ کو پاس دیکھکر فوری مسرت واشتیاق کے جوش مین مسکرانے لگی۔ لیکن یکایک کسی مہیب خیال کے یاد آجانے سے ڈرگئی اور گلوگیر آواز مین کہا۔"

ایتھل۔"الفریڈ! پیارے الفریڈ!" وہ کیا بات تھی جو مین سُن چکی ہون"

الفریڈ۔"پیاری ایتھل!" کچھ نہین۔ صرف ایک غلطی ہوگئی ہے۔ کوئی ایسی بات نہین جس سے زیادہ اندیشہ ہو"

ایتھل۔"(غمگین اور کانپتی ہوئی آواز مین) ایکدا! اجبل؟" (اُسکی حالت پھر بگڑ چلی۔ اعضا مین تشنج پیدا ہوگیا۔ کلیجہ زور زور سے دھڑکنے لگا

یادگار سالگرہ مبارک اعلیحضرت حضور پرنور
میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک
آصفجاہ فتح جنگ سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

جلد ۔۔ نمبر ۵

خدنگ نظر



ضوابط

(۱) اشاعت ماہوار۔ عام قیمت مع مضامین غزلیات وناول دو روپیہ سالانہ پیشگی۔ امرا عظام سے پانچ روپیہ۔ مربیان گلدستہ سے دس روپیہ مع محصول

(۲) اشعار غزلیات منتخب شائع ہونگے مفید مضامین عام طور سے لیے جائینگے لیکن مذہبی اور پولیٹیکل بحثونکی ضرورت نہیں

(۳) نمونہ بعد وصول ہونے کے بھیجا جائیگا نہ کہ مفت

(۴) جو پرچہ نہ پہونچے اطلاع دینی سے دوبارہ ارسال ہوگا

(۵) ہر تحریر بخط صاف ہونا چاہیے ورنہ مجبوراً تعمیل نہوگی

(۶) اجرت اشتہارات ایڈیٹر سے بذریعہ خط وکتابت کے طے ہو۔

مرتبہ خاکسار نوبت رائے نظر ایڈیٹر خدنگ نظر

آصفی پریس محلہ نوازگنج لکھنؤ سے شائع ہوا

استدعا

معزز ناظرین کی خدمت مین استدعا ہے کہ نظم کی طرح نثر مین بھی اپنے قیمتی خیالات سے خدنگ نظر کی اعانت فرمائین اور اگر خود مضامین نگاری کا شوق نہو تو اپنے مضمون نگار احباب کو اسطرف مائل کرین۔ یا صرف اُنکا پتہ ارسال فرمائین ہم براہ راست استدعا کرلین گے۔ فقط

منیجر

اشتہار

ہماری دوکان پر ہر قسم کے عمدہ عمدہ کنکوے رنگین اور سادے۔ ہر قسم کی ڈور سادی اور مانجھا۔ باریک وگندہ اعلیٰ درجے سے ادنیٰ قیمت تک بغرض فروخت موجود ہین۔ قیمت جو اہل شہر سے لیجاتی ہے وہی شائقین بیرونجات سے بھی۔ صرف محصول اضافہ ہوگا علاوہ اسکے ہر قسم کا عطر۔ پان مین کھانیکی خوشبودار تمباکو کی گولیان اور قوام۔ ہر قسم کی چکن کے تھان وٹوپیان وساریان وغیرہ فرد رضائی ولحاف وغیرہ وغیرہ حسب فرمائش بصیغۂ ویلو یا نقد قیمت آنے پر روانہ ہونگے دریافت نرخ کے لیے جوابی کارڈ ارسال ہو۔

المشتہر

رگھناتھ پرشاد دوکاندار چوک لکھنؤ

اشتہار نمونہ جات پارچہ

کیا آپکو موسم گرما اور سرما کے کسی عمدہ لباس بنانیکی ضرورت ہے؟ اگر ہو تو علاوہ اُن ولایتی چیزوں کے جنکی فہرست وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہے ہر ایک قسم کے کپڑے بھی اونی۔ سوتی۔ ریشمی مخمل۔ بانات۔ فلالین وغیرہ وغیرہ اس کمپنی کی معرفت آپکو گھر بیٹھے نہایت عمدہ اور ارزان پہونچ سکتے ہین اگر کپڑے کے نمونے ملاحظہ کرنا ہون تو صرف ایک آنے کا ٹکٹ واسطے محصول کے بھیجکر نمونے طلب فرمائیے فوراً ارسال خدمت ہونگے جنکے دیکھنے سے بخوبی کپڑے کی حالت اور وضع آپکو معلوم ہوگی ہر ایک نمونے کی پشت پر کپڑے کا عرض وقیمت وغیرہ مفصل درج ہوگی اور علاوہ ازین ہر ایک قسم کا سامان مثل جیبی گھڑیان۔ کلاک ٹائم پیس۔ باجے۔ کلین۔ زیورات۔ ظروف طلائی ونقرہ وجرمن سلور ہر ایک قسم کے چاء۔ چیرٹ۔ سامان کرکٹ۔ تجوڑے آہنی۔ سفری متی بیگ اسٹیل کیس۔ سماور۔ ادویات انگریزی۔ چاقو۔ قینچی۔ جمعہ سامان گاڑی گھوڑے کا۔ قالین۔ جانماز۔ بوٹ۔ موزہ کلاہ۔ دوربین۔ پیرہن۔ عینک وغیرہ وغیرہ غرضکہ ہر چیز نہایت درجہ کفایت اور دیانتداری سے حسب فرمائش گھر بیٹھے پہونچسکتی ہے کمپنی ہذا مین اسٹیل ڈائی۔ مانوگرام۔ مواہیر ربڑ بہت صاف اور اعلیٰ درجے کے خوبصورت اور تمام کمپنیون سے ارزان بنائے جاتے ہین۔ جملہ خط وکتابت بنام ایم۔ اے محمد انعام اللہ اینڈ کمپنی جنرل کمیشن ایجنٹ اینڈ ربر اسٹامپ میکرس وبری گوکل واس ہسپتال مارکیٹ بمبئی کرنیہ ہی چاہئے

جہانگیری نمبر

جہانگیری ایک قسم کی چوڑی ہی جسکو ہندوستان مین اکثر مخدرات پہنتی ہین۔ اسکی اصلیت کی نسبت ایک دلچسپ قصہ مشہور ہے۔

شہنشاہ جہانگیر اور نورجہان کے عشق و محبت کے کارنامون نے شعرا اور فسانہ نگارونکے لیے بہت مضمون فراہم کر دیے ہین۔ یہ قصہ بھی جہانگیر اور نورجہان ہی سے متعلق ہی جسکو ہم بیان کرنا چاہتے ہین حالانکہ اسمین عشق و محبت کی کوئی داستان نہین ہی۔

مہرالنسا یا نورجہان کا دباؤ سلیم پر جو تاریخ مین بطور جہانگیر کے مشہور ہی نہایت پُرافسون تھا یہ اقتدار صرف کاروبار خانگی اور محلسرا کی حکومت ہی تک محدود نہ تھا بلکہ اسکا اثر وسیع سلطنت کے دُور دراز گوشون تک محسوس ہوتا تھا حتی کہ اہم پولیٹکل معاملات مثل جنگ اور صلح یا غیر ملک کے بادشاہون کے تعلقات مین بھی یہ دباؤ کام کرتا تھا۔ نورجہان بطور ایک ایرانی شہزادی کے شیعہ مذہب رکھتی تھی۔ اور جہانگیر خود ایک سُنّی المذہب تھا۔ اسیطرح یہ شاہی زوجین جو باہم نہایت محبت و اُلفت رکھتے تھے کبھی کبھی مذہبی مباحثہ کرتے اور مذہب اور الٰہیات پر اپنے اپنے اختلافات ظاہر کیا کرتے تھے۔ نورجہان چاہتی تھی کہ اپنے باپ دادا کا مذہب اُسے قبول کرائے لیکن شہنشاہ کو اس بات کے متعلق کوئی خیال نہ تھا۔

ایک روز جب شہنشاہ امور ملک داری سے فارغ اور ضیار الدنیا کی معیت اور ہم نشینی کی مسرّت مین مستغرق تھا تو نورجہان نے کہا کہ آپکی وسیع سلطنت مین سرحد ایران سے جنگلات برہما تک ہمالیہ کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹی سے کیپ کامرن کے دریا کے کھنگالے ہوے ساحل تک کوئی مولوی ایسا نہین ہی جو کامیابی کے ساتھ نوراللہ کو مات دیسکے جو شوستر واقع ملک ایران مین رہتا ہی۔

"شہنشاہ نے دریافت کیا کہ کیا وہ کوئی بڑا ولی ہی"

بیگم۔ کیون نہین ہندوستان کے مولوی اور مُلّا مثل جھلملاتے ہوے ستارون کے ہین اور نوراللہ کا علم و فضل ان لوگونمین کالبدر فی النجوم ہے۔

شہنشاہ۔ بیگم آپ مبالغہ کرتی ہین۔

بیگم۔ حضور میری سچائی کو آزما سکتے ہین اگر آپ اُسکو دہلی مین بُلائین تو میرا صدق و کذب کھلجائیگا۔ مجکو یقین ہی کہ اگر ایک گھنٹہ بھی حضور اُسکی گفتگو سماعت فرمائینگے تو اگرچہ آپ کٹّر سُنّی ہین لیکن ایران کا

کمیشن ایجنسی خدنگ نظر لکھنؤ

اکثر معزز خریداران خدنگ نظر لکھنؤ کے اشیاء دفتر ہذا کی معرفت طلب فرمایا کرتے ہین مگر مجھے بسبب ہجوم کار فوری تعمیل مین تامل ہوتا ہے جسکی وجہ سے بسا اوقات بعض معززین کو شکایت کا موقع ملتا ہے نظر بران مجھے ضرور ہوا کہ رفع شکایت کیواسطے کوئی مناسب انتظام کرون۔ لہذا فی الحال ایک دفتر مندرجہ بالا نام سے قائم کر دیا گیا ہے جسکا فرض ہوگا کہ ہر فرمائش کی تعمیل فوراً بہت احتیاط کے ساتھ کرے اصلی اور عمدہ مال کی روانگی مین میری نگرانی مقدم ہوگی اور حتی المقدور ہر مال بچشم دید مناسب قیمت پر بھیجا جائیگا کہ صاحبان فرمائش کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ ملے۔ ہر ناپسند چیز ایجنسی ہذا واپس لیگی اور محصولڈاک وغیرہ بھی اپنے ہی ذمہ رکھے گی مگر اصلی مال مین کسی قسم کا تغیر نہ ہونا چاہیے۔ فرنیچر مال کی فرمائش کے ساتھ قریب کے ریلوے اسٹیشن کا حوالہ ضرور دینا چاہیے تاکہ محصول مین کفایت ہو۔ جو مال بذریعہ پارسل منگایا جائے اُسکے لیے کم از کم چہارم قیمت پیشگی آنا چاہیے۔ تمام فرمائشین بذریعہ ویلیوپے ایبل بھیجی جائینگی محصول و منی آرڈر فیس ذمہ خریدار رہوگا۔ اشیاء کا نرخ دریافت کرنیکے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے۔ **تفصیل اشیاء** عطریات قسم درجہ اول و دویم و سویم معمولی قیمت سے لیکر نہایت اعلیٰ درجے تک کے۔ روغن خوشبودار۔ تمباکو خوردنی خشک خانہ ساز نہایت خوشبودار۔ قوام تمباکو خشکی اور گولیان جنپر خوشنمائی کیلیے ورق نقرہ لپٹا ہوا ہے۔ عرق گلاب کیوڑا خالص مشک و عنبر۔ ورق طلا و نقرہ۔ چکن کے تھان ساریان۔ کرتے۔ ٹوپیان وغیرہ ہر قسم و قیمت کی۔ کامدانی کے تھان وغیرہ وغیرہ ہلکے اور بھاری کام کے۔ کارچوبی اور زردوزی کام۔ ظروف نقرہ خالص ظروف مسی برنجی و مرادآبادی۔ فروش۔ لحاف۔ پلنگپوش۔ قالین۔ دریان خورد و کلان۔ کلاہ کارچوبی کلاہ مخملی و ساٹن۔ جوڑیونکے جوڑ حسب پیمانہ۔ الائچی خورد۔ چکنی ڈلی۔ چینی کا چورا۔ چاء انگریزی دیسی۔ زنانے پانون کے زردوزی بوٹ سلیپر اور گھیتلے جو بیگمات لکھنؤ کے پرانے فیشن مین داخل ہین۔ گوٹہ۔ پچکہ۔ پٹھہ۔ کناری۔ بنت گوکھرو۔ توئی۔ لیس۔ فیتہ۔ بانکڑی۔ چمپا وغیرہ وغیرہ ہر قسم کام کا۔ زیورات طلائی و نقرئی سادے اور جڑاو کام کے بھی اس ایجنسی کی معرفت نہایت احتیاط سے تیار ہو سکتے ہین۔

نوٹ۔ اہل ہنود کیلیے اشیاء خوردنی ہندو کارخانون سے خرید کر کے باحتیاط تمام ارسال ہونگی۔ المشتہر یالک و مہتمم خدنگ نظر

آتشکی پریس
... شوقین حضرات
... عموماً و امراء
... نظام کو خصوصاً
... نبی اپنی قیمتی
... تصانیف اسی
... تشکی پریس مین
... چھپوانا چاہیئن
... بسکی اعلی کوشش
... نتیجہ خدنگ نظر
... ر ہر فرمائش کی
... عمیل وقت کی
... پابندی سے
... نہایت دیانت
... کے ساتھ کیجاتی
... تمام خط و
... کتابت بنام دفتر
... ہونا چاہیئے
المشتہر
مہتمم خدنگ نظر
لکھنؤ

اب جہانگیر کے دربار مین مولویون نے جس سازش کا منصوبہ باندھا تھا ظاہر ہوئی ایک روز بھرے دربار مین مولویون نے خلفاے ثلثہ کی فضیلت کی نسبت سوال کیے۔

اسکے بعد دریافت کیا کہ آپ درویش شیخ سلیم کی نسبت کیا کہتے ہین۔

"مین اسکو کٹر کہتا ہون"

نوراللہ نے یہ جواب غصے کی حالت مین دیا جو ہندوستان مین بالکل اجنبی تھا اور شیخ کی عظمت و کمال اور شہنشاہ کے تعلق سے بالکل ناواقف تھا علاوہ برین اُسنے ایک ایسے عظیم الشان شخص کے تذکرہ سے شہنشاہ کا دل دُکھایا جسکی نسبت اُسکا خیال تھا کہ اُسکا یہ تمام اعزاز اور احترام مقامی ہے۔

نوراللہ کے اس ناگوار جاہلانہ رمز و کنایہ نے جو اُسکے پیر و مرشد کی نسبت تھا شہنشاہ کو بہت بڑا اشتعال طبع دلایا جو درحقیقت غصے سے بیتاب ہو رہا تھا مولویون نے اب اسکے آتش غضب کو یہ کہکر اور بھڑکایا حضرت قبلہ عالم ذرا اس شخص کی باتون کو سُنیے جو آپکے ولی اور پیر و مرشد کی نسبت کہ رہا ہے۔

نورجہان جسکا دستور یہ تھا کہ وہ ایک پردے مین تخت کے عقب مین بیٹھا کرتی تھی اور اپنا ہاتھ شہنشاہ کے شانے پر اُسوقت تک رکھے رہتی تھی جب تک وہ امور مملکت یا کسی فیصلہ انصاف مین مشغول رہتا تھا اور جب وہ چاہتی تھی کہ دربار برخاست ہو تو اپنا ہاتھ کھینچ لیتی تھی یہ باتین سُن اور دیکھ رہی تھی اُسنے چاہا کہ قبل اسکے جہانگیر کو اپنے غصے کے اظہار کا وقت ملے اپنا ہاتھ اُٹھالے لیکن اُسکی اس حرکت سے پہلے شہنشاہ نے حکم دیا کہ مُلا کو قتل کرو۔

یکایک گارد کے لوگون نے معمر ایرانی عالم کو گرفتار کر لیا اور مقتل کو لے گئے یہ کارروائی ایسی آناً فاناً ہوئی کہ اس سے نورجہان نے اپنا ہاتھ ہی نہین اُٹھالیا بلکہ ایک چیخ بھی اُسکے منہ سے بیساختہ نکل گئی بیگم کی آواز کا اہل دربار کا سُننا ایک ایسا امر تھا جس سے مسلمان بادشاہون کی تحقیر ہوتی تھی اور چونکہ شہنشاہ غصے مین بھرا ہوا تھا اسلیے اُسنے یکبارگی سپہ سالار کو حکم دیا کہ بیگم کا بھی سر قلم کیا جائے۔

کیا ہولناک تقدیر تھی۔ سپہ سالار دربار کی اندرونی اور بیرونی زندگی سے بخوبی آگاہ اور واقف تھا اُسنے اپنے دلمین خیال کیا کہ اگر مین شاہی حکم کی نافرمانی کرتا ہون تو اپنی زندگی سے ہاتھ دھوتا ہون اور اگر شاہی حکم کی تعمیل مین نورجہان کو قتل کرتا ہون تو شہنشاہ کا عشق ضیاء الدنیا کے ساتھ جو اُسکے حرم سرا کی ایک بے بہا جواہر ہے ایسا زبردست ہے کہ یہ امر اُسکو ہرگز برداشت نہ ہو سکے گا آخر اُسنے یہ قرار دیا کہ اس معاملے مین بیدباکانہ کوئی کارروائی نہ کرنا چاہیئے۔ اُسنے کچھ

مذہب قبول کرنے مین حضور کو ہرگز تامل نہ ہوگا۔

شکل سے کہا جاسکتا ہی کہ جہانگیر پر ان باتون کا کوئی اثر ہوا یا نہین لیکن یہ تحقیق ہی کہ اُسنے شوستر کو شاہانہ تحائف کے ساتھ نوراللہ کی طلب مین قاصد روانہ کیے۔ شاید شہنشاہ کو نورجہان کی خاطر منظور ہوگی اور یہ گویا عشق کی قربان گاہ کی نذر دینا تھی۔

ایرانی ولی ٹھیک وقت پر شہنشاہ ہندوستان کے دربار مین داخل ہوا اُسکے داخلہ پر نورجہان نے بہت بڑی مسرت ظاہر کی نوراللہ کے آنے کے کئی روز بعد ایک مجلس مذاکرہ قرار دیگیئی اور تمام علما جو اُسوقت دربار شاہی مین تھے نوراللہ سے بحث مباحثہ کرنے کو طلب کیے گئے۔ یہ مباحثہ بڑے شد و مد کے ساتھ وقوع مین آیا۔ طرفین سے خوب خوب بحثین ہوئین۔ تمام مولوی اور مُلّا فرداً فرداً بحث کرتے تھے اور مناظرے مین شکست کھا کر پسپا ہوتے تھے بالآخر اس دماغی جنگ مین اس دیرینہ سال نوراللہ کو فتح و نصرت حاصل ہوئی۔

اس نمایان فتح پر جہانگیر کے دربار کے مولویون کو نوراللہ سے حسد پیدا ہوئی اور اُنھون نے اس عالم فاتح کی شہرت کے مٹانے اور اُسکے تباہ کرنے کے لیے سازش شروع کی۔

قبل اسکے کہ ہم بیان کرین کہ آگے چلکر کیا ہوا ہمکو ایک بہت دُور دراز نقش پا کا سُراغ لگانیکے لیے گزشتہ تاریخ ہند کے چہرے سے نقاب اُٹھانا چاہیے۔

شہنشاہ اکبر جو مغل بادشاہون مین سب سے عظیم الشان شہنشاہ گزرا ہی اور جو ایک ایسا شہنشاہ تھا جسکو ابتک دُنیا نے نہین دیکھا جب اُسکے کوئی اولاد نہ ہوئی تو نا اُمیدی کی حالت مین آخرکار اُسے مستجاب الدعوات درویش سے جو فتحپور سیکری مین رہتا تھا دُعاے خیر چاہی اس متورع شخص کا نام شیخ سلیم تھا اُسنے شہنشاہ سے کہا کہ اگر وہ ایک لڑکے کو اُسکے نام سے موسوم کرے تو اُسکے متعدد اولادین ہوسکتی ہین اکبر نے اقرار کیا اور بیگم بہت دلفریب حالت مین پائی گئی اکبر ایسا مشکور ہوا کہ اُسنے شہنشاہ بیگم کو فتحپور سیکری مین بھیجدیا کہ وہ وہان وضع حمل تک قیام کرے اور شیخ سلیم کی خدمت بجا لائے۔ شہنشاہ بیگم غرور اور گھمنڈ کو بالاے طاق رکھکر صاف دلی سے ولی موصوف کی آرام اور ضروریات کی خبرگیری کرتی رہی یہانتک کہ اُسکے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اُسکا نام شیخ سلیم کے اعزاز مین سلیم رکھا گیا جسکی دعا سے وہ پیدا ہوا تھا۔ اُسکے بعد جب تک درویش مذکور زندہ رہا سلیم ہمیشہ اُسکی زیارت کو جایا کرتا تھا اور بالطبع اُس سے نہایت ارادت رکھتا تھا۔

بہ تقریب جشن سالگرہ [illegible] نظام الملک آصفجاہ [illegible] میر عثمان علیخان [illegible]

طرح

ستم ہے آدمی کے واسطے مجبور ہو جانا

آرزو۔ جناب سیّد انور حسین صاحب خلف جناب یاس و شاگرد حضرت جلال لکھنوی

تعجب کی ہے جا نقصان کا منظور ہو جانا
اُدھر دل کی طلب ہونا اِدھر مجبور ہو جانا

کسی پنہان خلش کا دے رہا ہی یہ پتا ہمکو
ہر اک زخم جگر کا خود بخود ناسور ہو جانا

مٹاتا ہی اُمیدین ڈالتا ہی شک طبیعت مین
زبان پر حرفِ مطلب آتے ہی منظور ہو جانا

زبان رُکتی ہی عرضِ مدعا مین دل نہین اُٹھتا
مجھے دہلائے دیتا ہے ترا مغرور ہو جانا

شراب عشق رکھتی ہی اثر سنگِ حوادث کا
سمجھلو شیشۂ دل کا بغل مین چور ہو جانا

جمال یار اگر پرتو فگن ہو کچھ نہین مشکل
جگر کے داغ سے روشن چراغِ طور ہو جانا

دہانِ زخم ہون ہنسنا مرا رونیسے بدتر ہی
مجھے ایذائین دیتا ہے مرا مسرور ہو جانا

نہ ترکِ عشق ممکن ہی نہ صبر آتا ہی فرقت مین
بڑی شامت ہے کھو کر دلکو خود مجبور ہو جانا

کوئی دم گریۂ خونین سے فرصت ہی نہین ملتی
بہت اچھا تھا اِن آنکھون میں ناسور ہو جانا

بھم اُلفت کی رسوائی نے دھری شان دکھلائی
مرا بدنام ہو جانا ترا مشہور ہو جانا

رہون مین آرزو کیون جان دینے پر نہ آمادہ
غضب ہے ابتدائے عشق مین مجبور ہو جانا

ارمان۔ جناب منشی عبدالرشید خان صاحب رامپوری ایڈیٹر اخبار نوشیخ تلمیذ مہتمم خدنگ نظر

زبانزد عشق مین تیرے مرا مذکور ہو جانا
ستمگر سنگدل ظالم ترا مشہور ہو جانا

نہ اُف نکلے زبان سے لاکھ برسین ظلم کے تیغ
ہی لازم حضرتِ دل پسکے چکنا چور ہو جانا

گرے بجلی محبت پر سے لگے آگ ایسی اُلفت کو
لگا کر دل کسی سے ہر طرح مجبور ہو جانا

جفا مین انکا شہرہ ہے وفا مین نام ہے اپنا
کسی صورت بغیر کو چاہیے مشہور [illegible]

سپاہیون کے ساتھ بیگم کے محل کا محاصرہ کرلیا اور خود پھاٹک کی حفاظت پر رہا۔
دو تین روز کے بعد جہانگیر مجنون کیطرح اس محلسرا کے قریب نظر آیا سپہ سالار اُسکے قریب گیا لیکن اُسنے سپہ سالار کی صورت دیکھکے اپنا مُنہ پھیر لیا۔
جنرل نے بڑے ادب کے ساتھ عرض کی کہ جہان پناہ کیون اپنے ایک خاکسار ملازم سے بیزار ہین۔
نواب صاحب کیا یہ ممکن ہو کہ مین نور جہان کے قاتل کی صورت دیکھون نہایت رنج بھری آواز مین شہنشاہ نے یہ جواب دیا جسکا دل ندامت و پشیمانی سے چھلنی ہو گیا تھا۔
سپہ سالار نے کہا کہ اگر بیگم اب تک نہ مری ہو۔
نواب تم کیا کہتے ہو کہ نور جہان اب تک زندہ ہو الحمد للہ اسکے بعد اُسکے دل مین ایک خیال گزرا اور شہنشاہ نے فرمایا۔
لیکن شاہی فرمان کی ضرور تعمیل ہونا چاہیے بیگم کے اُس ہاتھ کو کاٹ ڈالو جسنے اکثر مجھے نور افشان شراب کے جام دیے ہین۔
جہانگیر چلا گیا اور سپہ سالار کو ایک بڑے تردد اور اضطراب مین چھوڑ گیا آخر لاکر یا نہیم اپنے مالک کی عدول حکمی نہین کر سکتا تھا اور نہ اسکو بیگم کے ہمیشہ بدشکل کر دینے کی جرأت تھی جو اس حالت مین ایک ایسی دشمن بنجاتی جسکی انتقام گیری نہایت خوفناک ہوتی اب اُسنے ایک معتدل کارروائی پسند کی ہاتھ کاٹنے کے بجاے اُسنے کلائی کی کھال اُتار لی اور خوبصورت ہاتھ کے گرداگرد زخم کا نشان باقی رہنے دیا۔
نور جہان کو ساری کیفیت معلوم تھی اُسکو اس معاملے مین شکایت کا کوئی حق نہ تھا لیکن اس داغ کے چھپانے کے لیے اُسنے ایک نئی چوڑی ایجاد کی جو اس نشان کو بالکل ڈھنک لے اور اُسکو کوئی نہ دیکھ سکے۔
اب یہ خاص چوڑی علی العموم عورتون کو مرغوب اور دلعزیز ہے اور اب تک جہانگیری کے نام سے تمام ہندوستان مین مشہور ہے۔ فقط

انڈووہ ریویو

منسوب ہو لو نہ میری لاش پر صورت بنا ہیٹھو
قیامت ہے تمھارا اسقدر رنجور رہو جانا

نکل جائے پسِ مردن دلِ بیتاب کی حسرت
ہماری قبر پر اک دن بُتِ مغرور رہو جانا

زیادہ دوستی مین دشمنی کا خوف ہی اظہر
نہ رکھنا ربط بھی از حد نہ بالکل دُور رہو جانا

تجلی - جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب جلالپوری تلمیذ حضرت تائب شاہجہانپوری معین خدنگ نظر

مبارک تمکو اپنے حُسن پر مغرور ہو جانا
پری انسان سے ہونا پری سے حور ہو جانا

فدا ہونے لگین گے تمپہ لاکھون چاہنے والے
بہت خوبانِ عالم مین نہ تم مشہور ہو جانا

ملایک کرتے ہین فریاد انکی آہ وزاری سے
غضب ہے دردمندونکا ترے رنجور ہو جانا

ستم ہی وقت ہے اے بیمروت باتون باتون مین
ترا رنجور کر دینا مرا رنجور ہو جانا

تری مستانہ آنکھونکے ہین ہم مشتاق ای ساقی
نہین منظور مست بادۂ انگور ہو جانا

دلِ اُفتادگانِ خاک مٹی مین ملائے گا
دماغ افلاک پر تیرا بُتِ مغرور ہو جانا

نگاہِ شوق سے ہونا مرا سرگرم نظارہ
خجل اُنکا دکھا کر چہرۂ پُر نور ہو جانا

بڑھانا دستِ شوق اپنا وہ فرطِ بیقراری سے
حیا و شرم سے اُنکا جھجک کر دور ہو جانا

ملانا خاک مین دل اسقدر آفت رسیدونکے
زمین پر تم جوابِ آسمان مشہور ہو جانا

ترے جور و جفائے عام کا باعث ستمگر ہے
عدو کا ہمخیالِ عاشقِ رنجور ہو جانا

عبث اُمید اسکی تو دلِ مشتاق رکھتا ہی
نہین آسان عرضِ وصل کا منظور ہو جانا

نئی ہے چھیڑ کہتے ہین عدو کو ہم ستائینگے
مگر اس شرط پر۔ دلمین نہ تم مسرور ہو جانا

یہی جی چاہتا ہی رات دن دیکھا کرین اُنکو
نہین دم بھر گوارا اے تجلی دُور ہو جانا

ثروت - جناب نواب احمد علیخانصاحب عرف پٹن صاحب لکھنوی

رہِ اُلفت سے دلکو چاہیئے تھا دُور ہو جانا
کہ پڑتا ہے دیارِ عشق مین مجبور ہو جانا

بتایا دلکو شیدا سے رُخِ پُر نور ہو جانا
سکھایا میری آنکھون نے مجھے مجبور ہو جانا

اگر ہوتی نہ تاثیرِ محبت کی مدو لے دل
ہماری عرض کو دشوار تھا منظور ہو جانا

جوانی نے حسینون کو یہ آ آ کر بتایا ہے
ادھر لینا دلِ عاشق اُدھر مغرور ہو جانا

نہان تو نے جو اے گردون [illegible] رکھا تھا اگنونہی
سکھا دے یار جانان کو بھی دلسے دُور ہو جانا

نکالے جسطرح چاہے ترے بس مین ہو انعام
ستم ہے آدمی کے واسطے مجبور ہوجانا

ہوگا قیامت تک وہ ٹھنڈی گریبان اُنکی
وہ بیٹھے بیٹھے پہلو سے مرے کافور ہوجانا

توجہ چاہیے تیری نگاہِ ناز کی ظالم
نہین مشکل دلِ مجروح مین ناسور ہوجانا

ستم ڈھاتا ہے صبح وصل اُنکا ارمان کیا پوچھو
کسیکی مدبھری آنکھونکا وہ مخمور ہوجانا

اعجاز۔ ابوالاحسان جناب منشی اعجاز صاحب چشتی بھڑوچی اُستاد انجمن ارباب مہذب الاخلاق

ملتے ہی نقاب اُنکا سراپا نور ہوجانا
خوشا طالع شب غم کا وہین کافور ہوجانا

قیامت ہے یہ وصل و ہجر مین دستور ہوجانا
کبھی مسرور ہوجانا کبھی رنجور ہوجانا

تمہارے وصل مین لطفِ پرستان سیر جنت ہے
پری پہلو مین ہوجانا بغل مین حور ہوجانا

جنھین غمزہ ہو حُسن و ناز پر وہ آپسے سیکھین
نکھر کے نور ہوجانا سنور کے حور ہوجانا

کریگا وہ بپا محشر کہ اُف اُف کرتے آؤگے
مرے نالونکا بڑھ بڑھکر صدائے صور ہوجانا

جھجک جاتے ہو بوسون پر سرک جاتے ہو پہلو سے
غضب ہے وصل کی شب ملکے یکجان دُور ہوجانا

اسیرِ دلمین کیا کیا چٹکیان لیتا ہے یہ غمزہ
نظر ملتے ہی مجھسے مسکراکر دُور ہوجانا

وہ بگڑے ہوگیا مضطر وہ سر کے ہوگیا غمگین
ذرا سی بات ہے دلکا مرے رنجور ہوجانا

یہ سب جادو بیانی ہے وگرنہ یون تو مشکل تھا
کلامِ حضرتِ اعجاز کا مشہور ہوجانا

اثر۔ جناب احمد علی صاحب فرق امین محکمۂ منصف کورٹ جلگاؤن تلمیذ جناب اظہر

بہارِ حُسن پر اکثر خزان کا دانت رہتا ہے
دو روزہ حُسن پر زیبا نہین مغرور ہوجانا

عجب انداز اُس بُت نے نکالا دل جلانے کا
کبھی آکر گلے لگنا کبھی پھر دُور ہوجانا

ہوا دل اسقدر زخمی تمہاری تیغِ ابرو سے
رہا باقی فقط سینے مین اک ناسور ہوجانا

کوئی تدبیر ملنے کی اثرؔ اب بن نہین آتی
ستم ہے آدمی کے واسطے مجبور ہوجانا

آزاد۔ جناب منشی صدر الدین صاحب چشتی از شہر ناسک

چھری کو شتے مین ہم خود تیز کرکر دستِ قاتل مین
ستم ہے آدمی کے واسطے مجبور ہوجانا

ترے انداز کچھ اندازِ انسانی سے بڑھکر ہین
فقط باقی ہے نامِ حور سے مشہور ہوجانا

اظہر۔ جناب منشی تاج محمد صاحب اورنگ آبادی حال وارد جلگاؤن

غضب تھا ساقیِ مخمور کا مخمور ہو جانا
ستم تھا شیشہ و ساغر کا لڑ کر چور ہو جانا

حیاتِ جاوداں سے بڑھکے تم پر جان دینا ہے
نہیں مرنے سے کم ہے یار مستور ہو جانا

کبھی جس دن سے محرم آپ بھی کھنچنے لگے ہیں
حیا نے سکھایا آپ کو مغرور ہو جانا

تمہاری آرزو کیونکر بھلائیں غیر ممکن ہے
تمہاری یاد کا مشکل ہے دل سے دور ہو جانا

شرارت میں قیامت ہے حیا ظالم کی آفت ہے
کبھی مجبور کر دینا کبھی مجبور ہو جانا

تکلف کو اٹھائے گا گلے باہم ملائے گا
مرا سرشار ہو جانا ترا مخمور ہو جانا

خیالِ چشم جاناں میں ہمارے دل نے سیکھا ہے
کبھی بیمار ہو جانا کبھی رنجور ہو جانا

جگر کا رازِ دل کہتے ہوئے ہم تم سے ڈرتے ہیں
کہیں ایسا نہو تم اور بھی مغرور ہو جانا

حسن۔ جناب حسن علی صاحب بن شجاع الدین صاحب سوداگر بمبئی معین خدنگ نظر شاگرد جناب مفتون لکھنوی

کبھی اُنکی طرف بھی دیکھکر مسرور ہو جانا
جو چاہو عاشقِ رنجور کا غم دور ہو جانا

زمیں پر پاؤں تم رکھتے نہیں جوشِ جوانی میں
دو روزہ حسن پر اچھا نہیں مغرور ہو جانا

شبِ وصلت قیامت کی رہی ہے چھیڑ چھاڑ اُنسے
کبھی مسرور ہو جانا کبھی رنجور ہو جانا

دکھا دیتے فلک کو کج ادائی کا مزہ لیکن
ستم ہے آدمی کے واسطے مجبور ہو جانا

خلیل۔ جناب منشی حافظ محمد ابراہیم صاحب چشتی بھڑوچی تلمیذ جناب منشی اعجاز بھڑوچی۔

غضب ہے اُس بتِ کافر کا یہ دستور ہو جانا
مرے پہلو میں چٹکی لیکے مجھسے دور ہو جانا

تجلیِ رخِ تاباں سے ذرہ ذرہ گویا ہے
تمہیں زیبا ہے بے پردہ سراپا نور ہو جانا

الٰہی الاماں رنج و غمِ جانکاہِ فرقت سے
ستم ہے آدمی کے واسطے مجبور ہو جانا

یہی تھا مونس و غمخوار میرا ہجرِ دلبر میں
خدایا قہر ہے پہلو سے دل کا دور ہو جانا

تسلی کو سوالِ وصل اُنسے ٹھیک ہے ورنہ
بہت دشوار ہے اس بات کا منظور ہو جانا

اُٹھا کر پھینکدینا اُس بتِ کافر کا پتھر پہ
قیامت شیشۂ دل کا ہے چکنا چور ہو جانا

یہی تھا ہے اے جفا پیشہ ستم ہے اے ستم پرور
خفا ہونا بگڑ جانا سرکنا دور ہو جانا

حضرت ریاض

اگر کر بھی نہ پہونچیں تھکے اتنی دور ہو جانا
مبارک شاخِ گل کو شاخِ نخلِ طور ہو جانا

نہ کر دلکو باتون مین کہین اُٹھنا نہ پہلو سے
ابھی جاؤ ابھی جاؤ اگر منظور ہو جانا

عجب کیا جو فرقت مین یہ اپنی جوششِ گریہ
بتا ئے زخمِ دل کو بھی مرے ناسور ہوجانا

اگر مانند موسیٰ ہون مین دیدِ یار کا جویا
بتاؤن آہِ سوزانکو چراغِ طور ہوجانا

نزاکت نے پشیمان سخت جانون سے کیا آخر
نہ سکھلایون بانکپن مین آپکو مشہور ہوجانا

سیہ داغِ جگر سکھا یاد عارض نے ضیابخشی
بتایا شبکو مانندِ سحر پُر نور ہوجانا

کیا جسدن سے عشق اظہار شروت مین نے گیسو کا
سکھایا اُسنے زلفونکو شب دیجور ہوجانا

جلال جناب حکیم سید ضامن علیصاحب لکھنوی

غضب ہے دُور کھنچتے کھنچتے اُنکا دور ہوجانا
خلافِ آدمیت ہے بشر سے حور ہوجانا

حجاب آنکھون مین آنا بیحجابی دُور ہوجانا
دکھاتا ہے مزے اُس مست کا مخمور ہوجانا

محبت مین تری عالم نرالا ہے مرے دل کا
کبھی مختار بن جانا کبھی مجبور ہوجانا

جھکا دیتا ہے سر کو آئینے کے روبرو آخر
ذرا سی خوبروئی پر بہت مغرور ہوجانا

بھر دیتا ہے اک پیمان شکن ساقی سو رنجش کی
بہم لڑ لڑ کے پیمانونکا چکنا چور ہوجانا

گناہ عاشقی خواہانِ تعزیر آپ ہوتا ہے
بتا دیتا ہے شوقِ دار خود منصور ہوجانا

نہ آئیگا شبِ وعدہ بھی کوئی اسکے شاہد ہین
چراغونکی اُداسی شمع کا بےنور ہوجانا

جو ساغر بھر کے مُنہ سے لگاؤن یاد ساقی مین
لہو کے گھونٹ تو اے بادۂ انگور ہوجانا

تہ و بالا کیا ہے میری اک اُف نے دو عالم کو
قیامت ہے فغانِ زیرِ لب کا صور ہوجانا

ادھر تیرا نگاہِ لطف کے مرہم کا رکھ دینا
جلن کا دلکے داغونکی اُدھر کافور ہوجانا

بڑھا نا تھا مرے دستِ ہوس کی حوصلہ کیا کیا
وہ اُنکا پاس سے ہٹ ہٹ کے شکوہ دور ہوجانا

صنم جھکتا ہے سر اپنا بمشکل تیرے سجدہ مین
قدم لیکر ترے اللہ یون مغرور ہوجانا

کرشمے اُس پری کی یادِ گیسو کے کوئی دیکھے
بلا کے بھیس مین آنا نظر مین حور ہوجانا

اگرچہ عشق مین سب اپنی ہشیاری کی باتین ہین
مگر قسمت مین تھا دیوانہ ہی مشہور ہوجانا

جلال اب حشر تو اب تک ہوا آ ئے قیامت کی
صدا دیتا ہے بابِ توبہ کا مسدور ہوجانا

جناب محمد افتخار علیصاحب پر دپرائٹر افتخار جگر بہادر پریس لکھنؤ

...رحمت اُٹھائی تمنے حاصل ایسے آئیسے
زرا ٹھہرو چلے جاتا ہی گر منظور رہو جانا

...کتے ہین سلام ناتوان نزدیک ہی دلسے
نہین آسان مرے کوچے سی ہکادو رہو جانا

...غزل جناب حکیم علی محمد صاحب مصنف نظم دلفروز رئیس بھبئی شاگرد حضرت تائب شاہجہانپوری

...ین کب روک سکتا ہے مرا رنجور رہو جانا
اُٹھو جاؤ جو پہلو سے مرے منظور رہو جانا

...سے گو بظاہر کوئی کوسون دور رہتا ہی
مگر دشوار ہے دل سے ہمارے دُور رہو جانا

...ام سخت کرنا وہ بُتانِ بیمروت کا
ہمارے شیشۂ دل کا وہ غم سی چور رہو جانا

...ھاتا ہی عجب کیفیت اہلِ بزم کو ساقی
تری متوالی آنکھون سے مرا مسرور رہو جانا

...ہ تڑپانا دلِ عشاق کو اے برق وش تیرا
وہ پردے مین دکھا کر چہرۂ پرُنور رہو جانا

...ین ہو دل لگانا ساز وار اک آفتِ جان سے
مبارک زاہدو تمکو فدائے حور رہو جانا

اٹھائین کیون مرے آگے وہ اپنی بزم عشرت سے
نہین منظور اُنھین اغیار کا رنجور رہو جانا

دلِ بیتاب اُنپر آگیا بے اختیار آخر
مقدر مین لکھا تھا ہارے کیا مجبور رہو جانا

خدا جانے قیامت ڈھائیگا کیا کیا جوانی مین
غضب ہے اُس بُتِ طناز کا مغرور رہو جانا

بھلا دینا نہ دیکھو دل سے اپنے جان نثارونکو
نظر سے جس قدر منظور ہو تم دُور رہو جانا

محبت مین کسیکی چاہتے ہو تم عبث شہرت
نہین اچھا ہی اے شاغل بہت مشہور رہو جانا

شوخ - جناب منشی سید فضل حسین صاحب از سیالکوٹ

عجب حالت ہوئی میری حسینونکے تصور مین
کبھی مسرور رہو جانا کبھی رنجور رہو جانا

طالب - جناب منشی ونایک پرشاد صاحب بنارسی آتھر وکٹوریہ ناٹک کمپنی بمبئی

اُدھر اُس ماہ کا آنا اُدھر پُرنور رہو جانا
چراغِ گور کا اپنے چراغِ طور رہو جانا

جوانی کا دبا لینا حیا کا دور رہو جانا
ستم ہے آدمی کے واسطے مجبور رہو جانا

جُدا کر لو مرا سر تن سے پہلے پھر چلے جاؤ
ہمارے پاس سے تمکو اگر منظور رہو جانا

تمہاری باتین برچھی کی انی بنکر رُلاتی ہین
ہنسی ہے کچھ ہمارے زخم کا انگور رہو جانا

دل وجان دین و ایمان عشق مین سب کچھ گنوا بیٹھے
یونہین تقدیر مین لکھا تھا بے مقدور رہو جانا

بگڑتے ہو عبث کیون وصل مین کیون منہ بناتے ہو
کہان سیکھا ہی تمنے عیش مین رنجور رہو جانا

جوانی آتے ہی نشۂ مین ایسا چور ہوجانا | یہ دو دن کے لیے اچھا نہین مغرور ہوجانا
وہ راتین یاد آتی ہین وہ باتین یاد آتی ہین | مرا کھل کھیلنا ظالم ترا مجبور ہوجانا
بتانِ ماہ سیما کو عجب عالم دکھاتا ہے | سحر ہوتے ہمارے رنگ کا کافور ہوجانا
قیامت ہے وہ تیرا ناز سے انگڑائیان لینا | ستم ہے کافر آنکھون کا تری مخمور ہوجانا
دکھا دو مست مے ہوکر تم اپنا ناز سے چلنا | دکھا دین شیشۂ دل کا تمہین ہم چور ہوجانا
نگاہِ لطف کی دل سے مرے کچھ راہ تو نکلی | مبارک میرے زخمون کو ہوا ناسور ہوجانا
کسیکا وصل کی شب اک ادا سے بار بار یہ کہنا | پرائے بس مین پڑکر تمہین مجبور رہو جانا
نظر کے سامنے کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہو | کہ دل سے دُور ہونا ہو نگہ سے دُور ہوجانا
بھرے ساغر مین ہو بھرپور رنگ اُنکی جوانیکا | غضب ہے بے پیئے نشۂ مین میرا چور ہوجانا
بہار آئے تری قسمت سے ابکی ہم دکھادینگے | ترے سبحہ کا زاہد خوشۂ انگور ہوجانا
جو موج آجائے کچھ تو ہو نکلنا بام پر سے | ادھر بھی اک ذرا بھولے سی برقِ طور ہوجانا
مزا دیتی ہین گھڑیان انتظارِ یار کی کیا کیا | کبھی مسرور ہوجانا کبھی رنجور ہوجانا
کہون کیا اپنی تربت پر اندھیری رات کا عالم | عجب حسرت فزا تھا شمع کا بے نور ہوجانا
ریاض اس شہر سے اب کیا کرین ہم قصد جانیکا | نصیبون مین لکھا ہے خاکِ گورکھپور ہوجانا

سلام جناب سید خواجہ معین الدین صاحب چشتی شاگرد رشید حضرت حبیب کنتوری از حیدرآباد دکن

لحد پر جلوہ افگن مثل شمع طور ہوجانا | مٹا کر صاف مجھسے اے بُتِ مغرور ہوجانا
سرائے دہر مین یہ سرکشی اچھی نہین غافل | تنک ظرفی ہے پا کر مال و زر مغرور ہوجانا
جگہ کرنی ہے سُرمہ بنکے گر چشم بصیرت مین | تو جلکر آتشِ اُلفت سے ایدل طور ہوجانا
بلائے جان مضطر ہین مسلسل ہجر کے صدمے | ہے آسان جان دینا موت پر مجبور ہوجانا
کہین ٹوٹے ہین میخوار و نکے دل سنگ ملامت سی | نہین آسان ان شیشوں کا چکنا چور ہوجانا
جہان کی سختیان از خود گوارا ہوتی جاتی ہین | ستم ہے آدمی کے واسطے مجبور ہوجانا
دو واتھا عکس دندان زخمی تیغ تبسم کی | کرامت ہو نمک کا یک بیک کافور ہوجانا
ہماری خاک ہوگی سرو قامت پر بلا گردان | ملیگی روح کو راحت ادھر ہی حور ہوجانا

تمہین واجب ہے پیش آنا محبت سے عنایت
مناسب ہمکو جان و دل سے ہے مشکور رہو جانا

لحاظ و غیرت و مردم شناسی عاقبت بینی
تمہو گر خوب ہو اُس آنکھ کا بے نور ہو جانا

اُبل پڑتے ہین نخوت کاسۂ سر مین جو بھرتی ہو
غضب ہوتا ہو کم ظرفونکا ذی مقدور ہو جانا

کوئی مجنون کوئی وحشی کوئی آوارہ کہتا ہو
عنایت یہ بلا ہو عشق مین مشہور ہو جانا

از جناب منشی فقیر محمد عرف موسی صاحب پروپرائٹر نوشہ سخن شاگرد جناب نعیم لکھنوی از کلکتہ

کبھی مضطر کبھی ششدر کبھی رنجور ہو جانا
ستم ہے آدمی کے واسطے مجبور ہو جانا

مزاجِ یار کا رنگِ تلوّن بھا گیا دل کو
کبھی رنجور ہو جانا کبھی مسرور ہو جانا

مسیحا بن کے کوئی دن عیادت کو جو تم آؤ
نہین کچھ دور دردِ دل کا دلسے دور ہو جانا

چھڑکنا وائے بیدردی نمک قاتل کا زخمو پر
وہی حق مین ہمارے مرہم کافور ہو جانا

فدا اُستاد کا ہو فیض تو کیا غیر ممکن ہے
سخندانون مین میری نظم کا مشہور ہو جانا

کمال جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب خلف حضرت جلال لکھنوی مقیم مونگیر

بلانا پاس میرا اور اُنکا دور ہو جانا
دکھانا جذب دل آخر کو پھر مجبور ہو جانا

نگاہِ منتظر کا ایک دن بے نور ہو جانا
دکھائے گا شبِ مہ کا شبِ دیجور ہو جانا

بگڑ کر ہمسے اُنکا وصل کی شب دور ہو جانا
ہمارا کرکے اُف دل تھام کر مجبور ہو جانا

حجاب آنکھون کا اُنکی وصل کی شب دور ہو جانا
تمنا میرے دل کی پوچھکر مسرور ہو جانا

اُسے کیا خوف بعدِ مرگ تاریکیِ مدفن کا
جو دیکھے روز فرقت کا شبِ دیجور ہو جانا

کسی خود بین کا یہ کہنا نگاہین پھیر کر مجھسے
سکھایا ہے ہمین آئینہ نے مغرور ہو جانا

اثر میری شکستہ خاطری کا تھا یہ اے ساقی
ترے شیشے کا بزمِ مے مین گرکر چور ہو جانا

ہزارون ہی کے دل بجھتے یہی واللہ بہتر تھا
بہت جلدی ترا گل اے چراغِ طور ہو جانا

ذرا کر دیکھ لو اپنی نگاہون سے ذرا ہمکو
ادھر آؤ بتا دین ہم تمہین مغرور ہو جانا

بیان کرتا ہو سوزِ داغِ پنہان کی شرارت کو
تجھے دل کا مرے جلکر چراغِ طور ہو جانا

کسی ناشاد کو اب اس سے بڑھکر کیا خوشی ہوگی
کہ غم دیکر تمہارا ہنستے ہم مسرور ہو جانا

عجب کیا ہے جو صورت سے خلد مین مجکو ملنے والا ہے
بتا ممکن نہین انسان کا کیا حور ہو جانا

تمہاری پردہ پوشی مین تماشا تمام بگڑے گا ... چھپے رہنا ذرا سی بات مین مشہور ہو جانا
نقاب اُٹھ جائیگی رُخ سے حجاب اُڑ جائیگا ویسی ... کسی دن نشۂ مے سے ذرا مخمور ہو جانا
اندھیرے مین تمہارا گھر نظر آئے نہ دشمن کو ... بجا ہے وصل کی شب کا شبِ دیجور ہو جانا
وہ زینہ عرش کا تھا دار کہتی ہے جسے دُنیا ... پسند آتا ہو ہمکو اس لیے منصور ہو جانا
سفیدی انتظارِ یار سے آنکھون مین آئی ہو ... کبھی دیکھا تھا طالب مشک کا کافور ہو جانا

طرار۔ جناب مظہر حسین صاحب عرف بنی میان جلگانوی تلمیذ جناب اظہر

یہ احسان دختِ رز کا ہو لیے بے انتہا ہوسے ... ہمارے کام آیا آپ کا مخمور ہو جانا

جعفری۔ جناب منشی محمد فاضل صاحب بریلوی تلمیذ جناب مہر بریلوی مرحوم

دمِ آخر وہ دیدۂ نرگسِ مخمور ہو جانا ... اجل کی چاشنی کیفِ مے انگور ہو جانا
تبِ ہجر و بیماری سے مرا رنجور ہو جانا ... کریگا موت سے نزدیک اُسکا دور ہو جانا
ہماری داد خواہی حشر مین اک حشر تھی گویا ... قیامت تھا قیامت مین ترا مجبور ہو جانا
خیالِ ہجر و وصلِ دلربا مین مشغلہ یہ ہے ... کبھی مغموم ہو جانا کبھی مسرور ہو جانا
بنا ہو داغہائے عشق سے دل غیرتِ جنّت ... پئے تفریح اس فردوس مین ای حور ہو جانا
ابھی تک یاد ہو مجھ کو یہ احسانِ غمِ دلبر ... کہ تنہائی مین غمخوارِ شبِ دیجور ہو جانا
کیا ہو ناوکِ غم نے مشبک تو عجب کیا ہو ... مرے دل پر گمانِ خانۂ زنبور ہو جانا
یہ وقتِ جانکنی ہے آکے دم آنکھون مین اٹکا ہو ... سرِ بالین عاشق بھی ذرا اے حور ہو جانا
کرے ٹھنڈا۔ کفن پہنائے عاشق کو عجب کیا ہو ... یہ ٹھنڈی گرمیان کر کے ترا کافور ہو جانا
چراغِ دیر ہو گا ہے کبھی شمعِ حرم ہو تم ... غرض ہر رنگ مین آتا ہے تمکو نور ہو جانا
جم و فغفور کو مشکل ترے در کی گدائی ہے ... گدا کو تیرے آسان ہو جم و فغفور ہو جانا

عنایت۔ عالیجناب راجہ عنایت سنگھ صاحب رئیس لکھنؤ تعلقہ دار بریلی

عجب آفت ہے عاشق کے لیے مہجور ہو جانا ... قریبِ مرگ ہونا ہو صنم سے دور ہو جانا
طفیلِ عشق سے یہ سیر ہجر و وصل مین دیکھی ... کبھی رنجور ہو جانا کبھی مسرور ہو جانا
اگر پاسِ وفا ہے تمکو میرے پاس ہو جاؤ ... نہیں زیبا ہے ناز کے ... کا مغرور ہو جانا

زمانہ ہے ابھی بچپن کا قدرِ حسن کیا جانو
جدائی خود سکھا لیگی تمہین مغرور رہو جانا

رہین تیور ترس کے دلمین لیکن چٹکیاں لینا
جفا کرنا وفا کے نام سے مشہور رہو جانا

لحد مین کھُل گیا یہ رمزِ دنیا ڈھانے والونکو
کہ کیا شے ہے بشر کے واسطے مجبور رہو جانا

یونہین کچھ روز اگر شوخی تمہاری رنگ لائیگی
مبارک ہو کسی دن رشک برقِ طور رہو جانا

شریکِ وضعداری وان ستم یان شکر لب پہ ہی
غضب ہے مدتون سے بات کا دستور رہو جانا

رموزِ عشق ظاہر کر رہی ہے فرطِ خاموشی
مرے مسلک سے کوسون دور ہے منصور رہو جانا

کہان نظارۂ برقِ تجلی اور کہان موسیٰ
فقط تقدیر مین تھا سیرِ کوہِ طور رہو جانا

محبت بھی حقیقت مین کوئی کارِ نمایان ہے
ادھر لڑنا نگاہون کا اُدھر مشہور رہو جانا

وفورِ عشق مین آگے ہے بس حدِ ادب اے دل
غنیمت جان دیدارِ رخِ پرنور رہو جانا

پسِ عرض تمنا چُپکے بیٹھے ہین وہ اے محشر
اب آگے خوبیِ تقدیر ہے منظور رہو جانا

مضطر۔ جناب محمد اسمٰعیل صاحب ابن شاہ محمد صاحب جلگانوی تلمیذ جناب اظہر

قدم بھی تم نہین رکھتے زمین پر کبر و نخوت سے
دو روزہ حسن پر اچھا نہین مغرور رہو جانا

ناطق۔ جناب منشی سید ابوالحسن صاحب از گلاؤٹھی ضلع بلندشہر

وہ تجھسے چار آنکھین او بتِ مغرور رہو جانا
وہ شیشے کی طرح سے دل کا چکنا چور رہو جانا

وہ ہٹتے ہٹتے تیرا مجھسے بالکل دور رہو جانا
وہ بڑھتے بڑھتے دل کے زخم کا ناسور رہو جانا

زرا کوٹھے پر آکر جلوہ گر سا اے حور رہو جانا
دکھا دینا جہان کو چاند کا بے نور رہو جانا

سرِ محفل مجھے بوسے ملے۔ ایجاب ہوا اچھا
مے گلرنگ پیکر آپ کا مخمور رہو جانا

تماشا دیدنی ہے صفحۂ عالم پہ اے ناطق
بتِ کافر کو دل دیکر مرا مجبور رہو جانا

نور۔ جناب نور محمد صاحب تلمیذ جناب اختر از جلگاؤن

صدائے کوئے دلبر سُن رہا ہون اپنی کانونسے
بنے تو اسطرف بھی اے دل رنجور رہو جانا

مرا دل آگیا ہے یہ سمجھ کے وہ ستاتے ہین
ستم ہے آدمی کے واسطے مجبور رہو جانا

ترک۔ جناب اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ جناب گرامی شاعرِ خاص اعلیٰحضرت حضور نظام دام ملکہٗ

ستم ہے زہد پہ اے زاہدو مغرور رہو جانا
خدا سے دور رہو تا ہو بتون سے دور رہو جانا

یہ ساری خوبیان ہین یار تیری بیوفائی کی — زمانے مین ہمارا باوفا مشہور ہو جانا
لگی دل کی عجب انداز سے بجھتی ہی فرقت مین — جلانا سوز دل کا پہلے پھر کافور ہو جانا
کرشمے اے کمال اس عشق پنہان کی عجب دیکھے — کہ دل مین داغ پڑنا داغ کا ناسور ہو جانا

کلیم ـ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب لکھنوی

خدا کی یاد مین زاہد کو شوقِ حور ہو جانا — یہ ایسا ہے کہ اُسکے پاس سے پھر دور ہو جانا
غضب ہے وصل کی شب چھیڑ کا دستور ہو جانا — کبھی مجبور کر دینا کبھی مجبور ہو جانا
تری دزدیدہ نظرون نے بنایا ناز دان مجکو — گوارا ہی مجھے ہر زخم کا ناسور ہو جانا
غضب ہے اُسکے دیوانون کو سمجھاتا ہی تو ناصح — ستم ہے عقل سے انسان کا معذور ہو جانا
کوئی ذکر اور بعد اس ذکر کے اچھا نہین لگتا — خموشی کی علامت ہے ترا مذکور ہو جانا
نجانے کیا خیال آنے لگے ہین تیری وحشی کو — کبھی مغموم ہو جانا کبھی مسرور ہو جانا
مرے مرنے سے سجدے شکر کے ہر وقت ہوتے ہین — مجھے ممنون کرتا ہے ترا مشکور ہو جانا
بڑی مشکل ہی۔ دشواری بہت ہی سخت وقت ہی — سوا رونے کے تیرے عہد مین مسرور ہو جانا
اگر ہم دیکھ لین تو اور بھی مدہوش ہو جائین — کبھی اُسکی نشیلی آنکھ کا مخمور ہو جانا
یہ ثابت کر رہا ہی غیر کے گھر شب بسر کی ہے — کسیکے چہرۂ پُر نور کا بے نور ہو جانا
نزاکت سے شبِ وعدہ نہ آیا عذر تو کرتا — قیامت ہے ترا ہر بات سے معذور ہو جانا
سجھائی کچھ نہین دیتا محبت مین تری ظالم — عیان ہے روز فرقت کا شبِ دیجور ہو جانا
جو یکتا ہے دوئی کیونکر گوارا ہو گئی اُسکو — تعجب ہی مجھے بھی وصل کا منظور ہو جانا
نگاہ ناز لغین نہ مجکو تیرے زانو پر مرا سر ہے — علامت ہی جنون کی ایسے غش کا دور ہو جانا
کلیم افشان کو اُسکی دیکھلو حیرت کو جا نیدو — تعجب کیا ہر اک ذرّے کا کوہِ طور ہو جانا

محشر ـ جناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی

دکھاتا ہی نئی صورت ترا مغرور ہو جانا — حضورِ آئینہ زینت سے بھی معذور ہو جانا
جو خنجر گلا بکھنا کسیکو کب گوارا ہے — مگر تیری خوشی کے واسطے مجبور ہو جانا
دکھائین مختلف دو صورتین اک صبح وصلت نے — مرا غمگین ہو جانا ترا مسرور ہو جانا

بوالہوس کے دلمین بھی ہو کچھ خیالِ خام عشق
ہو کہین بدنام دُنیا مین نہ یارب نام عشق

حسرتین کیسی کہان کا شوق کس کا انتظار
بھولے چوکے بھی نہین لاتا ہون لب پر نام عشق

تیغِ قاتل آج اُگلی پڑتی ہو کیون میان سے
کیا کسی ناکام کو دکھلائے گی انجام عشق

حسرتین کہتی ہین وقتِ نزع مل مل کر گلے
ہمکو کس پر چھوڑے جاتا ہو ارے ناکام عشق

زخم کا اسکے ہے ناپیدا جہان مین التیام
کاٹ رکھتی ہو قیامت کا مگر صمصام عشق

سر ہمارا نیزۂ جلاد پر چڑھتا ہو کب
دیکھیے تقدیر دکھلاتی ہو کب تک بام عشق

کفر اور اسلام کے جھگڑون سے کیا مطلب مجھے
کلمہ پڑھتا ہون بتون کا ہو یہی اسلام عشق

لے اسے آغوش مین اے طول زلف یار لے
کوئی انور سا نہوگا بندۂ بے دام عشق

کمال جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب خلف حضرت جلال لکھنوی مقیم مونگیر

یونہین پہونچین منزلِ مقصود تک ناکام عشق
تو ہی اے آہِ رسا ہو نردبانِ بام عشق

کامیابی کا سبب ہوگا دلِ ناکام عشق
خاک مین ملنا تمناؤن کا ہے انجام عشق

کیون نہون تقدیر کے شاکی ترے ناکام عشق
عشق کا آغاز کیا تھا کیا ہوا انجام عشق

او تغافل کیش اُنسے یاس حاصل ہو گئی
جی رہے تھے جن اُمیدون پر ترے ناکام عشق

ساری اُمیدین بر آئین جب ہوے مایوس ہم
کام اپنے آگیا اپنا دلِ ناکام عشق

وہ یہی دو ہین مقدر خود ہو جن پر خندہ زن
اک دلِ ناشاد میرا ایک مین ناکام عشق

ہمنے گاڑا بے نشانی کا نشان زیرِ فلک
مٹنے والون نے مٹا ڈالا تمہارے نام عشق

اضطراب دل ہو میرا موجبِ تسکین درد
میری ایذائین ہوئی ہین باعثِ آرام عشق

میری آنکھونکی سفیدی ہو بیاضِ صبحِ ہجر
تیرگی ہے میری قسمت کی سوادِ شام عشق

جو گزرتی ہو یہان دلپر وہ ہے ناگفتنی
مُہر خاموشی لگا بیٹھے ہین ہم ناکام عشق

ایک دو تو نین نہین اُلفت مین تیری کامیاب
دل زیادہ مجھسے بڑھکر دلسے مین ناکام عشق

صورتِ پروانہ سوزان ہین فروزان شکل شمع
دلجلون نے تیرے کیا روشن کیا ہو نام عشق

دوست کی محفل مین کیون دشمن ہو حد سے بیقرار
درد تو بنکر نہ اُٹھا ہو کوئی ناکام عشق

کیا کہین ہمکو کہان لائی ہو از خود رفتگی
عرش اعلی سے بھی بالا تر کہین ہو بام عشق

اک پہلو مین دل ہے اور دل مین عشق کی [illegible]
کوئی مشکل نہین انسان کو مجبور ہوجانا

کہان وہ گرمیِ شوق اور کہان ذوقِ نظر بازی
نگہ سے دُور ہوجاتا ہے دل سے دور ہوجانا

او مین [illegible] کر کیون رہ گیا زخمِ گلِ لالہ
مرے داغِ جگر سے سیکھ لے ناسور ہوجانا

مزے ملتے ہین اک دیوانگی مین دونون عالم کے
کبھی رنجور ہوجانا کبھی مسرور ہوجانا

وہ پھر اُٹھتا ہو شورِ لن ترانی ذرّے ذرّے سے
قیامت خیز ہے کوئے صنم کا طور ہوجانا

دلِ عشاق کا اے ترک یہ بھی اک کرشمہ ہے
کبھی برباد ہوجانا کبھی معمور ہوجانا

٭ بقیۂ طرح ماہ گزشتہ

آزاد۔ جناب مولوی غلام محی الدین صاحب دہلوی وارد حال بمبئی

جوشِ وحشت مین مسلم ہوگیا اسلام عشق
کوچہ گردی سے مری پورا ہوا احرام عشق

خاک مین آخر ملے ہم یہ ہوا انجام عشق
بھول کر یارب نہ لے کوئی جہان مین نام عشق

جلوہ گاہِ دہر مین جب سے ظہورِ حسن ہے
تیز ہے میرے گلے کے واسطے صمصام عشق

میرے مرنے سے کھلا حالِ محبت خلق پر
سنگ مرقد بنگیا آئینۂ انجام عشق

یہ صلہ پایا وفا کا حسن کی سرکار سے
چہرۂ عاشق کی زردی ہے زرِ انعام عشق

پہلے تھا رُخ کا تصور اب ہے گیسو کا خیال
وہ تھی صبح عشق گویا اور یہ ہے شام عشق

آستانِ یار پر ہر وقت سجدے کیجیے
ہے یہی بس دین عشق ایمان عشق اسلام عشق

دیکھ آکر اپنے بیمارون کو اے آرام جان
کوئی محروم محبت ہے کوئی ناکام عشق

سر فدا کردون تقاضا ہے محبت کا یہی
تیغ قاتل دینے آئی ہے مجھے پیغام عشق

ہون اسیرِ زلف ظاہر ہے خطِ تقدیر سے
دائرے حرفون کے ملکر بنگئے ہین دام عشق

عرش اعظم سے بھی اونچی ہوگئی میری فغان
آجتک پایا نہ اے آزاد اوجِ بام عشق

انور۔ جناب مولوی نور محمد صاحب مدرس مدرسۂ ہاشمیہ بمبئی شاگرد حضرت [illegible]

اک نگاہِ لطف تھی اور پھر نہ تھا ہنگام عشق
کون ما فوق تھا اُٹھاتا ہو گر یون بار عشق

[illegible] کیا بتائے بیکس ہو ناکام عشق
خانمان برباد آوارہ وطن بدنام عشق

مندرج سے دستیاب ہوسکتا ہے۔

نیرنگ جہان۔ یہ ماہوار رسالہ انجمن احباب بتے پور کے نکتہ سنج اور علم دوست ممبروں کی اعلیٰ کوشش کا نتیجہ ہے۔ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء سے اپریل تک کے نمبر ہمارے سامنے ہین اور ہم ہر نمبر مین ایک شذا ایک علمی سبجکٹ پر جامع اور مدلل بحث پاتے ہین۔ نظم کی چاشنی گو بہت ہی کم ہے لیکن مغربی مذاق رکھنے والون کے لیے خاص لطف سے خالی نہین۔ آخر مین دو ناولون کا سلسلہ ایک ہی ساتھ ہے۔ پہلا قصہ تاریخ ہند کے ابتدائی زمانے سے چنا گیا ہے اور عام تاریخی ناولون کی طرح کسیقدر تصرف کے ساتھ شروع ہوا ہے۔ دوسرا ناول اوریجنل ہے اور مولانا شرر کی مشہور ناول (دلکش) کی طرز تحریر کا عکسی فوٹو۔

ہم انجمن موصوف کا یہ علمی مشغلہ کاغذی دُنیا کے لیے بہت ہی غنیمت سمجھتے ہین اور اُمید کرتے ہین کہ ہمارے حوصلہ مند ناظرین دست شوق بڑھانے مین کمی نہ کرینگے۔ قیمت عام ۶؍ سالانہ۔

نوشاہ پنچ۔ اس نام کا ایک ظریف اخبار کلکتہ دھرم تلا لین سے پھڑکتے ہوے مضامین۔ بے اختیار ہنسا دینے والے مراسلات مضحک تصاویر۔ اور عام خبرونکے ساتھ ہفتہ وار ہمارے پاس آرہا ہے۔ گو ہماری طبیعت زیادہ ظرافت پسند نہین واقع ہوئی ہے تاہم اسکی سیر سے "نظرے خوش گزرے" کا مصداق ہوجاتا ہے۔ اس زمانہ مین کہ انسانی دماغ فکر کرتے کرتے تھکے جاتے ہین ایسے دل خوش کُن ذرائع مغتنمات سے ہین۔ قیمت عام ۶؍ سالانہ

بخشی جنتری۔ ہمارے قدیم کرمفرما اَیس۔ اے۔ بی۔ بخشی صاحب نے سنہ حال کی جنتری ہمارے پاس بغرض ریویو ارسال فرمائی ہے۔ گو یہ جنتری ٹھیک وقت پر شائع نہ ہوسکی تاہم حسب شان وترتیب سو نکلی ہے وہ ضرور قابل قدر ہے اور ہمین آئندہ کے لیے بہت کچھ اُمید دلارہی ہے۔ کانپور۔ گرانڈ پریڈ۔ بخشی پریس سے دستیاب ہوسکتی ہے۔

راجہ سری پرشاد بہادر مرحوم امیر حیدرآباد دکن

مندرجۂ بالا سُرخی دیکھکے ہمارے بہت سے دوستون خصوصًا خدنگ نظر کے اُن قدیم ہمدردون کو سخت افسوس ہوگا جو اس راز سے واقف ہین کہ ایک ناچیز گلدستے کو دربار آصفیہ مین باریابی اور خود اعلیٰحضرت سلطان دکن خلد اللہ ملکہٗ کے ملاحظۂ اقدس کی عزت مرحوم ہی کی ہمدردانہ کوششون سے حاصل ہوئی تھی

پھر نہ نکلا آگیا ظلمات گیسو مین جو دل — صبح تک جسکی نہین وہ بد بلا ہو شام عشق
انکی راتین ہوتی ہین وحشت اثر دن ہولناک — کیا بلا انگیز و آفت خیز ہین ایام عشق
امتحان افتادگان کوئے جانان کا ہو آج — دیکھین کسکے نالے ہوتے ہین کمند بام عشق

نوٹ ۔ ذیل کی طرح مین غزلین وقت معینہ پر ارسال ہون۔ ہر غزل علحدہ کاغذ پر لکھنا چاہئے
پرچہ پہونچتے ہی اطرح مین۔ (اپنی صورت دیکھلو صاحب اُٹھاکر آئینہ) خنجر وغیرہ قافیہ۔
۱۵ اگست سنہ ۱۹۱۰ء تک (مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے) یاد وغیرہ قافیہ
۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء تک (آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچھتاؤ بھی) آؤ وغیرہ قافیہ

ریویو

میٹھی چھُری۔ اس نام کا ایک اخلاقی ناول ہمارے قدیم دوست مہتمم صاحب معیار نے ہمارے پاس بغرض ریویو ارسال فرمایا ہو۔ ناول کے مصنف مشہور اہل الرائے اور نامور فسانہ نگار منشی سجاد حسین صاحب ایڈیٹر اودھ پنچ و آزاد ہین۔ آپکی ہر تصنیف اپنے نتیجے مین اہل ملک کے لیے عموماً ایک قیمتی نصیحت پیش کردیتی ہو۔ یہ ناول بھی اسی قبیل سے ہو۔ تمام کتاب کو بالاستیعاب دیکھنے سے ایک خاص اثر محسوس ہوتا ہو جو بعض بنگالی ناولونکے سوا اُردو قصّون مین ابھی تک نہین دیکھا گیا۔ عبارت گو کسیقدر بلیغ ہو مگر یہ رنگ بھی فاضل مصنّف کے مشاق قلم کا حصہ ہو۔ اگرچہ اصل قصّے کا سین ایشیائے کوچک کی سرزمین پر ہو اور ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو کے کسی نمبر مین یہ مضمون شائع بھی ہوچکا ہو۔ لیکن ممدوح نے ہمارے مذاق کے موافق ہندوستانی لباس پنہنا کر جو کامیابی حاصل کی ہو اُسکی تعریف کیلیے ہمین الفاظ نہین ملتے۔ قیمت ۱۲ر

نظم دلفروز۔ اس سال بھی ہمارے اولوالعزم دوست شاغل صاحب نے ایک مختصر دیوان شائع کرکے ہمین خصوصیت کے ساتھ یاد فرمایا ہو۔ شاغل صاحب کی چلتی ہوئی طبیعت شاعرانہ ترقی کے زینے بہت ہی جلد طے کر رہی ہو۔ اور اُنکا بڑھا ہوا شوق اُمید دلاتا ہو کہ وہ شاعری کے ٹمٹماتے ہوے چراغ کو بہت کچھ اُکسا دینگے۔ ہم اُنکی معاملہ گوئی۔ ادا بندی سخن آفرینی۔ اور نازک خیالی کی تعریف کیے بغیر نہین رہ سکتے۔ "اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی" مبنی چاہم [illegible]

اسی حالت مین محبت کے ان پُرجوش خیالات
سے جو محبت دار عورتونکو ہمیشہ بے قابو کردیا کرتے
ہین ایتھل نے اپنی باہین اُسکے گلے مین ڈالدین۔
اور رُو رُو کے کہنے لگی —— "پیارے خاوند!
اگر کوئی واقعی بات ہو تو مجھ سے چھپاؤ نہین۔ تم
میرے دلکا حال جانتے ہو اور میری محبت کی قدر
کرتے ہو۔ مین تمہین کسی قسم کا الزام نہین دونگی بلکہ
ہر وقت تمہارے ساتھ ساتھ رہونگی"

ٹریور۔ "ایتھل! تم مجھے دیوانہ بنائے دیتی ہو۔
مین نے کوئی خلاف بات نہین کی — یقین کرو کہ
کوئی بات نہین ہے"

ایتھل۔ (گردن ہلا کے) "پیارے الفرڈ! افسوس!
اسوقت میری آنکھونپر پردے پڑگئے ہین اور
ہزارون متوحش خیالات دماغ مین سماتے چلے
جاتے ہین"

ٹریور۔ (سرگرمی سے) "ایتھل! یہ حماقت ہے
بالکل حماقت۔

ایتھل۔ (محبت سے لپٹکر) پیارے خاوند! خفا
نہو۔ تم میری محبت کا حال جانتے ہو۔ اس لیے
میرے خوف اور تردد کی قدر کرسکتے ہو۔ اسوقت
میرے بعض بعض شکوک رفع کردو —— "کیون
اکثر مکان سے غائب رہتے ہو؟" وہ کیا راز
ہے جو میری تمہاری یگانگی کا پردہ بنا ہوا ہے؟
کیون آجتک مین نے تمہارے خاندان کو نہین
دیکھا؟" — اور کیون تم باوجود آسودہ حال اور متمول

شخص ہونیکے میرے ساتھ اس دیہاتی مکان کے
جھونپڑے مین پڑے ہوئے ہو؟"

الفرڈ۔ (طنز سے) "ایتھل! مین خیال کرتا تھا
کہ تم میرے ساتھ ہر جگہ رہنے پر قانع رہوگی۔ عام
اس سے کہ وہ مکان کیسا ہی کم حیثیت اور وہ جگہ
کیسی ہی غیر آباد کیون نہو!"

ایتھل "خدا گواہ ہے کہ مین اس حالت پر قانع ہون
مجھے نقل مکان کی خواہش نہین۔ لیکن اس اتفاق
سے ایسے ہولناک خیال میرے دماغ مین سماگئے ہین کہ
پیشتر کی خلقی اور دیرپا محبت اسوقت عجیب موہوم
اور ناپائدار معلوم ہوتی ہے"

ٹریور "ایتھل! تم مجھسے میرے بار بار چلے جانے
میرے خاندان۔ اور اس ناموزون مکان کے بارہ مین
پوچھتی ہو۔ کیا اس سے پہلے کبھی ان باتونکا ذکر
نہین آیا اور مین نے تم سے نہین کہا کہ مجھے ایک
تجارتی کارخانے سے تعلق ہے جسکی طرف سے مین
انگریزی علاقون "اسکاٹ لینڈ"، "آئرلینڈ" اور
بعض اوقات پیرس تک کا دورہ کرتا ہون؟"
کیا مین تمہین یقین نہین دلا چکا ہون کہ میرا کوئی
قریب کا عزیز یا رشتہ دار نہین ہے جسے میری پروا
ہو۔ اور جسکی دوستی کی تم قدر کرسکو؟ دُور کا ناتا
جوڑنے والے بہت سے ہین۔ لیکن خشک مزاج
اور مغرور۔ دُنیادار اور خودغرض۔ اُنھین محض
اپنے مطلب سے مطلب ہے جب تک اُنھین ہم سے
فائدہ پہونچے ہمارے دوست ہین اُنھین اسکی

تحریر کیا۔ اس راجہ مشہور فیاض علم دوست اور برادر نواز راجہ گردھاری پرشاد بنسی راجہ بہادر محبوب نواز ونت مغفور کے حقیقی بھتیجے اور قائم مقام تھے۔ تمام اعلیٰ انسانی صفتیں آپکو خاندانی ورثہ میں ملی تھیں۔ اور جسطرح سید جو سادہ نیکدل۔ عالی ہمت۔ بیدار مغز رئیس ہوتے ہیں اُنمیں آپکا نمبر کسی سے کم نہ تھا بلکہ سب سے بڑھکر قومی ہمدردی۔ قومی نوازش کا مادہ آپکو مغفور چچا اور آپکی خلقت میں ودیعت کیا گیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ کبھی کبھی اگر قومی افراد کا کوئی ٹوٹا مارا مسافر حیدرآباد جا نکلتا تھا تو اسکو آنکھوں پر بٹھانیوالے یا بنسی راجہ تھے یا اُنکے بعد راجہ سری پرشاد بہادر جنھیں اب مرحوم کہتے ہوئے دل پر چوٹ پڑتی ہے اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ بنسی راجہ بہادر کو دربار آصفیہ اور اعلیحضرت دام ملکہ کے مزاج ہمایوں میں جو رسوخ حاصل تھا وہ حیدرآباد اور اہل حیدرآباد کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں لیکن اُنکے بعد راجہ سری پرشاد بہادر کہانتک رسا تھے اسکا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ آپ ہی کے استصواب پر حضور انور دام دولتہ نے خدنگ نظر کی شائع شدہ طرحوں پر غزلیں ارشاد فرمائیں اور راجہ بہادر مرحوم کو یاد فرما کے خاص دست مبارک سے یہ اعزاز عطا فرمایا۔ اس موقع پر جو تا مرگ سری پرشاد بہادر نے جس بیحد مسرت اور دلی جوش کے ساتھ ہمکو تار دیا تھا۔ اور غزلیات مبارک کے ساتھ جن محبت بھرے الفاظ میں ہمکو مبارکباد دی تھی اُنکا اثر ہمارے دل سے کبھی محو نہیں ہو سکتا۔ آپ تشریف آوری لکھنؤ کے وقت جس خندہ پیشانی اور پُرجوش محبت سے ملے ہیں اور تا قیام جس خصوصیت کے ساتھ اپنی روزانہ ملاقات سے ہمیں سرفراز فرماتے رہے ہیں افسوس کہ ہم اُس پُرلطف صحبت کو ابھی بھلا بھی نہ سکے تھے کہ دفعةً آپکے انتقال کا تار آگیا۔

ایک ایسا صدمۂ جانکاہ تھا کہ معاذاللہ کہاں ہم خدنگ نظر کی آیندہ ترقی کیلیے ہزاروں اُمیدوں لاکھوں آرزوؤں کا ہرا بھرا کھیت لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور اپنے دلی ہمدرد کی کوششوں کا نتیجہ دیکھنے کے منتظر تھے۔ کہاں اُسی لہلہاتے کھیت پر دفعةً بجلی گری اور خاک سیاہ ہو گیا۔

ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایسے نامور اور اولوالعزم دربار سے اب ہمیں کوئی اُمید باقی نہیں رہی لیکن ہماری عرض حال کو سمع ہمایوں تک پہونچانیوالے راجہ سری پرشاد اب دُنیا میں نہیں رہے۔ نہ اُنکے خاندان میں عرصۂ دراز تک کسی سے ایسی اُمید ہو سکتی ہے۔ آخر میں ہم اپنے عزیز دوست منشی کنھولال صاحب تائب کا قطعہ تاریخ وفات درج کر کے اپنے دلی ہمدرد اور فیاض محسن راجہ سری پرشاد بہادر مرحوم کا ذکر خیر ہمیشہ کیلیے ختم کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ مرحوم کی نیکدلی۔ فیاضی۔ اور راستبازی اُنکے لیے جنت کے دروازے کھولدیگی اور وہ وہیں ہمیشہ میٹھی نیند سویا کرینگے۔

ایڈیٹر

قطعۂ تاریخ وفات

حیدرآباد سے مدراس میں آکر افسوس
راستہ ویلے ستم گلشن جنت کا لیا

تائب زار نے لکھی یہی تاریخ وفات
کوچ راجہ سری پرشاد بہادر نے کیا

۱۳۱۸ھ

متردد اور پریشان ہو لیکن اخلاق و محبت کے اعتبار سے مین ایسے شک کو (جو تمہین بیقرار کر رہا ہے) تمہارے دماغ مین چکر لگاتا ہوا نہین چھوڑ دونگا۔ میری دلی خواہش ہے کہ جسطرح تم اسوقت تک مجھسے مطمئن اور خوش رہی ہو اسی طرح ہمیشہ اطمینان کے ساتھ خوشی حاصل کرتی رہو۔ اسلیے کل تمکو میرے ساتھ لندن چلنا چاہیے۔ وہان پہونچکر تمہین نہ صرف لفظ "جعل" سے (جسکے لیے مین اسقدر بدنام ہوا) اطمینان ہوجائیگا۔ بلکہ میری آمدنی کے ذرایع جو جائز اور معقول ہین معلوم ہوجائین گے۔"

ایتھل۔ "پیارے خاوند! اس مہربانی اور محبت پر ہزارون شکریے۔ لیکن مین اس تجویز کو منظور نہین کرسکتی۔ لندن چلنے سے پہلے تمہین میرے لیے اعتبار ماننا پڑیگا۔" "اُف!" مین اور تم سے بدگمان ہون نہین نہین۔ کبھی نہین۔"

الفریڈ۔ (دل ہی دلمین) "یہی مناسب ہے اور ایسا ہی کرنا چاہیے۔ تاکہ آئندہ ایسے واقعات پر ایتھل کو شک کرنے کا موقع نہ ملے۔" (ایتھل سے) "ہان پیاری ایتھل!" یہی تجویز ٹھیک ہے۔ اب اسمین زیادہ ترددو بدل کی ضرورت نہین۔"

یہ کہکے الفریڈ نے ایتھل کو پھر گلے سے لگا لیا۔ ایتھل بالکل مطمئن ہوگئی۔ اُسے یقین آگیا کہ میرا گمان محض غلط تھا۔ اور وہ واقعی کسی قسم کی خفیف سی غلطی ہے جو میرے خیال مین اسقدر اہم اور مشکل معلوم ہوئی۔ رفع شک کے ساتھ اسکا دل باغ باغ ہوگیا اور شام سے صبح تک نہایت ہی خوشی اور زندہ دلی کے ساتھ بسر کرتی رہی۔"

دوسرے روز الفریڈ اور ایتھل ایک دو پہیہ گاڑی رڈلائن سے منگا کر لندن روانہ ہوے۔ چونکہ ایتھل اس سے پہلے لندن مین رہ چکی تھی اسلیے شہر کی رونق۔ اور بھیڑ بھاڑ اُسکے لیے کوئی نئی بات نہ تھی۔ دونون چیرنگ کراس کے ہوٹل مین گاڑی سے اُترے اور تھوڑی دیر آرام و تفریح کرکے اسٹرانڈ کے مشہور بینک کیطرف چل کھڑے ہوے۔ بینک کے دروازے پر پہونچکر الفریڈ نے ایتھل سے کہا "تم ذرا یہان ٹھہرو مین ابھی آتا ہون۔" یہ کہکے وہ بینک کی پشت پر ایک کمرے مین داخل ہوا۔

ایک منٹ سے کم عرصے مین وہ واپس ہوا اور ایتھل کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر اُسی کمرے مین لیگیا۔ یہان ایک پستہ قد۔ ادھیڑ۔ گنجا۔ شریف آدمی ایک میز کے قریب (جسپر کچھ کاغذات رکھے ہوے تھے) بیٹھا تھا۔ جو ایتھل کو دیکھتے ہی کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

الفریڈ۔ (شریف آدمی سے) مین جانتا ہون کہ آپکا وقت بہت قیمتی ہے اسلیے دو منٹ سے زیادہ تکلیف دینا نہین چاہتا۔ مہربانی کرکے یہ بتائیے کہ الکسودا سی گتی کا چیک جو مین نے مسٹر مینگ سیٹھ اسٹون کے سوداگر کو دیا تھا

کیا یہ روا کہ مین ایک ایسی بیوی کے ساتھ لطف زندگی
حاصل کر رہا ہون جسکی نیکدلی پاکدامنی اور خوبصورتی
اُسکا جہیز ہین۔ کیا سکونت کے اعتبار سے ہم اس
مکان مین خوش آئند اور مطمئن طریقے سے بسر نہین
کر سکتے ؟" فرض کرو کہ مین تمہین لندن لیچلون
جہان مین نے ایک عالیشان مکان کرایہ پر لیا ہے
اور عام جلسون کے لیے وقف کر دیا ہو۔ کیا تم اس
علٰحدہ جھونپڑے کے ہوتے اُس مکان کی کمرون کا
طوفان بے تمیزی پسند کروگی جنمین عیش و عشرت
کی گرم بازاری اور شرمناک معاشرت کا علانیہ
برتاؤ ہوتا ہو ؟ کیا مین گوارا کر سکتا ہون کہ بعض
بدوضع۔ بدچلن۔ بانکے ترچھے۔ رنگیلے چھیلا تمہاری
کمر مین ہاتھ ڈالکر ناچین اور چکر لگائین۔ یا تم پسند
کروگی کہ مین ایسی رنگین مزاج آوارہ عورتون سے
ملون جلون جو نازک اور بیمار بنکر ہوا کھانے نکلتی
ہین۔ یا بعض بعض اپنی بے عنوانی سے عین شباب
مین جوانی کی اصلی تازگی اور خوبصورتی ہمیشہ کے
لیے گنوا کے مصنوعی بناؤ سنگار سے اپنے چہرونکو
رونق دیا کرتی ہین ؟"

ایتھل۔ (جوش محبت مین الفریڈ کے گلے سے
لپٹ کر) "بس بس! مین ایسی صحبت مین شریک
ہونے سے باز آئی جسکی تصویر آپ نے ایسے زور
دار رنگ سے کھینچی ہو۔ پیارے الفریڈ! میری
غلط فہمی جسکے سبب مین نے اپنے شکوک رفع کرنیکی
جرأت کی معاف کرو۔ لیکن آہ! وہ بات جو
مین نے ابھی بالا بالا سنی ؟"

الفریڈ۔ (سنجیدگی سے) "سنو سنو ایتھل! کیا
مین نے کبھی تمہین فریب دیا ہو ؟ دو سال پہلے
کا زمانہ یاد کرو جب ہم تم اول اول ڈارسٹ
شائر کے وسیع اور سنسان منظر مین ملے تھے
اور خیال کرو کہ اُسوقت سے آجتک کبھی مین
تمسے جھوٹ بولا ہون۔ کیا اب بھی تم یقین
نہین کر سکتین کہ جو گفتگو مجھسے اور سائیس سے
ہوئی وہ محض ایک غلطی اور بھول ہو۔"

ایتھل۔ "میرے پیارے خاوند!" مین تصدیق
کرتی ہون کہ تمنے کبھی مجھے فریب نہین دیا نہ
کوئی خلاف وعدگی کی۔ بلکہ جو کہا اُس سے زیادہ
کر دکھایا۔ لیکن آہ!" مجھے معلوم ہو کہ تم مجھسے
کسقدر محبت کرتے ہو۔ اسلیے مجھے خوف ہو کہ اگر
کوئی نامناسب بات ہوگی تو تم اُسے چھپاؤگے۔
تم تسلی اور دلاسا دینے والی باتین کروگے۔ اور
محبت کے ہاتھون تم مجھے دھوکا دے سکتے ہو۔"

الفریڈ ٹریور ایک لمحہ تک بے صبری سے
پہلو بدلتا رہا۔ کوئی جواب اُسکی سمجھ مین نہ آتا تھا
لیکن فوراً ایک برجستہ خیال کے ساتھ بیوی کو
زور سے لپٹا لیا اور کہنے لگا۔"

الفریڈ۔ "ایتھل!" قاعدے کی بات ہو کہ جب
انسان کو کسی سے بے انتہا محبت ہوتی ہو تو وہ
اُسکی خفیف سی خفیف بات پر بھی اسی طرح گھبرا
اُٹھتا ہو جسطرح تم اُس بے حقیقت بات سے

تھامکر اُسکا ہاتھ پکڑ کے سوار ہوگیا۔ گاڑی شہر
کیطرف روانہ ہوئی۔ ٹھیک وقت پر یہ گاڑی
ایک دفتر کے سامنے جو انگلستان کے بینک سے
ملا ہوا تھا ٹھہر گئی۔ الفریڈ گاڑی سے اُتر پڑا اور
ایک یا دو منٹ کے لیے ایتھل کو گاڑی مین چھوڑ
کے دفتر مین چلا گیا۔ واپسی پر اُسنے ایتھل سے کہا۔
آؤ پیاری آؤ۔ ابھی مسٹر وارن بیٹھے ہوے ہین۔
ایتھل "مسٹر وارن کون ہین ؟"
الفریڈ "ایک اسٹاک بروکر۔ جو بینک مین روپئے
کے لیے تمام انتظام کرتے ہین"
دفتر کھلا ہوا تھا۔ اور مسٹر وارن ایک کشیدہ
قامت خوبصورت۔ خوش پوشاک آدمی جنکی
عمر تیس سال سے کچھ کم ہوگی ایتھل کو آتے دیکھکر
نہایت ہی خوش اخلاقی سے آداب بجالایا۔ یہانتک
کہ الفریڈ نے ایتھل سے اُسکی تقریب ملاقات
کرائی۔
مسٹر وارن "مسٹر ٹریور! مہربانی کرکے بیٹھ
جائیے۔ اس کام مین بہت دیر نہین ہوگی"
الفریڈ نے بینک نوٹ کے پانچ قطعے مسٹر
وارن کو دیے۔ اور وہ نوٹ لیکے اپنے دفتر سے
چلا گیا جب الفریڈ اور ایتھل دفتر مین اکیلے رہگئے
تو آپس مین اسطرح گفتگو کرنے لگے۔
الفریڈ "یہ اسٹاک بروکر بہت روپیہ پیدا کرتے
ہین۔ ایک یہی مسٹر وارن ہین جنکا شاندار مکان
بالائی [illegible] اور انکے پاس شکاری گھوڑے ہین یہ

کرینگی کشتی ہو۔ اور شہر کے قریب شکارگاہ بھی
تاہم جو روپیہ وہ کماتے ہین وہ ان فضول
خرچیون پر بھی مشکل سے صرف ہوسکتا ہو"
ایتھل "وہ تمہارے روپئے کی نسبت کیا کرنے
گئے ہین۔ ؟"
الفریڈ "میرا روپیہ ؟" تم یقین کرو کہ وہ تمہاری
دولت ہو۔ ہان پیاری۔ وہ پانچہزار پونڈ تمہارے
نام سے انگلستان کے بینک مین جمع کرنے گیا ہی
اسلیے کہ اگر خدانخواستہ مجھپر کوئی افتاد پڑجائے
تو اسکے روپئے کی بدولت تم اور میرا چھوٹا الفریڈ
اپنی زندگی اطمینان سے بسر کرین۔ میری خواہش
ہو کہ تمہارے لیے ایک بڑا سرمایہ چھوڑ جاؤن"
ایتھل کے آنسو اُسکے گالون پر بہ نکلے۔
اور رنج آمیز خوشی کی حالت مین اُسنے اپنی
باہین الفریڈ کے گلے مین ڈالدین۔ وہ ابھی کچھ
خیال ہی کررہی تھی کہ مسٹر وارن دفتر مین واپس آگئے
مسٹر وارن (ایتھل سے) بیگمصاحبہ! روپیہ
آپکے نام سے جمع کردیا گیا اور یہ بینک کی رسید حاضر ہو۔
ٹریور "اسے لفافے مین بند کردیجیے اور مہر
لگادیجیے یہ اسی طرح رکھی رہیگی"
مسٹر وارن نے ایسا ہی کیا۔ جب لفافہ
تیار ہوگیا اُسنے اپنی اُنگلی سے انگوٹھی اُتاری اور
مہر لگاکر ایتھل کے سامنے پیش کرتے ہوے یہ
کہا "بیگمصاحبہ یہ آپکا مال ہو"
ایتھل نے لفافہ لیا۔ اور چند [illegible]

بھُولی گیا نہین ؟۔

جنٹلمین :۔ اسمین کچھ شک نہین (اپنی جگہ سے اُٹھکے اور ایک بڑی حساب کی کتاب لاکر اور ایک خاص صفحہ کھولکے) چک پیش کیا گیا تھا اور آج ہی صبح کو اُسکا روپیہ دیدیا گیا۔ کیا آپ وہ چک دیکھین گے ؟"

الفریڈ :۔ اوہ! اُسکے دیکھنے کی کوئی ضرورت نہین صرف یہ بتائیے کہ میرا اور اس بینک کا حساب کب سے ہے محض میرا ذاتی نہ کہ میرے خاندان کا۔"

جنٹلمین :۔ آپکے نام سے پہلے پہل حساب کھلے ہوے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔"

الفریڈ :۔ مہربانی کرکے مجھے ایک سادہ چک عنایت کیجیے۔"

اس درخواست کی فوراً تعمیل کی گئی اور الفریڈ چک کی خانہ پُری کرنے کے لیے ایک میز کے پاس جا بیٹھا جب تک وہ لکھتا رہا اُسکی پشت ایتھل کیطرف رہی۔ چک طیار کرنیکے بعد الفریڈ نے اُسی ادھیڑ آدمی سے کہا ــــ"

الفریڈ :۔ مین اس چک کا روپیہ مہیا کرنیکی آپکو تکلیف دیتا ہون۔ اسکی تعداد پانچہزار پونڈ ہے۔

ایتھل اسقدر روپیہ کی تعداد سُنکر چونک پڑی اور مشکل سے اپنا تعجب ضبط کرسکی۔ وہ نہایت غور سے جھکی ہوئی خیال کررہی تھی جنٹلمین اتنی بڑی رقم کی درخواست واپس دیگا۔ مگر اُسنے خاموشی سے یہ چک لے لیا اور کمرے سے اُٹھکر چلا گیا۔

ایتھل نے الفریڈ پر گھبرائی ہوئی نگاہ ڈالی جو کچھ اور اطمینان کے ساتھ مسکرانے لگا۔ ادھیڑ آدمی بہت ہی جلد واپس ہوا اور ایک ایک ہزار پونڈ کے پانچ بینک نوٹ الفریڈ کے حوالے کیے۔ اس نظارے سے ایتھل کا دماغ چکر کھا گیا۔ اُسے معلوم ہوا کہ مین خواب دیکھ رہی ہون۔ اور کمرہ مع اپنی تمام چیزون اور پستہ قد ادھیڑ جنٹلمین کے گھوم رہا ہے۔ اصل یہ ہے کہ یہ کمرہ بینک کا ایک عام حصہ تھا۔ اور روپیے۔ اشرفیون کی جھنجھناہٹ اور کھنکار نے ایتھل کا دماغ بہت کچھ پریشان کردیا تھا۔ یہ حالت اُسوقت تک قائم رہی جب تک کہ ایتھل گلی مین نہین نکل آئی۔ بینک سے باہر آنے کے بعد یہ محویت دور ہوگئی۔ اُسے ہوش سا آگیا۔ اور الفریڈ کی وہ غلطی یا بھول اُسپر واقعی طور سے ظاہر ہوگئی۔

ایتھل :۔ پیارے الفریڈ! بیشک تمہین اپنا اعتبار ثابت کرنے کے لیے بڑی تکلیف اُٹھانا پڑی۔ غیرونکے لیے نہین بلکہ خاص اپنی بیوی کیواسطے اور اب مین تمہاری حالت و ثروت سے بخوبی آگاہ اور مطمئن ہوگئی۔ مین خوش ہون بہت ہی خوش۔ اور خیال کرتی ہون کہ میری زندگی کامیابی کے ساتھ خوشنما ہوجائیگی۔ اسی خوشی کے جوش مین اسوقت مین بھری ہوئی ہون۔"

الفریڈ نے ایک غرور اور محبت ملی ہوئی مسکراہٹ سے ایتھل کو دیکھا اور ایک کرایہ کی

اُسکی وضع شاہانہ نہ تھی۔ نہ اُسکی شکل سے بناؤ سنگار کی کوئی علامت پائی جاتی تھی۔ ع

کچھ نرالا ہی جوانی کا بناؤ
سادگی زیور ہے اس سن کیلیے

اُسے اپنے حسن اور مرتبے پر کوئی غرور نہ تھا جسکی وہ ہر طرح مستحق تھی۔ بخلاف اسکے وہ بہت ہی ملنسار تھی۔ وہ بہت ہی خوبصورت تھی اور اسی وجہ سے فیشن ایبل سوسائٹی مین (بریلینٹ ڈچیز) کہلاتی تھی۔ اخبار وںمین اگر اُسکے متعلق کچھ لکھا جاتا تو آکر صرف (دی ڈچیز) لکھدیتے تھے اور ہر شخص سمجھ جاتا تھا کہ کس ڈچیز سے مراد ہے۔ عام لوگ بھی اُسے (دی ڈچیز) کہتے تھے کیونکہ اس سرزمین پر صرف یہی ایک لیڈی اس شان اور مرتبے کی تھی۔ اکثر اُسے (ینگ ڈچیز) بھی کہتے تھے۔ اور یہ اسوجہ سے کہ اُسکی عمر ۲۵ سال کی تھی یعنی فی الحقیقت ایک جوان اور عالی تربت لیڈی تھی۔ جسکی عالی خاندانی کا تعلق ڈیوک کے درجے سے متعلق تھا۔

ہان وہ نہایت ہی خوبصورت تھی۔ چاندنی مین اُسکے ہلکے بھورے بال چمک رہے تھے۔ اسکا گورا رنگ سب سے زیادہ صاف اور روشن معلوم ہوتا تھا بخصوص اُس ہالے مین جو آسمان نے اُسکے چہرے کی گرد ڈالدیا تھا جسطرح گلاب کا پھول اپنی ڈالی مین لگا ہوا خوبصورت معلوم ہوتا ہے اسی طرح اُسکا خوشنما سر اُسکی صراحی دار گردن پر موزون تھا۔ کہ بہت بھلی تھی

شام کی پوشاک مین اُسکے گورے گورے ہاتھ شانون تک کھُلے ہوے تھے اور ایک سڈول مورت کیطرح سانچے مین ڈھلے ہوے معلوم ہوتے تھے۔ اُسکی آنکھین صاف ہلکے نیلے رنگ کی تھین نافرمان کیطرح بہت گہرا رنگ نہین پایا تھا۔ بلکہ اُنکا رنگ اُس نیلگون آسمان کا ہلکا سایہ تھا جس سے چاندنی کی چھوٹ اُنپر پڑرہی تھی۔ اُن آنکھونکی مجموعی خوبصورتی۔ اُنکی صفائی چالاکی روشنی اور سنجیدگی سے بخوبی ظاہر ہوتی تھی۔ دہانہ بہت ہی خوبصورت تھا اور دانتونکی قطار آبدار موتیونکی لڑی سے زیادہ خوشنما معلوم ہوتی تھی۔ نرم اور گول ٹھڈی یا سیب زنخدان پر بینظیر خوبصورت چہرہ اپنی بیضاوی کمالیت ظاہر کرتا تھا

وہ مکان سے گلگشت کے لیے تنہا نہین نکلی تھی۔ اُسکے ساتھ ایک وجیہ اور خوبصورت جوان بھی تھا۔ یہ جوان بہت ہی خوبصورت تھا۔ اسکی صوفیانی پوشاک نہایت ہی خوشنما تھی۔ اسکے چھریرے بدن کے تمام اعضا ایک دوسرے سے دلکش تناسب رکھتے تھے۔ اسکے نرم اور چمکیلے بال قدرتی گھونگروالے تھے۔ اسکی بڑی بڑی موچھین اوپر کے ہونٹ پر جھکی ہوئی تھین اسیوجہ سے اُسکی طبعی عیاشی اور ہوس پرستی کی علامتین سنجیدگی سے بدلگئی تھین۔ اسکی عمر ۲۶ یا ۲۷ سال کی ہوگی۔ اسکا خاندان ڈیوک کے مرتبے پر ناز کرتا۔ وہ خود ایک فوجی کپتان تھا

اپنے خاوند کے ساتھ پھر گاڑی مین سوار ہو کر ویسٹ اینڈ کیطرف واپس ہوئی۔ ہوٹل کے قریب پہونچکر گاڑی چھوڑ دیگئی اور دوسرا سامان بہت جلد مہیا ہوگیا۔ یہانتک کہ پانچ بجے شام کو الفریڈ ٹریور اور خوبصورت ایتھل اڈنگٹن کے خوشنما منظر مین ہوتے ہوئے ڈہلیا کاٹیج پہونچگئے۔

جب وہ اپنے مکان مین داخل ہو گئے تو الفریڈ نے ایتھل کے کانمین چپکے سے کہا کہ میری پیاری بیوی جاؤ اور اس لفافے کو ہوشیاری سے کسی محفوظ جگہہ مین رکھدو۔ اور یاد رکھو کہ یہ میری بڑی بھاری تاکید ہی کہ جب تک مین زندہ ہون اس لفافے کو نہ کھولنا" یہ کہکے اُسنے اپنی پیٹھ پھیر لی اور باغمین ٹہلنے لگا۔ یہانتک کہ ایتھل اپنے خاص کمرے مین گئی اور مُہری لفافہ بڑی احتیاط سے ایک محفوظ جگہہ مین رکھدیا۔

اس اثنا مین الفریڈ نے باغ کے گوشےمین ایک کُنج تلاش کیا۔ سایہ دار جگہہ مین ایک تنہا مقام پر پہونچکے ایک بنچ پر لیٹ گیا۔ اور ناامیدی کی حالت مین بڑبڑانے لگا — ایخدا! یہ کیا فریب ہی۔ یہ کیا حیلہ ہی۔ مین چاہتا تھا کہ مین ایتھل کے [illegible] نہ کرکے ہرایک بات اُس سے کہدیتا۔

تیسرا باب

تھارن بری پارک

اب ہم شہر کے ایک مشہور تفریح گاہ کیطرف تبدیل ہوتا ہی جسکا نام تھارن بری پارک تھا۔ اور جو بکنگھم شائر کے نہایت ہی خوشنما حصے مین واقع تھا۔

شام کا وقت تھا۔ اور وسیع ڈرائنگ روم کے روشندانون کی صف سے روشنی مناسب کثرت سے آرہی تھی۔ اس موقع پر تھارن بری مین بہت سے مہمان آئے ہوئے تھے۔ چاند روشن ستارون کے ساتھ تیزی سے چمک رہا تھا۔ اُسکی چمکیلی شعاعین آسمان کے شامیانے کی گلابی روشنی لیے ہوئے منقش مہمان خانہ سے لیکر زمین تک پڑ رہی تھین۔ ماہ اپریل کی آٹھوین تاریخ تھی۔ اور اُن واقعات کو جو ابتدائی ابواب مین بیان کیے گئے ہین مشکل سے ایک ہفتہ گزرا ہوگا۔ یہ موسم معمول سے زیادہ گرم تھا۔ شام کی ہوا مین ذراسی بھی خنکی نہ تھی۔ لیکن اسقدر تازگی تھی جو ہوا کو ناقابل برداشت ہونے سے روکتی تھی۔ کچھ مہمان مکان سے نکلکر کشادہ باغ مین پھرنے لگے۔ اور بہت جلد باغ کی مختلف روشون پر پھیل گئے۔ مکان کی مالکہ نے بھی اپنے مہمانونکی رائے پسند کی۔ اور باغ مین نکل آئی۔ ناظرین اسے جانتے ہونگے۔ یہ وہی خوبصورت ڈچیز تھی جو آموجن ہارٹ لینڈ کے مکان پر پوشیدہ طور سے گئی تھی۔ اور اسوقت شام کی پوشاک پہنے ہوئے تھی جسمین اُسکا خوبصورت اور شاندار چہرہ تھوڑی دیر قبل سے زیادہ [illegible] ہو رہا تھا۔

جرأت کی ہے۔ "جرأت" یہ کوئی معمولی لفظ نہین ہے۔ جرأت کے معنی کسی ارادے کو اپنی مرضی کے موافق تحمل اور بہادری سے پورا کرنا ہین۔ مگر مین! "آہ مین اسقدر کمزور اور ضعیف ہون کہ چھوٹی سی کشتی کیطرح محبت کے طوفان خیز گرداب مین چکر کھا رہا ہون۔" اسلیے مجھے اپنی محبت کا ملزم نہ ٹھہرائیے۔ بلکہ مجھپر رحم کھائیے۔"

ینگ ڈچیز تھر تھر کانپنے لگی۔ چاند کی شعاعین جو اُسکے نازک سراپا پر صاف طور سے پڑ رہی تھین اُسکی بیقراریان دکھانے کے لیے آئینہ حال بنگئین۔ اُسکا چہرہ تمتمانے لگا۔ ایک رنگ آتا ایک جاتا تھا۔ اُسکا سینہ بار بار اُبھر کے اُسکے گھٹے ہوے دم کے ساتھ تہ وبالا ہونے لگا۔ اور دفعۃً اُسکی عجیب ہی کیفیت ہوگئی۔

سر ایبل کنگسٹن نے اُسکی طرف دیکھا۔ وہ اسوقت سے زیادہ اُسکی نگاہ مین کبھی خوبصورت نہین معلوم ہوئی تھی۔ اسلیے اُسکی للچائی ہوئی نظرین جلد جلد پڑنے لگین۔ ڈچیز نے بھی اُسے دیکھا اور بہت جلد اپنی نگاہ پھیر لی۔ اُسکے تیور سے غصہ ٹپک رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اُسے سر ایبل کی محبت مین شک تھا۔ اور اُسکی دلگداز گفتگو کو ایک نفسانی آگ کا شعلہ خیال کرتی تھی۔ ڈچیز نے اُسکا ضعف چہرہ دیکھا تھا جو اُسکی طرف تھا۔ اسلیے اُسکے خط و خال کی خوبصورتی پر پوری نظر نہین پڑی تھی۔ بیرنٹ کے سفید دانت اُسکی ہونٹون کے نیچے چمک رہے تھے۔ جب ڈچیز نے اُسکی پوری شکل دیکھی اور چار آنکھین ہوئین اُسنے غور کیا کہ اسوقت بیرنٹ کا چہرہ جیسے وہ پہلے بھی دیکھ چکی تھی کہین زیادہ خوبصورت اور دلفریب تھا۔

ڈچیز "سر ایبل! مین نے آپ سے کوئی تکلیف نہین پائی۔ نہ مجھے آپ سے آزردہ ہونیکا کوئی استحقاق ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اسوقت میرا آپکا برتاؤ عقل کے خلاف ہوا ہے۔ جو نگاہ مین نے آپ پر ڈالی یا جو الفاظ میری زبان سے نکل رہے ہین آپکو جرأت دلانے والے معلوم ہوتے ہونگے۔"

سر ایبل "۔ (بات کاٹ کے) اگر آپکو ان باتون مین کسی بات کا افسوس ہو تو اُس زمانے پر خیال دوڑائیے جب میرے آپکے محض شناسائی ہوئی جب مین نے آپ سے آنکھ لڑانیکی جرأت نہین کی تھی یا میرے ہاتھونکو آپکی بغلگیری کی تمنا نہین ہوئی تھی۔ اور میری زبان نے میرے دلکے سوز و گداز کو کسطرح ظاہر نہین کیا تھا۔ اگر آپکی یہی خوشی ہے تو مین پھر اُسی روش کو اختیار کر لونگا۔ کیونکہ مین تمام دُنیا و نعمتون پر آپکی خوشی مقدم سمجھتا ہون اور اگر آپکے ایک روئین کو بھی صدمہ پہونچا تو میرا دل پاش پاش جائیگا۔"

دغاباز بیرنٹ نے اپنی جادو بھری تقریر مین موثر دلسوزی ظاہر کی۔ اور اب وہ اُس نتیجہ کا انتظار کرنے لگا جو اُسکی لفاظی سے پیدا ہونیوالا تھا۔ ڈچیز کی حالت سے بے چینی ظاہر ہونے لگی۔

اسلیے اُسکا ذاتی خطاب لفٹنٹ کرنل تھا۔ اسکی شادی نہین ہوئی تھی۔ وہ اپنے ہم صحبتون مین نہایت زندہ دل اور خوش مزاج مشہور تھا۔ اُسکی وضع مین بہت کچھ آوارگی پائی جاتی تھی۔ وہ ایک قدیم خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ لیکن مختلف اسباب سے یہ خاندان دو سو برس سے غریب ہو چلا آتا تھا۔ تاہم اب بھی تھوڑی بہت خاندانی دولت "سر ایبل کنگسٹن" کو ملی تھی۔ یہی وہ شخص تھا جو ینگ ڈچیز کی اردلی مین اُسکے مکان سے نکلا تھا۔ اسنے سنگ مرمر کے زینے سے اُترتے ہوے ڈچیز کو اپنے ہاتھ کا سہارا دینا چاہا۔ لیکن اُسنے منظور نہین کیا۔ آخرکار دونون خاموشی کے ساتھ باغکی روشون تک پہونچگئے جہان پتھر کی خوشنما مورتین نصب تھین۔ تھارن بری کی قدیم عمارت مین ہر چیز شاندار تھی۔ جیسا مکان عالیشان تھا ویسا ہی باغ۔ پارک۔ اور دوسرے خوش سواد قطعے جو اُس سے متعلق تھے۔ سب سے بڑھکر یہ خوبی کہ اس دلکش تفرج گاہ کی مالکہ (ینگ ڈچیز جو اسی مکان مین رہتی تھی) تمام لندن مین نہایت ہی حسین اور دولتمند مشہور تھی۔ ڈچیز کی شادی ہوگئی تھی۔ اُسکا شوہر عمر مین اُس سے کچھ ہی زیادہ تھا لیکن خوبصورتی مین اُس سے کسیطرح کم نہ تھا۔ ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ ینگ ڈچیز کے لیے دلی مسرت اور سچی خوشی کے تمام وہ سامان مہیا تھے جو اس دُنیا مین ممکن ہو سکتے ہین۔

"لیکن کیا ایسا واقعی تھا؟" اس سوال کا جواب ہمارے قصے کے واقعات خود ہی دے لین گے۔

حاصل کلام بیرنٹ نے خموشی کا طلسم توڑا اور آہستہ سے کہا ——

بیرنٹ "آپ مجھسے کچھ آزردہ خاطر سی معلوم ہوتی ہین۔ اور یہ کیسی بدقسمتی کی بات ہے کہ مین آپکو تکلیف دہی کا باعث ہوا۔

بیرنٹ کے طرز بیان سے ایک قسم کی شکایت آمیز معذرت پائی جاتی تھی۔ اور جس لہجے مین وہ اپنی معزز میزبان سے گفتگو کر رہا تھا اُس سے ثابت ہوتا تھا کہ نہ وہ کوئی خاص مہمان ہے۔ نہ ڈچیز کا کوئی دوست۔ نہ کوئی عزیز یا رشتہ دار۔ کیونکہ ان دونون مین ذرا سی رشتہ داری نہ تھی۔" پھر کونسا منصب تھا جو وہ اسطرح گفتگو کر رہا تھا؟"

ڈچیز نے کسیقدر خوف اور وسواس سے اُسپر نگاہ ڈالی۔ اُسکے سینے کو اُبھرتی ہوئی موجون کیطرح اوپر کو جنبش ہوئی۔ اور ایک لمبی ٹھنڈی سانس (جو اُسکے دلسے کھنچکر آئی تھی) بھر کے خاموش ہوگئی۔

بیرنٹ "آپ مجھے بہت ہی دلیر اور گستاخ خیال کرتی ہین۔ جیسا کہ اسوقت میری بیباکانہ گفتگو سے ثابت ہے۔ "آف" اگرچہ آپ ایسا ہی خیال کرین لیکن مین اُس محبت کی وجہ سے مجبور ہون جسے مین نے اپنے دل مین جگہ دی

لاپرواہی نہین ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ـــــ"

ڈچیز:۔(سنجیدگی سے) سرایبل گنگسٹن! تم میرے خاوند کی غیبت کرکے مجھے اُنکی طرف سے بدظن نہ کرو۔ تمہین اُنکی واقعی حالت نہین معلوم جسکی تصریح ہر طرح ممکن ہی۔ تم جانتے ہو کہ مین تھارن بری مین رہنے کے لیے مجبور ہون۔ میری بدنصیب ساس کو اس مقام کی تازگی بخش ہوا کے فائدے اُٹھانیکی ضرورت ہی۔ شہر کی بند ہوا اُسے مہلک معلوم ہوتی ہی۔ میرے شوہر "ڈیوک" کو موسم بہار مین پارلیمنٹ کی شرکت کرنا پڑتی ہی اور فصل خزان مین اسکاٹ لینڈ کی جھاڑیان اُنکی شکار گاہ ہین"

بیرنٹ:۔ اخاہ!" اب معلوم ہوا کہ تم تھارن بری مین صرف اپنی بیوہ ساس کی خبرگیری کیلیے رہتی ہو۔ کیا تم یقین کروگی کہ تمہارا شوہر ڈیوک تھوڑے دنون یا عرصۂ دراز تک تمسے جدا رہکر دوسرے ہی طریقے مین بسر کرتا ہی؟" حالانکہ تم اُسکے برعکس سمجھ رہی ہو۔ خلاصہ کلام یہ کہ مین ثبوت دیسکتا ہون کہ صرف تمہین اُسکی ماحتیاج نہین ہو بلکہ تمہاری ایک سوت نے اُس دل پہ کامیابی سے قبضہ کرلیا ہی جسپر اب تم کسیطرح تصرف نہین رکھ سکتین۔

ڈچیز:۔ سرایبل! بس بس زیادہ نہ کہو۔ مین تمہاری باتون پر کبھی یقین نہین کرسکتی"

بیرنٹ:۔ مین تمہاری ہی قسم کھاتا ہون کہ جو کچھ مین نے بیان کیا حرف حرف صحیح ہو۔ تمہارے شوہر کے پاس ایک عورت ہی جسپر وہ بہت ہی فریفتہ ہی۔ اور بے انتہا دولت لُٹا دینے کو موجود ہے۔ یہ سب باتین مین ثابت کرسکتا ہون"

خوبصورت ڈچیز اُن سنگ مرمر کی مورتون کیطرح سفید پڑگئی جو باغکو زینت دے رہی تھین اُسکے چہرے پر موت کی زردی چھاگئی۔ اُسکے رخسارون غصے کی سُرخی، دوڑگئی۔ لیکن تھوڑی ہی دیر مین غصے کے دلکش نشانات جاتے رہے اور اُسنے کانپتی ہوئی دھیمی آواز مین کہا ـــــ"

ڈچیز:۔ تم ان تمام باتون کا سچا ثبوت دو! اور خیال رکھو کہ پھر مجھے تمسے کسی بات مین تکلف نہ رہیگا بلکہ مین ہمیشہ کے لیے تمہاری ہی ہوکر رہونگی"

یہ ایک ایسا جادو تھا جو بیرنٹ کی زبان سے نکلتے ہی اپنا پورا اثر دکھا گیا۔ اور فتحمندانہ مسرت کے آثار اُسکے چہرے پر دوڑ گئے۔ جب وہ ڈچیز کے ساتھ خرامان خرامان واپس ہوا تو اثناء راہ مین اکثر اپنے مذکورۂ بالا بیان کے ثبوت مین چند باتین اور کہین جنھین ینگ ڈچیز خاموشی اور استقلال سے سُنتی رہی۔ سرایبل کنگسٹن نے پھر اُسپر نگاہ ڈالی اور اچھی طرح تاڑلیا کہ جو کچھ ڈچیز کہہ چکی ہو اُسکو پورا کرکے چھوڑیگی۔ کیونکہ سرایبل کی جادو بھری تقریر نے اُسمین ایک نئی روح پھونکدی تھی۔

سرایبل کی تقریر ختم ہونیکے دو تین منٹ بعد تک طرفین مین سکوت کا عالم رہا۔ آخرکار ڈچیز نے کہا

اسکے پچھلے گال دوبارہ تمتا اُٹھے۔ اُسکا سینہ پھر زور سے اُبھر آیا۔ گویا وہ چولی کی قید سے نکلجانا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر کے لیے ڈچیز پر بیخودی سی طاری ہوگئی۔ اور اُسنے اپنی حالت سی مجبور ہو کر کہا ۔

ڈچیز۔ نہین نہین! مجھے کسی بات کا افسوس ہی نہین اپنی آپکی اُس بے لطف شناسائی کو اسوقت خیال کرنا چاہتی ہون جسے چند مہینے گزرے ہونگے۔"

کنگسٹن۔ پھر کیون آپ نے میرے ہاتھ کا سہارا لینے سے انکار کیا؟" اور کیون باغمین آتے وقت میری ہمراہی ناگوار معلوم ہوئی؟"

ڈچیز نے ان سوالونکا جواب فوراً نہین دیا وہ چند منٹ تک بڑے غور سے سوچتی رہی آخرکار اُسنے کہا ــــ "

ڈچیز۔ سرایبل! مین تمسے سچی بات کہونگی میرا دل تمسے صاف ہے۔ مین تمھارے ساتھ اکیلے ہونے سے ڈرتی تھی۔ لیکن یہ خیال کر کے کہ اس سے بچنا غیر ممکن ہی مین نے افسردگی سے اپنے ہاتھ کا سہارا لیا اور حتی المقدور اپنی حفاظت کی۔ یہی بالکل صحیح اور صاف بات ہی۔" سرایبل! مجھے معاف کرو! مجھے جانے دو!" مین تمسے التجا کرتی ہون!"

سرایبل۔ (مسرت خیز لہجہ مین) "نہین نہین! ایسا نہین ہوگا۔ تاوقتیکہ ایسی ہمت دلانے اور خوش کرنے والی باتو نپر جو آپکی زبان سے نکلین۔ اور! میرے یقین کرنے کے لیے یہ محبت کا صاف صاف اقرار ہو تو مریم! بخوبصورت مریم!" مین تمھارے اس اقرار کا شکریہ ادا کرتا ہون"

سرایبل کنگسٹن جھکا اور جوش کے ساتھ ڈچیز کا ہاتھ پکڑ کے اپنے لبون سے دبانے لگا۔ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ اُسنے ڈچیز کو عیسائی نام (مریم) سے پکارا۔ اُسکی سُریلی آواز سے ڈچیز کے تمام جسم مین جھرجھری پڑگئی۔ وہ تھوڑی دیر تک اپنا ہاتھ اُسکو دیے رہی اور سرایبل زور شور سے ہاتھ کے بوسے لیتا رہا۔ اُسیوقت اُسنے قریب کے سدابہار درختونکی طرف ایک تیز نظر ڈالی اور کہا "مریم! او مریم!" مین اسوقت اس آگاہی سے کہ یہ محبت طرفین سے ہی خدا جانے کسقدر خوش ہون"

ڈچیز۔ (زیادہ گھبراہٹ سے) "ایبل! سنبھلو سنبھلو! اگر کوئی شخص دیکھتا ہو تو کسقدر بدنامی کی بات ہی۔ مین التجا کرتی ہون کہ جو کچھ مین نے کہا یا میرے برتاؤ سے ثابت ہوا اُسے بھلا دو! جو کچھ مین کہہ چکی اُسے ایک بار پھر یاد کرتی ہون۔ لیکن کوئی اقرار نہین کرتی۔ تم بھی اُن باتو نپر کوئی خیال نہ قائم کرو!"

سرایبل۔ خدا کوئی بات کہکے پلٹ نہ جاؤ۔ تمنے مجھسے اظہار محبت کر کے ایسی خوشی دی جو عمر بھر مجھسے جدا نہین ہوسکتی۔ اور تمکو بھی اس موقع پر اُسیقدر خوش ہونا چاہیے۔ کیونکہ تم ایسے شخص سے محبت کرتی ہو جو تمہین سچے دل سے چاہتا ہے تمھارا شوہر تمھارے حسن و جمال کی قدر نہین کرتا اُسے تمھاری بالکل پروا نہین۔ وہ صرف

کسیقدر امید وبیم کے لہجے مین کہا ــــ "

سرایبل :- کیون "کیسی!" تمنے سب باتین اپنے کانون سُنین اب توتم مطمئن ہوگئے ؟"

کیسی :- "سرایبل!" مین نے اتنا ہی سُنا کہ ڈچیز نے تمسے محبت کا اقرار کیا۔ لیکن مین نہین کہہ سکتا کہ مین مطمئن ہوگیا۔ مین یقین نہین کرتا کہ تم حقیقت حال کو پلٹنے کے خاطر خواہ نتیجہ پیدا کر سکوگے اور مین کیونکر سمجھ سکون کہ ینگ ڈچیز کو اپنے شوہر کی دولت پر کہانتک اختیار ہو"

بیرنٹ :- پیارے کیسی! ہوش مین آؤ تم اقرار کر چکے ہو کہ اگر مین اس محبت کا کچھ بھی ثبوت دے سکون تو چند روز کے لیے تمہارا اطمینان ہوجائیگا۔ مین نے تمہاری خواہش کے موافق ثابت کر دیا۔ بلکہ ایک ایسے مقام پر جہان سے تم اچھی طرح سُن سکو خود اُسی کی زبان سے صاف صاف اقرار کرادیا۔

کیسی :- (ترشروئی اور برخاستہ خاطر لیسے نہایت سخت آواز مین) مین کیونکر سمجھ سکتا ہون کہ اُسوقت کیا گزری جب وہ اور تم اس مقام سے پچاس قدم دور چلے گئے تھے۔ اور اُسکی آواز میرے کانون تک نہین پہونچتی تھی۔ ممکن ہو وہ پھر تمسے برگشتہ ہوگئی ہو"

بیرنٹ :- نہین نہین! وہ بالکل برگشتہ نہین ہوئی۔ بلکہ بخلاف اسکے اسقدر مہربانی ظاہر کی کہ تھوڑے ہی عرصے مین میرے قبضے مین آجائیگی۔ مسٹر کیسی! تم زمانہ دیکھے ہوئے ہو۔ اور اس بات کے تجربے مین ناقابل نہین ہو کہ ایک ایسا آدمی اُس عورت پر کہانتک حاوی ہو سکتا ہو جو اُسپر ہمہ تن فریفتہ اور دیوانی ہوگئی ہو۔ مین جیسے ہی اُسپر ایسا تصرف پاؤنگا بہت ہی آسانی سے چند ہزار روپلے اینٹھ لونگا"

کیسی :- خیر تمہاری خاطر سے مین اتنا کر سکتا ہون کہ اس اہم کام کے نتیجے کا منتظر رہون۔ لیکن اسکے بعد بالکل انتظار نہین کرونگا۔ تم میرا مطلب سمجھتے ہو اسلیے فضول وقت ضائع نہ کرنا"

کیسی نے بیرنٹ کو سانپ کی طرح گھور کے دیکھا۔ بیرنٹ فوراً سمجھ گیا اور اپنے کو ایسے شخص کے قبضے مین پھنسا ہوا پاکر غصے سے دانت پیسنے لگا۔ لیکن معاً ضبط سے کام لیکر اُسی اُمید وبیم کے لہجے مین کہا ــــ "

بیرنٹ :- "آؤ کیسی آؤ! اسقدر خفا نہو اور مطمئن رہو۔ خدا چاہے تو سب کام ٹھیک ہوجائیگا اب تم یہانسے چلنے کی فکر کرو۔ کیونکہ یہی ایک جھاڑی معلوم ہوتی ہو جسکی راہ سے تم یہان آئے تھے"

کیسی - (باغیچے کنارے پہونچکے لوہے کی سلاخون پر چڑھتے ہوئے) کیا اچھی بات ہو اگر باغیچے والے مجھ ایسے نحیف آدمی کو چور سمجھ کے پکڑلین۔ اور میرا پتلون پھاڑ ڈالین"

بیرنٹ :- مین فوراً تمہارے پاس پہونچونگا اور تمہاری مدد کرونگا۔ اب تم جلدی سی چلے جاؤ ایسا نہو کہ کوئی معان اسطرف ٹہلتا ہوا آنکلے اور [illegible]

ڈچیز نے تمہاری تقریر کا ایک ایک حرف مین نے سنا اور ذہن نشین کر لیا۔ مین چند ذریعون سے اُسکی تحقیق کرونگی۔ اور اگر مین نے تمہارا بیان بالکل صحیح صحیح پایا اگر میرے شوہر نے واقعی اپنا دل دوسری کو دیدیا ہو تو جو قول مین ہار چکی اُسے ضرور پورا کرونگی لیکن آج رخصت ہو جانے کے بعد سے تم اُسوقت تک تمارن بری مین نہ آنا جب تک مین خود تمہین اطلاع نہ دون۔ مین تمسے اُسوقت تک نہین ملسکتی جب تک یہ معاملہ یکسو نہ ہو اور میرے تمہارے درمیان مین کوئی بات طے نہ ہو جائے۔ سر آئیبل!" مین قسم کھاتی ہون کہ اگر مجھے ثابت ہوا کہ تمنے مجھے فریب دیا ہی اور میرے خاوند پر جھوٹا الزام لگانیکی کوشش کی۔ تو سمجھ لو کہ میرے تمہارے مابین ہر بات کا خاتمہ ہو جائیگا۔ بخلاف اسکے اگر تم سچے نکلے اور تمہارے بیان کی پوری تحقیق ہو گئی تو جو معاوضہ مین اپنے شوہر سے لونگی وہ تمہارا حق ہوگا۔ اس اثنا مین تمہین ضرور علحدہ رہنا چاہیئے۔"

سر آئیبل سے آخری گفتگو کرکے ینگ ڈچیز جلد جلد اپنے مکان کو واپس ہوئی۔ بیرنٹ ایک منٹ تک اُسی مقام پر کھڑا رہا۔ دلی مسرت اور کامیابی کے آثار اُسکے چہرے پر دوڑ رہے تھے اور وہ دل ہی دلمین خوش ہو رہا تھا۔ وہ باغ کی روشون پر ٹہلنے لگا اور پلٹ پلٹ کے دیکھتا جاتا تھا۔ یہانتک کہ نازک اندام ڈچیز کی نظر سے اوجھل ہو گئی۔ اسکے بعد وہ اُنھین سنسان درختون کے جھنڈ کے قریب جلدی سے پہونچا جسے ڈچیز کے ہاتھ کے بوسے لیتے وقت خاص طور سے دیکھتا جاتا تھا۔ دفعۃً اُس جھنڈ مین پتیونکی کھڑکھڑاہٹ معلوم ہوئی اور ایک آدمی کمینگاہ سے نکل آیا۔

اس شخص کی عمر پچاس برس کی تھی۔ چہرہ کا رنگ سفید اور پھیکا تھا۔ سخت سخت جھُریون سے اور بھی بدنما معلوم ہوتا تھا۔ وہ ایک ڈھیلا ڈھالا بارانی کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ جس زمانے کا یہ کوٹ ہی اُسوقت سے اب یہ شخص بہت دُبلا ہو گیا ہی۔ زیادہ گمان یہ ہوتا تھا کہ وہ ضرورتاً بازار سے خرید لیا گیا ہی اور اسی سبب سے اُسکے منحنی جسم پر ٹھیک نہین ہوتا۔ جوتے کی ڈوریان بہت ہی بے قرینے بندھی ہوئی تھین۔ پائجامے کے پائنچے ہزارون شکنون اور جھُرسون کے ساتھ ایڑیون سے نیچے لٹک رہے تھے۔ گویا پائجامے مین کمربند ہی نہ تھا یا اُسکے پائنچے ضرورت سے زیادہ بڑے تھے ایک سُرخ سوتی رومال کا کونا کاٹ کے جیب سے نکلا ہوا تھا۔ ٹوپی (نیپلس) پیچھے سے گول اور آگے سے چھجے دار تھی۔ لیکن کثرت استعمال سے رنگ روغن اُڑ گیا تھا۔ اُسکے اعضا درمیانی عمر مین اسقدر ضعیف اور کمزور تھے کہ لکڑی کے سہارے سے چلتا تھا۔ یہی قطع بعینہ اس شخص کی تھی جو درختونکے جھنڈ مین چھپا ہوا تھا۔ اور بیرنٹ کے پہونچنے پر اسی طمانیت کے ساتھ کہ اب کوئی دوسرا یہان موجود نہین اپنی کمینگاہ سے نکلا تھا۔ اسکے نکلتے ہی بیرنٹ سے

اشتہار دیا گیا ہو"

مس ہارٹ لینڈ "- نہین الائس! اب مجھ سیر و تفریح کی تمنا نہین ہو"

الائس "- کیون اموجن! خیریت تو ہو۔ تین چار ہفتے گزر چکے ہین اور تمنے چھٹی نہین لی۔ حالانکہ آجکل عمدہ موسم ہو اور ہمارا تمہارا ہمیشہ سے یہ قاعدہ تھا کہ اس موسم مین ہفتے مین ایک مرتبہ سیر و تفریح کیا کرتے تھے"

اموجن "- ہان الائس! مجھے یاد ہو۔ میری پیاری گوئیان! مجھے وہ قاعدہ اچھی طرح یاد ہو۔ لیکن اب میری وہ طبیعت نہین رہی۔ آج سے تم مجھے اپنے سیر و تفریح کا ساتھی نہ سمجھو۔ اب مجھ مین وہ اُمنگ ہی باقی نہین" (افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را)

الائس۔ (فکرمند ہوکر) "اموجن! یہ کیون ہو۔ مین دیکھتی ہون کہ اب تم مین اگلی سی خوش مزاجی اور زندہ دلی نہین رہی۔ خدانخواستہ کیا تمنے اپنے بھائی کی نسبت کوئی متوحش خبر سُنی؟" اگر ایسا ہوتا تو مجھسے تم ضرور بیان کرتین۔ وہ ایسی بات ہی نہ تھی جو پوشیدہ رہ سکتی۔ آہ! اموجن! مین خیال کرتی ہون کہ تمہارا دل کہین آگیا"

مس ہارٹ لینڈ نے فوراً کوئی جواب نہین دیا۔ نہ کسی انداز سے ظاہر ہونے دیا کہ الائس کا قیاس کسطرح صحیح ہے۔ وہ اس فقرے کو سُنکر بالکل [illegible] لیکن وہی مِس [illegible] نے جیسا

اور جیسا کہ انداز سے [illegible]

اموجن "- ہان الائس! مین عشق کی مصیبت مین مبتلا ہون"

مس ڈنٹن "- اوہ! "اب تو تمہین سیر و تفریح کی ہر طرح ضرورت ہو۔ اسلیے کہ اگر تمہارا عشق یکطرفہ ہو تو تمہین لازم ہو کہ اپنا خیال دوسری طرف بہلاؤ۔ اور اگر یہ محبت طرفین سے ہو تو گھر مین اکیلے بیٹھے بیٹھے تمہارا دم اور بھی گھبرائیگا۔ بہرحال دونون صورتون مین تمہین کل سیر و تفریح کیلیے ضرور چلنا چاہیے"

اموجن۔ (کسیقدر رنجیدہ ہوکر) "الائس! مجھسے سیر کے لیے نہ کہو۔ تمہین اُس روز کا واقعہ اچھی طرح یاد ہوگا۔ ہماری سیر کا آخری دن وہی تھا"

مس ڈنٹن "- کونسا واقعہ؟" (دفعتہً اُسے کچھ یاد آگیا) آہاہ! شاید تم اُسدن کا ذکر کرتی ہو جب تمہاری کتاب گر پڑی تھی۔ اور ایک کشیدہ قامت خوشرو جوان نے اُٹھا کے "مارگیٹ" کے کنارے پر تمہین دیدی تھی"

اموجن۔ (کسیقدر چہرہ بشاش ہوگیا) "تمنے اپنا خیال کیوںکر قائم کیا"

الائس "- اوہ! اسکے ہزارون سبب ہین۔ جب تمنے اُس سیر کی یاد دلائی ہزارون یادداشتین میرے دماغ مین موجود ہو گئین۔ مجھے اچھی طرح مین نے اُس شخص کو پہلے پہل [illegible] لیکن [illegible] سے مین نے [illegible]

دیکھ لے"

کیسی" بیشک! (اپنی پوشاک پر نگاہ ڈالکے)

میری وضع دیکھکر ہر شخص کہدیگا کہ یہ تمھارے بری

پارک کا کوئی خاص مہمان نہین ہے۔

ایسی ایسی سخت سُست۔ حقارت آمیز باتین

کرکے مسٹر کیسی لوہے کا کٹہرا پھاندتا ہوا اسقدر

جلد روانہ ہوا جسقدر اُسکے کمزور اور نحیف اعضاء

اُسے لیجا سکتے تھے۔

بیرنٹ پھر اُسی عمارت مین واپس آیا محض

اسلیے کہ اپنی گاڑی طیار کراکے فوراً روانہ ہوجائے

کیونکہ اب وہان ٹھہرنا قرین مصلحت نتھا۔ وہ بیگ ڈچیز

کے مزاج سے واقف تھا اسلیے اُسنے خیال کیا کہ

ممانعت کے بعد یہان ٹھہرنے سے بنا بنایا کام بگڑ

جائیگا۔ اُسے ڈچیز کا وہ آخری حکم یاد تھا کہ جب

تک میرے اور میرے شوہر کے معاملے مین کوئی

فیصلہ نہوجائے تم اس عمارت مین ہرگز ہرگز

قدم نہ رکھنا۔

چوتھا باب

دو دوست

گزشتہ واقعات کے دو تین روز بعد ایک

نوجوان حسین اور خوش پوشاک عورت جسکی

عمر تقریباً بیس سال کی ہوگی۔ میڈماشل اموجن

کے کمرے پر آئی۔ اور دروازے پہ دستک دی۔

جسکے جواب مین خادمہ نے فوراً آواز دی جو اس

عورت کو بخوبی جانتی تھی۔ کیونکہ اُسنے چھوٹتے ہی

کہا۔

"آئیے مس صاحبہ اندر آئیے۔"

نوجوان عورت اجازت پاتے ہی اُس

مختصر اور صاف طور سے آراستہ کمرے مین داخل

ہوئی جیسے ہم پہلے باب مین دکھا چکے ہین۔ اموجن

اسوقت بھی قریب قریب اُسی انداز سے ایک

آرام کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی جیسے ہمارے ناظرین

پہلے دیکھ چکے ہین۔ صبح کا وقت تھا اور اموجن

اُسی وقت غسل کرکے آئی تھی۔ اسلیے اُسکی پوشاک

مکمل نہ تھی۔ صرف ایک چادر لپیٹے ہوے تھی اور

اس بے ترتیبی پر بھی اُسکے چہرے سے کوئی بے سلیقگی

کے آثار نہین پائے جاتے تھے۔ وہ نوعمر لڑکی بھی

اُسیطرح صاف و شفاف کپڑے پہنے کمرے مین

ادھر اُدھر کھیلتی پھرتی تھی۔

مس ہارٹ لینڈ۔ (کسیقدر بے تکلفانہ

لہجے مین۔ نہایت ہی سُست آواز سے) "آہ پیاری

الائس! کیا تم ہو؟" لیکن اس سوال کی کوئی ضرورت

نہین۔ کیونکہ میرے ملنے والون مین صرف ایک تمھین

ایسی ہو جو ہمیشہ اپنی ملاقات سے مجھے خوش

کیا کرتی ہو۔"

مس الائس ڈنٹن۔ (خندہ پیشانی سے)

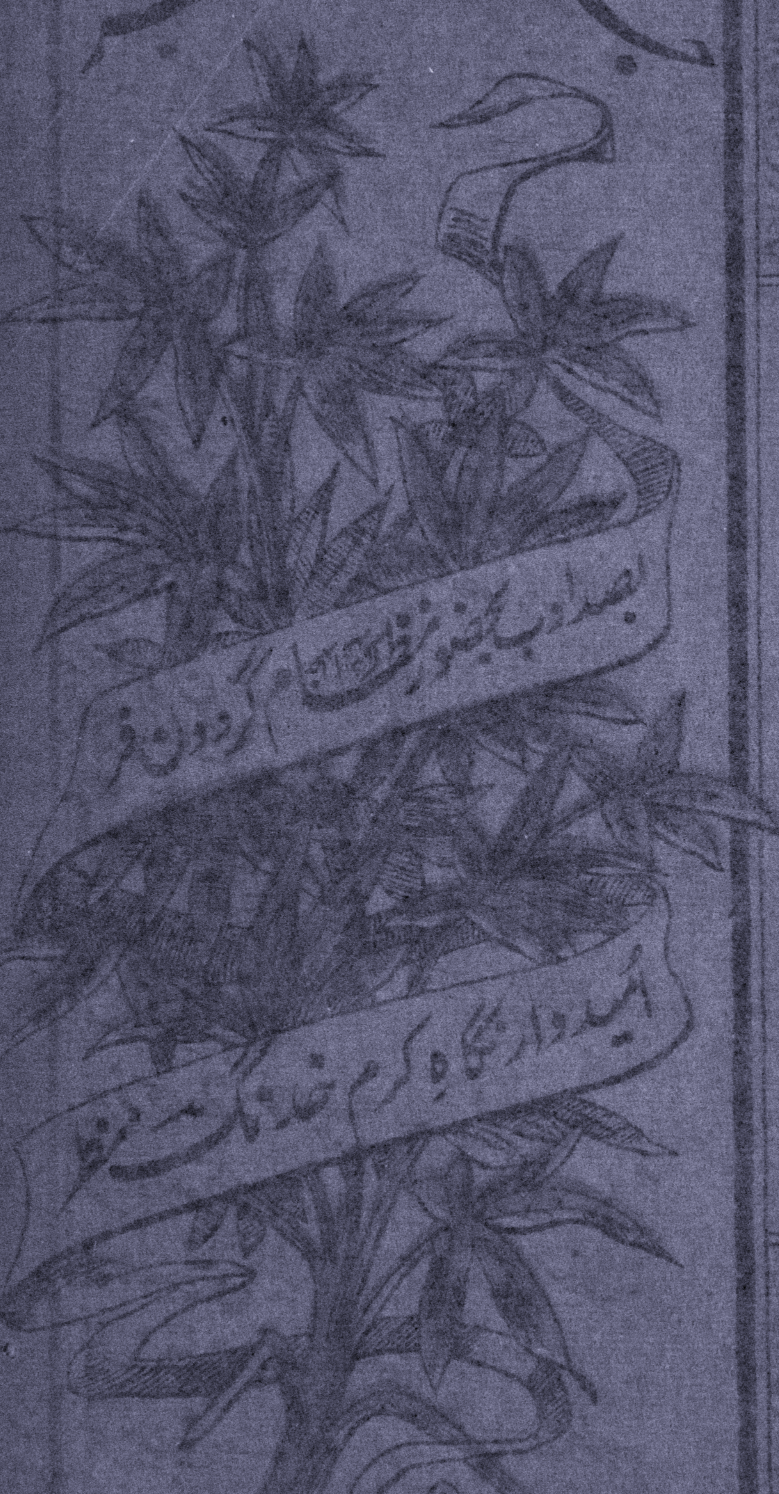
"تم جانتی ہو کہ آج ہفتہ ہے اور کل اتوار۔ اس تعطیل

کے زمانے مین ہم تم گرینوسینڈ یا مارگیٹ کی سیر

کرنے چلین۔ آج ہی ایک سیر کا سامان ہو

یادگار سالگرہ مبارک اعلیحضرت حضور پرنور
میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک
آصفجاہ فتح جنگ سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

نمبر ٦



خدنگ نظر

ضوابط

۱ اشاعت ماہوار۔ عام قیمت مع مضامین و غزلیات و ناول دو روپیہ سالانہ پیشگی۔ امراء عظام سے پانچ روپیہ۔ مربیان گلدستہ سے دس روپیہ مع محصول

۲ اشعار غزلیات منتخب شائع ہونگے۔ مفید مضامین عام طور سے لیے جائینگے لیکن مذہبی اور پولیٹیکل بحثوں کی ضرورت نہیں

۳ نمونہ ۲؍ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا نہ کہ مفت

۴ جو پرچہ نہ پہونچے اطلاع دینے سے دوبارہ ارسال ہوگا

۵ ہر تحریر خط صاف ہونا چاہیے۔ ورنہ مجبوراً تعمیل نہ ہوگی

٦ اُجرت اشتہارات ایڈیٹر سے خط و کتابت کرنے پر طے ہوگی

منشی نوبت رائے نظر لکھنوی ایڈیٹر و پروپرائٹر

آصفی پریس گولہ گنج لکھنؤ سے شائع ہوا

یادگار سالگرہِ مبارک اعلیحضرت حضور پُر نور

میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک

آصفجاہ فتح جنگ سُلطان دکن خلد اللہ ملکہٗ

جلد ۳ نمبر ٦



خدنگ نظر

ضوابط

١ اشاعت ماہوار عام قیمت مع مضامین و غزلیات وناول دو روپیہ سالانہ پیشگی۔ امراء عظام سے پانچ روپیہ۔ مربیان گلدستہ سے دس روپیہ مع محصول

٢ اشعار غزلیات منتخب شایع ہونگے مفید مضامین عام طور سے لیے جائینگے لیکن مذہبی اور پولیٹکل بحثونکی ضرورت نہین

٣ نمونہ بہر وصول ہونے پر بھیجا جائیگا نہ کہ مفت

٤ جو پرچہ نہ پہونچے اطلاع دینے سے دوبارہ ارسال ہوگا

٥ ہر تحریر بخط صاف ہونا چاہیے ورنہ مجبوراً تعمیل نہوگی

٦ اُجرت اشتہارات ایڈیٹر سے خط وکتابت کرنے پر طے ہوگی

مرتبہٗ خاکسار نوبت رائے نظر لکھنوی ایڈیٹر و پروپرائٹر

آصفی پریس نوازگنج لکھنؤ سے شائع ہوا

لیکن نحوست ابھی بدستور باقی تھی اسلیے کہ دوسرے سال نے آکے اُس سے بھی بدتر رنگ دکھایا۔ ابراہیم کے ساتھ قسمت نے یزید سے بھی زیادہ بیوفائی کی۔ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہونیکے چار ہی مہینو بعد قبل اسکے کہ اُسکے ہاتھ سے کوئی کام عمل مین آنے پائے سریر سلطنت سے اُتار دیا گیا۔ اور مروان بن محمد خلیفہ ہوا جو دولت بنی اُمیہ کا پچھلا خلیفہ تھا۔ اور جسکی قسمت مین تھا کہ اموی نسل کی تباہی و بربادی اور اُس عظیم الشان خاندان کی عورتون اور بچون تک کے مارے جانیکا تماشا دیکھ کے خود بھی ذلت سے مارا جائے۔

جس زمانہ مین خلافت اسطرح جلد جلد پلٹے کھا رہی تھی۔ اور دولت بنی اُمیہ اپنے آخر عہد مین موت کی سی سریع و نا تمام سانسین لے رہی تھی اُسوقت منصور بن جمہور اپنے اُنھین فتنہ انگیزی کے کامون مین مشغول تھا۔ اور دولت عباسیہ کے بلانے مین جلدی کر رہا تھا جسکے دور مین اور جسکی تلوار سے خود اُسکی زندگی تمام ہونیوالی تھی۔ اتفاقاً مروان کے عہد مین شیبان نام ایک پُرجوش باغی پیدا ہوا جسکی قوت توڑنے مین خلافت کو بڑی بڑی دقتین اُٹھانی پڑین۔ منصور تو ایسے موقعونکو ڈھونڈھا ہی رہتا تھا فوراً شیبان کا شریک حال ہو گیا۔ مگر اس ہوشیاری سے کہ سوا ابتدائی ایک مہم کے ہمیشہ دُور ہی سے مدد کرتا رہا۔ عساکر خلافت نے شیبان کو جب پہلی شکست دی تو منصور بھاگ کے اُس کوہستان پر متصرف ہو گیا جو عراق و ایران کے مابین واقع ہے۔ اور وہ وہین کوہستان سے بیٹھے بیٹھے شیبان کی کمک کو فوجین اور سامان جنگ روانہ کیا کرتا تھا۔ آخر شیبان کی قسمت نے ناسازی کی۔ اور اُسے بغاوت سے دست بردار ہوکے راہ فرار اختیار کرنی پڑی شیبان نے یہانسے بھاگ کے سیستان کی راہ لی۔ اور بادیہ گردی کرتے کرتے وہین سیستان مین پیوند زمین ہو گیا۔ مگر منصور بدستور اپنے اُسی کوہستانی مرکز مین امن و امان سے بیٹھا ہوا تھا۔

اب باغیان خلافت اور مخالفان سلطنت کی قوت بظاہر اسباب بالکل ٹوٹ گئی تھی۔ تمام وہ لوگ جنکو بغیر کوئی فساد کیے چین نہ پڑتا تھا وطن اور علاقۂ عراق چھوڑ چھوڑ کے بھاگنے لگے تھے۔ مگر منصور ایک نہایت ہی محفوظ و دشوار گذار مقام مین تھا۔ ان دنون تمام دشمنون یا مدعیون سے ملک یہانتک خالی ہو گیا تھا کہ اموی شاہزادے عباس بن ہشام نے بھی جو منصور کے بڑھاؤن سے مقابلہ کر کے شکست کھا چکا تھا ۱۲۵ھ مین جان کے خوف سے وطن کو خیرباد کہی۔ اور اپنے تمام اہل و عیال کو جہازونپر سوار کرا کے سرزمین سندھ کی راہ لی۔ اور ہندوستان مین آکے سکونت پذیر ہو گیا۔

منصور بن جمہور۔ ایک پرانا فتنہ انگیز

(ماخوذ از تاریخ سندھ* مصنفہ مولنا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر)

دولت بنی اُمیہ کے آخر عہد مین اور اُسکے زوال کے وقت اُس تباہ ہونیوالی سلطنت کی بدقسمتی سے جہان اور بہت قسم کے جھگڑے فساد پیدا ہوے وہان صدہا ایسے لوگ بھی نکل پڑے جو اُن روز روز کے فسادون اور باہمی اختلافات سے نفع اُٹھانے کی کوشش کرتے تھے۔ اور جنکی اپنے ذاتی منافع کے لحاظ سے آخر تک یہ غرض تھی اور اسی سعی مین مشغول رہے کہ اُن باہمی جھگڑونکو اور زیادہ بڑھائین تاکہ اپنے مقاصد حاصل کرنیکا زیادہ موقع ملے۔ انھین لوگون مین ایک شخص منصور بن جمہور[ع۱] تھا جسکا نام عنوان پر لکھا گیا اور جسکے حالات دلچسپی سے خالی نہین۔

یہ عجیب وغریب چالاک وہوشیار شخص شہرت کے اسٹیج پر یکایک نمودار ہوا۔ اور اُس زمانہ مین جو فساد پیدا ہوتے گئے اُنکو ابھار ابھار کے ناموری وحکومت کے شہ نشین مین خود اپنے لیے جگہ خالی کراتا گیا۔ اور آخر اس درجۂ ترقی پر پہونچگیا کہ اُسکے حالات پڑھکے لوگونکو حیرت معلوم ہوتی ہی۔ مگر لطف یہ ہو کہ ہر جھگڑے مین شریک ہونیکے بعد اُسکے پاداش اور بُرے نتائج سے اپنے آپ کو نہایت خوبصورتی سے بچا لیا کرتا تھا۔ اُسکے ساتھیون مین بہت سے لوگ مارے گئے۔ بہت بھاگ کے گمنامی کے دامن مین چھپ رہے۔ مگر وہ آخر تک دنیا کی نگاہون کے سامنے رہا اور نامور رہا۔

اُسکی زندگی کے حالات پر آخر تک غور کیجیے تو یہ بھی پتہ نہین چلتا کہ کسکا طرفدار تھا۔ اور کسکے مخالف۔ جتنے گروہ اُس عہد مین مدعی خلافت تھے اگرچہ اُنمین سے اکثرون کا اُسنے ساتھ دیا مگر اُسکی سوانح عمری پر غور کیجیے تو صاف معلوم ہوتا ہو کہ دلسے وہ کسی کا طرفدار نہ تھا۔ اور ہر حالت مین اپنے ہی لیے ناموری کا شہ نشین ڈھونڈھ رہا تھا۔ جن لوگون نے خلیفۂ ولید کو قصر خلافت مین گھس کے مارا اُنمین ایک یہ بھی تھا۔ مگر جب ولید کے خون کے انتقام کی آواز بلند ہوئی۔ اور بنی اُمیہ کا ایک بڑا اور زبردست گروہ خلیفۂ مظلوم کے قاتلون سے بدلہ لینے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا تو منصور نے تمام اسلامی دُنیا کو اپنے موافق بنانیکے لیے مشہور کیا کہ مین نے ولید کو صرف اُسکی مخالفت شرع کی وجہ سے مارا۔ وہ علانیہ اصول اسلام سے انحراف کر رہا تھا اور مین نے اپنا فرض سمجھا کہ تخت خلافت کو اُس سے خالی کرا لون۔

ع۱ اس شخص کے ابتدائی حالات زیادہ تر ابن اثیر سے لیے گئے ہین۔ مگر اسمین یہ واقعات ایک جگہ نہین ملینگے۔ بلکہ مختلف مقامات پر منتشر ہین

* یہ تاریخ ابھی شائع نہین ہوئی۔ اور یہ مضمون مصنف ممدوح کی تجویز سے درج خدنگ نظر ہوا۔

چشم و دل دو آئنے ہین دیکھنے کو حُسن کے
ایک اندر آئنہ ہے ایک باہر آئنہ

جسقدر چاہو دلِ مشتاق پر چوٹین لگاؤ
سہتے سہتے ہو گیا ہے اِسکا خوگر آئنہ

ہم بھی ہین دشمن بھی ہی انصاف سی تم کہہ دو
کسپہ مخفی ہے تمہارا حال کسپر آئنہ

ہی تری صورت سے اُسکو اِسقدر بالیدگی
خوف یہ ہی ٹکڑے ہو جائے نہ پھٹکر آئنہ

سینے مین دل۔ دلمین ہی جلوہ رُخِ پُرنور کا
مین دکھاؤن آؤ آئینے کے اندر آئنہ

بیوفا مین ہون کہ دشمن۔ باوفا تم ہو کہ مین
اب ہوا جاتا ہے اسکا حال سب پر آئنہ

اشرؔف۔ جناب محمد اشرف خانصاحب طبیب تلمیذ جناب مہدی حیدرآبادی

بیٹھتا ہے اُنکے زانو پر بھی چڑھ کر آئنہ
ہو گیا گُستاخ کیا اللہ اکبر آئنہ

ہو گئے مغرور و خود بین سارے عالم کے حسین
کسلیے تو نے بنایا اے سکندر آئنہ

شوق ہی بننے سنورنے کا یہ اُنکو آجکل
آرسی ہی روبرو دن بھر تو شب بھر آئنہ

آئنہ تو نے بنا دی ہی کچھ اشرؔف یہ غزل
دیکھنے کو باندھ لایا ہر سخنور آئنہ

اعجازؔ۔ ابوالاحسان جناب منشی اعجاز صاحب چشتی صابری اُستاد انجمن ارباب تہذیب الاخلاق بھروچ

آپ اور یون دیکھتے بے پردہ ہو کر آئنہ
دیدبازی کے عجب رکھتا ہے جوہر آئنہ

اپنی صورت دیکھکر کس نازسی کہتے ہین وہ
حیرتِ طرفہ ہے آئینے کے اندر آئنہ

اپنی قسمت کے سکندر عاشقون مین ہم بھی ہون
روبرو دیکھو ہمارے بندہ پرور آئنہ

چار آنکھین ہوتے ہی ہوتی ہی کیا کیا نوک جھوک
اُنکی آنکھین سحر پرور ہین فسونگر آئنہ

کیون کہین ہم غیر کے گھر رات بھر جاگے ہو تم
اپنی صورت دیکھلو صاحب اُٹھاکر آئنہ

قدِ آدم نصب ہے کیا بزم مین اُس شوخ کی
فتنہ زا ہے آفتابِ حشر بنکر آئنہ

بند آنکھین ہونے پر بھی دیکھتا ہون روے یار
ہو نہین سکتا مرے دل کے برابر آئنہ

گر کسی صورت ٹھہرتا اسمین عکس اُس شوخ کا
اپنے گھر لیجاتے ہم اُسکو دکھاکر آئنہ

اعتراض معترض کا حُسنِ معنی ہی جواب
ہر طرح اعجاز ہے طبعِ سخنور آئنہ

بازغؔ۔ ابوالحیات جناب محمد عبدالحی صاحب حیدرآبادی شاگرد جناب ضیا شاہزادہ دہلی

جاگزین ہی جب سے زانوئے بُتان پر آئنہ
ہو گیا ہی رشکِ خورشیدِ خاور آئنہ

نیک کو نیک اور بد کو بد نظر آتا ہو نہین
دستِ قدرت نے جڑا ہو لوحِ دل پر آئنہ

سرخ جوڑے نے بھبوکا کر دیا روئے نگار
سامنے آکر دکھائے جھرا نور آئنہ

اُسکے تلوون کو اگر وہ دیکھ لیتا خواب مین
کیون بناتا اپنی شکل سے سکندر آئنہ

شوقِ آرایش ہو اُس رشکِ پری کو سقدر
دُور نظرون سے نہین ہوتا ہو دم بھر آئنہ

آئنے سے بڑھکے سچا دوست دُنیا مین نہین
صاف ظاہر عیب کر دیتا ہو مُنہ پر آئنہ

دیکھکر شانِ جمال و جلوۂ حُسنِ بتان
کیا عجب کہنے لگے اللہ اکبر آئنہ

ایک ہی آئینہ تھا جسپر تھا اسکندر کو ناز
معنیٔ روشن سے ہی ہر شعرِ اختر آئنہ

اختر۔ جناب مرزا لیاقت علی صاحب ملازم نواب بہرام الدولہ بہادر تلمیذ جناب مہدی از حیدرآباد

تو چھپاتا ہے چھپا مجھ سے عدو کے راز کو
سب حقیقت ہے تری مجھپر ستمگر آئنہ

آزاد۔ جناب مولوی محمد ابو الحمید صاحب غازیپوری وکیل ہائیکورٹ گورنمنٹ نظام تلمیذ حضرت داغ دہلوی

روکشِ اُس صورت سے ہو کیا خاک پتھر آئنہ
حُسن کی تابش سے ہو جاتا ہو مضطر آئنہ

دیکھیے کس کسکے سر لاتا ہے آفت یہ بناؤ
سامنے رہنے لگا ہے اُنکے اکثر آئنہ

دیکھنا فرطِ نزاکت سے نہ اُٹھا عکسِ یار
رہگیا حیران مصوّر اور ششدر آئنہ

دل دھڑکتا ہے نہو جائے کہین اسکی نظر
تاکتا ہے گھورتا ہے تمکو اکثر آئنہ

میرے دل کا آئنہ ہو آپکی تصویر پر
ہاتھ آئیگا نہین پھر اس سے بہتر آئنہ

وقتِ تزئین تو مری حیرت کا باعث کچھ نہ پوچھ
دیکھتا ہون دیکھتا ہے تجھکو کیونکر آئنہ

اے زہے قسمت ہوا اُنکا جو مین محوِ جمال
دیکھتے ہین میری صورت وہ سمجھکر آئنہ

کیا کشش ہی حُسن کی اُسکے مجھے آتا ہو وہم
ناگہان بوسہ نہ لے لے رُخسے ملکر آئنہ

سہل ہے آزاد سے کچھ مشکل نہین ہی یہ زمین
باندھیے پھر جیسین آتا ہے مکرر آئنہ

ولہ

رشک دیکھو دیکھتے ہین جب وہ لیکر آئنہ
پھینکدیتے ہین پٹک دیتے ہین اکثر آئنہ

دیکھتے ہین آج وہ تیور بدلکر آئنہ
اک نہ اک فتنہ اُٹھائیگا مقرر آئنہ

چوٹ اِن کافر نگاہونکی کہین رُکتی نہین
دیکھتے ہین آپ تو دیکھین سنبھلکر آئنہ

منہ پہ کہدیتا ہے دیکھا گر کوئی عیب وصواب | جوہری دیکھو تو رکھتا ہے یہ جوہر آئینہ

حبیب - جناب مولوی سید محمد کاظم صاحب کنتوری از حیدرآباد دکن

دیکھ لوح دل صفا پرور ہے پتھر آئینہ | تجکو ایسا چاہیے ملے روئے دلبر آئینہ

کاٹ جائین کیا عجب اکدن یہ خنجر آئینہ | سایۂ ابرو سے محرابی بنے ہر آئینہ

دیکھتا جاتا ہو حسن سینہ و سر آنکھ سے | سطح آب صاف سے ہے بہر شناور آئینہ

جوہر باطن کا روشنگر ہے فصل ظاہری | کچھ نہین رکھدین جو آئینے کے اوپر آئینہ

لیگیا دست تہی بنکر شہ گیتی ستان | اہل بینش پر ہے احوال سکندر آئینہ

وان تو ہی وجہ تکدر اک ذراسی بات بھی | دیکھتی رہتی ہے طبع ناز پرور آئینہ

مین جو رویا ہنس پڑے وہ دھو گیا دلکا غبار | کر گئی شفاف موج حوض کوثر آئینہ

کم نہین سیماب سے کچھ خاک مجھ بیتاب کی | کیا عجب بنجائے لوح سنگ مرمر آئینہ

عکس مژگان نے بہایا چشم تر سی خون دل | جام گلگون بنگیا پڑتے ہی نشتر آئینہ

اسکی تیزی دیکھ لے تب چھیڑ میرے آبلے | پہلے اے جراح رکھ بالائے نشتر آئینہ

چھیڑ کر میری رگونکو بڑھ گئی کیا آب وتاب | خون مین بجھتے ہی بنا فصاد نشتر آئینہ

دل صفائے معرفت سی گر نہو تاباں حبیب | کسطرح دکھلائیگی طبع سخنور آئینہ

حسام - جناب مولوی حسام الحق صاحب لکھنوی فرنگی محلی

روبرو تیرے خنک رہتا ہے کیونکر آئینہ | روئے آتشناک کی گرمی ہے سب پر آئینہ

جب ہوے تیغ نگہ کے تیرے جوہر آئینہ | اپنے دلمین رہگیا غیرت سے کٹکر آئینہ

توڑ اے ظالم نہ سنگ ظلم سے دلکو مرے | دیکھ آئیگا نہ پھر ایسا میسر آئینہ

آرسی کو دیکھکر انکی ہوا ثابت مجھے تو | خود نمائی کا حسینون کی ہے زیور آئینہ

پڑ رہا ہے دل پہ میرے ابروے قاتل کا عکس | دیکھیے رہتا ہے کب تک زیر خنجر آئینہ

جب ستاتا ہے بہت آئینہ رو تیرا خیال | لیٹ رہتا ہون مین پہلو مین دبا کر آئینہ

غیر کا احسان گوارا اہل جوہر کو نہین | کب ہو بوئے زلف خوبان سے معطر آئینہ

یار کی تصویر دلمین دیکھکر جیتا ہون مین | مجکو خالق نے دیا ہے روح پرور آئینہ

ہاتھ مین آئینہ اُنکے آئینے مین عکس رُخ
کیون نہو حیرت ہو آئینے کے اندر آئینہ

اپنی صورت دیکھنے مین اتنی مستغرق ہین وہ
آئینے کے سامنے بیٹھے ہین بنکر آئینہ

دیکھیے پھر دیکھیے صورت پہ اپنی اک نظر
دیکھیے پھر دیکھیے اے بندہ پرور آئینہ

اپنی ہی صورت اُنھین بھانے لگی ہو اندنون
آجکل پیشِ نظر رہتا ہے اکثر آئینہ

پھر تمھاری عاشقی کا دم بھرین میرے رقیب
پہلے اپنا منہ تو وہ دیکھین اُٹھا کر آئینہ

التجا درگاہِ باری مین کرون تو کیا کرون
میرا حالِ زار ہو ہر وقت اُسپر آئینہ

وہ ہو شب کور اور یہ روشن ہمیشہ مثلِ مہر
ہو نہین سکتا ترے رُخ کے برابر آئینہ

کچھ لگی لپٹی نہین رکھتا ہو اپنے دلمین یہ
صاف گو ہو صاف کہدیتا ہو مُنہ پر آئینہ

وصل کی شب کنگھی چوٹی ہی مین اُسنے کاٹ دی
ایک لحظے کے لیے سرکا نہ شب بھر آئینہ

کیا سنائین اُنکو با شرح قصۂ رنج والم
اُنکے آگے ہے ہمارا حال ابتر آئینہ

بُرہان۔ جناب محمد برہان خانصاحب خلف فیض اللہ خانصاحب جمعدار شاگرد جناب مہدی از حیدرآباد دکن

جلوہ فرما گر کبھی دریا پہ ہون بُرہان وہ
عکس لینے کو بنے سارا سمندر آئینہ

جلا۔ جناب محمد دلدار علیصاحب تلمیذ جناب مہدی حیدرآبادی

صاف باطن ہون مرا دل بھی کدورت سے ہو صاف
کب بنا سکتا ہو ایسا آئینہ گر آئینہ

جوہری۔ جناب رائے مکند لعل صاحب از حیدرآباد دکن

بن سکیگا اُسکے رُخ کے کب برابر آئینہ
سو طرح سے گر بنائے آئینہ گر آئینہ

دیکھکر مجکو کیا آئینہ رُخ کے روبرو
ہو گیا میرے لیے سدِ سکندر آئینہ

میکشی مین محو خود بینی ہو گر وہ شاہ حُسن
جام لائے جم کرے حاضر سکندر آئینہ

عکس خطِ سبز سے آئینے مین جان آگئی
کیا عجب ہو شکل طوطی بول اُٹھے گر آئینہ

تھا تجلی گاہ حسن مہ وشان بھی یہ کبھی
زنگِ غم سے ابتو ہو دل کا مکدر آئینہ

روبرو آتا ہو جو ٹین ہین لگا ہونگی غضب
کہدو کر لے اپنے دل کو پہلے پتھر آئینہ

دیکھتے ہین اُسمین اپنی موت کی تصویر صاف
بن گیا ہے قتلگہ مین اُسکا خنجر آئینہ

عکسِ ابرو سے تو بے کاٹے گلے کٹنے لگے
دیکھنے مین تیغ ہی سے اور نہ خنجر آئینہ

دیکھین کب تک مُنہ چھپاتے ہو کہینگے اب یہ ہم
تم ہو آئینے سے بدتر تمسے بہتر آئینہ

پہلے تو یہ ایک تھا اب سو مقابل ہوگئے
رشک سے ٹکڑے کیا کیون تمنے جلکر آئینہ

اُنکے رُخکو غور سے دیکھا تو وہ کہنے لگے
دیکھتے ہین آپ بھی اللّٰہُ اکبر آئینہ

سُنبل پیچان کو کر دیتی ہی سیدھا تیری زلف
مُنہ کی کھاتا ہی ترے رُخسے مقرر آئینہ

زندگی کے ساتھ ہین ای داغ سب آرائشین
قبر مین لیجاکے کیا کرتا سکندر آئینہ

ولہ

دیکھنا اچھا نہین زانو پہ رکھکر آئینہ
دونون نازک ہین نہ رکھ تو آئینے پر آئینہ

ہو نہین سکتا ترے رُخکے برابر آئینہ
رشک سے اپنا کہان پھوڑے مقدر آئینہ

جب نگاہِ شوخ پڑجاتی ہی چشم شوخ کی
ہاتھ سے نکلا ہی جاتا ہے تڑپکر آئینہ

شوق آرائش سے اپنے ہوگئی آخر وہ تنگ
ہوگیا دشوار شانہ اور دو بھر آئینہ

مُنہ نہ دیکھا تمنے غصے مین بہت اچھا کیا
دیکھ سکتا کیا یہ چتون کیا یہ تیور آئینہ

موت کی صورت نظر آتی ہی اپنی شکل مین
چشم بسمل کے لیے ہی تاب خنجر آئینہ

چاہتے ہین وہ رہے مد مقابل سی سلوک
دیکھتے ہین سورۂ اخلاص پڑھکر آئینہ

وقتِ تزئین دیکھکر گردش نگاہِ شوخ کی
دستِ مشاطہ مین کھاجاتا ہی چکر آئینہ

سُرخ دوڑے نشئے کے آنکھونمین دیتی ہین بہار
جب ہی کیفیت کہ دیکھو پیکے ساغر آئینہ

کمسنی کی یاد آتی ہے تمہاری سادگی
اب سرکتا ہی نہین زانو سے دم بھر آئینہ

وصل مین یون سو رہی پھر صبحکو وہ جاگ کر
میرے مُنہ پر اُنکا مُنہ تھا اُنکے مُنہ پر آئینہ

وقت دیدار اپنی صورت دیکھنی ہوگی تمہین
دیکھو اپنے پاس رکھنا روز محشر آئینہ

آئینہ ہی اُنکا سینہ اُسپہ کچھ کچھ سخت سخت
حُسن کے اعجاز سے رکھتا ہی پتھر آئینہ

میرے مرقد پر صفائے قلب کی تاثیر سے
کیا عجب بنجائے لوح سنگِ مرمر آئینہ

وہ جو خود بین ہون تو ہون ای داغ تو جلتا ہی کیون
سامنے اُنکے رہے گا آئینے پر آئینہ

ولہ

عکس کاکل سے معنبر ہے سراسر آئینہ
روح اسکندر کو کرتا ہے معطر آئینہ

دل نکل آیا ہو آنکھین کھول کبتک خواب ناز
دیر سے دکھلا رہا ہے مہر خاور آئینہ

اسکا جلوہ قاتل عالم بنے گا لے حسام
دست قاتل مین کریگا کار خنجر آئینہ

حمید۔ پیرزادہ جناب سید محمود میان صاحب نصنا شاگرد جناب منشی عجاز بہروچی

چار سو ہے تو مگر ہمکو نظر آتا نہین
کیا ہمین اُلٹا دکھاتا ہے مقدر آئینہ

خلیل جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب چشتی صابری فداشاہی تلمیذ جناب اعجاز بہروچی۔

دیکھکر بے پردہ روئے ماہ پیکر آئینہ
بن گیا صورت نُما اللہ اکبر آئینہ

آپکی صورت ہو یا ہو جلوۂ حسن ازل
آپکا مکھڑا ہے یا بہتر سے بہتر آئینہ

قہر ہے کہنا یہ اُنکا ہنسکے اپنے عکس سے
بن گئے لو آپ آئینے کے اندر آئینہ

ابروؤن کو دیکے بل ایجان نہ دکھلایئے
بن نجائے کوئی جوہر پا کے خنجر آئینہ

کیا کدورت ہو ہمارے دلکا آتے ہی گمان
پھینکدیتا ہے اُٹھاکر وہ ستمگر آئینہ

دیدۂ و دل کا یہان رونا پڑا ہو اے خلیل
اور اُنکو سوجھتا ہے بن سنور کر آئینہ

داغ جناب نواب فصیح الملک بہادر نواب مرزا خان صاحب نصنا دہلوی استاد حضور نظام دکن

دل مین رکھتا ہو تجھے اے ماہ پیکر آئینہ
ہے تری تصویر اندر اور باہر آئینہ

حسن کی دولت سے تیری ہو توانگر آئینہ
ہو گیا اپنے نصیبے کا سکندر آئینہ

یہ کشش ہو حسن کی تیری عجب اسکا نہین
وقت نظارہ جو نکلے چھوڑ کر گھر آئینہ

ہو رخ پُرنور اُسکا گویا اک دریائے نور
پانی پانی شرم سے ہوتا ہو اکثر آئینہ

خود نمائی اور خود بینی اسی سے ہو گئی
دیکھنے کے واسطے رکھا ہو گھر گھر آئینہ

عکس افگن دونون گیسو آئینے مین ہو گئے
دیکھئے گا اُڑ نجائے پر لگا کر آئینہ

دل کے یون ٹکڑے ہوے اُسکے خرام ناز سو
چُور ہو جسطرح کھا کر کوئی ٹھوکر آئینہ

دیکھکر بُت کو نظر آتی ہو اپنی شکل بھی
بتکدے کا صاف ہو ایک ایک پتھر آئینہ

کام آجائیگی اس دلکی صفائی ایکدن
یہ دکھا دینگے تمہین ہم روز محشر آئینہ

جان نکلی ہو مری اک سادہ رو کی عشق مین
قبر مین جاؤنگا اپنے ساتھ لیکر آئینہ

بزم مین سبکی نظر تھی آج روئے صاف پر
دیکھئے صدقے مین آپ اے بندہ پرور آئینہ

عیب پوشی اپنے ہمچشمونکی کرسکتا اگر
کیون حلب سے ہند تک آتا نکل کر آئینہ

خاکساری سے جلا پاتے ہین یون دشمن دماغ
جیسے خاکستر سے ہوتا ہے منور آئینہ

سر چڑھائے یا کرے پامال جو تیری خوشی
آپڑا ہون اب تو قدمون پر ترے ہر آئینہ

عاقل - جناب میر برخوردار علیصاحب جنیری منشی محکمہ بندوبست حیدرآباد دکن

صاف باطن جو ہے دنیا مین وہی ہے زندہ دل
گردش ایام سے کب ہے مکدر آئینہ

عبقری - جناب منشی محمد فاضل صاحب تلمیذ جناب مہر بریلوی مرحوم

دیکھتا ہے روز وہ آئینہ پیکر آئینہ
آجکل ہے اپنے طالع کا سکندر آئینہ

کیا کوئی مہ مقابل ہوگیا پیش نظر
دیکھکر حیران ہے وہ آئینہ پیکر آئینہ

یادگار اہل جوہر جو ہنر ایجاد ہے
ہوگیا آئینۂ حال سکندر آئینہ

یون خیال یار ہے آئینۂ دلمین مرے
جیسے رکھدے کوئی آئینے کی اندر آئینہ

ہوگیا آئینہ آئین فریب دلبری
جب سے ہے آئینہ دار حسن دلبر آئینہ

ہمسے ہے اتنی کدورت آپکو اللہ رے دل
دیکھتے ہین غیر کے ہاتھون سے لیکر آئینہ

کونسا آئینہ رو سرگرم سیر باغ ہے
بنگیا ہر سو چمن مین ہر گل تر آئینہ

حیرتی ہے یہ کسی آئینۂ رخسار کا
اسلیے ہر دم خموشی کا ہے خوگر آئینہ

موت کی صورت مجھے اسمین نظر آتی ہے صاف
تونے او قاتل بنا رکھا ہے خنجر آئینہ

دیدۂ دل مین نظر آتی ہے شکل یار صاف
ایک باہر آئینہ ہے ایک اندر آئینہ

دست رنگین مین کسیکے آتے ہی ای عبقری
ہوگیا ہے پھولکر جامے سے باہر آئینہ

عزیز - ابوالصدق منشی محمد امتیاز علیصاحب اہلکار معتمدی کورٹ آف وارڈز تلمیذ جناب شیفتہ کنتوری

ہو بہو نقشہ اُتارا یار کی تصویر کا
بڑھگیا بہزاد سے اللہ اکبر آئینہ

مار ڈالا اک بت آئینہ رو کے عشق نے
قبر سے لیکر اُٹھونگا روز محشر آئینہ

فاخر - جناب میر محبوب علیصاحب رضوی حیدرآبادی شاگرد جناب ضیا شاہزادہ دہلی

اسمین ہرگز شک نہین تم ہو سراسر آئینہ
دل تمہارا ہے مگر بالکل مکدر آئینہ

ہم ادھر محفل مین اُسکی منتظر دیدار کے
اور اُدھر مشتاق دید روے دلبر آئینہ

شیفتہ۔ جناب سید محمد کاظم حسین صاحب کنتوری

پرتوِ رخ سے کسیکے ہے منور آئنہ — آج مہر و ماہ سے لیتا ہے ٹکر آئنہ

آئنہ وہ دیکھتے ہین مین ہون اُنکے روبرو — مجھ سے دشمن کیطرح بدلے ہے تیور آئنہ

اُنکی صورت دیکھنے کو اسقدر بیتاب ہے — ایک دن نکلے گا باہر چھوڑ کر گھر آئنہ

نازکی اُنکی اشارے اُنسے کرتی ہے یہی — رکھدو اپنے ہاتھ سے مجکو ہے دوبھر آئنہ

آدمی کو چاہیے عزلت گزین ایسا تو ہو — ٹوٹ کر نکلا ہے اپنے گھر سے باہر آئنہ

صدر۔ جناب غلام محی الدین صاحب مددگار صیغہ دار محکمہ عدالت کوتوالی وغیرہ تلمیذ جناب شیفتہ کنتوری

اُنکی صورت دیکھنا مشکل ہوا ہے صدر آج — بیچ مین ہے صورتِ سدِّ سکندر آئنہ

ضامن۔ جناب مولوی سید محمد ضامن صاحب کنتوری خلف جناب حبیب کنتوری

یہ سبک ہے روبروئے یار آکر آئنہ — آب آئینہ مین ہے دیکھو شناور آئنہ

ایک دن اُس ماہ سیما سے ہوا تھا دوبدو — اس خطا پر ہے اسیر دام جوہر آئنہ

آپ کو خود بین نہین پر تمکو خود بین کردیا — سادہ لوحی پر بھی رکھتا ہے یہ جوہر آئنہ

پارہ ہائے دل سے مملو ہے دکانِ شیشہ گر — ایک سو ہے ایک اِن ٹکڑون مین بہتر آئنہ

پاک ہین آلودگی سے وہ جو ہین صافی نہاد — اپنے دامن کو کبھی کرتا نہین تر آئنہ

واقفِ اسرار خود سے ہو نہ کیون عقلِ سلیم — مظہرِ حُسنِ ازل ہے یہ منور آئنہ

کیون منور ہو نہ دل سوز و گدازِ عشق سے — یہ وہ شے ہے جس سے بنجاتا ہے پتھر آئنہ

روشناسی کا اگر کچھ پاس ہو اتنا تو ہو — دلمین دیتا ہے جگہ سب کو برابر آئنہ

پہلے کچھ سوچے نہ ضامن عشق ابرو کا مآل — موت کی تصویر کا نکلا یہ خنجر آئنہ

طالب۔ جناب منشی ونایک پرشاد صاحب بنارسی آتھم وکٹوریہ ناٹک کمپنی بمبئی

دُور ہوتا ہی نہین زانو سے دم بھر آئنہ — حال اُنکی خود نمائی کا ہے گھر گھر آئنہ

رخ پہ گیسو چھوڑ کر بیٹھے ہو لیکر آئنہ — اس شبِ تاریک مین بھی ماہ پیکر آئنہ

شوخیون نے ان حسینو نکو جلادی ہے تو نہین — جسطرح سیماب سے روشن فزون تر آئنہ

ہے وطن سب کے لیے آرام و زینت کا سبب — چوکھٹے مین خوشنما ہوتا ہے اکثر آئنہ

کس نظر سے اُسکو دیکھوں رشک مجکو کیوں نہو — دیکھتا رہتا ہے اُنکا روے انور آئنہ
اپنی صورت دیکھکر اتنا مجھے رونا پڑا — ہوگیا اشکوں کے دریا مین شناور آئنہ

لطف۔ جناب محمد عبد اللطیف صاحب شاگرد جناب شیفتہ کنتوری

دل کسی صورت نکل سکتے نہین اس قید سے — دیکھتے ہین آپ کیوں زلفین بنا کر آئنہ
انجمن مین تیری حاضر باش ہے ای شاہِ حسن — لشکرِ ناز آفرینی کا ہے افسر آئنہ
عکس اسمین ابروِ خمدار قاتل کا نہین — عاشقون کے قتل پر کھینچے ہے خنجر آئنہ
روبرو رہتا ہے ہر دم چہرۂ پُرنور کے — لطف تمسے ہے زیادہ نیک اختر آئنہ

مختار۔ جناب محمد مختار احمد صاحب شاگرد حضرت مظہر لکھنوی

بے ریاضت کاشفِ اسرار ہو ممکن نہین — صاف کرنے سے تو ہو جاتا ہے جوہر آئنہ

مست۔ جناب منشی گور نرائن صاحب از بانس بریلی

شکل ابرو وہ لگاوٹ باز ششدر آئنہ — شل خنجر کب بھلا رکھتا ہے جوہر آئنہ
گیسوِ مشکین کا کسکے پڑگیا ہے اسمین عکس — دے رہا ہے آج بوئے مشک اذفر آئنہ
پوچھتے کیا ہو کہ کیوں مرتا ہے ہر اک جہان — اپنی صورت دیکھلو صاحب اُٹھا کر آئنہ
اُس بُتِ خوشخط کا عکس خال ہے مانندِ مُہر — اور پھر قتلِ عاشق مثلِ محضر آئنہ
ہم تو آب سُرخ ہی مین دیکھتے ہین اپنا مُنہ — مست مستون کے لیے ہے انکا ساغر آئنہ

مسرور۔ جناب سید زمان شاہ صاحب قادری تلمیذ جناب شیفتہ کنتوری

عشقِ عارض مین ہے میرا دل منور آئنہ — سامنے سے دو ستو رکھدو ہٹا کر آئنہ
صاف حیرانی سے ظاہر ہے کہ تجھپر ہے نثار — عرض مطلب کے لیے گویا ہو کیونکر آئنہ
اُٹھگئی دُنیا سے اے مسرور اب قدر سخن — کیا کرین مضمون روشن کا دکھا کر آئنہ

جناب معجز حیدر آبادی

بے سبب رہتی نہین یہ عارضِ روشن کو یاس — دیکھتی ہے دیکھیے زلفِ معنبر آئنہ
وصل کی صورت نہ دیکھوں بنگیا ہے اسلیے — میرے اُنکے بیچ مین سدِ سکندر آئنہ
وہ بھی اپنی شکل پر عاشق رہین میری طرح — اُنکو دیوانہ بناتا ہوں دکھا کر آئنہ

آرزو تھی دیکھ لیتے ہم بھی اُنکے حسن کو
سامنے سے اُنکے ہٹ جاتا جو دم بھر آئنہ

دیکھتے ہی اُسکی صورت ہو لیا ہین ساتھ ساتھ
مجھکو اپنا کر لیا اُسنے دکھا کر آئنہ

تھے کبھی ہم روبرو تقدیر تھی چمکی ہوئی
ابتو ہے دن رات پیش روے دلبر آئنہ

قدرت - جناب میر عابد علیصاحب شاگرد جناب سخی از حیدرآباد

روبروئے یار ہے قد کے برابر آئنہ
بنگیا ہی صورتِ سدِّ سکندر آئنہ

رُخسے ہے شرمندہ و حیران و ششدر آئنہ
آرسی کیونکر نہ بنجائے سمٹ کر آئنہ

وقت آرایش جو مین خلوت مین پہونچا یک بیک
رکھ لیا اُس شوخ نے شرماکے مُنہ پر آئنہ

پرتوِ عارض کے باعث کیسی قیامت کا ہی نور
جلوہ گر ہے صورتِ خورشید محشر آئنہ

رُخ نظر آتا ہی ہنسنے مین نقابِ یار سے
ہو چلا ہے ابتو کچھ جامے سے باہر آئنہ

محوِ آرایش نئی صورت سے ہی وہ جنگجو
شانہ ہی میرا دلِ صد چاک خنجر آئنہ

صانعِ قدرت کے ہاتھونکی صفائی دیکھئے
سر سے لیکر پاؤن تک ہی جسم دلبر آئنہ

کس قیامت کی بنی ہی یار کی غصّے مین شکل
عکس رُخسے بنگیا ہے صبحِ محشر آئنہ

حق نے دُنیا سے بنائی ہی نرالی تیری شکل
پھول رُخسارون پہ رکھے ہین جبین پر آئنہ

صاف ظاہر مین ہین باطن مین کدورت ہی نہان
حال اِن آئنہ رویون کا ہی مجھپر آئنہ

آتشین رخسار پر مائل ہی میرا قلب صاف
آگ مین رہتا ہے مانندِ سمندر آئنہ

کسطرح قلبِ شکستہ سی نہو زخمی جگر
ٹوٹتا ہے جب تو بنجاتا ہے نشتر آئنہ

جلوۂ قدرت نظر آتا ہی اسمین صاف صاف
ہے کہان قلبِ مصفا کے برابر آئنہ

کوثر - ابو العرفان جناب سید عبد العزیز صاحب چشتی صابری تلمیذ جناب شیفتہ کنتوری

بڑھ گیا ہے کیا غرورِ حُسن خالق کی پناہ
دیکھتے ہین راہ مین وہ ہر قدم پر آئنہ

عکس مژگانِ صنم پڑتا ہی اسمین بار بار
اب اُٹھائے دمبدم تکلیف نشتر آئنہ

رشکِ جم مینوش تھے اب رشکِ اسکندر ہوے
پرتوِ رخسار ساقی سے ہی ساغر آئنہ

جانکے احباب کشتہ آئنہ رو کا مجھے
اب عوض پھولونکے رکھتے ہین لحد پر آئنہ

کوثر - جناب میر کوثر علیصاحب حیدرآبادی تلمیذ جناب مہدی

یون نظر آئے کسیکی شکل ممکن ہی نہین — مین سمجھتا ہون کوئی ہی دل کے اندر آئنہ
روز کے صدمون سے اپنا ہو گیا ہی سخت دل — ورنہ ہوتے بھی کہین دیکھا ہے پتھر آئنہ
اپنے ابرو کا نہ یون دیکھا کرو تم آئمین عکس — خوف ہے مجکو کہ ہو جائے نہ خنجر آئنہ
یاد آتا ہے کمال اہلِ ہنر کا اُنکے بعد — ہی ہمارے سامنے حال سکندر آئنہ
محو آرایش وہ رہتے ہین ہمیشہ واصفی — ہاتھ سے اُنکے نہین چھٹتا گھڑی بھر آئنہ

واقف۔ جناب میر شوکت حسین صاحب طالبعلم مدرسہ گولکنڈہ شاگرد جناب بارق حیدر آبادی

سخت ہاتون سے تو ٹوٹیگا دلِ عاشق ضرور — کسطرح ثابت رہیگا کھاکے پتھر آئنہ
شوق خود بینی سے رہتا ہی نظر کے سامنے — وہ زمانے کے ہین دلبر اُنکا دلبر آئنہ
ہو گیا چین بر جبین ظالم سوالِ وصل پر — بنگیا تقدیر سے واقف کی خنجر آئنہ

بقیۂ طرح ماہ گزشتہ

اطہر۔ جناب منشی غلام مصطفےٰ خانصاحب تلمیذ جناب حمید لکھنوی از جلگانون

سر بام آکے برق اے میری رشکِ حور ہو جانا — خدا کے واسطے جلوہ نمائے طور ہو جانا
سکھاتا ہون مین اپنی آہ کو محشر بپا کرنا — نکلتے ہی مرے دلسے صدائے صور ہو جانا
کھڑے ہین ایک مدت سی تری دیدار کے طالب — ذرا پردےسے باہر اے رُخِ پُر نور ہو جانا
فلک کیون سرمہ ہو جائے نہ جلکر دل جلا ہون مین — مری آہون نے سیکھا ہے شرارِ طور ہو جانا
ہوئی عادت تو اضع کی تمہین اب ہم نہ کہتے تھے — دو روزہ حُسن پر اچھا نہین مغرور ہو جانا
وہ جھوٹا ہی سہی پر وصل کا وعدہ تو تم کرلو — مجھے منظور ہے دل کا فقط مسرور ہو جانا
جدائی مین دلِ ناشاد اطہر کیون نہ بجھ جائے — ستم ہے آدمی کے واسطے مجبور ہو جانا

شرر۔ عالیجناب نواب حاجی سید سلطان علیخان صاحب بہادر لکھنوی تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

سکھایا دلربائی نے تمہین مغرور ہو جانا — بتایا دل لگانے نے ہمین مجبور ہو جانا
خیالِ یار کا شب بھر رہا یہ شغل فرقت مین — کبھی دلمین سمانا گاہ دلسے دُور ہو جانا
یہی تھا شغل دیوانے کا تیری جوشِ وحشت مین — کبھی نالان کبھی گریان کبھی مسرور ہو جانا
قضا سے کم نہین مجکو ادا یہ میری قاتل کی — کہ قصدِ قتل کرنا اور پھر مجبور ہو جانا

مقصد۔ جناب منشی محمود حسین خان صاحب تلمیذ حضرت ظہیر دہلوی از ٹونک

بزم مین کیون دیکھتے ہو تم اُٹھا کر آئینہ
اپنی حیرت سے سوا ہوتا ہی ششدر آئینہ

خوب دُنیا مین سنور لو قتل عاشق کے لیے
مُنہ پہ کہدیگا تمہارے روزِ محشر آئینہ

صاف دل تم ہو تو ہم بھی صاف ہی تمسے ملین
آدمی کا دل ہے دُنیا مین مقرر آئینہ

آنکھ کھُلتے ہی یہ اُنکا مشغلہ ہے وقتِ صبح
ہاتھ اپنے دیکھ لیتے ہین سمجھکر آئینہ

مہدی۔ جناب مولوی محمد سلیمان صاحب نبیرۂ مولوی حیدر علی صاحب مرحوم از حیدرآباد

کسقدر بیخوف ہے اللہ اکبر آئینہ
اُنکو خود بین کہ رہا ہے اُنکے مُنہ پر آئینہ

سامنا اُنکی تجلی کا کہین آسان تھا
ہو گیا آئینہ گر سے لو مکدر آئینہ

خود ہوے ہین محو حیرت دیکھکر اپنا جمال
آئینے سے وہ ہین ششدر اُنسے ششدر آئینہ

وہ تو قصۂ زندگی کا پاک ہی کرنے کو ہین
لو ہمارا ہو گیا ہمپر مقدر آئینہ

ہم تو جب جانینگے اُنکا دل جو ہوگا ہمسے صاف
یونتو ہونے کو ہوا کرتا ہے پتھر آئینہ

حسین دیکھو گے وہی تم ہو وہی حسن و جمال
پھر خرید و گے کہانتک آئینے پر آئینہ

دلکشی پر حُسن کی موقوف ہے سب عاشقی
خستہ حالی کا ہے میری حُسن دلبر آئینہ

جاؤ بس بیٹھو وفا تمسے کرینگے کیا رقیب
پہلے اپنی شکل تو دیکھین اُٹھا کر آئینہ

مژدہ باد ای دل نہ نکلا اُنکا عاشق اک رقیب
اب کرینگے چارۂ دردِ جگر ہر آئینہ

ناطق۔ جناب سید ابو الحسن صاحب از قصبۂ گلاؤٹھی ضلع بلند شہر

دیکھ لینگے دل کے آئینے مین ہم عالم کا حال
جام رکھے اپنے گھر جم اور سکندر آئینہ

وصل مین خوفِ جدائی ہجر مین امیدِ وصل
ہین گرفتارِ مصیبت ہی رہا ہر آئینہ

دید سے محرومِ یہ گھورے ہمیشہ وہ اُنکھین
ہے بہر تقدیر ناطق سے تو بہتر آئینہ

واصفی۔ جناب سید عبد الصمد صاحب تلمیذ حضرت داغ دہلوی

جب ملاتا ہے تری مژگان سے جوہر آئینہ
میرے دلمین اک چبھو دیتا ہے نشتر آئینہ

دیکھتے ہین اسکو ہم ہر وقت با چشم پُر آب
ہی کسی عاشق کا شاید دیدۂ تر آئینہ

یہ تو دیکھون کسپہ پڑتی ہی نظر اُس شوخ کی
رکھدیا ہے مین نے اک دل کے برابر آئینہ

آگاہی ہی۔ لیکن پیاری اموجن! یہ باتین ایسی ہین کہ انسان کی آنکھین اور میٹھی میٹھی نگاہین خود کہدیتی ہین۔"

اموجن۔ (پہلے سے زیادہ اندیشہ مند اور دھیمی آواز مین) "ہان۔ یہ تو اُنھین ضرور معلوم ہونا چاہیے کہ مین اُنسے محبت کرتی ہون۔ کیونکہ جب کبھی راہ مین سامنا ہوا یا کسی اتوار کو پارک مین برابر سے گزرنے کا اتفاق۔ میرے چہرے کا رنگ فوراً متغیر ہوگیا اور اُسنے محبت کی چغلی ضرور کھائی ہوگی۔ اس سے بھی بڑھکر سرکس مین اُنھین میرے دلی جوش وخروش کا پورا اندازہ ہوگیا ہوگا جسے مین حتی الامکان چھپاتی رہی۔"

الائس۔ "بیشک۔ یہ سب کچھ اُسنے دیکھا ہوگا لیکن یہ اپنی نوعیت کا ایک ہی درد انگیز واقعہ ہی۔ کیونکہ جب سلوسٹر کو میری محبت کا خیال پیدا ہوا اُسنے مجھسے بات چیت کرنے کے لیے بہت جلد ایک موقع ڈھونڈھ لیا۔ مین نے چھوٹتے ہی اسکا نام پوچھا۔ مجھے وہ قصہ بخوبی یاد ہے۔ (قہقہہ لگاکے) سب سے پہلے اُسنے مجھے اپنا نام۔ "سلوسٹر" بتایا اور مین نے اُسے یقین دلایا کہ یہ بہت ہی پیارا نام ہی۔ لیکن مین نے کہا کہ صرف یہ قدر کافی نہین ہی۔ ضرور تمھارا کوئی دوسرا نام بھی ہوگا۔ اور اگر تم اسیطرح ہمیشہ مجھسے گفتگو کی تمنا رکھتے ہو تو بہت کچھ صاف رہو۔ اسپر اُسنے مجھے اپنا کارڈ دیا ۔۔۔ "مسٹر سالوسٹر کیسی"

کیسی کے نام پر مجھے بہت ہی ہنسی آئی لیکن ضبط کیے ہوے اُسکی یہ گفتگو سُنتی رہی ۔۔ "میرے والد (مسٹر کیسی) ہاٹن گارڈن کے دولتمند رئیس ہین۔"

اموجن۔ (کسیقدر سنجیدگی سے) "پیاری الائس! یہ قصہ تم مجھسے بارہا مفصل بیان کرچکی ہو!"

مس ڈنٹن۔ "ہان ہان۔ مین تمسے کئی مرتبہ کہہ چکی ہون۔ اب مجھے خاص تمھارے معاملے کیطرف متوجہ ہونا چاہیے ۔۔ یہ نوجوان جنٹلمین ۔۔ اب کیا اتفاق درپیش ہی۔؟"

اموجن کی مایوس نگاہین بجلی کی طرح چمک کے پلٹ پڑین۔ اور ساتھ ہی سانچے مین ڈھلا ہوا نازک ہاتھ بھی لڑکی کیطرف بڑھگیا۔ اس مجموعی اشارے کے ساتھ اُسنے کہا ۔۔ "

اموجن۔ "دیکھو!" جو کچھ مجھپر گزر رہی ہی اُسکا باعث یہی ہے!"

معصوم آیتی ایک نئی گڑیا کھیل رہی تھی۔ اُسنے یہ گفتگو بالکل نہین سُنی۔ اُسے اموجن کے اُس بے پایان اضطراب کا بالکل اندازہ نہو سکا جو اسوقت اُسکا دل مل رہا تھا۔ وہ اموجن کے اُس خوفناک غصّے سے بالکل بیخبر تھی جو اُسی کے باعث سے پیدا ہوا تھا۔ تاہم یہ عجیب جلد باز عورت فرط ندامت سے دلمین کٹ گئی اور بے اختیارانہ انداز سے جھپٹ کر لڑکی کو گود مین اُٹھالیا۔ فوراً چھاتی سے لگایا اور گھبرا گھبرا کے کہنے لگی۔

نشانی کچھ تو پاس اپنے رہے اُس تیر افگن کی
ہمارے زخم دل کو چاہیے ناسور ہو جانا

ہزاروں بادہ کش دیتے ہیں جانیں اس ادا پر بھی
غضب ہے مست آنکھوں کا ترے مخمور ہو جانا

کسیکی یاد کو وہ بھولنے دیتا نہ تھا دم بھر
غضب ہے درد کا دل سے ہمارے دور ہو جانا

وہ ایذا دوست ہوں کہتا ہوں اپنے دلکے زخموں سے
قسم اُس ناوک افگن کی کہ تم ناسور ہو جانا

پہونچ جائے اسی صورت سے شاید بزم ساقی تک
دلِ خون گشتہ سیکھے بادۂ انگور ہو جانا

تسلی کو کوئی بیدرد پاس آکر نہ بیٹھے گا
کہیں اے درد تو دل سے نہ میرے دور ہو جانا

شکایت اُس بتِ پیمان شکن کی ہے شکر بیجا
بڑا تھا سنگ غم سے شیشۂ دل چور ہو جانا

یاس۔ جناب میرزا ذاکر حسین صاحب تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

اگر منظور ہو آنکھوں سے میری دور ہو جانا
تو جا کر اپنے کوٹھے پر چراغِ طور ہو جانا

کسی کا عشق ہو پھر دیکھیے گلیوں میں چرچا ہے
بہت مشکل نہیں کچھ خلق میں مشہور ہو جانا

کسیکے ناز اگر اے دل گراں معلوم ہوتے ہوں
مری خاطر سے دم بھر کیلیے مزدور ہو جانا

کسیکے گیسوؤں کے کھولنے کی دیر ہے رخ پر
تعجب کچھ نہیں دن کا شبِ دیجور ہو جانا

پھپھولوں سے بھرا جاتا ہے دل ساقی کی فرقت میں
تعجب کیا ہے اسکا خوشۂ انگور ہو جانا

اثر دکھلا رہا ہے صاف صحبت کا حسینوں کی
ذرا سی بات میں دلکا مرے رنجور ہو جانا

تقاضا وصل کی شب کر کے کیوں دلکو دکھاتے ہو
سحر ہونے تو دو پھر جب تمہیں منظور ہو جانا

بھڑکتی ہو بہت رشک عدو کی جسجگہ آتش
وہاں سے اے دلِ بیتاب تو کافور ہو جانا

جنھیں ہے عشق صادق اُنمیں پیدا ہو گی یہ حالت
اُٹھا کر صدمہ و رنج و الم مسرور ہو جانا

میں وہ دیوانہ ہوں جو سوزِ الفت سے یہ کہتا ہے
مرے دلکے لیے تو مرہم کافور ہو جانا

سُنا تھا قیس کو اے یاس آنکھوں سے دیکھا ہے
حسینوں کو دل اپنا دیکے پھر مجبور ہو جانا

نوٹ۔ ذیل کی طرح میں غزلیں وقت معینہ پر ارسال ہوں۔ ہر غزل علحدہ علحدہ کاغذ پر لکھنا چاہیے

پرچہ پہونچتے ہی (مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے) یاد وغیرہ قافیہ

آخر ستمبر ۱۹۰۹ء تک (آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچتاؤ بھی) آؤ وغیرہ قافیہ

یکایک اموجن کے خوبصورت چہرے پر کشیدہ خاطری کے نشانات ظاہر ہونے لگے۔ بہرکیف غصّے کی عارضی علامتین بہت جلد مٹ گئین اور مس ہارٹ لینڈ نے سنجیدہ مُسکراہٹ کے ساتھ کہا ۔۔ ”

مس ہارٹ لینڈ ۔“ الائس! تم میرے خیالات کی دُنیا مین نہین داخل ہوسکتین ۔ اسلیے مجھے اپنا قصہ جلد ختم کرنے دو!“ تقریباً تین ہفتے گزرے ہونگے کہ ایک روز مین اپنی کو ساتھ لیکر ویسٹ منسٹر روڈ مین ایک دوکان پر اسکے لیے ایک نیا کُرتا مول لینے گئی۔ نگاہ اُٹھا کے کیا دیکھتی ہون کہ وہ عین میرے سامنے کھڑے ہین۔ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ اُنھون نے اس لڑکی کو میرے ساتھ دیکھا اور دیکھتے ہی ایسا ناگہانی صدمہ پہونچا کہ سر سے پانؤن تک زرد پڑ گئے۔ میرے چہرے پر بھی جانسوز ندامت کے آثار دوڑ گئے اور آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا۔ مین نے بہت کوشش کر کے اپنے حواس ٹھکانے کیے۔ اور وہ فوراً دوسری طرف چلے گئے۔ دو تین گھنٹے بعد مین نے اُنھین اس گلی مین دیکھا۔ ٹھیک اسی گلی مین! ۔۔ اُسوقت اندھیرا ہوچکا تھا۔ اور وہ سر سے پانؤن تک ایک لبادہ پہینے ہوے تھے۔ تاہم مین نے اُنھین ایک دوکان سے نکلکے دوسری دوکان مین جاتے ہوے دیکھ لیا جہان وہ چند منٹ ٹھیرے رہے۔“

الائس ۔“ کیا تم خیال کرتی ہو کہ وہ کچھ دریافت کرتے تھے ؟“

اموجن ۔“ اسمین شک نہین کہ وہ ایک ایک سے میرے حالات پوچھتے ہونگے۔ اُسی دن سے پھر مین نے اُنھین نہین دیکھا۔ اب میری رام کہانی ختم ہوگئی۔ پیاری گوئیان! اب مجھے کسی سیر و تفریح کی ترغیب نہ دو! اب میری طبیعت ہی اُسطرف نہین جاتی۔ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو! تمہارا اسلوسٹر تمہاری ہمراہی کو موجود ہے“

الائس ۔“ (مُنہ بنا کے) اوہ! اسلوسٹر بیشک! ایک مفلس شوقین۔ جسقدر سفلہ اُسیقدر شیخی باز۔“

اموجن نے ان بیہودہ باتون کا جواب دینا پسند نہین کیا۔ اور ٹالنے کے انداز سے بیساختہ کہا ۔۔ ”

اموجن ۔“ الائس! یہ کاغذ کا مُٹھا کیسا لائی ہو ؟“

الائس ۔ (گھبرا کے) ارے مین بالکل بھول گئی! مین یہ تصویر تمہین دکھانے لائی تھی لیکن اور اور باتون مین اسکا خیال تک نہ رہا۔“

اموجن ۔“ کیا یہ کوئی تصویر ہے ؟ (یہ کہکے وہ کاغذ کا مُٹھا کھولنے کے لیے آگے بڑھی۔)

یہ الائس ڈنٹن کی قلمی تصویر تھی۔ اسکے نقش و پرداز۔ قطع۔ وضع سب میڈ مائسل اموجن کی اُس تصویر کے مطابق تھے جو کمرے کی دیوار پر لٹک رہی تھی۔ ناظرین سمجھ گئے ہونگے

"پیاری اپنی! خوبصورت اپنی! تم لاڈلی بیٹی ہو!
مین تمہین کتنا چاہتی ہون - مین تمسے کسقدر محبت
کرتی ہون!"

بھولی لڑکی نے بچپن کی بھینی بھینی مسکراہٹ
کے ساتھ اموجن کے گلے مین باہنین ڈالدین -
الائس نہایت اطمینان کے ساتھ اس سین کو دیکھتی
رہی - اُسکے تیور سے کوئی تعجب نہین ظاہر ہوا -
اسلیے کہا جاسکتا ہی کہ اُسکی موجودگی مین یہ پہلا
ہی واقعہ نہ تھا -

جب اموجن نے لڑکی کو قالین پر بٹھادیا
تو الائس نے بھی اپنی باری مین اظہار محبت
کی راہ سے کہا -"

الائس " ہان یہ بہت ہی پیاری لڑکی ہی -
لیکن اموجن! یہ تو بتاؤ کہ اصل ماجرا کیا ہی؟"

اموجن " خیر سُنو! مین چند ہی لفظین بیان
کرونگی - اسوقت تک اُس سیر کو چھ مہینے گزر
چکے ہین جب مارگیٹ مین اُس خوبصورت اجنبی
نوجوان سے پہلے پہل چار آنکھین ہوئین - اُس
روز میری کتاب گرجانا اور اُسکا اُٹھالینا تم
خود دیکھ چکی ہو - کتاب کے بالائی ورق پر "میڈ
مائسل اموجن" لکھا ہوا تھا - کیونکہ وہ کتاب میرے
ایک نوجوان فرانسیسی دوست "روز" نے
مجھے تحفتہً دی تھی - اس نام پر نظر پڑتے ہی اُسکی
نگاہین خوشی خوشی میری طرف اُٹھ گئین - اور
اُسکی دوسری ہی شام سے اُسنے تھیٹر مین آنا
شروع کردیا - پیاری الائس! مین اس قصے
کو طول دینا نہین چاہتی اسلیے صرف اِن
باتون کا دُہرادینا کافی ہوگا جو تم ابھی ابھی خود
بیان کرچکی ہو کہ اِن چھ مہینون مین وہ تھیٹر مین
بھی متواتر دکھائی دیے اور اس گرد و نواح
مین بھی بارہا گھومتے پھرتے نظر آئے - مین
بیہودہ خیال کی عورت نہین ہون - مین اِن
باتون سے کوئی اور مطلب نہین نکال سکتی -
میرا خیال اسی پر جما ہوا ہی کہ اُنکی محبت بالکل
پاک اور اُنکے خیالات بہت ہی بلند ہونگے کیونکہ
اگر اسکے خلاف ہوتا - اگر اُنھین مجھے اپنی بیوی
بنانیکی کچھ بھی تمنا ہوتی تو اس بارے مین
بہت جلد ٹوکتے - الائس! یہی وجہ تھی کہ مجھے
یقین ہوگیا کہ وہ مجھسے اُسی طرح محبت کرتے
ہین جو مجھے پسند ہی - اور اسی لیے مین بھی اُنپر
فریفتہ ہوگئی - اکثر اوقات جب میرا اُنکا سامنا
ہوا اُنکی چشم سخنگو نے اُنکی بلند خیالی کی داستان
زبان حال سے بیان کردی - ہان اُن آنکھونکی
صرف ایک سنجیدہ نگاہ نے بے زبان دلکے
دفتر کھولدیے "

الائس " مین بہت جلد بے زبان دلکے خط
طغرا والے دفتر کا صرف ایک صفحہ معرض بیان
مین لے آتی - اور کُند ذہنی کے سبب ایسا
خیالی واقعہ نہونے پاتا -"

الائس کہتے کہتے دفعتہً رُک گئی - کیونکہ

نیم یونانی وضع ہی بدلگئی جیسے ہم اول اول اپنے ناظرین کو دکھا چکے ہین - اب اُسکی زنانی ٹوپی مین ایک دبیز نقاب بھی لگی ہوئی تھی - کیونکہ اکثر اوقات اُسے اپنا چہرہ چھپانے کی ضرورت ہوتی تھی - علی الخصوص عام گزرگاہون مین نکلتے وقت وہ ذمہ دار تھی کہ میڈ مائسل اموجن "اسٹار آف ایسٹلیز" عام طور سے نہ پہچان لی جائے - اور اُسکے چہرے پر شہر کے رذیل - شریف - اور فاقہ مست لوگونکی نگاہ نہ پڑے -

اینی کو خادمہ کے سپرد کرکے اور اُسے محبت سے یقین دلاکے کہ مین تمھارے لیے مٹھائی لینے جاتی ہون - مس ہارٹ لینڈ مکان سے نکلی - ویسٹ منسٹر روڈ سے گزرکے پُل اُس پار ہوئی اور چیرنگ کراس کے متصل ایک نامی گرامی بزاز کی دوکان پر پہونچکر کچھ کپڑا مول لیا - دوکان سے اُٹھکے اموجن نے اپنے دلمین کہا "کچھ ارادہ ہوتا ہے کہ ینگ ڈچیز کی خبر لینا چاہیئے - کیونکہ ایک ہفتے سے زیادہ عرصہ ہوچکا ہے اور ابھی تک اُسنے اپنی ملاقات کا وعدہ وفا نہین کیا ——"

ابھی اموجن اسی اُدھیڑبُن مین تھی کہ یکایک ایک خاص شخص پر نظر پڑجانیسے اُسکے تمام خیالات دوسری طرف رجوع ہوگئے - یہ شخص ایک تپلی سی گلی سے نکلا تھا جو اسپرنگ گارڈن سے سینٹ جیمس پارک کو گئی تھی - یہ ایک ۲۲ سالہ نوجوان شخص تھا - قد کسیقدر نکلتا ہوا - چہرہ شاندار - خط و خال دلکش - بھورے بھورے گھونگر والے بال - خوشرنگ نیلگون آنکھین شکل و صورت سے فراست - دانائی - اور ہردل عزیزی ٹپکتی تھی - یہ ایک نہایت حسین - عالی ہمت - بلند خیال جوان معلوم ہوتا تھا - اگر اُسکی پوری پوری تعریف کیجائے تو شاعری معلوم ہوگی وہ موسیقی اور عمدہ فنون کا شائق تھا - وہ محبت دار لڑکا تھا - مہربان بھائی تھا - نیک طینت دوست تھا -

یہ تمام اوصاف اُسکے بشرے سے پہلی ہی نظر مین ظاہر ہوجاتے تھے - وہ نہایت ہی صاف اور سادے کپڑے پہنے ہوے تھا - اُسکی وضع سے پوری امیرانہ شرافت پائی جاتی تھی - اور اُسکے عام انداز سے بغیر کسی ظاہرداری غرور اور تمکنت کے معززانہ قابلیت ٹپکی پڑتی تھی -

اسی نوجوان کو دیکھکے اموجن ہارٹ لینڈ کے دل پر دفعتہً جادو ہوگیا - وہ اسقدر فاصلے سے فکرمند حالت مین گردن جُھکائے آہستہ آہستہ اپنی راہ چلا جاتا تھا کہ اموجن کی نگاہ وہا تک بخوبی کام دے سکتی تھی - اُسنے نظر اُٹھاکے اِدھر اُدھر نہین دیکھا - اموجن نے خیال کیا کہ اُسکی نگاہ مجھپر نہین پڑی اسلیئے بے اختیار اُسکے پیچھے پیچھے چلی - اموجن کے چہرے پر نقاب کھچی ہوئی تھی - اُسکی وضع پہلے کی بہ نسبت بہت بدلی ہوئی تھی اسوقت اُسکا لباس بیشتر کی زرق برق

کہ اموجن کی ہمجولی بھی ابتلز ایمپائر تھیٹر مین اُسکی
ہم پیشہ تھی۔ لیکن وہ اموجن کیطرح کسی فرانسیسی
نام سے مشہور نہین کی گئی تھی۔ اُسکی تصویر کے
نیچے صحیح صحیح انگریزی نام "مس الائس ڈمنٹ"
درج تھا۔ اس تصویر کی پوشاک بھی اموجن کی تصویر
کیطرح زرق برق تھی اور اپنے انداز مین چہرے
سے نقاب اُتار رہی تھی۔ تصویر کے لباس اور
نقاب سے بعض پسندیدہ ادائین پیدا ہوتی تھین
لیکن الائس اس پوشاک کو زیب بدن کرنا پسند
نہین کرتی تھی۔ ہم اس پہلو پر زیادہ بحث کرکے
اپنے ناظرین کا دماغ پراگندہ کرنے کی ضرورت
نہین سمجھتے۔ مس الائس کے بارے مین ہم کامیابی
سے بیان کرچکے ہین کہ وہ بہت ہی خوبصورت
تھی۔ لیکن قیافہ شناسی کے اعتبار سے عقل و
فرزانگی کے وہ نشانات جو اموجن کے ممتاز
چہرے مین پائے جاتے تھے اُسکی صورت سے
بالکل ظاہر نہین ہوتے تھے۔ الائس کے خط و
خال سے چھپی چھپی نفس پرستی برس رہی تھی۔
اُسکی شکل وصورت اگرچہ قابل تعریف زندہ دلی
لیے ہوے تھی لیکن بجاے روشن اور شاندار
ہونے کے بے رونق اور شہوت پرست تھی۔
نیک طینتی اور خودغرضی مین بہت ہی کم فرق
پایا جاتا تھا۔ اور نیکدلی کی مقدار بالکل اوسط
درجے کی ملسکتی تھی۔ اموجن کیطرح اُسکی آنکھین
بھی نیلگون تھین۔ لیکن اُنمین صرف نزاکت تھی
چالاکی نہ تھی۔ اور اُنسے انتہا کی کاہلی طبعی عیش
پسندی۔ بے احتیاطی۔ رنگین مزاجی۔ لاپروائی
بدمزاجی۔ اور آرام طلبی ٹپک رہی تھی۔ دہانہ
اور گول ٹھوڑی کی مجموعی قطع سے ان سب
باتونکا مزید ثبوت ملتا تھا۔ اُسکی عمر اگرچہ انیس
بیس سال سے زیادہ نہ تھی لیکن خط وخال مین
اُٹھتی جوانی کا لوچ بالکل نہ تھا۔ اسپر بھی خوبصورتی
مین کوئی فرق نہین پیدا ہوا تھا۔ ہاتھ پاؤن
بھی اگرچہ خوب طیار تھے لیکن سانچے مین ڈھلے
ہوے معلوم ہوتے تھے۔ اموجن اور الائس
دونون کے بشرے سے کوئی ایسی بات نہین
پائی جاتی جو ایکڑسونکو دنمین دیکھنے سے بدقطعی
اور پھیکاپن ظاہر کردیتی ہے۔ دونون کی نیلگون
آنکھونمین خفیف تغیر بھی نہ تھا۔ اسلیے اگر ان
دونون عورتونکی تصویر ایک ساتھ کھینچی جاتی
تو اگرچہ باطناً بہت کچھ فرق تھا لیکن بظاہر ایک
ہی انداز پایا جاتا تھا۔

اس تصویر کی صناعی پر دونون نوجوان
عورتونمین تھوڑی دیر تک باریکیان چھنتی رہین۔
اسکے بعد الائس اپنی اس کوشش مین کہ کل
اموجن دریائی سیر مین اُسکا ساتھ دے ناکامیاب
ہوکے رخصت ہوئی۔

الائس کے جاتے ہی اموجن بالاخانے پر
پہونچی اور پوشاک تبدیل کی۔ اسوقت اُسکا
لباس بالکل سادہ تھا۔ گویا اُسکی دو تھیٹر کی

رومال سے اشارہ کیا۔ بظاہر وہ اسی مکانمین رہتا ہی۔ اُسکا ارادہ ہو کہ جس غیر اتفاقی وجہ سے یہ اُسکے پیچھے پیچھے چلی آئی ہون اُسکا سبب دریافت کرے۔" لیکن یہ ہو کون ؟"

پانچوان باب

مکان واقع برکلے اسکوائر

یہ ایک عالیشان نعمت خانہ تھا جس مین اموجن اسطرح داخل ہوئی۔ تمام کمرہ امیرانہ ٹھاٹھ سے سجا ہوا تھا۔ دیوارونپر وجیہہ اُمراء اور حسین لیڈیونکی تصویرین لگی ہوئی تھین بعض تصویرین پُرانی یا مجید ہو گئی تھین۔ انکا رنگ روغن اُڑ گیا تھا۔ ولایتی پالش کڑک گئی تھی اور نفیس پوشاکون کی حیثیت بدلگئی تھی۔ آتشدان کے پہلو پر دو نئی تصویرین لگی ہوئی تھین معلوم ہوتا تھا کہ یہ تصویرین حال ہی مین تیار ہوئی ہین۔ انمین سے ایک تصویر ایک دُبلے پتلے زرد رُو۔ متوسط عمر کے مرد کی تھی جسکے چہرے پر امیرانہ وجاہت پائی جاتی تھی۔ دوسری تصویر ایک عورت کی تھی۔ اسکا چہرہ بھی زرد تھا لیکن خط و خال بہت ہی خوبصورت اور عمرمین م دانی تصویر سے دس برس کم معلوم ہوتی تھی۔ دونون تصویرونمین مصور نے نمک حلالی کی راہ سے اُس تندمزاجی اور غرور کو ناواقف نگاہونسے بالکل چھپا دیا جو اُنکی اصلی صورتون سے بخوبی ظاہر ہوتا تھا۔

اموجن اُسی طرح مُنہ پر نقاب ڈالے ان تصویرونکی سیر مین محو تھی۔ پیچ در پیچ خیالات کی اُلجھن اور خود فراموشی نے ابھی تک اُسے نقاب اُلٹنے کا موقع ہی نہ دیا تھا۔ وہ دُور دراز فکرونمین ڈوبی ہوئی ان تصویرون کو دیکھ رہی تھی۔ جیسے ہی اُسکی نگاہ تصویرون کیطرفسے واپس ہوئی یکایک کمرے کا دروازہ کھُلا اور دو شخص داخل ہوے۔ انمین ایک مرد تھا دوسری عورت۔ دونون پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا تھا کہ اُن نئی تصویرونکی اصل یہی ہین جو ابھی ابھی اموجن کو دلچسپی سے اپنی طرف مخاطب کیے ہوے تھین۔ اموجن گھبرا گئی۔ اُسے تعجب ہوا کہ یہ کون لوگ ہین۔ اور یہ واقعہ کہانتک طول کھینچتا ہو۔ سب سے زیادہ مایوسی آمیز خوف اس بات پر پیدا ہوا کہ دروازہ کھُلنے پر وہ نوجوان کیون نہین آیا جسکی بہت بڑی اُمید تھی۔ اسلیے اُسے کسیطرح اطمینان نہ تھا کہ یہ دونون شخص محبت اور عزت سے پیش آئینگے۔

ان دونون شخصون کی عمر اپنی اپنی تصویرون سے کسی قدر زیادہ معلوم ہوتی تھی۔ مرد کا سن ۵۵ سال کا ہوگا۔ اور لیڈی کی عمر اُسی مناسبت سے کم۔ دونون کے چہرونسے رنجیدگی خشونت اور دولتمندانہ غرور ٹپک رہا تھا لیکن اُن تصویرون سے بالکل مشابہ تھے۔

پوشاک دیکھتے بالکل سادہ تھا۔ الائس ڈنٹن کیطرح اُسے بھی نمایشی پوشاک سے یکبارگی نفرت ہوگئی تھی۔ اُسکا مزاج زیادہ سے زیادہ سادگی پسند ہوگیا تھا۔ اور یہ اُس خوبصورت اجنبی نوجوان کی محبت کا اثر تھا جو ہرصورت سے اُسکے خیال و مذاق پر حاوی ہوگئی تھی۔

نوجوان اپنی فکر مین ڈوبا ہوا چلا جاتا تھا اثنار راہ مین نہ اُسنے ادھر اُدھر نگاہ اُٹھائی۔ نہ پیچھے پھر کے دیکھا۔ یہانتک کہ اسی ہیئت کذائی سے برکلے اسکوائر تک پہونچا۔ یہان پہونچتے ہی دفعۃً ٹھٹک گیا۔ گھڑی دیکھی اور فوراً چارونطرف نگاہ دوڑائی۔ اموجن بھی اچانک تھم گئی۔ اور ایک غیر شخص کے پیچھے پیچھے چلے آنیسے اُسے اپنی ناشایستہ حرکت پر صدمہ پہونچا۔ دلپر چوٹ پڑی۔ اور ٹالنے کے اندازسے ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ جب اموجن کی نگاہ اپنا دورہ ختم کرکے پھر اُس جوان کیطرف پلٹی تو وہ پچاس گز کے فاصلے پر ایک بلند مکان کی چھت پر کھڑا ہوا تھا۔ اُسکے ہاتھ مین ایک سفید رومال تھا۔ اور جیسے ہی وہ اُس رومال کو اشارے کے طور پر ہلا کے غائب ہوا اموجن کا دل تہ و بالا ہونے لگا۔

نشۂ بیخودی مین سرشار۔ شرابیون کیطرح جھومتی۔ لڑکھڑاتی۔ پس و پیش کرتی۔ دلی جذبات سے مجبور اور بے بس ہوکے کیسقدر امید و بیم کیحالت مین اموجن اُس مکان کیطرف روانہ ہوئی۔ مکان کا صدر دروازہ کھلا تھا اور ایک قوی ہیکل سُرخ و سفید دربان بالونکی ٹوپی پہنے دہلیز پر کھڑا ہوا تھا۔ جیسے ہی اموجن دروازے کے قریب پہونچی دربان کنارے ہوگیا اور مودبانہ طریقے سے اندر آنے کے لیے راستہ دیدیا۔ لمحہ بھر تامل کرکے اموجن دروازے کی سیڑھیوں پر چڑھی۔ اور مکانمین داخل ہوئی۔ صحن کے آخری حصے مین وہی نوجوان ایک کشادہ سنگ مرمر کے زینے پر چڑھ رہا تھا۔ اُسنے پیچھے پھر کے اموجن کو دیکھا اور فوراً ٹھہر گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ سیڑھیوں سے اُتر کے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ لیکن فوراً کسی خیال نے دلمین چٹکی لے لی۔ اُسنے نہایت ہی خوش اخلاقانہ انداز سے کسیقدر جُھک کے رسم خیر مقدم ادا کرنے پر اکتفا کی اور زینے پر چڑھتا ہوا چلا گیا۔

دربان "میڈیم! مہربانی کرکے اِدھر تشریف لائیے" (یہ کہکے اُسنے ایک کمرے کا دروازہ کھولدیا جو ایک بڑے دالان سے ملحق تھا)

آپے سے گزری ہوئی اموجن نے جیسے ہی کمرے مین قدم رکھا اُسکی پشت پر دروازہ بندکردیا گیا۔ اب اُسے معلوم ہوا کہ دربان کی یہ حرکت اُس حکم کی تعمیل تھی جو نوجوان نے گھر مین داخل ہوتے ہی دیدیا ہوگا۔ وہ اپنے دلسے کہنے لگی ـــ اُسنے ان سب باتون کے بعد

دیکھنا چاہے کبھی گر وہ فسونگر آئنہ — بنکے آئے روبرو مثل سکندر آئنہ
تم بنو تو یہ بنے بگڑو تو بگڑے بید ھڑک — وقت تزئین ناز کرتا ہے برابر آئنہ
کھولکر زلفین نہ دیکھین آپ اسمین اپنا منہ — ورنہ اُڑ جائےگا یہ دو پر لگا کر آئنہ
کسکی صورت دیکھکر محوِ تماشا ہو گیا — اشتیاقِ دید مین پھرتا ہے گھر گھر آئنہ
زندۂ جاوید ہے اظہر ہر اک اہل کمال — حشر تک عالم مین ہے نام سکندر آئنہ

الیاس جناب سید ببر علی صاحب نبیرۂ نواب جہانگیر یار جنگ بہادر مرحوم شاگرد جناب جاوید لکھنوی

رخ پہ اُلجھی دیکھکر زلف معنبر آئنہ — کیون نہ ہو جائے اسیر دام جوہر آئنہ
روے تابان کے جب آتا ہے برابر آئنہ — دیکھتا ہے سوادا دُنی سے ستمگر آئنہ
حسن صورت آفرین ہو جائے تجھپر آئنہ — دیکھ لے یوسف لقا صورت اُٹھا کر آئنہ
قلب کو تسکین ہوگی کچھ نہ کچھ اس سے ضرور — لائیے دید تیجیے رکھلون مین دلپر آئنہ
جاے حیرت ہین جبین وابرو وعارض ترے — زیر خنجر آئنہ بالاے خنجر آئنہ
حسن کا اپنے بہر صورت ہے اُس بت کو یقین — دیکھتا ہے کو زلفون کو بنا کر آئنہ
آپ سے بگڑی نہ اکدن ہی برابر کی یہ چوٹ — دیکھیے گا سورۂ اخلاص پڑھکر آئنہ
صبر کی دولت پریشانی سے کیون کرے بدل — ہمپہ ہو جاتا اگر حال معقدر آئنہ
خوف عصیان کچھ نہین ہے دامن رحمت وسیع — کر دیا واعظ نے ہمپر حال محشر آئنہ
دیکھ لو سکتے کے عالم مین پڑے ہین زیر قبر — تمپہ مرنے کا ہوا اب حال ہمپر آئنہ
دیکھتے جی بھر کے ہم اُنکو ہین وہ دیکھتے — کچھ دنون کو کاش بنجاتا مقدر آئنہ
دیکھ لون کیونکر جمال یار ہے رخپر نقاب — ضو تو باہر ہے مگر پردے کے اندر آئنہ
پوچھتے قاصد سے کیا ہو لیکے خط کیسا ہے وہ — حال ہے الیاس کا ایمان تمپر آئنہ

آہ۔ جناب مولوی غلام یسین صاحب صاد دہلوی مقیم بمبئی معین تخلص ناظر

مصحف رخسار سے ہوتا ہے ہمسر آئنہ — کسقدر گستاخ ہے اللہ اکبر آئنہ
نامۂ آئینہ رو ہے اے کبوتر آئنہ — تو تو اپنے ساتھ لایا ہے اُڑا کر آئنہ
پہلے دلپر ہاتھ رکھ لیجیے کہ آجائے نہ غش — اپنی صورت دیکھیے گا پھر اُٹھا کر آئنہ

سنتے ہین برقِ جمالِ یار ہے نظارہ سوز — ہان ابھی سے بند رکھے چشم جوہر آئینہ
ہوتی ہے مشقِ ادا بھی روز آرایش کے ساتھ — اب مرے دل کیطرح کھاتا ہے نشتر آئینہ
دل ہارا اک حسین نے جب سے دیکھا آرزو — ہو گیا اُسدن سے برگشتہ مقدر آئینہ

اسلمؔ جناب منشی سلامت اللہ صاحب کانپوری منیجر اخبار ملک و ملت حیدرآباد شاگرد حضرت خدنگ نظر

عکس رخ سے ہو رہا ہے لوح پُر زر آئینہ — دولتِ دیدار پا کر ہے تونگر آئینہ
کیون نہو اپنے نصیبے کا سکندر آئینہ — دیکھتے ہین مہ جبین زانو پہ رکھکر آئینہ
جسکو دیکھو صاف صورت اسمین آتی ہے نظر — آنکھ کا تل بھی بنا ہے کیا ستمگر آئینہ
کیا سے کیا صورت ہوئی بیٹھے ہو کسکے سوگ مین — میری خاطر سے ذرا دیکھو اُٹھا کر آئینہ
شوخیان تو دیکھیے جب لے چکے وہ دل مرا — کہتے ہین کس کام کا میری یہ مضطر آئینہ
شاید اپنی چتونون سے آپ بھی ڈرتے ہین وہ — دیکھتے ہین اس سبب سے دور رکھکر آئینہ
دیکھتے ہی دیکھتے سینے پہ رکھکر سو گئے — آئینے مین آئینہ ہے آئینے پر آئینہ
پوچھتے ہو کیا حقیقت مجھسے حسنِ حور کی — اپنی صورت دیکھلو صاحب اُٹھا کر آئینہ
ٹکٹکی باندھی ہین سب اُس روے روشن کیطرف — دیکھتا ہے چرخ سے گویا ہر اختر آئینہ
دلمین آئی ہے کدورت تو وہ ہونگے صاف بھی — خاک مل دینے سے ہوتا ہے منور آئینہ

اطہرؔ جناب منشی غلام مصطفی خانصاحب شاگرد جناب حمید لکھنوی از جلگانو

دیکھ لے گر نورِ نقشِ پاے دلبر آئینہ — منہ نہ دکھلائے کسیکو تا بہ محشر آئینہ
آتشِ حسنِ رُخِ جانان سے جلکر آئینہ — خاک ہو جائے مثالِ طورِ یکسر آئینہ
ڈھونڈتے ہو بزمِ عالم مین اگر اپنا نظیر — اپنی صورت دیکھلو صاحب اُٹھا کر آئینہ
تم جو برہم ہو تو بڑھتا ہے مرے دلکا ملال — گرد پڑ جانے سے ہوتا ہے مکدر آئینہ
توڑ کر عاشق کا دل کہتے ہین وہ کس ناز سے — ہمکو لا دو کوئی گر ہو اس سے بہتر آئینہ
شاہدِ مضمون کی صورت صاف آتی ہے نظر — شک نہین اسمین کہ ہے طبعِ سخنور آئینہ
دیدۂ جوہر سے اطہرؔ دیکھلے گر روے یار — صاف غرقِ بحرِ حیرت ہو سراسر آئینہ

اظہرؔ جناب منشی تاج محمد صاحب اورنگ آبادی حال وارد جلگانون

آئنہ کا آئنے سے ہو گیا ہے سامنا
وہ ادھر حیران ہے اُس سمت ششدر آئنہ

اب حقارت کی نظر سے آپ کیون دیکھین اسے
پانی پانی ہو گیا ہے مُنہ دکھا کر آئنہ

حسنِ روئے یار نے گھر اُسکے دل مین کر لیا
سر سے پا تک دیکھنے مین گو ہے پتھر آئنہ

سُن لیا ہے جب سے یہ اپنی نظر لگتی ہے آپ
دیکھتے ہی وہ نہین برسون اُٹھا کر آئنہ

تجلی جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب جلالپوری معین خدنگ نظر تلمیذ حضرت نائب شاہجہانپوری

اس تمنا مین کہ دیکھین وہ اُٹھا کر آئنہ
ٹکٹکی باندھے ہوئے رہتا ہے دن بھر آئنہ

اُنکا عکسِ مصحفِ رخسار پا کر آئنہ
کیا تعجب ہے جو ہو جائے پیمبر آئنہ

خاک مل کر مُنہ پہ بیٹھا ہے رہِ دیدار مین
بنگیا دھونی رما کر کیا قلندر آئنہ

بیٹھکر حیرت زدہ دن کی اپنے صورت دیکھئے
طاق پر رکھ دیتے بیجے دم بھر اُٹھا کر آئنہ

فیض رخسارِ بتان دیتا اگر حسنِ قبول
ٹھوکرین کھاتا ہوا پھرتا نہ دردر آئنہ

کسکا جادو چل گیا کسپر بتاؤ تو سہی
تم فسونگر ہو زیادہ یا فسونگر آئنہ

چین کے سانپ آ گئے شہر حلب کی سیر کو
یا ہے زیر سایۂ زلفِ معنبر آئنہ

روتے روتے ہجر مین باقی نہین آنسو کا نام
خشک ہو کر ہو گیا ہر دیدۂ تر آئنہ

لیکے انگڑائی وہ اُٹھنا صبح وصل اُس شوخ کا
دیکھنا شرما کے مُنہ اپنا منگا کر آئنہ

شمع روشن بے ترے ہے انجمن مین اشکبار
پھول کُمھلائے ہوئے ہین اور مکدر آئنہ

اک نظر دیکھا جو اُس بُت کا جمال دلفریب
اے تجمل بنگیا حیرت سے پتھر آئنہ

تہور جناب شیخ احمد صاحب فیٹر باشندۂ جاورہ حال وارد جلگانون تلمیذ جناب اظہر

جذب پتھر کو بھی کر لیتا ہے حسن دلفریب
رنگیا تصویر سے تیری لپٹ کر آئنہ

جلال جناب حکیم سید ضامن علی صاحب لکھنوی

جب ہو بیقدر آنکھ سے اُس بُت کی گر کر آئنہ
کسکے آگے جا کے پھوڑے پھر مقدر آئنہ

میرے دل کا حال ہو جائیگا تمپر آئنہ
سامنے سے جب ہٹا لونگا دکھا کر آئنہ

اسکو خود دریافت کر لو اپنی خود بینی سے تم
دیکھتے ہین خوب ہر جلوت مین کیونکر آئنہ

اُنکی در پردہ لگاوٹ کا ہے شاہد بزم مین
دیکھنا ہر بار ہمسے مُنہ چھپا کر آئنہ

لیچلا ہے اُسکے روئے صاف و روشن کا خیال
راہ اُلفت مین ہوا ہے اپنا رہبر آئینہ

روبرو کی چوٹ ہی وہ بھی بڑا بیباک ہی
دیکھئے صاحب درم تزئین سنبھلکر آئینہ

موجزن اک نور کا دریا نظر آیا مجھے
آگیا جسوقت اُس رخ کے برابر آئینہ

اب نہ چاہینگے تمھین اے ہوشان خود پسند
ہمنے رکھا طاق نسیان پر اُٹھا کر آئینہ

آئینہ مین ابروِ خمدار او قاتل نہ دیکھ
ذبح کرتا ہے مجھے بن بن کے خنجر آئینہ

روئے تابان دیکھتے ہی آگ دلمین لگ گئی
شان اُسکی بنگیا سینے مین مجمر آئینہ

عکس سے بھی اپنے آتی ہے انھین شرم و حیا
دیکھتے ہین صبح وصل آنکھین چرا کر آئینہ

پرتوِ روئے کتابی نے دیا مصحف کا کام
اللہ اللہ ہو گیا گویا پیمبر آئینہ

بارق جناب مرزا مظفر حسین بیگ صاحب مدرس مدرسہ گولکنڈہ شاگرد حضرت داغ دہلوی

ہم کہین معشوق کے سینے کو کیونکر آئینہ
ہو نہین سکتا کبھی چاندی کا پتھر آئینہ

دفعتہً دیکھا جو اُس بُت نے اُٹھا کر آئینہ
عکس لب سے بنگیا خونِ کبوتر آئینہ

آئینے مین ہے وہ عکس روے انور آئینہ
آج دیکھا ہمنے آئینے کے اندر آئینہ

عکس روے آتشین سے ہو منور آئینہ
بنگیا ہے آفتابِ روزِ محشر آئینہ

اُس جبین وابرو و رُخ کے سواد یکھا نہین
زیرِ خنجر آئینہ بالاے خنجر آئینہ

دیکھئے تو عکس رُخ اپنا ذرا گرداب مین
کھا رہا گویا یہ ہے پانی مین چکر آئینہ

دل تمھارا بھی ہے آئینہ ہمارا بھی مگر
یہ مُصفّا آئینہ ہے وہ مکدر آئینہ

چین پیشانی نمایان ہے سوالِ وصل پر
بنگیا تقدیر سے عاشق کی خنجر آئینہ

بھائیون نے جو کیا یوسف سے پوشیدہ نہین
حال اپنائے جہان سے اے برادر آئینہ

بیتاب جناب سید حسین صاحب تلمیذ جناب جاوید لکھنوی

حال ہو جائے گا سب تجھ پر ستمگر آئینہ
دیکھ تو اک دن کہ کیا رکھتا ہے جوہر آئینہ

رشک کی جا ہے کہ وہ زانوے جانان پر رہے
ہم بدلتے ہین اگر بدلے مقدر آئینہ

شوق یہ ہے صبح ہو جائے تو دیکھون حسن رُخ
شبکو سوتے ہین تو رہتا ہے برابر آئینہ

خیر ہو توڑے نہ میرا دل سمجھ کر ایک دن
سامنے سے اب نہین ہٹتا ہے دم بھر آئینہ

دیکھ لیتا ہے جو برقِ حسنِ دلبر کی جھلک — صورتِ سیماب ہو جاتا ہے مضطر آئنہ

جام سے سی روزِ محشر بھی نہ منہ پھیرینگے رند — گو انھین دکھلائے اپنا حوضِ کوثر آئنہ

خیر باشد کیون نہین بنتے سنورتے دیر سے — تم مکدر ہو کہ ہے تم سے مکدر آئنہ

کر دے ٹکڑے ٹکڑے وہ اپنی نگاہِ سخت سے — میری نظرون سے جو دیکھے اسکو دم بھر آئنہ

ہو گئے ہین مائل اپنے چاند سے رخسار پر — شوق سے دیکھا کرین کیون وہ نہ اکثر آئنہ

شوق زینت اسکو کہتے ہین کہ اُٹھتے بیٹھتے — دیکھتے ہین دیکھنے والے برابر آئنہ

شرر۔ عالیجناب نواب حاجی سید سلطان علیخانصاحب بہادر لکھنوی تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

روئے انور دیکھ کر جب ہے مکدر آئنہ — ہو گا اُس بت سے مقابل خاک ٹھہر آئنہ

دیکھکر انداز اپنے دیکھ لینا ہر طرف — ہاتھ سے رکھتے نہین اب تو وہ دم بھر آئنہ

دیکھئے اپنے تماشائی کی حیرت اک نظر — دیکھون تو پھر دیکھتے ہین آپ کیونکر آئنہ

تم بھی بنجاؤ سکندر اک دن اپنے عہد کے — اس مرے ٹوٹے ہوئے دلکو بنا کر آئنہ

کچھ عیان ہین چہرۂ انور سے آثارِ ملال — دیکھئے تو آئنہ کیون ہے مکدر آئنہ

دیکھتا ہون مین تمہین بس تم مجھے دیکھا کرو — میری حیرت سی نہین محفل مین بہتر آئنہ

کیا ملا ہی خاک مین گر کر وہ اُنکے ہاتھ سے — لیلیا تھا ہاتھ مین جو دل سمجھکر آئنہ

شرم کیون اپنے مقابل سے اُسے آنے لگی — دیکھتا ہی جب نہین وہ بت اُٹھا کر آئنہ

رشک آتا ہی اُسے اپنا مقابل دیکھکر — توڑتا ہے وہ بتِ خود بین جو اکثر آئنہ

دونون آئینے تمہارے عارضون کے دیکھکر — دیکھو کیا محفل مین ہوجاتا ہی ششدر آئنہ

چار دن کے حسن پر بیجا ہی یہ ناز و غرور — دیکھنا کہدیگا خود اک روز منہ پر آئنہ

سانس باقی ہی ابھی کچھ حسن کے بیمار مین — تم سمجھ لینا جو ہو جائے مکدر آئنہ

اُسکی خود بینی کا دعویٰ ہو گیا باطل شرر — کھلگئی قلعی جو دیکھا اب اُٹھا کر آئنہ

شہرت۔ جناب نواب لاڈلے مرزا صاحب شاگرد جناب آرزو لکھنوی

حال اُنکا ہو نہ کیونکر میرے دلپر آئنہ — روز اب تو دیکھتے ہین وہ اُٹھا کر آئنہ

گو صفائی اسمین ہے لیکن یہ ہو سکتا نہین — لو خدا کی شان اُس عارض کا ہمسر آئنہ

دیدہ و دل جس جگہ چاہے رہے تصویر یار / ایک اندر آئینہ ہے ایک باہر آئینہ
اے سکندر ہوگا تو بدنام بزم دہر مین / خوبرویون کو بگاڑے گا بناکر آئینہ
جبہہ سائی نے ہماری کام صیقل کا کیا / بنگیا اُس بت کے دروازے کا پتھر آئینہ
بیٹھنا اُس شرمگین کا رکھکے زانو پر جبین / طرفہ جوبن دے رہا ہے آئنے پر آئینہ
میری صورت سے جو وہ آئینہ رو بیزار تھا / اسلیے مین نے نہ دیکھا زندگی بھر آئینہ
آنکھ اُٹھتی ہے جدھر پاتا ہون اُسکو جلوہ گر / سقف و بام آئینہ دیوار آئینہ در آئینہ
دل کو لے نکلا کیا سینے سے اکثر شوق دید / یادِ بزم یار مین بھولا رہا گھر آئینہ
ایک مدت سے مین اے قاتل ہون مشتاقِ اجل / موت کی صورت دکھا دے بنکے خنجر آئینہ
کیا حسینون کو کیا ہے نشۂ تزئین نے مست / ساقیِ محفل خود آرائی ہے ساغر آئینہ
خودنما کوئی تو ہے اس شش جہت مین جلوہ گر / کچھ تو دیکھا ہے کہ ہے ہر ایک ششدر آئینہ
سب عیان حال سیہ کاری کریگی انفعال / بنکے میری فرد عصیان روز محشر آئینہ

حسن جناب حسن علی صاحب بن شجاع الدین سوداگر بمبئی شاگرد جناب مفتون

ہوکے صیقل بنگیا قاتل کا خنجر آئینہ / مرنے والون کو ہے اب اپنا مقدر آئینہ
آئنے پر وہ فدا ہے اور اُس پر آئینہ / آنکھ سے اوجھل نہین ہوتا ہے دم بھر آئینہ
دیکھکر شادابیِ رخسارِ جانان باغ مین / بنگیا حیرت سے ہر برگِ گل تر آئینہ
میری شامت تھی کہ اپنے دل سے دی تشبیہ اُسی / زور سے پتھر پہ پٹکا اُسنے لیکر آئینہ
خون کسکا آج مقتل مین بہے گا بیگناہ / دیکھتے ہین ہاتھ مین وہ لیکے خنجر آئینہ

شاغل جناب حکیم علی محمد صاحب مصنف نظم دلفروز رئیس بمبئی شاگرد حضرت تائب شاہجہانپوری

پاکے عکسِ ابروے خمدار دلبر آئینہ / کھینچتا ہے حلق پر عاشق کے خنجر آئینہ
جب مین کہتا ہون کہ میری آہ نے تاثیر کی / دیکھ لیتے ہین وہ مُنہ اپنا اُٹھاکر آئینہ
گر کے بجلی نے جلایا خرمنِ دل کو مرے / شعلہ رویون نے جو دیکھا مسکراکر آئینہ
دیکھنا منظور ہو گر اپنی صورت کا جواب / سامنے رکھ لیجئے اپنے منگاکر آئینہ
خوبرویونکی طبیعت ہے خود آرائی پسند / جلوہ گستر کیون نظر آئے نہ گھر گھر آئینہ

یادنے اُس آئنہ رو کی جو تڑپایا بہت
ہمنے بیتابی مین رکھا اپنے دل پر آئنہ

دیکھئے کیا رنگ لائے اُنکی آرایش صغیر
ہاتھ مین شانہ ہی زانو کے برابر آئنہ

ضبط۔ جناب حاجی سید سُلطان احمد صاحب لکھنوی تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

مُنہ جو دیکھا صبح وصل اپنا اُٹھا کر آئنہ
مُسکرا کر پھینک مارا اُسنے مجھپر آئنہ

اے پریرو تونے دیکھا ہی جو اکثر آئنہ
بہرِ تسکین اب وہی ہی میرے دلپر آئنہ

خوبیِ قسمت کہ تم اور اُسکو رکھو اپنے پاس
سچ اگر پوچھو تو ہے تمسے بھی بہتر آئنہ

آسمان پر ہے دماغ اُسکا بھی اب میری طرح
تیرے پہلو مین ہوا اے ماہ اختر آئنہ

پوچھنا تم بعد مجھسے میری حیرت کا سبب
اپنی صورت دیکھلو پہلے اُٹھا کر آئنہ

سامنے رہتا ہے اک لحظہ جدا ہوتا نہین
اب مصاحب ہی کسیکا ہمسے بڑھکر آئنہ

آئنہ پر رشک کیا کیا دلکو آتا ہے مرے
اپنے پہلو مین جو رکھتا ہی وہ دلبر آئنہ

یہ ہوا ہے شوقِ خودبینی کہ ہٹتا ہی نہین
ہو گیا ہی اب تو اُس دلبر کا دلبر آئنہ

جتنے خوبانِ جہان ہین اُنمین ہی ہر دل عزیز
دیکھئے رکھتا ہے کیا اچھا مقدر آئنہ

المدد اے جذب دل پردہ دوئی کا جلد اُٹھ
حال میرا مو بمو ہو جائے اُنپر آئنہ

اِن حسینونکو کیا مغرور اس کمبخت نے
کیا قیامت کی سکندر نے بنا کر آئنہ

اے صنم آرائشون ہی مین کٹی جاتی ہی رات
وصل کی شب کر رہا ہی کارِ خنجر آئنہ

صافِ باطن ہونا اپنا کام آیا آج ضبط
لیلیا دل ہاتھ مین اُسنے سمجھکر آئنہ

ضیغم۔ جناب مولوی عبداللہ خانصاحب از حیدرآباد دکن

حُسنِ مضمون نکتہ سنجون کے ہی دلپر آئنہ
روبرو اُنکے ہی سب حالِ سخنور آئنہ

خانۂ دل مین جدھر دیکھو وہی ہی جلوہ گر
خوب ہی نورِ تصور سے ہی یہ گھر آئنہ

ایک مین کیا پیش کر دینگے ہزارون اپنے دل
دیکھنا چاہے گا وہ گر روزِ محشر آئنہ

جب وہ بحرِ حُسن بہرِ غسل اُترا آب مین
عکسِ رُخ سے بنگیا دریا سراسر آئنہ

خوف سے اچھونکو اپنی آپ ہوتی ہی نظر
ہر گھڑی دیکھا نہ کیجئے بندہ پرور آئنہ

طرار۔ جناب مظہر حسین عرف بنے میاں صاحب تلمیذ جناب اظہر جلگانوی

غیر کو مجکو بٹھا کر اپنے پہلو مین ذرا
دیدۂ انصاف سے دیکھو تو لیکر آئینہ

دل پہ قبضہ کر لیا بوسے سے اب انکار ہی
لوٹ ہی قیمت نہین دیتے وہ لیکر آئینہ

آجکل شہرت بہت ہی اُنکو خودبینی کا شوق
ہاتھ مین اپنے لیے رہتے ہین اکثر آئینہ

صغیر جناب منشی محمد اصغر حسین خانصاحب گورکھپوری شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

تیرے عکسِ حُسن سے ہی نور کا گھر آئینہ
ماہ منزل آئینہ خورشید منظر آئینہ

دیکھتا ہے اپنے گھر ہر ماہ پیکر آئینہ
کیا رسا رکھتا ہی قسمت اے سکندر آئینہ

کنگھی چوٹی سے ہوئی فرصت تو اللہ ری غرور
سامنے سینے کے رکھا اُسنے تنکر آئینہ

استقدر تو لطف کر بہرِ خدا اے جذب عشق
حالِ دل میرا ہو اُنپر اُنکا مجھپر آئینہ

کب اُٹھا سکتا ہی یہ تیری کڑی نظرونکی چوٹ
چور ہو جائے گا جب کھائے گا پتھر آئینہ

اسمین نہ ہے کچھ چھ ترے رُوئے مصفا کی جھلک
جی مین آتا ہے کہ رکھلون دلکے اندر آئینہ

بل نکالے گیسوؤن کا کیا وہ آشفتہ مزاج
نازکی سے دیکھنا ہو جس کو دوبھر آئینہ

تو نے کیا دیکھا تھا چشمِ قہر سے ظالم اُسے
رہگیا ہاتھو نمین تیری کیون تڑپ کر آئینہ

ناز پیدا ہو گیا کیا اپنی بھولی شکل پر
دیکھتے ہین آج وہ کیون مُسکرا کر آئینہ

پہلے دیکھے شکل بن ٹھن کر نہ کیون وہ شعلہ رو
دیکھتا ہے اول اول آئینہ گر آئینہ

رکھکے مُنہ پر آئینہ یون سو رہا وہ سادہ رو
آئینہ مین آئینہ تھا آئینہ پر آئینہ

سادگی مین بھی عیان ہی کیا صفائی حُسن یار
عکس رُخ ہے یا ہی آئینے کے اندر آئینہ

آجکی شب کیا کہین مہمان ہونیکا ہی قصد
دیکھتے ہو دمبدم کیون مُسکرا کر آئینہ

دیکھکر مُنہ اپنا صبح وصل کچھ آیا حجاب
رکھدیا چُپکے سے اُسنے مُسکرا کر آئینہ

خلوت و جلوت مین رکھتا ہی اسی ہر اک حسین
خوبیِ قسمت پہ اترائے نہ کیونکر آئینہ

آج روزِ عید ہی انعام مین بوسے ملین
ہم دکھائین آپ کو اے بندہ پرور آئینہ

کنگھی چوٹی سے جو بانکا بنگیا ہی اور حُسن
دیکھتا ہے آج تن تن کر ستمگر آئینہ

لو مجھی سا اور اک اسمین نظر آنے لگا
بولے جھنجھلا کر وہ غصے سے پٹک کر آئینہ

چلتے چلتے دیکھ لون صورت تو اپنی وقتِ نزع
مجکو دکھلائین مرے احباب لاکر آئینہ

قیصر۔ جناب نواب سید امجد علیخان عرف وزیر صاحب لکھنوی شاگرد جناب فصاحت

ہے تری تلوار اے قاتل سراسر آئینہ
منہ نظر آتا ہی ہر ہر ایک جوہر آئینہ

بیٹھے رہتے ہین حسین ہر وقت اسکے روبرو
اب ہے اپنے وقت کا گویا سکندر آئینہ

اپنے سینے سے لگائے ہی تری تصویر کو
ہی ہمارا اک رقیب اے ماہ پیکر آئینہ

گو کیا پوشیدہ لیکن زردیِ رخسے مری
ہو گیا سب حال الفت مین ہر اک پر آئینہ

ذرّے افشان کے ہین یون انکی جبین صاف پر
جوہرون سے جیسے مملو ہو سراسر آئینہ

قلب صاف انکو دیا مین نے تو یون بولی رقیب
ہم بھی دیکھین توڑتے ہین آپ کیونکر آئینہ

اپنا منہ دیکھین حسین میرے دل شفاف مین
کوئی دنیا مین نہین ہی اس سے بہتر آئینہ

دیکھے وہ جسنے شفق مین چاند کو دیکھا نہو
کھتے ہین دست حنائی مین وہ لیکر آئینہ

پھیر جا مجھ سخت جانکے حلق پر اے ترک تو
ہو چلا ہے تیرا زنگ آلود خنجر آئینہ

بیٹھتے ہی کون یہ آزردہ ہو کر اٹھ گیا
انجمن مین ڈبڈبائی آنکھ ہے ہر آئینہ

ہو نہ جائین غرق اس دریا مین سب مشتاقِ قتل
تیغ کے بدلے نہ دکھلا اے ستمگر آئینہ

کیا یہ شرمندہ ہوا تیرے رخِ شفاف سے
جوہرونکی منہ پہ کیون ڈالے ہی چادر آئینہ

حال کھلجائیگا تمکو ہے زیادہ صاف کون
دیکھلو رکھکر مرے دل کے برابر آئینہ

بحث اگر ہو بھی تو یون میرے دلِ شفاف سے
نکلے یہ سینے سی آئے گھر کے باہر آئینہ

وقتِ زینت انکا نظارہ کیا کرتا ہے یہ
ہمسے تو تقدیر مین اچھا ہی قیصر آئینہ

کلیم۔ جناب مولوی محمد عبد الرحیم صاحب لکھنوی

تو ہی یکتا ہے بتائے کسکو بہتر آئینہ
بات جو ہوتی ہے کہدیتا ہی منہ پر آئینہ

دیکھتا پھر وہ نہ بھولے سے اٹھا کر آئینہ
گر بنا تا میری حیرت کا سکندر آئینہ

موت کی صورت نظر آتی ہے ہر جانباز کو
صاف روشن ہی کہ ہی قاتل کا خنجر آئینہ

تیرے جلوے کے مقابل کسکا جلتا ہی چراغ
ہو نہین سکتا مرے دل کے برابر آئینہ

شاید اس نگسن کو میرے دل کا کچھ دھوکا ہوا
سیکڑون ٹکڑے کیے اسنے پٹک کر آئینہ

سنگ در کو دیکھ لیتا ہون تو بس جاتا ہون مین
ہو گیا رفتار سے اس بت کی پتھر آئینہ

جب اُٹھایا اُس حسین نے بن سنور کر آئنہ
ہو گیا حیران پریشان محو ششدر آئنہ

ہم نہ دیکھیں گے ہمیں اپنی نظر ہو جائیگی
رکھدیا کس ناز سے اُسنے یہ کہکر آئنہ

چاہتے ہو صانعِ قدرت کی صنعت دیکھنا
اپنی صورت دیکھلو صاحب اُٹھا کر آئنہ

عادل - جناب سلیمان جی لقمان جی صاحب سوداگر بندوق از بمبئی

بہرِ زینت ساتھ لایا وہ ستمگر آئنہ
وصل کی شب بھی نہ چھوٹا اُس سے دم بھر آئنہ

کیا عجب ہی ہوا گر غیرت سے ششدر آئنہ
خوبرویوں سے نہیں عالم میں بہتر آئنہ

وہ فدا ہے آئنے پر اور اُسپر آئنہ
اسلیے رہتا ہے پیش یار اکثر آئنہ

آج کیا دیکھا دم تزئین کہ غصہ آگیا
زور سے پتھر پہ پٹکا اُسنے لیکر آئنہ

حشر میں انصاف کی بھی ہی اُسی سے کچھ اُمید
اپنے دل کا حال اے عادل ہی جسپر آئنہ

فرحت - جناب منشی بالا پرشاد صاحب حیدرآبادی شاگرد جناب مہدی

کسقدر رکھتا ہی یکرنگی کے جوہر آئنہ
نیک و بد سے پیش آتا ہی برابر آئنہ

ہو گیا ہے تفرقہ اندازیوں سے حال کیا
دیکھ لیں مُنہ لیکے یوسف کے برادر آئنہ

فغان - جناب شیخ حافظ امیر علی صاحب از مونگیر شاگرد حضرت جلال لکھنوی

دیکھتے ہیں جب اُٹھا کر ماہ پیکر آئنہ
خود شعاعِ حُسن سے ہوتا ہی ششدر آئنہ

کیا ضرورت ہے کہ رکھے قصرِ دلبر آئنہ
عکسِ روئے یار سے بنتے ہیں پتھر آئنہ

دیکھتا ہی جب کبھی وہ بن سنور کر آئنہ
آسمانِ حُسن کا بنتا ہی اختر آئنہ

آج دیکھے گا جلال اپنا کوئی صاحب جمال
ہم بغل میں لیکے پہونچیں روزِ محشر آئنہ

جذبِ حُسنِ یار کی ایسی پڑی تیکھی نگاہ
اپنے گھر سے ہو گیا باہر تڑپ کر آئنہ

سامنا کرتا ہے ہر دم گیسوئے دلدار کا
جانتا ہے کیا کوئی کالے کا منتر آئنہ

آشنا بنت العنب کے جانتے ہیں کچھ اسے
روئے عشرت کے لیے ہی مے کا ساغر آئنہ

صورتِ تصویر آئینہ ہی وہ حیرت میں چُپ
جو دلِ صافی کا رکھتا ہے منور آئنہ

مجکو ڈر ہے خود نہ ہو جائے کہیں میرا رقیب
دیکھتا ہی اسقدر کیوں وہ ستمگر آئنہ

اے فغان خلقِ حسن ہی حسن معنی کی دلیل
جیسے خنجر کی اصالت کا ہی جوہر آئنہ

یاد روئے دوست تھامے ہی دل بیتاب کو
آئینے کے بس مین رہتا ہی تڑپکر آئینہ

وصل کی شب اک قیامت تھا کسیکا ناز سے
پہلے مجکو دیکھنا پھر مسکرا کر آئینہ

دل ہمارا اُسکی زلفون سے نکل سکتا نہین
رہگیا ہی صورت شانہ اُلجھکر آئینہ

ظلم اُٹھا کر خوبرویونکے ہوی خود سنگدل
بنگیا ہے سخت ہوتے ہوتے پتھر آئینہ

اپنی ناکامی کی صورت دیکھ لی انجام کار
بنگیا میکے لیے میرا مقدر آئینہ

دل دیے دیتے ہین اُسکو آپ خوبان جہان
دستانی کا مگر رکھتا ہی جوہر آئینہ

ہاے وہ کہنا کسیکا نیچی نظرونسے کمال
رکھدیا کیون لا کے یہ میری برابر آئینہ

کوثر جناب محمد عبدالرحیم صاحب شاگرد جناب تجلی جلالپوری مقیم بمبئی

ہر سحر تو دیکھتا ہی روئے دلبر آئینہ
تیری قسمت آئینہ تیرا مقدر آئینہ

دیکھ لے گر آب و تاب روئے دلبر آئینہ
پانی پانی شرم سے ہو لے سکندر آئینہ

جب سے دیکھا ہی ہمارے داغ فرقت کا فروغ
پھول پژمردہ چمن کے ہین مکدر آئینہ

عشق کی اُفتاد سے ہی یہ دل نازک کا حال
جسطرح ہوتا ہی چکنا چور گر کر آئینہ

میری حیرانی کا نقشہ دیکھ لین گر وہ کبھی
پھر نہین ممکن کہ دیکھین تا بہ محشر آئینہ

تمکو ہے منظور اگر تصویر یوسف دیکھنا
اپنی صورت دیکھلو صاحب اُٹھا کر آئینہ

پوچھتے ہین کس ادا پر مرنے والے مر گئے
سامنے رکھکر دم تزئین وہ اکثر آئینہ

اسکو کہتے ہین کدورت اسکو کہتے ہین ملال
وہ پٹکدیتے ہین میرا دل سمجھکر آئینہ

میری حیرانی پہ پڑتی ہے حسینونکی نگاہ
بزم خوبان جہان مین ہو نمین کوثر آئینہ

گوہر جناب اسمٰعیل جی بن عبدالعلی صاحب از بمبئی

کسنے دیکھا ہے نقاب رُخ اُلٹ کر آئینہ
ہو رہا ہے آج کیون جامے سے باہر آئینہ

ایک سی حیرت ہی اسکو تیری صورت دیکھکر
دیکھ لے آٹھون پہر رہتا ہی ششدر آئینہ

شوق آرایش مین یہ گستاخ تو نے کردیا
پاؤن رکھے ہی ترے زانو کے اوپر آئینہ

محشر جناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی

گو کہ انسان جوہر قابل ہے پتھر آئینہ
لن ترانی ہم سنین دیکھے وہ رُخ ہر آئینہ

عشق تیرے رخ کا عالم بھر کو ہی جلتا ہو نہین
دیکھ لے آ تو نظر آتا ہے گھر گھر آئینہ

مجکو رشک غیر نے لاغر کیا تم کیون ہو خوش
اپنی صورت تو ذرا دیکھو اُٹھا کر آئینہ

دیکھتا ہون اپنی بھی آنکھ اُسکا جلوہ دیکھکر
رکھتا ہون سینے مین دل سینہ سی باہر آئینہ

نازکی تیری عیان ہی تیری خوابِ ناز سے
عکس آئینہ ہی تو اور تیرا بستر آئینہ

تیری زینت سے نہایت رشک ہوتا ہی مجھے
دلمین رکھ لیتا ہے عکس روے انور آئینہ

ہی یہ کیا اندھیر وہ جلوہ مہ و خور مین نہین
بنگیا ہے میری قسمت کا ہرا اختر آئینہ

تیری صورت کے تصدق تیری صورت کے نثار
جام جم سمجھا مرے دلکو سکندر آئینہ

میری آنکھو مین نظر آتا تھا وہ کافر ضرور
ہاتھ سے میرے نہ چھوٹا زندگی بھر آئینہ

طور پر دیکھا تھا جلوہ اُسکا موسیٰ نے کلیم
آنکھ رکھتا ہو تو ہو جاتا ہے پتھر آئینہ

کمال جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب خلف حضرت جلال لکھنوی از مونگیر

چین ابرو دیکھتے ہین وہ اُٹھا کر آئینہ
خنجر آئینے مین ہی بالاے خنجر آئینہ

بیکسی مین ہے خیالِ روے دلبر آئینہ
دیکھتے ہین جی کے بہلانے کو اکثر آئینہ

اُسنے جب دیکھا نقابِ رخ اُلٹکر آئینہ
بنگیا خود ہی نقابِ روے انور آئینہ

کہکے یہ رکھدیتے ہین اُنکے برابر آئینہ
ہو تمہین اچھے نہین ہی تمسے بہتر آئینہ

آئینے کے پاس وہ اُنکے برابر آئینہ
دیکھو چشمک زن ہے کیسا آئینے پر آئینہ

مرتے دم اُس آئینہ رو کا تصور ہی ہمین
نزع مین دکھلاتی ہی تصویر دلبر آئینہ

دمبدم پڑتی ہی اُس خونریز کی اپسر نگاہ
بزم مین رہتا ہے اکثر زیرِ خنجر آئینہ

پڑ رہی ہے وقت آرایش جو اُس مکش کی آنکھ
آئینہ ساغر بنا ہے اور ساغر آئینہ

دیکھنا کرتا ہی کیا کیا دلستانی دلبری
بزم مین دلبر کا میرے بنکے دلبر آئینہ

بیٹھ سکتے ہین کہین اکجا ترے مشتاقِ دید
خود نکل آیا تڑپ کر گھر سے باہر آئینہ

یہ تمنا ہے مجھے تم دیکھکر چارون طرف
اک ادا سے دیکھ لو پھر مسکرا کر آئینہ

بزم مین شرمائی نظرِ ولسنے رہین ناکام غیر
دیکھنا پہلے مجھے پھر مسکرا کر آئینہ

وصل کی شب آپ بھی دیکھین ادائین اپنی وہ
رکھدیا اک اسیلیے بالاے بستر آئینہ

زرد رو زلفین پریشان آہ ہو کیا سبب — غیر کے گھر کیا نہ تھا ای بندہ پرور آئنہ
وہ مقابل کو دکھائی یہ تماشا ی جہان — ہو نہیں سکتا ہماری دلسے بہتر آئنہ
جو برد مسا زمانے مین نہ آئیگا نظر — آسمان بنکر اگر کھائے گا چکر آئنہ
دم بخود ہین اہل مقتل کو قصا آئی نظر — ہو کے صیقل بنگیا قاتل کا خنجر آئنہ
کس ادا سی اُسنے توڑا پھینک کر آئینے کو — کیون نہ بسمل ہو بنایا اُسنی خنجر آئنہ
ملے آئینے کی رکھا اُون سرہانے اُنکی دل — دیکھتے ہین صبح کو وہ روز اُٹھکر آئنہ
وعدۂ فردا پہ مجکو ٹال کرتے ہو کیون — جانتا ہون بات کچے پورے ہو تم ہر آئنہ
دیکھی کیا دن کہ ہم ہین تم ہین تھا ہم سلوک — وصل کی شب دیکھتے تھے دونون ملکر آئنہ
لوٹ جائی جیسے وہ لاسمین ہین آب و تاب — حرص کرتا ہی بہت اُنکی چمک کر آئنہ
حسن پر اپنے نہ اے ناداں اترا کسلئے حسین — چھوڑ جاتا گر نہ اسکندر بنا کر آئنہ

ولہ

دیکھ لیتا تیری روئے صاف کا گر آئنہ — پھینکدیتا توڑ کر اپنا سکندر آئنہ
حوف تھا بوسہ نہ لیلے عاشق مضطر کہین — کھینچی ہی تصویر ظالم نے لگا کر آئنہ
مار ڈالا اس ادا نے وقت آرائش ہمین — پھر اُسی صورت سے دیکھو تم مکرر آئنہ
چشم و مژگان دیکھتے ہی اُسکی دیتے ہین جان — کیسا جادو ہی ہم سمجھا ہین خنجر آئنہ
ہین لئے اتنا کہہ دیا تھا ابتو لگتی ہی نظر — دیکھتے ہین جسمین وہ خلوت مین چھپکر آئنہ
مجنے والی ہی ہائی عاشقون آجکل — کہہ رہا ہی تیری منہ پر یہ سراسر آئنہ
وہ بھی دن ہوگا میسر وصل کی شب ای خدا — ہم اُنھین دیکھین وہ دیکھین ہر ادا پر آئنہ
یسر کو جسدم لب دیا گیا وہ مہ جبین — ہو گیا آپ وان حیرت سے تھکر آئنہ
کیا یہی صورت ہی میرے وصل کے لائق جو ش — آج اُسنے یہ کہا مجکو دکھا کر آئنہ
کاتب اعمال کیون لکھتے ہین یارب روز و شب — اپنی بند ذکا تو ہی سبل تجھیر آئنہ
ذکر باقی ہی جہان مین گو سکندر مر گیا — نام روشن کر رہا ہی اُسکا گھر گھر آئنہ
حیف اُس دل پر کہ جسپر ناگہان بجلی گری — تمنے تو دیکھا ادا سی مسکرا کر آئنہ
دل جو مانگا مین نے واپس چھٹ تو دیکھو فدا — اُسنے فوراً دیدیا مجکو اُٹھا کر آئنہ
حالی اُلفت سی نہین ملتی کا وہ آئینہ — ہاتھ آسکتا ہی کب ناداں بیند آئنہ

نصرت جناب حاجی حافظ محمد حسین صاحب مقیم بمبئی مؤلف مجموعہ نجم الثاقب و معین خدنگ نظر

وہ سراپا نور ہی گویا سراسر آئنہ — سینۂ صاف آئنہ ہی روئے انور آئنہ
اُسکے زانو پر دم تزئین جگہ پاتا ہی تو — رشک کے قابل ہی تیرا بھی مقدر آئنہ
بجلیان ای جان گراتا ہی دل عشاق پہ — دیکھنا رہ رہ کے تیرا مسکرا کر آئنہ
وصل کی شب محو آرائش ہا جب وہ شوخ — پھیرتا تھا میرے ارمانون پہ خنجر آئنہ
آہ گرم عاشقان سے دلپہ ہی اُسکے غبار — بھاپ سی سچ ہی کہ ہوتا ہی مکدر آئنہ
بھولے ہین سے اپنی صورت دیکھکر اُسنی کہا — اُسطرف ہی کون دیکھو تو ہٹا کر آئنہ
صفا دل جو ہین لگی لپٹی وہ رکھتے ہی نہین — صاف کہہ دیتا ہی دیکھو سب کے منہ پر آئنہ
عارض پر نور جانان کو چپ گئی ہین آنکھ مین — میری نظرون مین سما تا خاک پتھر آئنہ
روبرو ئے عارض جانان یہ پھیکی پڑ گئی — شمع روشن ماہ تابان مہر انور آئنہ
جب جھکائی ہمنے گردن دیکھ لی تصویر یار — ہی دل صافی اپنا نصرت آئنہ ہر آئنہ

نظر۔ مالک و ایڈیٹر خدنگ نظر لکھنؤ

ہاتھ رکھتے ہی تھا حال قلب مضطر آئنہ — دست نازک ہی حسینونکا مقرر آئنہ
بنگیا غماز شکل اُنکی دکھا کر آئنہ — جو ہمارا راز دل تھا اب ہوا نیر آئنہ
یہ اُسی تیر ادا کے سب نشان زخم ہین — جو ہر و نہین چھپ رہا ہی کب سراسر آئنہ
توڑ کر دل تمنے کھویا امتیاز حسن بھی — اک تمہارے پاس تھا یا اب ہی گھر گھر آئنہ
تھا شب وعدہ یو نہین مجکو تمہارا انتظار — دیدۂ بیخواب کی تصویر ہی ہر آئنہ
دیکھنا ہی کس مین اچھی شکل آتی ہی نظر — اُسنے رکھا ہی مری دل کے برابر آئنہ
آئنہ رکھلو کہ دونا لطف آئی وقت ذبح — اسطرف تم اُسطرف کھینچے ہو خنجر آئنہ
عکس سے اپنی کسیکی گر محو شی قمر تھی — رہگیا آخر پسینے مین نہا کر آئنہ

جس نظر سے چاہین اب دیکھین یہ دلبر آئینہ
ہو گیا پتھر ہزار دن زخم اُٹھا کر آئینہ

کیون نہو عالم پہ حالِ حسن دلبر آئینہ
عکس رُخ سے چاند کا ٹکڑا بنا ہر آئینہ

رکھ کے نوا نو پر بھری افشان جو اُسنے مانگ مین
ہنس پڑا خود دیکھ کے اپنا مقدر آئینہ

چشمِ میگون سے کیسی یہ ہوا نیرنگ حسن
بنگیا ہنگامِ زینت رشکِ ساغر آئینہ

جوہر اُلفت کا ربطِ باطنی بڑھنے تو دو
خود ہی ہو جائیگا حالِ قلبِ مضطر آئینہ

وعدہ کر کے جب نہ آیا بزم مین وہ مہ جبین
رات بھر پھوڑا کیا دیوار سے سر آئینہ

ان حسینونکی نگاہِ گرم کا اُف رے اثر
ہو گیا ایک آبلہ آخر سراسر آئینہ

پھول جسمِ یار ہے کیا فرش مین آئے شکن
کیون صفائی سے رہے اُسکا نہ بستر آئینہ

خلق مین لازم ہے ہر شے کیلیے حسنِ قبول
ہو گیا نامی بناتے ہی سکندر آئینہ

ہر ادا مین سادگی کیونکر نہو اُسکو پسند
جسکے زانو سے نہ ہٹنے پائے دم بھر آئینہ

کیون نہ کٹ جائے حسینون ہی کی نظارہ مین دن
صبح اُٹھکر دیکھتا ہے روئے دلبر آئینہ

اشک کیون آنکھون مین بھر لائے جو ٹوٹا دل مرا
ڈھونڈھ لینا اور کوئی اس سے بہتر آئینہ

اُس سے زینت محفلونکی اس سے روشن بزم دل
ہو مقابل عارضِ دلبر سے کیونکر آئینہ

شک تغیر کا نہ چھوڑے گا مریضِ ہجر کو
دیکھے ہی جاتا ہے شکل اپنی اُٹھا کر آئینہ

آنیوالون کو ہو اپنے عکس پر دربان کا شک
اِک لگا دو قدِ آدم اپنے در پر آئینہ

ہمنے تم مین ہر ادا دیکھی نئی صبحِ وصال
صاف کہدو تمنے کیا دیکھا اُٹھا کر آئینہ

ہو گیا شوقِ خود آرائی کا تمپر خاتمہ
لو وہ آئی لیکے صبحِ روزِ محشر آئینہ

تھا معما حسن کا پر حیف کچھ کھلتا نہین
دیکھتے ہین یہ حسین خلوت مین کیونکر آئینہ

دیکھنے بیٹھے تو ہوا اُس خود نما کا تم سنگار
بن نہ جانا فرطِ حیرانی سے محشر آئینہ

نادان۔ جناب محمد امراؤ مرزا صاحب برادر زادہ نواب فصیح الملک حضرت داغ دہلوی

دیکھ لے تیرے جو یہ غصے کے تیور آئینہ
چھائیان پڑ جائین یا ٹوٹے چٹک کر آئینہ

تاب ہے دیکھے جو تجھکو آنکھ بھر کر آئینہ
سامنے آتے ہی ہو جاتا ہے ششدر آئینہ

کسکے جلوے کی تجلی نے کیا حیرت زدہ
جھلملاتی شمع ہے محفل مین ششدر آئینہ

یا کم از کم اُسکی محبت کا خیال ہو؟ اور کیا تم اُسے اپنے امکان بھر خوش رکھنے کی ذمہ دار ہو سکتی ہو؟

اس سوال کے لفظ لفظ نے پُرجوش خوشی کے ساتھ اموجن کو مبہوت کر دیا۔ دفعۃً تمام جسم مین سنسنی پڑ گئی اور دلی جذبات سے اُسکا دم رُکنے لگا۔ اور یہ ایک سخت مشکل کام تھا کہ اُسنے دبی زبان سے یہ الفاظ کہے ــــ"

اموجن: "ہان۔ مین اُنسے محبت کرتی ہون اور حتی المقدور مرتے دم تک اُنھین خوش رکھنے کی ذمہ دار ہون"

جنٹلمین: "اب ہم بغیر کسی مزید گفتگو کے اس تقریب پر رضامند ہین"

اموجن کا دماغ چکر کھا گیا اور وہ ایک عجیب حیرت انگیز خواب کی حالت مین ڈوب گئی۔ دفعۃً وہ اُٹھی اور اس مژدۂ روح پرور کا شکریہ ادا کرنیکی غرض سے جنٹلمین کے قدمون پر گر کے اُسکا ہاتھ چومنے لگی۔ اتنے مین لیڈی بھی آگے بڑھی اور اموجن کی پیشانی پر بوسہ دیدیا اس بوسے مین یقیناً کسی قسم کا جوش محبت نہ تھا بلکہ صرف معمولی اداے رسم کی تصدیق کی گئی تھی۔ لیکن اموجن نے اسکے جواب مین پورے احسانمندانہ جوش کے ساتھ لیڈی کا ہاتھ بھی چوم لیا۔ لیڈی کسیقدر اُبھری اور مصلحت وقت یا زمانہ سازی کی راہ سے کہنے لگی ــــ

لیڈی: "بیٹھو اور اپنے حواس درست کرو! سب باتین طے ہو چکین۔ اور اب کوئی خلاف معمول لفظ کنایۃً بھی کبھی میری زبان سے نہ سُنو گی! ــــ مین پھر کہتی ہون کہ بیٹھ جاؤ اور مطمئن رہو! لینس لاٹ تمسے ابھی ابھی ملے گا"

یہ کہکے دونون اُٹھ کھڑے ہوے اور آہستہ آہستہ کمرے سے باہر نکل گئے۔ اُنکے جاتے ہی دروازہ پھر بند کر دیا گیا۔ اب اموجن کا دل بے اختیار اُمنڈ آیا۔ کیونکہ خوشی ہو یا رنج دونو کا حد سے گزر جانا یہی حالت پیدا کرتا ہے۔ اُسنے گھبرا کے پھر مُنہ پر نقاب ڈال لی اور وہ بہت جلد اُن آنسوؤن سے بھیگ گئی جو اُسمین سے چھن چھن کے گر رہے تھے ــــ" کیا یہ ممکن تھا کہ اُسی روز اموجن اپنی ہمجولی الاَس سے محبت کے ناگوار صدمون کا دُکھڑا رُئے اور اُسی دن اُسے اتنی بڑی خوشی حاصل ہو جائے؟"

اموجن نے بالکل غور نہ کیا کہ لینس لاٹ کے والدین کون ہین اور اُنکے نام کیا ہین۔ وہ اتنے ہی مین اترا گئی کہ اُن لوگون نے اپنے لڑکے کی شادی اُسکے ساتھ منظور کر لی لیکن یہ لڑکا وہ ہے جس سے اموجن نے کبھی ایک بات بھی نہین کی اور شادی قرار پا گئی" گویا یہ ایک شیخ چلی کی کہانی تھی"

یکایک دروازہ کھلا اور لینس لاٹ نمودار ہوا۔ اموجن جھپٹ کے اُسکے قریب ہو گئی

کل یونہین ہوگا مری ہمدم کا دشمن پر گمان
آج توڑا اُسنے میرا دل سمجھکر آئینہ

شوق خودبینی ستم نیندین بھی اپنی غضب
بیخبر سوتے ہین وہ رکھا ہی مُنہ پر آئینہ

شوخیونسے بنگیا بجلی کسیکا عکس بھی
ابتو ہاتھونسے نکلتا ہی تڑپکر آئینہ

یون کہان ممکن تعلقِ حُسن جامن کا دیدارِ عام
بنگئی آخر سراپا صبحِ محشر آئینہ

دیکھ لو اکدن دلِ نازک ہمارا توڑکر
اتنی حیرت کسلیے بنتا ہی کیونکر آئینہ

دیکھ لین شاید نظر وہ دیدۂ انصاف سے
لیچلو ٹوٹے ہوے دلکا بناکر آئینہ

کاکلِ پُر پیچ مین بل ہی شانیکے عوض
کاٹتا ہی کوچۂ گیسو مین چکر آئینہ

جو کیا ہی تونے واعظ تیری آگے آئیگا
نیک و بد سب حال ہوگا روزِ محشر آئینہ

دن پھرے تقدیر چمکی یاد فرمائی ہوئی
جام اُٹھا کر جم چلا لیکر سکندر آئینہ

اُبھری اُبھری سخت جوبن عکس انگن مین ریاض
کیون وہ بیٹھے چُور کرنیکے لیے پتھر آئینہ

حضرت ریاض ٭

آسکے آیا چاند سی صورت لیے ہر آئینہ
چوٹ پر بھی چوٹ ٹوٹا آئے پر آئینہ

خوب ہی پہچانتا ہی اُنکے تیور آئینہ
کچھ بھی گزری دل نہین سنبھلا گرکر آئینہ

آنکھ تو نرگس کی بنین چشم و آغوشِ حسن سی
دیکھنا دو بھر ہوا ہی آنکھ اُٹھاکر آئینہ

شوخیان دیکھو کوئی چھپنے چھپانیکو لیے
رکھدیا نقشِ قدم نے ہر قدم پر آئینہ

آپکو اُسی نیا بن چلے کچھ آپ بھی
بندگی کرنیکو ہی اے بندہ پرور آئینہ

دیکھتا ہی آئینہ مین کوئی جوبن کا اُبھار
دیکھنا ہوجائیگا جامے سے باہر آئینہ

جام زیرِ جام ہی یا عکسِ ساغر محتسب
زیرِ آئینہ ہی ساغر زیرِ ساغر آئینہ

گھر مین مہمان چاند سی اُس شکل کی ہے جب دیکھئے
لوٹتا ہی کیا مزے اندر ہی اندر آئینہ

ساتھ میرے عکس تیرا دوڑ کر مُنہ چوم لے
اس ادا سے دیکھ لے اے ماہ پیکر آئینہ

پیاری پیاری شکل تیری جلوہ گر ہو جو مین بھی
آئینے سے بڑھکے دل ہی دل سے بڑھکر آئینہ

ننھی منّی آرسی سے تمنے دی اچھی مثال
دل مین وسعت ہی قد کے برابر آئینہ

ولہ

ہو نہین سکتا ہمارے دلسے بہتر آئینہ
گھٹ کر اُنکی آرسی بنتا ہی بڑھکر آئینہ

حشر گزری اُدھر آنکھین بچھی تھین راہ مین
ہی جہان نقشِ قدم ہر آئینے پر آئینہ

چوٹ سی لگتی ہی دلپر شکل اپنی دیکھکر
ہاتھ مین آتے ہی ہوجاتا ہی پتھر آئینہ

تاب کیا اُسکی مقابل ہو دلِ پُر داغ کی
سامنے آئے تو بدگوہر بداختر آئینہ

ان بتونکی دید کا لپکا بہت اچھا نہین
ٹھوکرین کھائیگا در در ہوکے بے گھر آئینہ

یاد آجاتی ہی کوئی بات اُنکو وصل کی
دیکھنا آفت ہوا ہی مسکرا کر آئینہ

چوٹ ہی در پردہ دل پر یہ کسی کمبخت کے
آجکل پیشِ نظر رہتا ہی اکثر آئینہ

اپنی نظرون مین سمائے آپ ہین وہ اسقدر
دیکھنا شکل اُنھین ہے آنکھ بھرکر آئینہ

دیکھتے تھو آرسی جو دلِ حسین پر ڈالکر
دیکھتے ہین باندھکر وہ تیغ و خنجر آئینہ

رکھدیا ہی راہ مین کسنے دمِ رفتارِ ناز
کیا عجب ہے دلکے بدلے کھائے ٹھوکر آئینہ

شکلِ عبرت بنکے بیٹھا ہی سرِ منبر یہ آج
بہرِ واعظ چاہیے ہر پیشِ منبر آئینہ

اپنی صورت کو وہ تکتے ہین عاشق آپ ہی
اتنو آگے سے نہین ہٹتا ہی دم بھر آئینہ

کیون بلائین لیکے مُنہ چوما ہے تم نے ریاض
اُٹھ گئی وہ پھینک کر شانہ بگڑ کر آئینہ

نوٹ

ذیل کی طرحون مین غزلین وقت معینہ پر ارسال ہون۔ ہر غزل علحدہ علحدہ کاغذ پر لکھنا چاہیے

پرچہ پہونچتے ہی (مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے) یاد وغیرہ قافیہ

۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء تک (آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچتاؤ بھی۔) آؤ وغیرہ قافیہ

٭٭٭٭٭

٭ حضرت مصنف کی عدیم الفرصتی سے یہ غزل وقت پر دستیاب نہین ہوئی لہذا ترتیب سے درج نہو سکی۔

اُسے لینس لاٹ کے والدین سے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ وہی اُسکا شوہر ہوگا۔ اور اُسے یقین تھا کہ لینس لاٹ ہر بات اُسکے موافق طے کریگا۔

لینس لاٹ بھی بالکل خاموش تھا حالانکہ اموجن اُسکا ہاتھ اپنے دونون ہاتھونمین لیے ہوے تھی لیکن اُسپر ایسی محویت طاری تھی کہ معلوم ہوتا تھا اُسے اموجن کی موجودگی کی بھی خبر نہین۔ الغرض جب اموجن کے خیالات گرمجوشی و اختلاط کے دلکشا میدان سے واپس ہونے لگے اُسنے اپنے دلسے سوالات شروع کردیے۔ "لینس لاٹ کے برتاؤ کیون اسقدر عجیب ہین؟ کیا یہ شخص خود نہین جسکی ذات سے یہ ماجرا ظہور پذیر ہوا اور اسقدر کامیابی ہو چکی ہے؟ کیا یہ مجھسے شادی کرنے کے لیے اپنے والدین کی رضامندی سے اتفاق نہین کرتا ؟ یا اسنے کسی جنون و دیوانگی کی حالت مین اُنکی رائے سے اتفاق کرلیا اور جب بات چیت طے ہوگئی تو ہوش آنے پر اسے افسوس اور پچھتاوا ہے؟"

اب اموجن کو کسی قسم کی گفتگو چھیڑنے کی ضرورت پھر محسوس ہوئی۔ ابھی تمہیدی الفاظ اُسکے ہونٹون ہی تک آئے تھے کہ خود لینس لاٹ نے کئی منٹ کے سکوت کا طلسم توڑ ڈالا۔

لینس لاٹ "اُس سنجیدہ تقریب کی شام کو جب ہمارے ہاتھ آپسمین ملنے والے ہین۔ اس موقع پر جو بالفعل واقع ہے۔ اور تمام واقعات پر غور کرکے۔ مین خیال کرتا ہون کہ جو کچھ مجھسے متعلق ہو اُسے صاف صاف بیان کردون۔ ابھی مین تمہارا منگیتر ہون۔ اور چند روز مین شوہر ہو جاؤنگا۔ تمہارا حق ہے کہ میرے دلکی کسی حد تک تھاہ لو۔ لیکن مین خود ہی اس پردے کو اُٹھادونگا اور اپنے دلی راز ایک ایک کرکے تمہارے سامنے رکھدونگا اُسوقت تم سمجھ جاؤ گی کہ اس سے پیشتر مجھپر اسقدر محویت و استغراق کا عالم کیون طاری تھا۔ اور اسکے بعد تمہین مجھپر کسی قسم کی بدگمانی کا کوئی سبب نہ ملے گا۔ کیونکہ مین تمہین اپنے دلکی تمام فضیلتونکا اسطرح مطالعہ کرادونگا گویا تمہاری نگاہین ایک صاف و شفاف دھارا کی تہ تک ہوگئی ہین"

اتنا کہ کے لینس لاٹ رُک گیا اور تمام کمرے مین ایسی گہری خاموشی چھیل گئی کہ ایک سوئی کے گرنیکی آواز بھی سُنائی دیسکتی تھی۔ اموجن امید و بیم کی مذبذب حالت مین مستغرق تھی۔ یہ گفتگو جو نہایت ہی نرم اور سُریلی آواز مین تھی۔ اموجن نے اُسکے لفظ لفظ پر غور کیا اور اُسے معلوم ہوا کہ گویا یہ خوبصورت آواز اُن گویونکے مجمع سے الگ ہوکر نکلی ہے جو گرجا کی وسیع گنبد نما چھت کے

اور ارادہ کیا کہ اُسکے سینے سے لپٹ کی محبت بھرا شکریہ ادا کرے۔ یا اُسکے پاؤن پر گر کے اپنا سچا عشق جتاوے۔ لیکن لینس لاٹ کی صورت دیکھتے ہی اُسکا جوش ٹھنڈا پڑ گیا اور سہم گئی۔ لینس لاٹ پر موت کی زردی چھائی ہوئی تھی۔ وہ دہلیز کے پاس ٹھٹک گیا اور کسی قسم زبردست کوفت یا دلی صدمے کو برداشت کرنے کے انداز سے اپنا سر تھامے ہوے ڈگمگاتا رہا۔ آخر کار اُمنڈے ہوے خیالات وجذبات کو سخت کوشش سے دبا کے سنجیدہ لب ولہجہ مین کہا ــــ "

لینس لاٹ "مین معافی چاہتا ہون اور معذرت کرتا ہون۔ وہ حالت گذر گئی اور اب جو کچھ مناسب ہوگا تمسے کہونگا!"

یہ کہکے لینس لاٹ نے آہستہ سی اموجن کا ہاتھ پکڑ لیا اور نرم نرم بوسے لیکے اُسی خیر اختیاری حالت مین ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرسی کے ڈنڈے پر کہنی ٹیک دی اور اموجن کیطرف سے منہ پھیر کے اپنا سر ہاتھ کے سہارے پر رکھ لیا۔ اب اُسکی خوبصورت آنکھون اور اُسکے مردانہ دلکش چہرے کا ایک ہی رُخ اموجن کے سامنے تھا۔ اموجن کے خیالات جھٹکنے لگے اُسکے دل پر دفعۃً چوٹ پڑی اور بے چین ہو گئی۔ وہ خیالی اُلجھنو مین پھنس گئی اور بالکل سمجھ نہ سکی کہ آیا اس موقع پر عورتون کی فطری خودداریون سے کام لے اور ہر قسم کی شرم حیا اسیوقت صرف کر دے۔ یا اِن باتون کو بالاے طاق رکھکے اُسکے قدمون پر گر پڑے اور التجا کرے کہ لینس لاٹ اُسکے اُمیدون کے گلے پر کُند چھری پھیرنے کا قصد نہ کرے جو اُسکے تیور سے ٹپک رہا تھا۔ یکایک اُسکے دلمین آیا کہ اسوقت کسی قسم کی گفتگو چھیڑ دینا بہت ہی مناسب ہوگا اور اُسنے گردن جھکا کے اُن خیالات کے اظہار کی کوشش کرنا چاہی جو سب پر حاوی ہو رہے تھے۔ لیکن دفعۃً اُسکا خیال بدل گیا۔ وہ دلی جذبات کی کشمکش سے مجبور ہو گئی۔ اُسنے لینس لاٹ کا دوسرا ہاتھ جو اُسکی طرف تھا آہستہ سے اُٹھا لیا اور زلف کے اندر لیجا کے ہونٹون سے دبانے لگی لینس لاٹ نے اپنا ہاتھ اور بڑھا دیا حتی کہ اموجن نے جی کھولکے بوسے لیے اور آنسوؤن سے بھگو دیا۔

آرام کرسی کے پاس ایک تپائی پڑی ہوئی تھی۔ اموجن اُسی طرح لینس لاٹ کا ہاتھ لیے ہوے اُسپر جا بیٹھی۔ اب وہ نہ اُس ہاتھ کے بوسے لیتی تھی نہ آنسوؤنکی جھڑی لگائے ہوے تھی بلکہ اختلاط وگرمجوشی کے گہرے خیالات مین محو ہو رہی تھی۔ کیونکہ اسوقت وہ اپنے مطلوب کے ساتھ خلوت مین تھی۔ اُسکی مردانہ سُریلی آواز سُن چکی تھی۔ (برخلاف اُن تمام رازونکے جنسے موجودہ کارروائی بند تھی

رفع ہو گئے اور مین سمجھ گیا کہ محبت کیا چیز ہی اتفاقاً ایک حُسن کی دیوی سے میرا سامنا ہو گیا۔ ابھی مین نے اُسپر اچھی طرح نگاہ نہین ڈالی تھی کہ ایک پوشیدہ آواز میرے دلسے یہ سرگوشی کرتی ہوئی معلوم ہوئی "یہ عورت تیری قسمت پر بہت بڑا اثر ڈالیگی" مین بالکل نہ سمجھا کہ آیا یہ کوئی مبارک پیشینگوئی ہی یا خوفناک اطلاع۔ مین نے اُس سے گفتگو کا قصد کیا لیکن ہمت نہ پڑی "ہاے وہ خوبصورت چہرہ!" اُسکے دلکش خط و خال فوراً میرے دلپر نقش ہو گئے۔ کسی اتفاق سے ایک کتاب گر پڑی اور مین نے اُٹھا لی۔ اُس کتاب پر اُسکا نام لکھا ہوا تھا جسے دیکھتے ہی مین متحیر ہو گیا۔ مین یہ نام پہلے بھی سُن چکا تھا لیکن بالمشافہ دیکھنے کا اتفاق اسیوقت ہوا۔ وہ ایک تھیٹر کی شہسوار ایکٹرس تھی"

اموجن ابھی تک لینس لاٹ کا ہاتھ لیے ہوے تھی۔ جسقدر اُسکی تقریر کا سلسلہ بڑھتا جاتا تھا وہ اُس ہاتھ کو زیادہ جوش کے ساتھ اپنے لبون سے دباتی جاتی تھی یہانتک کہ سینے سے بھی لگا لیا۔ اُسپر محویت طاری تھی اور تعجب کر رہی تھی کہ لینس لاٹ اُس قصے کا اعادہ اس تفصیل سے کیون کر رہا ہی جس سے وہ بخوبی واقف تھی۔

لینس لاٹ۔ اسیوقت سے میری زندگی خواب و خیال ہو گئی معلوم ہوتا تھا کہ مین صرف اُس حور جمال کیلیے زندہ ہون جسکی دزدیدہ نگاہین دیکھتے ہی دیکھتے میرا دل چُرا لے گئین۔ مین نے اُسے تھیٹر مین بھی دیکھا۔ اُسے اُسکی زرق برق پوشاک کے ساتھ سرکس مین بھی دیکھا۔ اور روز بروز اُس سے محبت بڑھتی گئی۔ مین نے اُسے بے انتہا جامہ زیب پایا۔ اُسپر ہر قسم کی پوشاک کھلتی تھی۔ کبھی کبھی میرا اُسکا سامنا گلیونمین بھی ہوا۔ پارک مین بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ان موقعونپر وہ اپنی معمولی زنانی پوشاک پہنے ہوے تھی تاہم نازک اور خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔ مجھے کبھی اُس سے بات چیت کرنیکی جرأت نہوئی مجھے بے انتہا تعجب تھا کہ جب میرا اُسکا سامنا ہوا وہی پوشیدہ آواز میرے دلسے سرگوشی کرتی رہی۔ لیکن مین اُسکا مطلب بالکل نہ سمجھا۔

پھر اموجن نے اُسکا ہاتھ ہونٹون سے دبایا اور اپنے دلپر رکھ لیا۔ اُسے تعجب ہوا کہ لینس لاٹ کیطرف سے (بجز اسکے کہ وہ اپنا ہاتھ دیے ہوے ہی) اس گرمجوشی و اختلاط کا کوئی معاوضہ کیون نہین ہوتا۔ آخر وہ پھر اپنے دلسے کہنے لگی —— "لینس لاٹ اپنے حالات تدریجاً بیان کرتا ہوا موجودہ واقعے تک پہونچیگا۔ اور اس سے یہ غرض ہوگی کہ مین اُسکی تمام کیفیت سے واقف ہو جاؤن"

پہنچے گائے ہون۔

"اب کیا پیش آئیگا؟ کون کون سے راز اموجن سے ظاہر کیے جائینگے؟ اور کیا کیا بھید اس نوجوان شخص کے پاک دلمین جمع ہین؟" لینس لاٹ۔ (پھر کہنا شروع کیا) "ابھی میرے دلکو عشق محبت سے متاثر ہوے چند مہینے سے زیادہ عرصہ نہین گزرا۔ اس تھوڑی سی مدت مین مین نے بہت سی کتابین دیکھ ڈالین اور ایک دماغی جنگ کے بعد اُسکی مختلف و متضاد صورتین ذہن نشین ہوئی ہین۔ ایک مصنف نے عشق کو خونخوار غصے کی صورت مین دکھایا ہو اور اُس بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلون سے مثال دی ہے جو اُسی دل کو خاک سیاہ کر دیتے ہین جسمین وہ روشن کیے گئے دوسرے نے اُسکی تصویر نہایت ہی نرم اور خوبصورت انداز سے کھینچی ہے۔ دُنیا کو بہشت بنادیا ہے اور انسانی رُوح دائمی خوشی کے پاک چشمے مین نہارہی ہے۔ ایک شخص محبت کو جنون سے تعبیر کرتا ہو۔ وہ جنون جسمین غصہ بھی شریک ہو۔ بھوک یا پیاس کیطرح ناگوار۔ رشک حسد اور بدگمانی کے شکنجے مین کسی ہوئی۔ اور وہ اپنے ذاتی تجربے پر کہتا ہو کہ اُسکی محبت طرفین کے دلوںپر یکسان مؤثر نہ تھی اسلیے ناخوشی اور تلخکامی کا اثر بڑھتے بڑھتے سخت نفرت کی حد تک پہونچگیا۔ ایک جگہہ مین نے دیکھا ہو کہ ایک عاشق نے معشوق پر اپنی جان فدا کر دی۔ دوسرے مقام پر میری نظر سے گزرا ہو کہ ایک جلے تن نے رقابت کے صدمون سے تنگ آکر معشوق ہی کا خاتمہ کر دیا۔ ایک طرف بعض خوش نصیب عاشق اپنی خوش آیند محبت کی تعریف مین قاصر ہے۔ دوسری جانب بدقسمت شعرا اُسکی نامرادیون اور تلخکامیون کی مذمت کے لیے اپنے اشعار مین کافی الفاظ جمع نہ کر سکے۔ بعض الوالعزم حُسن پرست عشق ومحبت کی داستان گلابی کاغذ پر لکھتے ہین۔ خالص سونا حل کر کے روشنائی تیار کی ہو اور قلم کے لیے نسرطائر کا چمکتا ہوا پر توڑ لائے ہین۔ اسی کے برعکس بعض مورخون نے محبت کی افلاس کی فرسودہ تاریخ لوہے کے قلم اور مازو کی سیاہی سے قلمبند کی ہے۔ اسی طرح میرا خیال عشق ومحبت کی طلسمی دُنیا مین بھٹکتا پھرا۔ لیکن میری قوت متخیلہ مین ایسی القائی طاقت نہ تھی جو اس معمے کو حل کر سکتی"

لینس لاٹ پھر چُپ ہوگیا۔ اور وہی گہری خاموشی کمرے مین پھیل گئی۔ اموجن ایسی محو اور بیخود کر دینے والی تقریر سُنکے بالکل کھو گئی۔ وہ خلقی طور سے متعجب ہو رہی تھی کہ وہ مضمون کیسا ہوگا جسکی تمہید اسقدر مؤثر اور زوردار الفاظ مین ہی۔

لینس لاٹ "آخرکار میرے تمام شکوک

اموجن۔ (لینس لاٹ کے قدمون سے لپٹ کے) "میری سُنو لینس لاٹ! مین التجا کرتی ہون میری سُنلو! تمہین مجھپر کسی اور کا شبھہ ہوا۔ سخت غلطی ہوئی علی ہذا تمہارے والدین بھی دھوکا کھا گئے۔ تمہین کسی دوسری عورت کا اشتیاق ہی۔ اسلیے میری تمام اُمیدین مرگئین۔ تاہم مین تمہین ایسا نہین خیال کرتی ہون"

لینس لاٹ "اوہ! اموجن۔ کوئی دوسرا نہین۔ اسکی کوئی اصلیت نہین ہمین ہمیشہ جدا رہنا چاہیے!" (یہ پُرمعنی اور وحشتناک لفظین کہتا ہوا لینس لاٹ کمرے سے چلا گیا)

ایک منٹ سے زیادہ اموجن جس ہیئت سے لینس لاٹ کے قدمون پر گری تھی اُسی طرح گھٹنون کے بل اوندھی پڑی رہی جس جگہ سے لینس لاٹ چلا گیا تھا اُسے جھکی ہوئی دیکھتی رہی۔ اُسکا دل بیٹھ گیا۔ اور وہ چالاک جوان عورت دفعتہً ایسی مضمحل ہوگئی گویا اُسپر رنج ومصیبت کا بڑا بھاری پہاڑ پھٹ پڑا تھا۔ آخرکار وہ آہستہ آہستہ اُٹھی اور مقابل کے آئینے مین منہ دیکھا۔ اُسکی ہیئت اسقدر تبدیل ہوگئی تھی کہ یکایک اپنی صورت خود نہ پہچان سکی۔ آخر وہ میز کے برابر ایک کرسی پر بیٹھ گئی دونون ہاتھ منہ پر رکھ لیے۔ اور دور دراز فکر وتمین ڈوب گئی۔

کئی منٹ گزر گئے اور اموجن انتظار کرتی رہی کہ کوئی شخص اُسکے پاس آئیگا یا نہین اُسنے قصد کیا کہ کمرے کی گھنٹی بجائے اور چند منٹ کیلیے پھر لینس لاٹ کو دیکھنے کی استدعا کرے۔ اسکا یہ بھی ارادہ ہوا کہ چند سطرین لکھے اور آدمی کو بُلا کے لینس لاٹ کے پاس بھیجدے۔ لیکن اُسکے دل نے گواہی نہ دی۔ آخرکار ان دونون تدبیرون سے دست بردار ہوکے دل ہی دل کہنے لگی "اس سے کیا فائدہ؟ اُسکا دل دوسری طرف آیا ہوا ہی۔ اور میرا معاملہ ہمیشہ کیلیے ختم ہوچکا!"

اموجن نے بدستور نقاب ڈال لی اور کمرے سے باہر نکل آئی۔ دربان اُسی طرح اپنی جگہ پر مؤدب اور خوشمزاج کھڑا ہوا تھا۔ اموجن کو تعجب ہوا اور اپنے دلمین کہنے لگی۔ "کیا دربان کو اس واقعے کی بالکل اطلاع نہین ہوئی؟" اس سے پہلے اُسے یقین تھا کہ ہر شخص مجھے معنی خیز نگاہون سے دیکھے گا۔ جب اموجن سامنے آئی دربان تعظیماً جُھک گیا اور دروازہ کھولدیا۔ اُسنے چلتے چلتے پھر خیال کیا کہ "بیشک لینس لاٹ کو مجھپر کسی دوسری عورت کا گمان ہوا۔ وہ عورت اسیوقت یہان آئیوالی ہوگی۔ وہی جس سے اب لینس لاٹ کو تعلق ہی۔"

اسکے بعد وہ اپنے عشق و محبت کو میری جانب منسوب کردیگا"

لینس لاٹ ۔ "اب تمہین انصاف کرو کہ کس سبب سے مین نے اپنی زندگی کو خواب کی حالت سے تعبیر کیا۔ اور میری تخئیل مین شاعرانہ استعارات سے زیادہ بلند پروازی کیون پیدا ہو گئی۔ تم مجھے دیوانہ۔ مسلوب الحواس اور یاوہ گو خیال کرتی ہوگی ـــــ"

اموجن ۔ (دھیمی آواز مین) "نہین نہین!"

(زیادہ گرمجوشی سے اسکا ہاتھ ہونٹون سے دباتے اور سینے سے لگاتے ہوے)

لینس لاٹ ۔ "خیر! معلوم ہوا کہ تم مجھے اُن خیالات کے اظہار کی اجازت دیتی ہو جنھین مین بھی حقیر نہین شمار کرتا۔ مین اپنے خیالات پر حاوی نہ تھا۔ مین نے اُنھین ایک پاک اور پوشیدہ محبت کے اثر پر چھوڑ دیا تھا۔ وہ سچی اور دلسوز محبت تھی نہ کہ نفسانی جوش۔ اُسمین کسی قسم کی دیوانگی و بیخودی نہ تھی۔ بلکہ اُسکا بہاؤ نہایت ہی ملائم اور خوشگوار تھا ہرچند کہ اُسکی حالت خواب کیطرح بالکل وہمی اور قیاسی تھی تاہم مین اُسکی تمام حقیقی اور زندہ اُمیدین پالتا رہا۔ اب تم سمجھ گئی ہوگی کہ اُس عورت کی پاکدامنی اور نیکدلی میرے دل پر نقش ہو گئی تھی۔ مین سمجھتا تھا کہ اُسکی خوبیان اُسکے حسن و جمال سے بہت ہی قریب رشتہ رکھتی ہونگی۔ اور اسکی ظاہری خوبصورتی اُسکی باطنی خوبیون سے بالکل مشابہ ہوگی۔"

"ایخدا!" مین کسقدر غلطی پر تھا۔ دفعتہً میری آنکھون کے پردے اُٹھ گئے مجھے معلوم ہوا کہ مین ایک گہری تاریکی سے صاف روشنی مین آگیا۔ اور مجھپر کھلگیا کہ وہ ایک آوارہ۔ گمراہ۔ اور ذلیل عورت ہے۔"

اموجن دفعتہً چیخ مارکے تپائی سے اُچھل پڑی اور تقریباً ایک منٹ تک اُسکے پاؤن زمین پر نہین ٹکے۔ لینس لاٹ بھی چونک کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اُسکی نظر بجلی کیطرح کوند کے اس نقاب پوش عورت پر جا پڑی۔ اُسپر ایک خوفناک پریشانی چھاگئی۔ وہ سر سے پاؤن تک کاغذ کیطرح سفید ہو گیا اور کانپنے لگا۔ اسی حالت مین وہ گھبرا کے کہہ اُٹھا ـــــ"

لینس لاٹ ۔ "نہین نہین! تم وہ عورت نہین ہو جسکا مجھے شبہہ ہوا"

اموجن ۔ "نہین۔ مین خود "اموجن" ہون!"

یہ کہہ کے اموجن نے فوراً نقاب اُتار کے پھینکدی۔ اُسوقت اُسکے چہرے پر لینس لاٹ سے زیادہ زردی۔ مُردنی۔ پریشانی۔ اور خوف چھایا ہوا تھا۔

لینس لاٹ ۔ (ماتھے پر ہاتھ رکھکے) "ایخدا! یہ کیا واقعہ ہوا؟ یہ مین نے کیا کیا؟"

ہزارہا برس سے منو دھرم شاستر جاری ہو۔ ایرانیونکے آریہ ہونے مین کوئی شک نہین خود فارسی زبان اسکی شاہد ہو لفظ آریہ اور ایرانی کے ایک ہی معنی ہین۔ قدیم ایرانی زبان زند اوستا سنسکرت سے ایسی ملی جلی ہو کہ دونوںکے لہجہ اور معنی مین بمشکل امتیاز ہو سکتا ہو۔

بہرحال اس تحریر سے فی الحال یہ ظاہر کرنا مدنظر نہین ہو کہ اکثر یورپین اور بہت سی ایشیائی قومین ایک ہی مورث کی اولاد ہین بلکہ یہ ثابت کرنا مقصود ہو کہ ہماری پانچہزار برس کی پرانی تہذیب زمانۂ حال کی تہذیب سے بالکل مماثل ہو۔ تمام دُنیا مین والی ملک کا درجہ سب سے اشرف و افضل سمجھا جاتا ہو۔ یورپین فرمانرواؤن نے اپنے اس استحقاق کی بزور قانون و شمشیر توثیق کی ہو۔ پادریون اور پیشوایان دین نے بھی اسکو تسلیم کیا ہو بلکہ بعض فرمانرواؤن نے پادریون اور پوپون پر بھی اپنی فضیلت قائم رکھی ہو۔ ایشیائی ممالک مین کل قومین اپنے فرمانروا کو ظل اللہ اور اوتار سمجھتی ہین۔ شاہ ایران امیر المومنین اور سلطان روم خلیفۃ المسلمین کے لقب سے ملقب ہین۔ یہ خیال نیا خیال نہین ہو۔ منوجی فرماتے ہین۔

"راجہ کو برہما یعنے خالق نے آسمانی دیوتاؤن کے انس سے پیدا کیا اس سبب سے اسکا جلال اور فضیلت جانداروں پر غالب ہے چونکہ اسمین آفتاب کا جزو ہو اور سورج کو دیکھنے سے آنکھ خیرہ ہو جاتی ہو اسلیے کوئی شخص راجہ سے آنکھ نہین لڑا سکتا مطلب یہ ہو کہ کوئی اُسکا مقابل نہین ہو سکتا اسیطرح دیگر اوصاف کے لحاظ سے وہ اپنے ملک کے باشندوں پر فائق ہو"

تمام ممالک مین فرمانروا کا ادب و احترام کیا جاتا ہو۔ خواہ وہ طفل شیر خوار ہی کیون نہ ہو چنانچہ منوجی فرماتے ہین۔

"راجہ بچہ ہی کیون نہو اسکی تعظیم کرنی چاہیے۔ کیونکہ وہ زمین پر ایک دیوتا بصورت انسان ہو"

راجہ کو حامی دین کہا جاتا ہو اور اُسکی حفاظت کے لیے وہ مجرمونکو سزا دیتا ہو۔ چنانچہ منوجی فرماتے ہین۔

"وید کے مطابق راجہ جس دھرم کو قائم کرے اُس سے انحراف نہ کرنا چاہیے۔ خدا نے جانداروں کی حفاظت کیلیے اپنے بیٹے "جلال" سزا کو پیدا کیا۔ سزا کے خوف سے جاندار اپنے دھرم سے منحرف نہین ہوتے راجہ کا عین فرض انصاف ہے اور اسکو ہدایت ہے کہ وہ ملک۔ وقت۔ علم اور طاقت کرکے مجرم کو درجہ بدرجہ مناسب سزا دے۔ اگرچہ اس ہدایت پر پورے طور پر عمل نہ ہوتا ہو

چاہتا ہو تو فوراً منصور کے گھر مین گیا اسکے اور اپنے تمام متعلقین اور اہل وعیال کو جہازون پر سوار کرایا اور اُسی وقت لنگر اُٹھوا کے سرزمین گجرات کی راہ لی۔ جہان وہ اپنے اور اپنے آقا کے بال بچون کے ساتھ امن وامان کی زندگی بسر کرنے لگا۔

آئین ملک داری

(مطابق شرائع اہل ہنود)

دُنیا کے مقنن اعظم سری منوجی کے زمانۂ ولادت کی نسبت مختلف روایتین ہین۔ اہل ہنود کا خیال ہو کہ اِنکو پیدا ہوے لاکھون برس گزرے لیکن انگریز مورخین کوئی تو پانچہزار برس کوئی اس سے کچھ کم بتاتا ہو۔ غرض کم سے کم زمانہ جسپر لوگونکو بالعموم اتفاق ہو کم وبیش پانچہزار برس ہو۔

ماہران علم الارض کے نزدیک پانچہزار برس کی مدت کوئی بڑی مدت نہین ہو لیکن چونکہ (چین و مصر کی شائستگی کے علاوہ) کل دُنیا کی تہذیب اُنیس سو برس سے زیادہ قدیم نہین ہو لہٰذا یہ بھی ایک بہت بڑی مدت [illegible] اور جب اُس زمانے کی تہذیب اور شائستگی کا موجودہ تہذیب اور شائستگی سے مقابلہ کیا جاتا ہو اور ساتھ ہی اسکے اُس قوم کی موجودہ پست حالت پر نظر غائر ڈالی جاتی ہو جسکے مورث اعلیٰ نے پانچہزار برس قبل وہ تہذیب اور شائستگی قایم کی جو زمانۂ حال کی تہذیب اور شائستگی سے ٹکر کھاتی ہو تو اسکے سوا اور کوئی خیال دلمین نہین پیدا ہوتا کہ دُنیا مین آجکل قوم مین جو کچھ روشنی پھیلی ہوئی ہو وہ اگلے ہی لوگون کی بدولت [illegible] یعنے جس تہذیب کو ہم اُنیس سو برس کی پُرانی تہذیب کہتے ہین اور جو ابتدا سے ابتک برابر ترقی کرتی چلی [illegible] آئی ہو وہ بھی دراصل اُس پُرانی تہذیب کا جزو ہو جو منوجی نے پھیلائی تھی چنانچہ ماہران علم اللسان یورپ کی قریب قریب کل عیسائی قومون کو آریونکے خاندان سے قرار دیتے ہین اور اُنکے لغات۔ اُنکے عقائد ومراسم۔ اُنکی صورت وشکل۔ اُنکے اوضاع واطوار سب عیان اور ظاہر ہے کہ کسیدن وہ بھی ایک ہی درخت کی شاخین تھین جو زمانے کی گرم وسرد ہواؤن سے ٹوٹ ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئین اور بادِ مخالف کے جھونکون نے کہین کی کہین جا پڑی ہین۔ علیٰ ہذا ایشیائی ممالک مین بہت سی قومین اسی مورث کی اولاد ہین جس سے یورپ کی اکثر قومونکو تعلق ہو۔ چین مین جو دُنیا مین سب سے بڑا براعظم اور آباد ملک ہے

عـه ابن اثیر

بطرحِ جناب ... اعلیٰ حضرت بندگان عالی متعالی ... نظام الملک آصفجاہ ... سلطان ... [illegible]

مصرع طرح

مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے

آرزو - جناب سید انور حسین صاحب خلف جناب یاس شاگرد حضرت جلال لکھنوی

حکم ضبطِ غم نئی بیداد ہے ۔ اُف بھی کر سکتے نہین فریاد ہے
جو ہے اُلفت مین تری برباد ہے ۔ قیس ہی کوئی کوئی فرہاد ہے
غش نہو جو دیکھکر جلوہ ترا ۔ وہ جہان مین کور مادرزاد ہے
یہ زمانے کی دورنگی دیکھیے ۔ شاد ہے کوئی کوئی ناشاد ہے
ہے زبانِ حال میرا ضبطِ غم ۔ خامشی گویا لبِ فریاد ہے
ہو تصور یا خیالِ دلربا ۔ ایک مانی دوسرا بہزاد ہے
ہر وہ دل مین آنکھ سے لیکن نہان ۔ ایک گھر ویران ہے اک آباد ہے
ایسی سحت پنا کر گئی تیغِ اداء ۔ کس لیے غصے مین اب جلاد ہے
کے کہتے ہین بگولے نجد مین ۔ خاکِ مجنون آجتک برباد ہے
بہت کی ہین ناانصافیان ۔ ایک ہے پابند اک آزاد ہے
کیا گلہ اُسکے تغافل کا جسے ۔ وعدہ کرکے بھولجانا یاد ہے
آرزو کتنا ہے اِس سر کوہِ غم ۔ نالہ اپنا تیشۂ فرہاد ہے

آرام - جناب حکیم محمد امیر الدین صاحب سورتی تلمیذ حضرت فصیح الملک داغ دہلوی

ظلم ہے بیداد ہے بیداد ہے ۔ جان ہونٹون پر دمِ فریاد ہے
وصل کی شب بھی نصیبِ دشمنان ۔ مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے
ہائے اب کس سے ملے دادِ وفا ۔ آسمان بھی تو ستم ایجاد ہے

اس قاعدے کی فائدہ مندی مسلم ہو اور حال کے قوانین و انتظام مین یہ باتین ملک داری کے لیے نہایت ضروری سمجھی گئی ہین۔ منوجی فرماتے ہین۔

"اس سزا کا نام راجہ ہو اور اسی کو دھرم کہتے ہین۔ کیونکہ اسی سے کل رعایا کی حفاظت ہوتی ہو یہی حاکم ہو اور یہی سوتونکو جگاتی اور کاہلونکو بیدار کرتی ہو جب غور و انصاف سے سزا دیجاتی ہو تو رعایا کو آرام ملتا ہو اور جب بلا غور سزا دیجاتی ہو تو رعایا تباہ ہوجاتی ہو اگر راجہ اشخاص واجب التعزیر کو سزا نہ دے تو زبردست زیردست کا جینا مشکل کردین اور نظام سلطنت درہم برہم ہوجائے۔ راجہ کے صفات یہ ہین کہ وہ سچ بولے۔ غور اور انصاف کرے اور اصول شاستر کا جاننے والا ہو۔ اگر راجہ مین یہ بات نہین تو وہ اُسکے اعزہ اور متوسلین تک نیست و نابود ہوجاتے ہین"

اسکے بعد لکھا ہو کہ کون راجہ انصاف کے مطابق سزا نہین دیسکتا ہو۔ وہ راجہ سزا نہین دیسکتا جو جاہل۔ لالچی اور دنیوی عیش وغیرہ مین مبتلا ہو۔ جہان منوجی نے سزا کو مقدم رکھا ہو وہان جزا کی بھی تلقین کی ہو۔ آپ فرماتے ہین۔

"راجہ کو چاہیے کہ دشمنونکو سخت سزا دے اور وفادار لوگونکے ساتھ مہربانی کرے کم قصور والے برہمنونکی حفاظت کرے"

جیسا لوگ سمجھتے ہین برہمنون سے مراد اُن لوگونسے نہین ہو جو آجکل بھیک مانگتے پھرتے ہین بلکہ منو کے زمانے مین اُن لوگون سے مراد تھی جو وید و شاستر سے کماحقہ واقفیت رکھتے تھے یا جنکو ہم دوسرے لفظونمین عالم کہ سکتے ہین۔ یہ تو ظاہر ہو کہ انسان مرکب من الخطا ہو۔ عالم سے ایک قصور کا سرزد ہونا ویسا ہی قرین امکان ہو جیسا ایک جاہل سے۔ مگر سزا کا اثر جاہل پر کم پڑتا ہو اور عالم پر زیادہ۔ سزا سے جاہل کی اصلاح ہوجاتی ہو۔ برخلاف اسکے عالم کے اخلاق پر اسکا بُرا اثر پڑتا ہو جو اُسکی آیندہ زندگی کیلیے مضر ہو چنانچہ علما و فضلا کے ساتھ اب بھی رعایت کا برتاؤ کیا جاتا ہو اور اُنکو جو سزا دیجاتی ہو وہ نہین ہوتی کہ اُنکا دل اخلاق کی جانب سے منحرف ہوجائے۔

منوجی راجاؤن کیلیے حسب ذیل دستور العمل مقرر فرماتے ہین۔

راجہ کو چاہیے کہ علی الصباح اُٹھکر رگ وید۔ یجروید۔ سام وید کے جاننے والے برہمنون کی

کب لبِ بلبل پہ یہ فریاد ہے　　شکوۂ بیرحمیِ صیاد ہے
آج قاتل کو ہماری یاد ہے　　جان قیدِ زیست سے آزاد ہے
غنچے چٹکے باغ مین آیا وہ گل　　ہر طرف شورِ مبارکباد ہے
جان شیرین مین نے دی کہتے ہین وہ　　یہ بھی اپنے وقت کا فرہاد ہے
عاشقِ گیسو بہت ہو نا توان　　اور گران زنجیر سے حداد ہے
حال میرے خانۂ دل کا نہ پوچھ　　حسرتون سے یہ مکان آباد ہے
او ستمگر اک مرے دل کے سوا　　جسکو دیکھا شاکیِ بیداد ہے
دل نہ اُس بُت کا پسیجا وائے بخت　　پانی نالون سے مرے فولاد ہے
کاہشِ دل سے ہوا اظہر عیان　　یادِ مژگان نشترِ فصاد ہے

اعجاز - ابوالاحسان جناب منشی اعجاز صاحب چشتی صابری بہروچی معین خدنگ نظر

کتنا بانکا وہ ستم ایجاد ہے　　کھنچکے خود ہی خنجرِ فولاد ہے
کس قیامت کی تمہاری یاد ہے　　مضطرب ہر دم دلِ ناشاد ہے
موردِ بیداد ہی جانِ حزین　　مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے
ٹھوکرین کھاتے ہین عاشق دربدر　　الامان کیا عشق کی اُفتاد ہے
مرغِ دل کیونکر نہو جائے اسیر　　تیری زلفین دام تو صیاد ہے
اسقدر لاغر جنون نے کر دیا　　ہر رگِ جان نشترِ فصاد ہے
میرے نالو نسے کبھی پگھلا نہین　　دل ہے اُس کافر کا یا فولاد ہے
ہائے یہ شوخی کہ عہدِ وصل کی　　یاد دلوائی تو بولے یاد ہے
اے خوشا قسمت گلے ملکر وہ آج　　مجھسے فرماتے ہین کیا ارشاد ہے
عہدِ وصلِ یار کیا کہنا ترا　　اب وہ نالہ ہے نہ وہ فریاد ہے
نکتہ سنجان جہان سُنکر غزل　　کہتے ہین اعجاز بھی اُستاد ہے

اُلفت - جناب محمد اسمٰعیل صاحب چشتی نظامی بہروچی شاگرد جناب اُنس

گردشِ قسمت کا ہو خانہ خراب　　کو بکو مٹی مری برباد ہے

مین اُٹھاؤن ایک دُنیا کی کڑی — یہ بھی کچھ انصاف اے حداد ہے
رُک گیا ہے چلتے چلتے حلق پر — کُند کتنا خنجرِ فولاد ہے
وصل کا وعدہ وفا ہویا نہو — مُنہ سے تم اتنا ہی کہدو یاد ہے
قصۂ فرہاد و مجنون کیون سُنون — مجھکو اپنی ہی کہانی یاد ہے
کم نہوگا سر سے سودائے جنون — فصد سے کیا فائدہ فصّاد ہے
سر اُٹھائین خاک قیدیِ جنون — طوق خود منت کشِ حداد ہے
کیون بنایا تونے بلبل آشیان — دشمنِ جان برق ہی صیاد ہے
قتل کی میری شہادت اور کیا — تر لہو سے دامنِ جلاد ہے
کیون نہ اُردو صاف ہو آرام کی — جب فصیح الملک سا اُستاد ہے

آزاد۔ جناب منشی عبدالغنی صاحب مقیم جلگاؤن شاگرد جناب اطہر

نالۂ دل صور کی فریاد ہے — سقف گردون محض بے بنیاد ہے
باغ ویران ہی قفس آباد ہے — ہمصفیرانِ چمن فریاد ہے
جب سے پہلو مین مرے بیٹھے ہین وہ — شادمان کیا کیا دلِ ناشاد ہے
جو نہوگا گلشنِ عالم مین شاد — وہ ہمارا ہی دلِ ناشاد ہے
نام میرا سُنکے فرماتے ہین وہ — کیا تخلص آپ کا آزاد ہے

اشہر۔ جناب منشی محمد شکر اللہ صاحب گورکھپوری تلمیذ جناب اطہر جلگانوی

چھیڑتا ہون تو خفا ہوتے ہین وہ — وصل مین بھی دل مرا ناشاد ہے
ظلم ڈھاتی ہے دلِ عشاق پر — یاد اُس بُت کی ستم ایجاد ہے
اور ہین وہ جنکو ہے پروائے خضر — ہمکو راہِ کوئے جانان یاد ہے
خون میری حسرتون کا کردیا — بانکپن تیرا عجب جلاد ہے
اندنون اشہر کسیکے عشق مین — مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے

اطہر۔ جناب منشی غلام مصطفےٰ خان صاحب شاگرد جناب حمید لکھنوی از جلگاؤن

دوریِ جانان سے دل ناشاد ہی — اے فلک بیداد ہے بیداد ہے

مجھسے کہتے ہین دکھا کر غیر کو
وہ ہمارا عاشقِ ناشاد ہے

جسکو کعبہ جانتے ہین اہلِ دین
حیف اُسی دلمین بتون کی یاد ہے

مین کرون نالے تو اُڑجائین دھوئین
چرخ کی کیا اصل کیا بنیاد ہے

حسُن والے کسقدر بیرحم ہین
کوئی قاتل ہو کوئی جلاّد ہے

تیرے کوچے مین کہان رہنا نصیب
خاک اُڑانے کو دلِ ناشاد ہے

انقلابِ دہر کہتے ہین اِسے
شاد کل تھا۔ آج دل ناشاد ہے

بھیجتے ہو غیر کو پیغامِ وصل
کیا تحمّل کے لیے ارشاد ہے

ثاقب۔ جناب مولوی نجم الدین احمد صاحب بدایونی فخر تلامذہ حضرت ظہیر دہلوی از ٹونک

سینہ پھر حسرت کشِ بیداد ہے
پھر زبان پر ہرچہ بادا باد ہے

جسکے دل مین ایک تیری یاد ہے
دونون عالم سے وہی آزاد ہے

قید سے ظالم بھی کب آزاد ہے
دامِ فکرِ صید مین صیّاد ہے

صبح شامِ ہجر کی اُمید کیا
یہ بھی روزِ حشر کی میعاد ہے

غیر پر ہے گاہ دربان پر نظر
بندہ پرور مجھسے کچھ ارشاد ہے

میری چالین اور پھر میرے ہی ساتھ
یہ بھی کچھ ایجاد مین ایجاد ہے

تم اگر بھولے نہین خود داریان
خود فراموشی مجھے بھی یاد ہے

دوست دشمن سب سے بیگانہ رہی
چشم خود بین پر تمہاری صاد ہے

کاٹتا ہے دل بھی کیا کوہِ غم
یادگارِ تیشۂ فرہاد ہے

انتظارِ دید و طولِ روزِ غم
آپکا وعدہ بھی کسکو یاد ہے

باغِ جنّت ہے اسیکی ارث مین
ایک واعظ ہی تو آدم زاد ہے

تیرے دامن کا اُسے کیون پاس ہو
دست دشمن کیا مری فریاد ہے

نقشِ پائے غیر کوچے مین ترے
بختِ عاشق کی مگر اُفتاد ہے

تمکو دشمن سے جفاؤن کا گلہ
مجھکو تمسے شکوۂ بیداد ہے

وا ہون کیونکر غنچہائے آرزو
خامشی مُہرِ لبِ فریاد ہے

برتر۔ جناب مُلّا عبدالرحمٰن خانصاحب مقیم جلگاؤن تلمیذ جناب اطہر

آنکھ اُس بُت کی ستم ایجاد ہے — فتنہ زا ہے بانیِ بیداد ہے
جانیوالے پھر کے کیون آتے نہین — کوئے جانان کیا عدم آباد ہے
سوچتا ہے پھر کوئی تازہ ستم — فکر مین وہ بانیِ بیداد ہے
تیری صحبت مین کوئی کیونکر ہنسے — شمع کا رونا سحر تک یاد ہے
آکے میری قبر پر کہتے ہین وہ — یہ نشانِ کُشتۂ بیداد ہے

بیتاب۔ جناب سید حسین صاحب شاگرد جناب جاوید لکھنوی

دل اسی سے مائلِ فریاد ہے — مسکرانا مجھکو اُنکا یاد ہے
اور کیا باقی کوئی بیداد ہے — کیون کشیدہ خنجرِ جلاد ہے
مدتین گذرین اثر جاتا رہا — اب فقط فریاد ہی فریاد ہے
پھول لالے کے گلستان مین نہین — جابجا خونِ سرِ فرہاد ہے
مین بھلا تصویر کھنچواؤنگا کیا — جانتے ہو عادتِ فریاد ہے
مہربانی کا نہین کچھ اعتبار — بیمروت وہ ستم ایجاد ہے
ہم نہ جائین گر رہائی بھی ملے — جائے اُلفت خانۂ صیاد ہے
آپ کیون گیسو پریشان کیجیے — جو اسیرِ زُلف ہے آزاد ہے
بیٹھے بیٹھے کچھ ہنسی سی آگئی — آج اے بیتاب کسکی یاد ہے

تجمل۔ جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب جلالپوری معین خدنگ نظر تلمیذ حضرت تائب شاہجہانپوری

کس قدر دل عشق مین ناشاد ہے — کیا ستم کیا ظلم کیا بیداد ہے
دل بتون کا مائلِ بیداد ہے — یا الٰہ العالمین فریاد ہے
کون راہِ عشق مین ہو دستگیر — ہر قدم پر اک نئی اُفتاد ہے
کیسی سیرِ باغ و لطفِ دیدِ گل — ہم ہین اور اب خانۂ صیاد ہے
مین غلط گو۔ دعویِ اُلفت غلط — بس یہی یا اور کچھ ارشاد ہے
جسپہ حسرت رو رہی ہے زار زار — وہ مزارِ کُشتۂ بیداد ہے

عاشقون کا ہو رہا ہے امتحان کوئے جانان آجکل آباد ہے
ہم قفس کو جانتے ہین آشیان رہتے تھے گلشن مین اتنا یاد ہے
زندگی بھر مخلصی ہوتی نہین اُنکے قیدی کی یہی میعاد ہے
جب کسی بُت سے لگا یا تھا نہ دل اے جگر وہ بھی زمانہ یاد ہے

جوش۔ جناب منشی احمد حسین صاحب عظیم آبادی شاگرد جناب شوق نیموی و جناب شہرت عظیم آبادی

بیخبر کیون بُلبلِ ناشاد ہے دیکھ تیری تاک مین صیاد ہے
ایک دل ہی وہ بھی تو ناشاد ہے اپنی مٹی ہر طرح برباد ہے
ہجر کی شب دیکھیے کیونکر کٹے ہر ستارہ دیدۂ جلاد ہے
کیا کہین حالِ دلِ خانہ خراب اِک تمہاری یاد سے آباد ہے
کسطرح رازِ محبت ہو عیان بند جب اپنا لبِ فریاد ہے
کیون نہ پیدا ہون نئے ظلم و ستم نام اُسکا جب ستم ایجاد ہے
کچھ اثر نالون کا ہوتا ہی نہین دل ترا او سنگدل فولاد ہے

حسن۔ جناب حسن علی شجاع الدین صاحب سوداگر بمبئی شاگرد جناب مفتون لکھنوی

گھر وہ ہے جس گھر مین تو آباد ہو دل وہ ہی جس دل مین تیری یاد ہے
بیمروت ہے ستم ایجاد ہے وہ ازل سے بانیِ بیداد ہے
جذبۂ جوشِ جنون لیجل وہان جسطرف وہ غیرتِ شمشاد ہے
بے سبب لب کو ترے جنبش نہین کچھ نہ کچھ حق مین مرے ارشاد ہے

حمید۔ جناب پیرزادہ سید محمود میان صاحب بھڑوچی شاگرد جناب اعجاز بھڑوچی

چاہنے والون ہی پر بیداد ہے آفرین تجکو ستم ایجاد ہے
عہد طفلی مین ستمگر تھا وہ بُت اب جوانی مین ستم ایجاد ہے
دونون جانب ہے برابر رنگ عشق اُنکی مجکو میری اُنکو یاد ہے
بھولے بیٹھے ہو خدا کو بھی حمید ہائے کس کافر کی تمکو یاد ہے

خلیل۔ جناب منشی حافظ محمد ابراہیم صاحب چشتی بھڑوچی تلمیذ جناب منشی اعجاز صاحب بھڑوچی

ہر خلش کے ساتھ دل خون ہوگیا / خار غم بھی نشترِ فصّاد ہے
مین کہان ثاقب کہان لطفِ سخن / پیرویِ حضرتِ اُستاد ہے

ولہ

خود مسیحا بر سرِ بیداد ہے / اے اجل فریاد ہی فریاد ہے
صلحِ کُل ایسی کسیکی یاد ہے / دوست دشمن سبکا دل آباد ہے
آسمان اور تیرے کوچے کی زمین / وہ ستمگر یہ ستم ایجاد ہے
جان دیکر جانیوالے جائینگے / کوچۂ قاتل عدم آباد ہے
سُننے والا کوئی تو ملجائیگا / دوست دشمن سے تری فریاد ہے
اپنے مُنہ سے آپ کہدین نامراد / یہ مُرادِ عاشقِ ناشاد ہے
غمزدہ ہون میری صورت ہی سوال / خامشی گویا لبِ فریاد ہے
آ تو پہونچے ہین ترے کوچے مین ہم / اور آگے بخت کی اُفتاد ہے
بے نشانون کا نشان مٹتا نہین / مین نہین محفل مین میری یاد ہے
جسکے ملنے کی مُرادین تھین کبھی / یہ وہی تو ثاقب ناشاد ہے

جگر۔ عالیجناب نواب سید بہادر علیخانصاحب بہادر لکھنوی تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

دینے والا کون چپ کی داد ہے / بس مرے فریاد رس فریاد ہے
غم نہین عاشق اگر برباد ہے / خانۂ دل یار سے آباد ہے
بولے وہ چھیڑی جب اپنی سرگذشت / داستان سب تیری ہمکو یاد ہے
کھنچ سکیگی تجھسے کیا تصویر یار / ہاتھ مین رعشہ ترے بہزاد ہے
ہم ستم سہکر جو اُف کرتے نہین / یہ خوشی تیری دلِ ناشاد ہے
جور بھی کرنا نہین آتا اُسے / پھر یہ کیسا وہ ستم ایجاد ہے
کُند خنجر سے مجھے کرتا ہے قتل / کوئی حد اس ظلم کی جلّاد ہے
خود رگِ جان پر ہی نشتر زن جنون / پھر یہان کیا حاجتِ فصّاد ہے
دمبدم اچھی نہین فریاد و آہ / بدمزاج اے مرغِ دل صیّاد ہے

تیشۂ ہجران سے اے شیرین ادا — ریش ازبس آپکا فرہاد ہے
آج اُنسے اور عدو سے چل گئی — حضرتِ دل کو مبارکباد ہے
جان و دل دیکر ہوا جو پائمال — زار ہی وہ خانمان برباد ہے

زیبا جناب حاجی عبدالرحمٰن بن جان محمد صاحب از بمبئی شاگرد جناب تجمل جلالپوری

الفتِ دلبر مین دل ناشاد ہے — ہائے اپنی زندگی برباد ہے
بندگانِ عشق کے شکوے غلط — آپکا صاحب بجا ارشاد ہے
جان بلب ہون قید مین صیاد کی — ہونیوالی ختم کب میعاد ہے
چیتونون پر جسکی دل مائل ہوا — لوگ کہتے ہین کہ وہ جلاد ہے
عہد و پیمانِ وفائے باہمی — آپ کو بھولا تو مجکو یاد ہے
تجھپہ ظالم مرنے والا دوسرا — کون مجھسا عاشقِ ناشاد ہے
ہے تجمل ہند مین جو نامور — میرا اے زیبا وہی اُستاد ہے

شاغل جناب حکیم علی محمد صاحب مصنف نظم دلفروز رئیس بمبئی شاگرد حضرت تائب شاہجہانپوری

راحتِ جانِ یار کی بیداد ہے — مین نہ غمگین ہون نہ دل ناشاد ہے
کیمیائے عشق کہتے ہین اسے — دل ہمارا کشتۂ بیداد ہے
آتے جاتے قبر ٹھکراتے ہین وہ — مرکے بھی مٹی مری برباد ہے
میہمان ہین حسرت و اُمید و یاس — دلمین میرے اک جہان آباد ہے
بھول بیٹھے کشتۂ بیداد کو — خوب اُنھین طرزِ تغافل یاد ہے
کہتے ہین وہ غیر سے عشرت نصیب — آپ کی تقدیر مین بیداد ہے
آتے ہین وہ عید ملنے کے لیے — خوش ہین ہم وقتِ مبارکباد ہے
قتل کرکے کیون خفا ہے اسقدر — منہ پھرائے کس لیے جلاد ہے
مٹکے بھی ہے ناز اُٹھانیکی ہوس — اب بھی دلمین حسرتِ بیداد ہے
تم جو مجھپر ہو جفاؤ نپر تُلے — آسمان بھی مائلِ بیداد ہے
موسمِ گل آرہا ہے دھوم سے — باغ مین شورِ مبارکباد ہے

کس ستم کا وہ ستم ایجاد ہے | مانگتا ہم سے ستم کی داد ہے
اُلفتِ موئے میانِ یار مین | اب سفر سوئے عدم آباد ہے
ہی پسِ مردن بھی لو گردش وہی | خاک کوئے یار مین برباد ہے
حُسن پر مغرور وہ محبوب ہین | کوئی غمگین ہو تو کوئی شاد ہے
اب غزل کہنے لگے تم بھی خلیل | خوب فیض حضرتِ اُستاد ہے

دلگیر۔ جناب علی محمد خانصاحب لکھنوی

دیدنی یہ عشق کی رُوداد ہے | غمزدہ دلسے وہ میرے شاد ہے
دو ہی ہین آفت زدہ حسرت زدہ | ایک مین ہون اک دلِ ناشاد ہے
کیا ہوا بیمارِ اُلفت کو ترے | وہ تڑپنا ہے نہ وہ فریاد ہے
ہے مسرت کی جگہ محفل تری | جائے غم میرا دلِ ناشاد ہے
اُسکے کوچے تک نہ پہونچا آجتک | وہ غبار اپنا ہو جو برباد ہے
ظالم و مظلوم ہے دُنیا مین کون | مین ہون اور چرخِ ستم ایجاد ہے
مجھسے لاغر کی یہ بھاری بیڑیان | کچھ سلیقہ بھی تجھے حداد ہے

رمز۔ جناب سید فاضل حسین صاحب شاگرد حضرت مشتاق لکھنوی

عاشقون پر مائلِ بیداد ہے | تو زمانے مین بڑا جلاد ہے
قتل ہون یہ آرزو جلاد ہے | دلکو شوقِ لذتِ بیداد ہے
سونچتا ہے وہ کہ بدنامی مٹی | مرگِ عاشق سو بہت دلشاد ہے
اب گل و بلبل مین ہو راز و نیاز | ہے کہان گلچین کہان صیاد ہے

زار۔ جناب پنڈت ترچھون ناتھ صاحب دہلوی مقیم شملہ

اسقدر گو ظلم ہے بیداد ہے | دلکو ہر دم پر تمھاری یاد ہے
چشم گریان ہے جگر ہو چاک چاک | مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے
گلشن و گل کا المِ بلبل کو ہو | شکوۂ کنجِ قفس ایذاد ہے
ہو سراپا حسن تو گل پیرہن | چشم نرگس قد ترا شمشاد ہے

بیٹھکر پہلو مین میرا دل لیا
مانتا ہون تو بڑا اُستاد ہے

رنج و غم کو دلمین دون کیونکر جگہ
میہمان اُسمین تمہاری یاد ہے

تو جفا کر یا وفا کر ہر طرح
عاشقِ ناشاد تیرا شاد ہے

شوخ۔ جناب سید فضل حسین صاحب سیالکوٹی از جموں

اے بتو تمسے مری فریاد ہے
کعبۂ دل کیون مرا برباد ہے

شوق۔ جناب سید اشتیاق حسین صاحب نبیرۂ حضرت ظہیر دہلوی و تلمیذ جناب ثاقب بدایونی

کیون مٹا اُسپر دل ناشاد ہے
وہ ستمگر ہے ستم ایجاد ہے

تنگ آیا ہون بتونکے ہاتھ سے
یا خدا فریاد ہے فریاد ہے

پھر گرینگی آشیان پر بجلیان
پھر ہماری تاک مین صیاد ہے

آپ کرتے ہین عبث اتنا ملال
غیر کا دل شاد ہے آباد ہے

شوق کو سمجھے ہوے ہو دلمین کیا
اس سے بچنا یہ بڑا اُستاد ہے

صابر۔ جناب میان محمد عمر صاحب چشتی صابری فدا شاہی سورتی

نوکِ مژگان ستمگر کی خلش
میرے حق مین نشترِ فصّاد ہے

صغیر۔ جناب منشی محمد اصغر حسین خان صاحب گورکھپوری شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

ہر گھڑی بیداد پر بیداد ہے
کہیے ابتو آپکا دل شاد ہے

فتنہ گر چشمِ ستم ایجاد ہے
ایسے مضمون پر ہمارا صاد ہے

پوچھتے ہو لب پہ کیون فریاد ہے
یہ تجاہل بھی تو اک بیداد ہے

میری ناشادی سے وہ بُت شاد ہے
وقتِ آہ و نالہ و فریاد ہے

ضبطِ غم کے واسطے ارشاد ہے
کتنی بدقسمت مری فریاد ہے

ہم ہین ناشاد اور دشمن شاد ہے
یہ غضب کیا او ستم ایجاد ہے

کب رہا ہوگا اسیرِ دامِ زلف
کتنی اس محبوس کی میعاد ہے

دلمین چٹکی لی نگاہِ شوخ سے
مانتا ہون یہ نئی بیداد ہے

باتین کرتے کرتے دلکو چھین لے
ایسی باتونین وہ بُت اُستاد ہے

شوق سے کرتے رہو جور و ستم — دل ہمارا خوگرِ بیداد ہے
دشت و صحرا کی اُڑاتا ہے جو خاک — وہ تمہارا شاغل ناشاد ہے

شرر۔ عالیجناب نواب حاجی سید سُلطان علیخانصاحب بہادر لکھنوی تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

دل کا یہ آگاہ کرنا یاد ہے — دل نہ دینا اُسکو وہ جلاد ہے
وہ ستمگر مائلِ بیداد ہے — دادرس کوئی نہین فریاد ہے
کیا پھنسے دل کی پھر اُسکو قدر ہو — قید سے جو عشق کے آزاد ہے
کون کِسکو قتل کرتا ہے کہ آج — ہر طرف شورِ مبارکباد ہے
مجکو تنہا چھوڑ کر جانا کہین — یادگارِ دل کِسیکی یاد ہے
قابلِ دید اُسکی محفل کا ہے رنگ — شاد ہے کوئی کوئی ناشاد ہے
چھیڑنا اُسکا وہ مجکو وصل مین — کیون مصیبت ہجر کی کچھ یاد ہے
اک ستمگر کے ہے کوچے کی تلاش — راہبر میری مری فریاد ہے
تیری صورت دیکھکر صورت ہے اور — ہوش مین اپنے کہان بہزاد ہے
میری وحشت دیکھکر فصاد کو — ایجنون خود حاجتِ فصاد ہے
چپ مجھے دیکھا تو شوخی سے وہ شوخ — پوچھتا ہے آج کِسکی یاد ہے
جُستجو مین اُسکی بعدِ مرگ بھی — خاک میری کوبکو برباد ہے
پوچھتا ہے باغبان کے ظلم و جور — مہربان مجھپر مرا صیاد ہے
دل کا جانا آجتک بھولا نہین — بیوفائی اُسکی مجکو یاد ہے
آرزوئے وصل شیرین مین شرر — تیشہ ہے اور راب سر فرہاد ہے

شمس۔ جناب سید عزادار حسین صاحب نگینوی از قصبۂ کرتپور ضلع بجنور

ہر گھڑی ہر وقت تیری یاد ہے — چاہنے والا ترا برباد ہے
چھیڑتا ہے وہ مجھے پیشِ رقیب — یہ نئی اُس شوخ کی بیداد ہے
مُنہ چھپا لیتے تھے مجکو دیکھکر — وہ زمانہ بھی تمھین کچھ یاد ہے
روز کرتا ہے نئی مجھپر جفا — واقعی وہ بُت ستم ایجاد ہے

کیا خوشامد دل کے لیتے وقت تھی — آپ کو وہ بھی زمانہ یاد ہے
جس مسیحا پر مری جاتی ہی جان — میرے حق مین بس وہی جلاد ہے
گر پڑا قاصد سے میرا خطِ شوق — عشق کی یہ بھی عجب اُفتاد ہے
ضبط پر کب تک کریگا تو ستم — کوئی حد بھی اے ستم ایجاد ہے

طالب۔ جناب منشی ونایک پرشاد صاحب بنارسی آنتھر وکٹوریہ ناٹک کمپنی بمبئی

ہی جہان الفت وہین بیداد ہے — داد ہے اسکی نہ کچھ فریاد ہے
اے جنون دل بیڑیو نسے شاد ہے — خانۂ زنجیر تک آباد ہے
مے کشی پیرِ مغان سے سیکھئے — یہ بھی اپنے وقت کا اُستاد ہے
خوبرویون نے کیا غارت مجھے — لٹ گیا اے دادگر فریاد ہے
تاک مین دل کی نظر ہے زیرِ زلف — دام کے پیچھے کوئی صیاد ہے
اُن نگاہون سے گرا ہون مثلِ اشک — یا الٰہی کیا بُری اُفتاد ہے
چل رہا ہے چال گردن سے مری — خنجرِ قاتل بڑا جلاد ہے
جان جائے یا رہے ارمان مین — کچھ تو کہئیے آپ۔ کیا ارشاد ہے
جاؤ۔ لیکن پھل نہ پاؤگے کبھی — باغِ دشمن گلشنِ شداد ہے
دل کی وسعت کی حقیقت کیا کہون — چھوٹی سی بستی عظیم آباد ہے
حُسن پابندِ قفس ہوتا نہین — طائرِ رنگ حنا آزاد ہے
ہی جنون کو دشت پیمائی سکون — خارِ صحرا نشترِ فصاد ہے
قبر سے بھی لاش لے نکلا جنون — کسقدر مٹی مری برباد ہے
آگیا دم آگیا یا رُک گیا — آدمی کی بھی کوئی بنیاد ہے
کہتے ہین وہ نعش طالب دیکھکر — ہمسے کیا اقرار تھا کچھ یاد ہے

عادل۔ جناب سلیمان جی لقمان جی سوداگر بندوق از بمبئی

ایک سی کب عشق کی روداد ہی — شاد ہی کوئی کوئی ناشاد ہے
او ستمگر ظلم کی حد بھی کوئی — لب پہ جانِ عاشقِ ناشاد ہے

روز جاتا ہے اُدھر اک قافلہ
سیر کے قابل عدم آباد ہے

نغمۂ بلبل نہین دل تھام لو
بندہ پرور یہ مری فریاد ہے

کہتے ہین وہ گھونٹ کر میرا گلا
اب بھی تجھکو حسرتِ فریاد ہے

ماجرائے دردِ دل سُن لیجئے
یہ بڑی حسرت بھری روداد ہے

جان تک تمسے نہین مجکو عزیز
اسکے آگے اور کیا ارشاد ہے

آگیا کِسکا تصور آج ادھر
دلمین کیون شورِ مبارکباد ہے

آپ نے مجھپر کیے اچھے ستم
قابلِ داد آپکی بیداد ہے

فیصلہ ہو ہی رہیگا کچھ نہ کچھ
ابتو ہم ہین اور وہ جلاد ہے

آپ میرے چارہ گر بنتے تو ہین
دردِ دل کی بھی دوا کچھ یاد ہے

تو نے کیا مجھسے کیے تھے عہد و قول
یاد کر ظالم تجھے کچھ یاد ہے

شاکیِ جور و ستم ہے اک جہان
تجھسے ظالم کونسا دل شاد ہے

ہجر کی شب مین ہو مونس اور کون
ایک مین ہون یا کسیکی یاد ہے

حالِ دل کہتا ہون مین سُن لیجیے
آپ رو دینگے یہ وہ روداد ہے

دل دُکھایا کیا کسی مظلوم کا
کیون بہت خوش وہ ستم ایجاد ہے

کہتے ہین وہ پھوڑ لو تیشے سے سر
یاد اُنکو قصۂ فرہاد ہے

کیا مزہ آتا ہے ادبانیِ جور
پیار کے قابل تری بیداد ہے

قصۂ غم سُنکے وہ بولے صغیر
اور بھی کوئی کہانی یاد ہے

ضبط جناب حاجی سیّد سُلطان احمد صاحب لکھنوی تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

دل جو ہر دم مائلِ فریاد ہے
اِک ستم پیشہ کی اِسکو یاد ہے

دل کو قصدِ شکوۂ بیداد ہے
ضبط میرا مانعِ فریاد ہے

توڑ کر یہ مانعِ فریاد ہے
انتہا کا ظلم اے صیاد ہے

تیری زلفو نمین ہو دل جسکا اسیر
قیدِ دُنیا سے وہی آزاد ہے

لاکھ پابندِ سلاسل ہو مگر
تیرا دیوانہ صنم آزاد ہے

دیکھکر عارض کو مرجھاتے ہین پھول ہٗ — اُسکے قامت سے خجل شمشاد ہے
ایک حالت پر نہین عالم کا رنگ — شاد کوئی ہے کوئی ناشاد ہے
کاٹتا ہے کوہِ غم کو مثل کاہ — میرا نالہ تیشۂ فرہاد ہے
صرصرِ ہجرِ بتان سے اے عزیز — خاک مجھ ناشاد کی برباد ہے

قنبر جناب حکیم عبد علی صاحب احمد آبادی تلمیذ جناب ثاقب بدایونی

ابروِ دلبر کی دلمین یاد ہے — دشمنِ جان خنجر فولاد ہے
میرے دلسے آپ جاتے ہین کہان — آپ کے دم سے یہ گھر آباد ہے
کسکی آمد ہے کہ از راہِ ادب — سرو قد ہر سرو ہے شمشاد ہے
ہوتی ہے صیاد کی ناحق طلب — کب یہ بندہ قید سے آزاد ہے
کھینچ لائیگا تمہین بھی جذب دل — صید سمجھے ہو جسے صیاد ہے
یا الٰہی تو بچائے تو بچون ہٗ — چرخ بھی اب مائلِ بیداد ہے
ضبط اتنا بھی نہ اے دل ہو سکا — کیون شب غم نالہ و فریاد ہے
کیون نہ اے قنبر سخن پُرنور ہو — جبکہ ثاقب سا مرا اُستاد ہے

کمال جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب خلف حضرت جلال لکھنوی

امتحانِ خنجرِ جلاد ہے — سخت جانون کا گلا فولاد ہے
سینہ زیرِ زانوِ جلاد ہے — موت کے لب پر مبارکباد ہے
ہجر مین بھی شاد اک ناشاد ہے — تجھ مین دل ہے دلمین تیری یاد ہے
دیکھے دل اُنکی نگاہون سے گرا — یہ بھی اِک تقدیر کی اُفتاد ہے
ان بُتون کو یہ سکھاتا ہے ادا — آئنہ کافر بڑا اُستاد ہے
دیکھے تسکین اور تڑپاتا ہے وہ — رحم بھی ظالم کا اِک بیداد ہے
جوش زن ہے کیون رگِ جانکا لہو — چھیڑ پر کیا نشترِ فصاد ہے
بے تعلق تھا تو دل پر قید تھی — اب تعلق سے ترے آزاد ہے
میرے چپ رہنے کا شاکی ہے کوئی — میری خاموشی بھی اِک فریاد ہے

اپنا وعدہ سُنکے فرماتے ہین وہ
مُدّتون کی بات کِسکو یاد ہے

کان تک اُسکے پہونچ سکتی نہین
اے دلِ نالان عبث فریاد ہے

لوگ سُنتے ہین کہانی کی طرح
کچھ عجب غم کی مری روداد ہے

عبقری۔ جناب منشی محمد فاضل صاحب تلمیذ جناب مہر بریلوی مرحوم

آنکھ اُسکی کیا ستم ایجاد ہے
فتنہ گر ہے شوخ ہے جلّاد ہے

غم پہ غم اُفتاد پر اُفتاد ہے
ایک آفت مین دلِ ناشاد ہے

دیکھ اے بُلبُل نہ جا گلزار مین
گھات مین بیٹھا ہوا صیّاد ہے

عاشقون پر اسقدر جور و ستم
الاامان فریاد ہے فریاد ہے

کیون پھرا کرتا ہے اُنکے ساتھ ساتھ
کیا رقیبِ روسیہ ہمزاد ہے

کیا قدِ جانان کا ہمسر ہو سکے
یا بگل خود باغ مین شمشاد ہے

بُلبُلو گل مین کہان حُسنِ ملیح
بے نمک شورِ مبارکباد ہے

جان شیرین کی نہ شیرین سی عزیز
مرحبا کیا ہمتِ فرہاد ہے

کیسے کیسے پھول آتے ہین نظر
کیا بہارِ گلشنِ ایجاد ہے

کھینچ لیتا ہی تصور مین شبیہ
دل ہمارا غیرتِ بہزاد ہے

آئیے حضرت سلامت آئیے
کیجئے ارشاد کیا ارشاد ہے

فصلِ گُل آتے ہی سودا ہو گیا
احتیاجِ نشتر اے فصّاد ہے

کیا کہون اے عبقری کیا حال ہی
مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے

عزیز۔ جناب منشی محمد امتیاز علی صاحب امیٹھوی وارد حیدرآباد دکن شاگرد جناب شیفتہ کنتوری

دستِ قاتل بانیِ بیداد ہے
دشمنِ جان خنجرِ فولاد ہے

مجھسے زیبِ خانۂ صیّاد ہے
میرے ہی دم سے قفس آباد ہے

موت پر رکھون مین تہمت کسلیے
جان لینے والا وہ جلّاد ہے

بحرِ عالم مین ہین ہم مثلِ حباب
اپنی ہستی کی یہی بُنیاد ہے

رات دن رہتی ہی یادِ مہوشان
خانۂ دل آجکل آباد ہے

بظاہر غیر ممکن معلوم ہوتی ہی کہ الائس ڈنٹن اِن الوالعزمانہ اخراجات کے ساتھ بسر کر سکتی تھی اسلیے راست بیانی ہمین مجبور کرتی ہی کہ ہم صاف صاف یہ کہدین کہ وہ کسی مسٹر سلوسٹر کیسی کی بیوی تھی جسکا ذکر مختصراً ہو چکا ہی۔

اُس شاندار فٹن پر جسے ہم پارک روڈ کی طرف مُڑتے ہوے دکھا چکے ہین یہی جنٹلمین اور اُسکا وردی پوش ملازم سوار تھا۔ مسٹر سلوسٹر کیسی کی عمر پچیس سال کے قریب ہو گی۔ پستہ قد۔ کینہ صورت سُرخی مائل بال۔ چہرے پر چھائیان۔ بیحد مکار اور انتہا درجے کا فیلسوف۔ اُسے شرافت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ ہر انداز سے ایک نودولت فضول خرچ عیاش اور آوارہ آدمی پایا جاتا تھا۔ اُسکا لباس عام وضع کے خلاف تھا۔ اوچھا اوچھا کوٹ۔ نئی قطع کی واسکٹ عجیب انداز کی شرٹ۔ اور سیدھے پائنچون کا پتلون۔ جابجا مرصع زیور بھی زیب تن تھے۔ داہنی آنکھ پر کوئزنگ گلاس عہ لگا ہوا تھا اور مُنہ مین سگار۔ حالانکہ تماکو کے استعمال سے اُسکے پیٹ مین نفخ پیدا ہوجاتا تھا۔

اُسکا ملازم اُن بلاے بے درمان۔ مکار صورت۔ پستہ قد۔ گھنائی ہوئی ٹانگون کے لوگون مین تھا جو شہر کے مغربی حصہ (ویسٹ اینڈ) کے اصطبلون۔ قمارخانون۔ اور گھوڑدوڑ مین گھومتے پھرتے دکھائی دیتے ہین۔ فی الواقعی مسٹر سلوسٹر کیسی کا یہ خیال تھا کہ ایسے رئیس کو جسنے نئی نئی گاڑی جوڑی رکھی ہو ایک دیدار ملازم کی بہت ضرورت ہے۔ اسلیے سائیس کی وردی بہت زرق برق تھی۔ اور فیتہ بھی لگا ہوا تھا۔ گویا اسکا پورا التزام کیا گیا تھا کہ نوکر کے ٹھاٹھ اپنے مالک سے کسیطرح کم نہون۔ حتیٰ کہ جب آقا کے مُنہ مین سگار ہوتا تو ملازم اپنے ہونٹوں مین پھول دبائے رہتا گاڑی کا تمام سامان نیا تھا اور جیسے ہی مسٹر سلوسٹر کیسی نے ریشمی راس کو جنبش دیکے کوڑا چمکایا اور گاڑی پارک روڈ مین مُڑی۔ تمام سامان نے بزبان حال سے پکار اُٹھا "ہم سر سے پاؤن تک نئے ہین لوگ ہم نودولتونکی طرف دیکھین"۔

اسی شان و شوکت سے سلوسٹر کیسی کی گاڑی اُس مکان کے دروازے تک پہونچی جسمین خوبصورت الائس ڈنٹن رہتی تھی۔ ایک جماعت نصف درجن چھوٹے چھوٹے لڑکون۔ دو فقیرون۔ اور ایک نان بائی کے نوکر کی فوراً آسمٹ آئی۔ سلوسٹر نے تیز طبع نودولتون کیطرح راس اپنے نوکر کیطرف پھینکدی اور گاڑی سے اسطرح تیزی کے ساتھ اُترا گویا وہ اُسکے تمام سامان کے استعمال سے بخوبی واقف تھا۔ ساتھ ہی لوہے کے پائدان کی تیز نوک کی سخت ٹھوکر کھائی جسکے صدمے سے

عہ ایک قسم کا چشمہ جو کمانی کے ذریعے سے داہنی آنکھ پر لگایا جاتا ہی۔ اسکے وسط مین ایک نہایت باریک سوراخ ہوتا ہی اور عموماً جوان لیڈیون کو گھورنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہی۔

ہم اسیرون کی رہائی ہوچکی
وصل ہوتا ہی نتیجہ ہجر کا
سن سکیگا کیا کوئی بیدرد اسے
اب چمن سے لیچل اے فصلِ بہار
جسکا پہلو رکھتے سکتے آباد تم
کب دیا تھا ہمکو ہین بھولے ہوے
بزم عشرت ہی مرے ماتم کی بزم
کھینچی ہے شاید شبیہِ عکسِ یار
چھوڑ آیا کوچۂ جلاّد مین
دل مین رہکر جان ہی لیلی کمال

اب قفس خود صورتِ صیاد ہے
ہی وہین شیرین جہان فرہاد ہے
درد سے لپٹی مری فریاد ہے
باغبان دشمن عدو صیاد ہے
آج اُسکی خاک بھی برباد ہے
دل کا لینا آپ کو کچھ یاد ہے
غیر کا نالہ مبارکباد ہے
دل ترا اُلٹا ہوا بھڑا دہے
دل ہمارا بھی بڑا جلاّد ہے
اُسکے ناوک کا نکلنا یاد ہے

پرچہ پہونچتے ہی ۱۵ ارنومبر سنہ ۱۹ء تک دونون طرحین	(آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچتاؤ بھی) پچتاؤ وغیرہ قافیہ (جھجکتے ہو کیون دلمین آتے ہوے) آتے وغیرہ قافیہ (ایک نکلی ایک حسرت اور ہے) حسرت وغیرہ قافیہ

ریویو

گلدستۂ ہارمونیم۔ ہارمونیم اور اُسکے دلکش نغمون نے ہندوستانی طبائع پر جو قدرتی فتح پائی ہی اور جسقدر عام گرویدگی اسطرف بڑھتی جاتی ہی اُسکا تقاضا یہی ہی کہ یہ فن باقاعدہ حاصل کیاجائے۔ اگرچہ گزشتہ پانچ چار سال مین اس فن کی کئی رسالے شائع ہوئے لیکن مذکورۂ بالا رسالہ اُن سب سے عمدہ اور نقش ثانی ہی یہ رسالہ مکمل ہی اور عام فہم۔ جہانتک خیال کیاجاسکتا ہی یہ آخر جینی کی یہ نئی تصنیف اُن تمام ضرورتونکو آسانی سی پورا کرسکتی ہی جو دیسی شائقین کو ہارمونیم سیکھنے کیلیے لاحق ہوا کرتی ہین مصنف کا دعویٰ کہ یہ کتاب بلاامداد اُستاد ہارمونیم سکھا سکتی ہی ضرور صحیح ہی کیونکہ اس رسالے مین اس فن کی پوری تصریح کردیگئی ہی۔

گلدستۂ فوٹوگرافی۔ فوٹوگرافی بھی عمدہ فن ہی اور ہر دل عزیز۔ فی زمانتا فوٹوگراف کے ذریعہ سے جسقدر آسانی کرساتھ عمدہ تصویر تیار ہوسکتی ہی کسی دوسرے آلے یا ہاتھ سے ناممکن ہی۔ عام ضرورت کے دیکھتے یہ رسالہ بھی لاجواب ہی اور بلاامداد اُستاد ہر مبتدی کو منتہی بنا سکتا ہی۔ اسکے مصنف بھی وہی ہین جو گلدستۂ ہارمونیم کے۔ اور دونون کتابین (دی این۔ ڈبلیو۔ پی ٹریڈنگ کمپنی لیمیٹڈ شہر میرٹھ سے دستیاب ہوسکتی ہین)

ایڈیٹر

اطلاع۔ جو غزلین دیر مین وصول ہوئین وہ آیندہ نمبر مین شائع ہونگی۔ ایڈیٹر

اور فیاضی کے ساتھ کر سکتے ہو۔"

سلوسٹر:- ہاں بخدا۔ اگر یہ چیزین بالکل خراب نہین ہین تو تمہارے پاس قریب قریب تمام ضروری سامان خود ہی موجود ہے۔ ان کمرون کیطرف دیکھو جو شاہزادون کے محل کیطرح سجے ہوئے ہین۔"

الائس۔ (منہ لٹکا کے) "مین اپنی ہمسایہ لیڈیون کیطرح اپنا ذاتی سامان رکھنا چاہتی ہون۔"

سلوسٹر:- او بیوقوف! اپنا ذاتی سامان! پہلے یہی خیال کرو کہ موجودہ سامان کے منتقل کرنے مین کیا کچھ صرف ہوگا۔ اسکے علاوہ تم چاہتی ہو کہ مین نیا سامان بھی مہیا کر دون۔"

الائس:- خیر دور کرو! اب ہم کچھ نہ کہینگے (دم دلاسے سے) مین خیال کرتی ہون کہ تم حسب وعدہ میرے لیے سونیکی گھڑی ضرور لائے ہوگے۔"

سلوسٹر:- نہین۔ بخدا مجھے خیال نہین رہا۔ واقعی امر یہ ہے کہ مجھے کوئی مجید گھڑی دستیاب نہین ہوئی۔ خلاف شان کل شام کو مین تمام مہاجنونکے یہان تلاش کرتا رہا۔ نہین نہین! جوہریون کی دوکانون پر۔"

الائس:- اوہ! مجھے یقین ہے کہ جو تمنے پہلے کہا وہی تمہارا منشاء تھا سلوسٹر! بڑی شرم کی بات! تمنے اپنی گاڑی جوڑی کیا درست کر لی۔ گویا مجھپر احسان کیا۔"

سلوسٹر۔ (طنز سے) "احسان! بھلا مین تمہارے ساتھ کیا احسان کر سکتا ہون۔ تعجب کی بات ہے کہ تم یہان رہکے کم از کم پانچ گنی ہفتہ وار صرف کرتی ہو۔"

الائس:- جسکا نصف مین اپنے ذاتی پیشے سے کماتی ہون۔"

سلوسٹر:- ایک نہایت ہی عمدہ پیشہ جسے تم بخوبی کر سکتی ہو۔"

الائس۔ (ٹھنک کے) "لیکن اُسوقت تمنے مجھسے کیا اقرار کیا تھا؟ اُسیوقت! کچھ یاد ہے جبوقت ہمارے تمہارے تعلق کا آغاز ہوا کہ "مین تمہین اس شہسواری کے پیشے سے بالکل نجات دلا دونگا۔"

سلوسٹر:- یہ ایک گناہ ہوگا۔ کیونکہ سرکس مین تمہین ہر شخص تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔"

الائس:- لیکن مین اسے بالکل نہین پسند کرتی۔"

سلوسٹر:- تمہین ضرور پسند کرنا چاہیے۔ یہ تمہین فربہی سے بچاتا ہے اور تمہین فربہ ہونیکی خواہش بھی نہین۔"

الائس:- پھر مجھے ایک گھوڑا کیون نہین لے دیتے؟ اس سے تمہاری فیاضی مین چار چاند لگ جائینگے۔"

سلوسٹر:- اچھا اچھا۔ دیکھا جائیگا۔ بالفعل تم گھڑی اور گھوڑے کے بارے مین خاموش ہو رہو۔ مین جن سے زیادہ سخت ہون۔ آج تمہین بمشکل دو گنی دے سکتا ہون۔"

الائس۔ (ظاہر مین خوش مزاجی اور باطن مین نفرت سے) اگر ناگوار نہو تو اڑھائی گنی۔"

اُسکے چہرے پر خون چھلک آیا اور آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے۔ ایسی زبردست اذیت پڑا سنے اپنے چہرے کو اُسیطرح بحال رکھا گویا کوئی صدمہ ہی نہین پہونچا۔ یہانتک کہ ارد گرد کے چھوٹے چھوٹے لڑکے کھلکھلا کے ہنس پڑے اور سائیس کے چہرے پر بھی مکارانہ تبسم کے نشان ظاہر ہوگئے جو فوراً جاتے رہے۔ سلوسٹر نے سائیس سے کہا ــ"

سلوسٹر۔" ٹام! تم آدھے گھنٹے تک گھوڑی ٹہلاؤ! اور مین بتاتا ہون کہ تمہین کیا کرنا چاہیے۔ تم گھوڑے ٹہلاتے ہوے۔ اُسکا کیا نام۔ وہ سامنے۔ وہانتک چلے جاؤ اور اُس سے کہدو کہ وہ مشکی گھوڑی زیادہ عرصے تک میرے لیے نہ روکے رہے۔ اب میرا ارادہ اُسکی خریداری کا نہین ہی۔ ٹام! تم دوسری جگہ تلاش کرو! غالباً تم میرا منشا سمجھ گئے ہوگے۔ تم وہ مقام جانتے ہو۔ جاؤ اور دیکھو کہ وہ بھورا ٹٹو ابھی تک فروخت ہونیکے لیے موجود ہی۔ اگر ایسا ہو تو جینکنس سے کہدینا کہ اُسے زین لگا کر آدھ گھنٹے مین یہان لے آئے اور مین اُسکا امتحان کرلون۔"

یہ سب پتے صرف اشارے کے طور پر بتائے گئے اور ملازم اپنے آقا کے ہر تیسرے لفظ پر اُسکی ٹوپی چھوکے "جی ہان" کہتا گیا جس سے ارد گرد کی چھوٹی سی جماعت اور اُن لوگون پر جو اپنے مکان کی کھڑکی سے جھانک رہے تھے بہت بڑا اثر پڑا۔ علاوہ برین یہ کارروائی مس ڈنٹن پر بھی عمدہ اثر ڈالنے کے لیے کیگئی تھی کیونکہ یہ پہلا ہی دن تھا کہ سلوسٹر نے اپنی نئی گاڑی نکالی تھی اور الائس نے اُسے اُسپر سوار دیکھا تھا۔

سلوسٹر مکان مین داخل ہوا اور سیڑھیون پر چڑھتا ہوا مس ڈنٹن کی نشستگاہ مین پہونچکر کوچ پر بیٹھ گیا۔ ایک ہاتھ مین ٹوپی اُتار لی اور دوسرے ہاتھ کی انگلیان اپنے سیدھے۔ سخت سرخی مائل بالون مین دوڑا کے کہنے لگا ــ"

سلوسٹر۔" کیون الائس! اُسکے لیے تمہارا کیا خیال ہی؟ کیا وہ بات ہوگی؟ وہی بات۔ کیا ایسا نہین ہی؟ کیا مین جلدی کرتا ہون؟ کیا یہ عمدہ حکمت نہین ہی؟ اور یہ گھوڑے یہ نفیس بازو سامان؟"

الائس۔" کیون نہین! یہ بہت ہی نفیس گاڑی ہی۔ مین خیال کرتی ہون کہ تمہارا منشاء کل اس گاڑی پر مجھے ساتھ لے چلنے کا ہی۔ تمنے اکثر وعدہ کیا ہی کہ ہم رچمنڈ چلین گے اور اسٹار اور گارٹر مین پہونچکے کھانا کھائین گے۔"

سلوسٹر۔" وہی کھانا جسکا ہر نوالہ سونیکے برابر قیمتی ہوتا ہی۔ الائس! تم جانتی ہو کہ مجھے اسکی پروا نہین۔ مین صرف یہی خیال کرتا ہون کہ اگر ہم لوگ گرینوچ چلین تو وہان عمدہ چاملیگی۔"

الائس۔ (حقارت آمیز لہجے مین) "ایک لقمہ ڈونپس کا۔ سلوسٹر! لاحول۔ اگر تم ایسی شاندار گاڑی جوڑی کا صرف اُٹھا سکتے ہو تو یقیناً میری دعوت کا سامان اس سے بھی زیادہ اولوالعزمی

موجود ہو۔ وہ دولت کا خواہشمند نہین بلکہ رشتہ داری کا۔ الائس! مین نے تمسے پوست کندہ حالات بیان کر دیے۔ اور تم بخوبی سمجھ گئین۔ لیکن یہ باتین کسی دوسرے سے نہ کہنا"

مس ڈنٹن۔ (بے پروائی سے) نہین! مین کسی ایسے شخص سے شناسائی ہی نہین رکھتی جسے تمھارے اور لارڈ ٹرنیتھم کے خاندان سے کچھ تعلق ہو۔ لیکن کیا لینس لاٹ آسبورن تمھاری بہن سے محبت کرتا ہو؟"

سلوسٹر "محبت! اس حالت مین دونون محبت کرتے ہین۔ لیکن حقیقت حال یہ ہو کہ لینس لاٹ اور سلینا نے ایک دوسرے کو بہت کم دیکھا ہے۔ رفتہ رفتہ۔ (دفعتہً چونک کے اور گھڑی نکال کے) ہان! قریب یہی وقت ہو"

الائس "کیسا وقت؟"

سلوسٹر "یعنے تین اور چار بجے کے درمیان سلینا ٹرنیتھم ہاؤس مین لارڈ اور لیڈی ٹرنیتھم کے سامنے پیش ہوگی"

الائس۔ (تعجب سے) کیا تمھاری بہن کے بغیر اطلاع یہانتک نوبت پہونچگئی کہ وہ اپنے نامزد شوہر کے والدین سے واقفیت حاصل کرنے کیلیے جانیوالی ہو۔ یہ ایک نہایت ہی تعجب کی بات ہے جو مین نے اپنی زندگی مین کبھی نہین سُنی"

سلوسٹر۔ (طرّاری سے) لیکن فیشن ایبل زندگی مین! محبت پر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا۔ لینس لاٹ آسبورن پورے طور پر خوبصورت نوجوان ہو۔ اگرچہ اُسمین اسقدر نمایش پسندی نہین جسقدر کہ مجھ مین۔ اور اسیوجہ سے اُسنے اپنے ہمچشمون مین کوئی نمایان ترقی نہین کی"

الائس۔ (قہقہہ لگا کے) "بیشک! تم بڑے ترقی یافتہ ہو"

سلوسٹر "مین تمھارے قہقہہ لگانے کا مطلب نہین سمجھا۔ کیا یہ مذاق کی بات ہے؟ جو کچھ مین کہتا ہون واقعی یہی ہو"

الائس "فی الحقیقت تمھارا خیال سنجیدہ ہو۔ صرف اُسوقت تمھاری قطع ایسی ہوگئی تھی کہ مین ہنسی روک نہ سکی۔ خیر اب آگے کہو! تم کہہ رہے تھے کہ اُسیوقت تمھاری بہن لارڈ اور لیڈی ٹرنیتھم کے سامنے پیش ہونیوالی ہو"

سلوسٹر "ہان گورنر نے یہی انتظام کیا ہو"

الائس "مین خیال کرتی ہون کہ گورنر سے تمھارے والد مراد ہین۔ ؟"

سلوسٹر "تمنے کیونکر قیاس کرلیا کہ اُنھین سے مراد ہو۔ مین ہمیشہ اُنھین گورنر نہین کہتا۔ اس زمانہ مین یہ مہذب لفظ ہو اور اسی لیے مین نے بھی استعمال کیا۔ گورنر لارڈ ٹرنیتھم کو بخوبی جانتے ہین۔ دونون سے روپیہ کے بارے مین باہمی تعلقات ہین۔ لیکن لارڈ ٹرنیتھم کو میرے خانگی حالات کی بالکل اطلاع نہین حتیٰ کہ اسوقت تک وہ مجھے اور میری مان کو بھی نہین جانتے۔

سلوسٹر:۔ اوہ! اڑھائی گنی؟ اتنی سی بات۔ خیر ایسا ہی ہوگا میں کہتا تھا کہ تمھیں نہیں معلوم کہ اس گاڑی جوڑی کو میں نے گورنر سے کسقدر سختی اور دقت اٹھاکے حاصل کیا ہے؟"

الائس:۔ "تاہم تمہارے والد دولتمند ہیں"

سلوسٹر:۔ ہاں! بیشک دولتمند ہیں۔ مگر اُنکی دولت تک دسترس کسے۔ الائس! یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات میں تمھیں اسقدر فیاض نہیں ثابت ہوتا جسقدر کہ مجھے خود خواہش ہے۔ مگر حیف جو امر مجھے لازم تھا کہ تمسے پیشتر کہتا رفتہ رفتہ اُس تک پہونچا جاتا ہوں۔ جملہ معاملات طے ہوگئے"

الائس۔ (بے پروائی سے) "کیسے معاملات؟"

سلوسٹر:۔ وہی خفیف معاملہ جو کسی روز میں نے تمسے اشارتاً کہدیا تھا حقیقت یہ ہے کہ اس معاملے سے میرے تمہارے مابین کسی قسم کا فرق نہیں آئیگا۔ حتیٰ کہ کسی نہ کسی بہانے سے میں تمھیں دیکھنے آیا کرونگا اور تمہارا مقررہ خرچ تمھیں دیتا رہونگا مگر یہ مناسب نہیں کہ ہم تم عام طور سے ایک ساتھ گھومتے پھریں"

الائس:۔ ان باتوں سے تمہارا کیا مطلب ہے؟"

سلوسٹر:۔ اوہ! تمھیں بخوبی معلوم ہے۔ وہ معاملہ بہت قریب آرہا ہے۔ الائس! میں اُس سے مغرور نہیں ہوجاؤنگا جیسا کہ تمہارا خیال ہے۔ بلکہ یہ بہت اچھا موقع ہے کہ تمہارے نام کے ساتھ آنریبل لگایاجائے لیکن میری ناچیز راے میں "سلوسٹر

اُلیسی اسکوئر" میں بعینہ وہی عزت ہے جو "آنریبل لینس لاٹ آسبورن" میں"

الائس:۔ اخاہ! اب میں سمجھی۔ تمنے اس خطبے میں اپنی بہن کی شادی قرار پانے کا کچھ ذکر کیا تھا۔ لیکن سلوسٹر! خدارا اس لائے۔ اس قسم کی باتیں ایک کے منہ سے نکلتی ہیں دوسرے کے کان میں داخل ہوتی ہیں۔ گویا تمنے کمان سے تیر چھوڑدیا"

سلوسٹر۔ (غصے سے چہرہ سُرخ ہوگیا) "اب ایسی بات نہ کہنا۔ ورنہ مجھے صدمہ ہوگا"

الائس:۔ خیر! یہ شادی کب تک ہوگی؟"

سلوسٹر:۔ "چند روز میں۔ آج صبح کو قرار پاگئی۔ میرے والد اور لینس لاٹ سے آخری ملاقات ہوچکی"

الائس:۔ میں خیال کرتی ہوں کہ تمہاری بہن نے لینس لاٹ سے پورے طور پر اطمینان کرلیا ہے اور اب تمہارے والد کے پاس آخری فیصلے کے لیے بھیجا ہے؟"

سلوسٹر:۔ اس کام کا بندوبست اسطرح نہیں ہوا ہے جو تمہارا خیال ہے۔ پیاری الائس! دیکھو! ٹرینتھم کا خاندان بالکل میرے والد کے قبضے میں آگیا۔ گورنر تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائداد ہروقت بیچ سکتا ہے۔ لینس لاٹ نے ورثا کے اخراج کی ایک دستاویز لکھدی ہے اسلیے گورنر ٹرینتھم کے خاندان کو ہروقت فقیر بنادینے کی قدرت رکھتا ہے۔ لیکن اُسکا مقصد حصول دولت نہیں۔ اُسکے پاس خود ہی بے انتہا سرمایہ

سلوسٹر "کیا نہین آئینگی؟" سُبحان اللہ! تم صاف صاف کیون نہین کہتین کہ وہ چار آدمیون مین آتے ہوے ایسے جھیپتی ہین کہ ہر شخص جانتا ہے اُنکے تین چار سال کی لڑکی موجود ہی"

الائس "افسوس وہ لڑکی۔ (قریب تھا کہ الائس لڑکی کی نسبت کچھ کہے لیکن فوراً رُک گئی۔ اور کہا) اس سے کیا فائدہ۔ جو کچھ مین کہونگی تمہین یقین نہین آئیگا"

سلوسٹر "کیون یقین کیون نہین آئیگا یہی نا کہ تمہاری گوئیان اموجن کی شادی خفیہ طور پر ہوگئی۔ یا بیوہ ہین۔ یا اس سے بھی زیادہ کوئی یقین دلانیوالی بات ہے کہ اُنکے اطوار مشکوک نہین؟ (اسکے بعد مُنہ چڑا کر ہنسا)۔

الائس۔ (کسیقدر جلدی سے) "ان باتون سے کیا فائدہ۔ ہمین دوسرا مضمون چھیڑنا چاہئیے۔ (خوشمزاجی سے) کل تم مجھے اپنے ساتھ لیچلوگے۔ یا نہین؟" مجھے کوئی خاص ضرورت نہین ہی۔ صرف احتیاطاً پوچھتی ہون۔ کیونکہ اگر تم اتفاقاً نہ آسکے تو مسٹر بلنڈل موجود ہین"

سلوسٹر "کیا وہی نٹ؟"

الائس "ہان وہی نٹ۔ نٹ کے تماشے مین کوئی مضائقہ نہین ہی۔ کوئی شک نہین کہ وہ بہت خوبصورت جوان ہی۔ تمام لیڈیان اُسے تعجب کی نگاہ سے دیکھتی ہین خصوصاً جب وہ دُھر کی سیڑھی پر پہونچکے ایک بڑے گرے پر اپنا بدن سادھتا ہی جو ایک ڈھالو تختے پر رکھدیا جاتا ہی"

سلوسٹر۔ (رشک سے) "ہان ہان۔ تمہارے مسٹر بلنڈل کا کیا کہنا"

الائس "کل اُسنے صرف اتنا کہا کہ گرینوچ اور بلیکوال مین وہائٹ بیٹ کی دعوت شروع ہوگئی ہی اور دونون مقامون سے ایک مقام پر مجھے اپنے ساتھ لے چلنے کی درخواست کی تھی"

سلوسٹر "لیکن ابھی تک مین نے اسٹار اور گارٹر چلنے کیلیے قطعی انکار نہین کیا ہی۔ اور اب مین اُسکے متعلق خیال کرتا ہون کہ یہ سیر مجھے زیادہ پسند آئیگی۔ یہ امر بالکل یقینی نہین کہ وہان اتوار کے روز ٹرنیتھم کے خاندان کا کوئی شخص ہمین ضرور ملجائیگا۔ بس الائس! مین تمہین ساتھ لیچلونگا مطمئن رہو اور کسی دوسرے کے ساتھ جانے کا خیال نکرو۔ مجھے مسٹر بلنڈل نٹ سے کوئی رشک نہین کیونکہ یہ خیال مضحکہ ہے۔ اور اب کل تک کے لیے سلام"

مسٹر سلوسٹر کیسی روانہ ہوا اور جیسے ہی اُسنے اپنی گاڑی پارک روڈ کی موڑ سے تیز نکالنے کی کوشش کی یا اُن لوگونمین جو اُسکے اردگرد جمع تھے اس فن مین اپنی مہارت کا ثبوت دینا چاہا۔ اُسکی گاڑی نے ایک لالٹین کے ستون سے ایسی زبردست ٹھوکر کھائی کہ تعجب ہوتا ہی گاڑی اُلٹ کیون نہین گئی۔ راہگیر ہنسنے لگے اور مسٹر کیسی کی عزت لئے تھوڑی دیر نہایت

البتہ آج اُنھین میری بہن سے روشناسی حاصل ہوجائیگی۔ میری بہن تمہارے تمھاری تقریب شادی مین بلائی گئی ہو۔ کوئی رسم نہین ادا ہوگا۔"

الائس:۔ "کیا تمہاری بہن یہ کارروائی پسند کرتی ہے؟"

سلوسٹر:۔ "ہان پسند کرتی ہو۔ مین سچ کہتا ہون کہ سلینا بڑی بیوقوف ہے۔ وہ اپنے فوائد جیسا کہ چاہیے نہین سمجھتی۔ الائس! مین تمسے صاف صاف کہتا ہون کہ سلینا کیلیے یہ نہایت ہی نازک وقت ہو۔ آنریبل مسٹر آسبورن کو ابھی اور لیڈی مریم کو اسکے بعد۔"

الائس:۔ "لیکن اگر تمہاری بہن مسٹر آسبورن سے محبت نہین کرتی تو اُسی بہت کچھ پس وپیش ہوگا۔"

سلوسٹر:۔ "اوہ! محبت کی بحث چھیڑکے باربار مجھے پریشان نکرو۔ یہ باتین قصون اور تماشون کیلیے موزون ہین۔ یہان اسیقدر کافی ہو کہ لینسلاٹ بہت خوبصورت نوجوان ہو۔ اور اگرچہ مجھے بھائی ہوکے ایسی بات زبان سے نہ نکالنا چاہیے۔ لیکن سلینا بھی پریزاد لڑکی ہو۔ اسلیے کوئی شک نہین کہ جب شادی ہوجائیگی تو دونون ایک جان دو قالب ہوجائین گے۔"

الائس:۔ "تمہاری بہن ایسی حسین لیڈی ہو؟" (ذرا توقف کرکے اور سلوسٹر پر مکارانہ نظر ڈالکے) "کیا اُسکا کوئی انداز تمسے مشابہ ہو؟"

سلوسٹر:۔ "ہان!" (کوچ سے اُٹھکے سامنے کے آئینے کیطرف بڑھکے۔ اور اپنی دھیمے دار انگلیان اپنے سخت اور سُرخ بالون مین دوڑاتے ہوے) "یہ مین نہین کہہ سکتا کہ اُسنے بالکل میری صورت پائی ہو لیکن کچھ کچھ خاندانی مشابہت ضرور ہے۔ اگرچہ اُسکے بال میری طرح گھنے نہین۔ اور گندم رنگ بھی نہین۔ اُسکے رنگ روپ مین یہ بات نہین پائی جاتی۔ الائس! تم اِسے کیا کہوگی؟ تمازت آفتاب جو مردون پر زیادہ اثر کرتی ہو اُنکا رنگ گندم گون کردیتی ہو۔ مگر عورتون کیلیے یہ بات کسیقدر قابل اعتراض ہو۔ البتہ اُسکی آنکھین بعینہٖ میری آنکھین ہین۔"

الائس۔ (دبی زبان سے) "سبزی مائل۔"

سلوسٹر۔ (چونککے) "کیا کہا؟"

الائس۔ (صفائی سے) "کچھ نہین۔ ہان ہان آگے کہو! تم اپنی بہن کا حلیہ بیان کررہے تھے۔"

سلوسٹر۔ (اس خیال سے ہوشیار ہوکے کہ الائس اُسے چٹکیون مین اُڑا رہی ہو) "الائس! مین رفتہ رفتہ اپنی بہن کے بارے مین سب کچھ کہہ چکا (گفتگو کا رُخ بدلکے خوشمزاجی سے) تم ابھی بعض مقامات کی سیر کیلیے کل میرے ساتھ چلنے کا ذکر کررہی تھین۔ تمنے اُن مقامات کے نام بھی اسٹار اور گارٹر (واقع رچمنڈ) لیے تھے۔ اب تم کیا کہتی ہو۔ میرا ارادہ ہو کہ تمہاری دوست میڈم ماسل اموجن کو بھی اس سیر کی دعوت دون؟"

الائس:۔ "وہ نہین آئینگی۔"

(کل فرمایشین صاف اور صحیح خط مین بنام منیجر خدنگ نظر لکھنؤ آنا چاہئین)

بک ایجنسی خدنگ نظر لکھنؤ

از جہان دو چیز مرا پسند آمد ”سخن دلپسذیر و دل سخن پذیر“ (بہروز باقلی) اگر آپ بھی یہی مذاق طبیعت رکھتے ہین تو ذیل کی کتابین ضرور دیکھیے۔ تعمیل فرمائش بذریعۂ ویلیوپے ایبل پیکٹ ہوگی محصولڈاک و منی آرڈر فیس ذمہ خرید[ار]

(نو تصنیف دلکش ناول)

- عزیز مصر (ابو العلا ناطق) ۱۲ر
- عروج و زوال (ایڈیٹر خدنگ نظر) ۱۴ر
- ریسلاس۔ (ابو العلا ناطق) ۳ر
- خون عاشق 〃 ۵ر
- مقدس نازنین (مولینا شرر لکھنوی) ۸ر عہ
- فردوس برین 〃 عہ
- حسن بن صباح 〃 ۶ر
- ایّام عرب 〃 ۴ر عہ
- فلورا فلورنڈا 〃 ۸ر عہ
- ملکۂ زنوبیہ 〃 ۳ر
- طلسمی فانوس (ایڈیٹر اودھ پنچ) ۸ر عا
- میٹھی چھری 〃 ۱۲ر
- کورا۔ (حکیم محمد علیخان طبیب ہردوئی) ۴ر عا
- کیفر کردار (مرزا عبد اللہ حسرتی) ۸ر عہ
- دربار اودھ۔ (ایڈیٹر پٹیالہ اخبار) ۸ر عا
- اسلم و حبیبہ (سید عاشق حسین) ۱۰ر
- ہر دل عزیز۔ (مصنفۂ شرر بلگرامی) ۹ر
- ناخوانده مہمان (ترجمۂ انگریزی) ۸ر عہ
- مریم۔ (وحشی دہلوی) عہ
- تاثیر۔ (سید عاشق حسین) ۸ر
- ہیرے کی کنی (آغا شاعر دہلوی) ۱۰ر
- انجام حسرت (سید عاشق حسین) ۳ر

- ترچھی نظر۔ (ایس۔ اے۔ بی بخشی۔) ۸ر عا
- امراؤ جان ادا۔ (مرزا رسوا) ۸ر عہ
- لال کپتان (انگریزی ناول کا ترجمہ) ۸ر
- جراحت دل۔ سروالٹر اسکاٹ ایضاً عہ
- (مشہور مصنفونکے اچھوتے ناول)
- فسانۂ آزاد (پنڈت رتن ناتھ سرشار) ہے
- کامنی 〃 ۸ر عا
- سیر کوہسار 〃 صہ
- خدائی فوجدار۔ 〃 عا
- ہُشو 〃 ۸ر
- کرم دھم 〃 ۹
- پی کہان 〃 ۶ر
- بچھڑی دولہن۔ 〃 ۱۰ر
- ملک العزیز ورجنا (مولینا شرر) ۴ر عہ
- حسن انجلینا 〃 ۴ر عہ
- منصور موہنا۔ 〃 ۴ر عہ
- درگیش نندنی (ایک بنگالی ناول کا ترجمہ) عہ
- دلکش 〃 ہر دو حصہ ۱۴ر
- دلچسپ 〃 ہر دو حصہ ۱۴ر
- یوسف و نجمہ 〃 حصہ اول ۹ر
- بدر النسا کی مصیبت 〃 ۴ر
- عبرت (حکیم محمد علیخان طبیب) ہے
- جعفر و عباسہ 〃 ۹ر عہ

- اختر و حسینہ 〃 عا
- نیل کا سانپ 〃 عہ
- کایا پلٹ (ایڈیٹر اودھ پنچ) ۸
- روہنی۔ (منشی جوالا پرشاد سب جج) ترجمہ
- مار آستین۔ ترجمۂ ایضاً
- راز و نیاز (مترجمۂ سید عاشق حسین)
- تارا (مترجمۂ ایضاً) کامل
- نشیب و فراز (مصنفۂ ایضاً)
- شادی و غم 〃 عہ
- مظفر و راما بائی۔ ۲
- مشتاق و زہرہ 〃 عہ
- وینس کا سوداگر مترجمۂ ایضاً
- فریب وفا مترجمۂ ایضاً
- سلطان نازک ادا 〃 ۶
- تسخیر 〃 ۸
- نرالی ادا۔ 〃 ۱۰
- حرم سرا (مترجمۂ حضرت یاس) کامل ہے
- نظارہ (مترجمۂ ایضاً) ہے
- مہر جبیا (قاضی عزیز الدین احمد ڈپٹی کلکٹر)
- کنیز فاطمہ 〃 ۴
- ثمرۂ دیانت 〃 ۶ر
- شماتت ہمسایہ 〃 عہ
- آداب فرنگ 〃 ار

(تمام مشہور کت[ب] ... [illegible]

خفت برداشت کی یہانتک کہ اُسکے کامل غرور
نے اُسے بالکل زائل کردیا۔

سلوسٹر کی روانگی سے تھوڑی ہی دیر بعد
الائس نے اپنی ٹوپی پہنی۔ دوپٹہ اوڑھا اور اپنی
ہمجولی اموجن ہارٹ لینڈ سے دوبارہ ملنے کے
لیے روانہ ہوئی۔ مکانپر پہونچکے اُسنے "اسٹار
آف سرکس" کو اپنی اُسی چھوٹی سی نشستگاہ مین
متفکر بیٹھے ہوے پایا۔ وہ لڑکی بھی معمولی طور سے
کھلونے کھیل رہی تھی۔ الائس کے داخل ہونے
پر اموجن نے اُسے مضطربانہ نظر سے دیکھا
کیونکہ اسوقت وہ اپنے خاص خیالات مین تنہا
محو رہنا پسند کرتی تھی۔

مس ڈنٹن۔ (نہایت خوشمزاجی سے) کیا
مین حارج ہوئی؟ اگر ایسا ہو تو مین واپس جاتی
ہون۔ رات کو تمہین تھیٹر مین دیکھ لونگی۔ مین
کہہ سکتی ہون کہ تمہین آج میرے دوبارہ آنے پر
ضرور تعجب ہوا۔"

اموجن۔ (محبت سے ہاتھ پکڑ کے) "الائس!
کہان جاتی ہو؟ مجھے تمسے کچھ کہنا ہی۔ مین آج کا واقعہ
بیان کرونگی۔ تمسے کوئی پردہ نہین۔ (ذرا توقف
کرکے دھیمی آواز مین) مین نے اُنھین دیکھا مجھسے
اُنسے گفتگو ہوئی۔ مجھ مین اُن مین تخلیہ رہا۔ اُنکا
ہاتھ میرے ہونٹ اور میرے دل پر رکھا رہا۔"

الائس۔ "الحمدللہ! اموجن! پھر بھی تمہارے
چہرے کا رنگ زرد ہی اور تم رنجیدہ اور فکرمند
پائی جاتی ہو؟"

اموجن۔ "(فرط یاس سے اپنا سر ہلا کر) میری
قسمت مین رنج کے سوا اور کیا رکھا ہے؟"
"لینس لاٹ آسبورن"

الائس۔ (دفعۃً چونک کے ذرا بلند آواز مین)
"لینس لاٹ آسبورن؟"

اموجن۔ "ہان یہی وہ مغرز نوجوان ہی جسے
کبھی مین چاہتی تھی اور اب بھی ہمیشہ محبت کرونگی
لینس لاٹ آسبورن لارڈ ٹرینتھم کا بیٹا ہی۔"

الائس۔ "اُسکی شادی سلوسٹر کیسی کی بہن سے
ہونیوالی ہی۔"

اموجن۔ (تعجب آمیز نفرت کے ساتھ گھبرا کر)
"کیا وہ خوبصورت اور ہر دل عزیز مغرز جوان
ایک کنجوس مہاجن اور بدنام سود خوار کی لڑکی پر
اوندھے مُنہ گر پڑا؟"

الائس۔ "ہان یہی بات ہے! افسوس مین نے
بڑی غلطی کی کہ سلوسٹر کی حماقت آمیز گفتگو مفصل
نہ سنی۔ مجھے مطلب کی باتین ضرور سُننا چاہیے تھین
جو اسوقت تمہارے کام آتین۔ تاہم اسقدر معلوم
ہوگیا کہ آج سہ پہر کو سلینا کیسی ٹرینتھم ہاؤس مین
اپنے مجوزہ خاندان کے والدین کے روبرو پیش ہوگی"

اموجن۔ (گویا اُسکے متعلق تمام راز منکشف
ہوگئے) "افسوس! کیسی عجیب شادی۔ کسقدر
تعجب کی بات۔ یہ کیسا اندھیر ہی کہ مین اسطرح محروم
رہون اور جس بات کی مین مستحق تھی وہ میرے

بتقریب سالگرہ مبارک اعلیٰ حضرت حضور پرنور
میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک
آصفجاہ مظفر جنگ سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

جلد ۳ نمبر ۱

خدنگ نظر



ضوابط

(۱) اشاعت ماہوار [illegible]
[illegible] سالانہ [illegible] پیشگی [illegible] انتظام سے
[illegible] مع محصول

(۲) اشعار غزلیات منتخب شائع ہونگے [illegible]
[illegible] لیکن [illegible] کی ضرورت نہیں

(۳) نمونہ [illegible] محصول [illegible] بھیجا جائیگا [illegible]

(۴) [illegible] رسالہ [illegible]

(۵) ہر تحریر بخط صاف ہونا چاہیے ورنہ [illegible] تعمیل نہ ہوگی

(۶) اجرت اشتہارات [illegible] خط و کتابت [illegible]

خاکسار [illegible] ایڈیٹر خدنگ نظر

آصفی پریس محلہ نوازگنج لکھنؤ سے شائع ہوا

پسندیدہ اور انتخاب ناول

- دھانی دوپٹہ ۶ر
- شوخ دیدہ - عہ
- آرزوے دل - ۸ر
- جوش شباب ۶ر
- اندرا - عہ
- اورنگ زیب چنچل کماری ۸ر
- کاوش دل ۸ر
- معرکۂ اسپین عہ
- نئی نویلی ۶ر
- نشتر عہ
- رہبر ۱۲ر
- اسرار کوہسار عہ/۸
- افسون - عہ/۸
- قتیل عشق ۸ر
- ذات شریف - عہ/۸
- افشاے راز عہ/۸
- مسافر دمشقی عہ
- ہر فرعونے راموسیٰ ۸ر
- ربط ضبط ۶عہ/۴
- زلف لیلیٰ عہ
- حسرت عہ
- فریب محبت ۱۱ر
- ارمان عہ
- ہمایون خاتون عہ/۴
- زبیدہ ۶ر
- منصور خورشید جمال ۱۲ر
- شوخ طناز عہ/۴

- دلبر - ۴ر
- فریب حسن ۶عہ
- سلیم مہر النسار ۴ر
- رشید و زہرہ ۴ر
- خون جگر ۶ر
- معشوقۂ عرب عہ
- مادھوی کنگن عہ
- راز سربستہ ۱۲ر
- سوزن عشق عہ/۴
- ویگزلنیڈا عہ/۸
- چاک گریبان - عہ/۴
- عقد الجواہر عہ/۸

(دلچسپ ڈرامے)

- آتھیلو ۱۲ر
- معشوقۂ فرنگ ۱۲ر
- شہید وفا عہ

(مفید کتابین)

- آبحیات عہ/۴
- المامون مع الجزیہ عہ
- اسلامی سوانح عمری ۸ر
- لارڈ بیکن ۱۲ر
- اقصاے مغرب عہ/۴
- الفاروق ے ر
- افسانۂ قیس ۳ر
- تاریخ بغداد ۶ر
- دستور الفصحا ۶ر
- تاریخ انگلستان - عہ

(تالیفات حضرت جلال لکھنوی)

- سرمایۂ زبان اردو - ۶عہ
- منتخب القواعد اردو - ۴ر
- افادۂ تاریخ عہ
- مضمونہائے دلکش عہ

(تصانیف حضرت داغ دہلوی)

- گلزار داغ عہ
- آفتاب داغ ۱۲ر
- فریاد داغ ۴ر

(نو تصنیف دواوین)

حمکدۂ خیال حضرت احسان شاہجہانپوری کا دیوان - ۶عہ

گلستان سخن حضرت ظہیر دہلوی کا دیوان - ۶

نظم دلفروز حضرت انور دہلوی مرحوم کا دیوان - ۱۲ر

خانۂ خمار و خرابات میکش حضرت میکش تھانوی کا دوسرا اور تیسرا دیوان ایک جلد مین عہ

خوشنما لفافے

اور خط لکھنے کا کاغذ - دونون چیزین ولایتی ہین - اُنپر ایک صوفیانی سُنہری بیل چھاپ کے اور ہی رونق دیدیگئی ہی فی درجن ۸ر

المشتہر

منیجر خدنگ نظر لکھنؤ

استدعاء

معزز ناظرین کی خدمت مین استدعاء ہی کہ نظم کی طرح نثر مین بھی اپنے اپنے قیمتی خیالات سے خدنگ نظر کی اعانت فرمائین اور اگر خود مضامین نگاری کا شوق نہو تو اپنے مضمون نگار احباب کو اسطرف مائل کرین یا صرف اُنکا پتہ ارسال فرمائین ہم براہ راست استدعا کرلینگے فقط

منیجر خدنگ نظر

اشتہار

ہماری دوکان پر ہر قسم کے عمدہ عمدہ کنکوّے رنگین اور سادے ہر قسم کی ڈور سادی اور مانجھا - باریک و گندہ اعلیٰ درجے سے ادنیٰ قیمت تک بغرض فروخت موجود ہین - قیمت جو اہل شہر سے لیجاتی ہی وہی شائقین بیرونجات سے بھی - صرف محصول اضافہ ہوگا - علاوہ اسکے ہر قسم کا عطر - پان مین کھانیکی خوشبودار تمباکو کی گولیان اور قوام - ہر قسم کی چکن کے تھان و ٹوپیان و ساریان وغیرہ فرد رضائی و نیحاف وغیرہ وغیرہ حسب فرمائش بصیغۂ ویلو یا نقد قیمت آنی پر روانہ ہونگی دریافت نرخ کیلیے جوابی کارڈ ارسال ہو

المشتہر

رگھناتھ پرشاد دوکاندار چوک لکھنؤ

بیادگار سالگرہ مبارک اعلیحضرت حضور پرنور
میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک
آصفجاہ فتح جنگ سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

خدنگ نظر

جلد
نمبر ۹



ضوابط

(۱) اشاعت ماہوار - عام قیمت مع مضامین غزلیات وناول دو روپیہ سالانہ پیشگی - امراء عظام سے پانچ روپیہ - مربیان گلدستہ سے دس روپیہ مع محصول

(۲) اشعار غزلیات منتخب شایع ہونگے مفید مضامین عام طور سے لیے جائینگے لیکن مذہبی اور پولٹیکل بحثونکی ضرورت نہین

(۳) نمونہ ۲ر وصول ہونے پر بھیجا جائیگا نہ کہ مفت

(۴) جو پرچہ نہ پہونچے اطلاع دینے سے دوبارہ ارسال ہوگا

(۵) ہر تحریر بخط صاف ہونا چاہیے ورنہ مجبوراً تعمیل نہوگی

(۶) اجرت اشتہارات ایڈیٹر سے خط وکتابت کرنے پر طے ہوں -

مرتبہ خاکسار نوبت رائے نظر ایڈیٹر خدنگ نظر

آصفی پریس محلہ نوازگنج لکھنؤ سے شائع ہوا

پیسہ اخبار انتخاب دل

روحانی [illegible]

[illegible]

اکسیر دل

[illegible] شباب

[illegible]

اورنگ زیب عالمگیر کاری [illegible]

کادمبری [illegible]

معرکہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسرار کوہسار

افعال

تقابل عشق

[illegible]

[illegible] راز

مسافر دمشقی

[illegible]

رابط [illegible]

[illegible] لیلی

حسرت

فریب محبت

[illegible]

ہایوں [illegible]

[illegible]

[illegible] جمال

شور [illegible]

[illegible]

فریب حسن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رازِ سربستہ

سوزانِ عشق

[illegible]

[illegible]

عقد الجواہر

(دلچسپ [illegible])

[illegible]

[illegible]

شہید وفا

(مفید کتابیں)

[illegible]

[illegible]

اسلامی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

افسانہ [illegible]

تاریخ بغداد

[illegible]

تاریخ انگلستان

(دواوین و تصانیف حضرت جلال لکھنوی)

سرمایۂ زبان اردو

منتخب [illegible]

افادہ [illegible]

مفید [illegible]

(تصانیف حضرت داغ دہلوی)

گلزار داغ

آفتاب داغ

فریاد داغ

(دواوین)

[illegible] خیال حضرت [illegible]

[illegible] دیوان

گلستان سخن حضرت [illegible]

[illegible] دیوان

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible] دیوان

خانہ [illegible]

حضرت [illegible] کا [illegible]

اور [illegible] دیوان ایک جلد میں

خوشخط نقشے

اور خط لکھنے کا کاغذ [illegible]

[illegible] ایک

[illegible] چھاپ کے

اور [illegible]

[illegible]

المشتہر

منیجر [illegible]

[illegible]

[illegible] کی خدمت میں

[illegible]

[illegible] خیالات سے [illegible]

[illegible] فرمائیں اور اگر [illegible]

[illegible] شوق ہو تو اپنے [illegible]

[illegible] احباب [illegible]

[illegible] انکا پتہ [illegible]

[illegible] راست [illegible]

[illegible]

اشتہار

ہماری دوکان پر ہر قسم [illegible]

عمدہ [illegible] رنگین [illegible]

ہر قسم کی [illegible] اور [illegible]

[illegible] اعلیٰ درجے [illegible]

[illegible] فروخت موجود ہیں

[illegible] شہر سے [illegible]

[illegible]

ہوگا۔ علاوہ اسکے ہر قسم [illegible]

[illegible] کھانے کی خوشبو [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قیمت

[illegible]

المشتہر

[illegible]

زیارت اور تعظیم کرے اور اُنکی ہدایتوں کی پابندی کرے۔

ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ جو شخص ان ویدہاے ثلاثہ مین کامل دستگاہ رکھتا ہوگا وہ کیسا لائق مشیر ہوگا قیصر جرمن پرنس بسمارک کو کیون اسقدر عزیز رکھتے تھے نوشیروان کو بزرجمہر سے کیون اسقدر محبت تھی قیصرہ ہند مسٹر گلیڈاسٹون مرحوم کی کیون اسقدر تعظیم کرتی تھین۔ پریسیڈنٹ کونسل مشیران کونسل کا کیون اسقدر ادب کرتے ہین۔ صرف اسی لیے کہ وہ ان اصولون سے واقف ہین جنسے ملک اور رعایا کی حفاظت متصور ہے۔

"راجہ کو چاہیے کہ برہمنون سے عاجزی سے پیش آئے"۔

موجودہ اخلاق بھی اسی امر کی ہدایت کرتا ہے۔

"اکثر راجہ عجز وانکسار کے نہونے سے راج و دولت کھو بیٹھے اور اکثر صحرانشینون نے عاجزی سے حکومت پائی"۔

"راجہ کیلیے صرف یہی فرض نہین ہے کہ وہ صرف ویدا ور سیاست مدن ہی سے واقف ہو بلکہ علم الہی۔ فلاحت۔ تجارت۔ حفاظت۔ مویشی اور حصول دولت کی تدابیر سے بھی واقف ہونا چاہیے۔ راجہ کو رات دن اپنے نفس پر غالب رہنا چاہیے اگر وہ اپنے نفس پر غالب ہے تو وہ اپنی تمام رعایا کو اپنے اختیار مین رکھ سکتا ہے"۔

اس قول کی صداقت مین صدہا ہزارہا نظرین تواریخ سے ملسکتی ہین جن فرمانروا ؤن نے عیش و تنعم اختیار کیا اور اپنی عنان نفس ڈھیلی کردی وہ بہت جلد خستہ وخوار ہوے اور اُنکی سلطنت کو زوال پہونچا جن جن سلطنتون کو دنیا مین زوال پہونچا ہے سب کا باعث اکثر حالت مین یہی ہوا ہے۔

"راجہ کو ان دس چیزون کا جو کام (نفس) سے پیدا ہوتی ہین اور اُن آٹھ چیزون کو جو کردوھ یعنے غصے سے پیدا ہوتی ہین ترک کرنا چاہیے"۔

"نفس سے پیدا ہوئی چیزونمین مصروف رہنے سے دھرم اور ارتھ زائل ہوجاتا ہے غصے سے پیدا ہوئی چیزونمین مصروف ہونے سے راجہ آپ مٹ جاتا ہے"۔

مطلب یہ ہے کہ اول الذکر کا اثر عوام پر پڑتا ہے آخر الذکر کا اپنی ذات خاص پر۔

"جو چیزین کام سے پیدا ہوتی ہین وہ یہ ہین۔ شکار۔ جوا۔ دن مین سونا۔ شراب پیکر مست ہوجانا۔ ناچنا۔ گانا۔ بجانا۔ بیفائدہ گھومنا۔ دوسرے کا عیب ظاہر کرنا۔ زن مریدی"

(خدنگ نظر کی جلد اول و دویم مع مکمل ناول خون تمنا - قیمت ہر دو جلد عمار - علاوہ محصول ڈاک)

کمیشن ایجنسی خدنگ نظر لکھنؤ

اکثر معزز خریداران خدنگ نظر لکھنؤ کے اشیاء دفتر ہذا کی معرفت طلب فرمایا کرتے ہین مگر نظر بسبب ہجوم کار ذ ق فوری تعمیل مین تامل ہوتا ہے جسکی وجہ سے بسا اوقات بعض معززین کو شکایت کا موقع ملتا ہے بنظر بران مجھپر فرض ہوا کہ رفع شکایت کیواسطے کوئی مناسب انتظام کرون - لہذا فی الحال ایک فتہ مندرجہ بالا نام سے قائم کردیا گیا ہے جسکے فرض ہوگا کہ ہر فرمائش کی تعمیل فوراً بست احتیاط کے ساتھ کرے اصلی او عمدہ مال کی روانگی مین میری نگرانی مقدم ہوگی اور حتی المقدور بہرا بچشم دید مناسب قیمت پر بھیجا جایگا کہ صاحبان فرمائش کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ ملے - ناپسند چیز ایجنسی ہذا واپس لیگی اور محصولڈاک وغیرہ بھی اپنے ہی ذمہ رکھے گی مگر اصلی مال مین کسی قسم کا تغیر نہونا چاہیے - زیدی مال کی فرمائش کے ساتھ قریب کے ریلوے اسٹیشن کا حوالہ ضرور دینا چاہیے تاکہ محصول مین کفایت ہو - جو مال بذریعہ پارسل منگایا جائے اُسکے لیے کم از کم چہارم قیمت پیشگی آنا چاہیے - تمام فرمائشین بذریعہ ویلیوپے ایبل بھیجی جائینگی محصول ورمنی آرڈر فیس ذمہ خریدار ہوگا - اشیاء کا نرخ دریافت کرنیکے لیے جوابی کارڈیا ٹکٹ آنا چاہیے تفصیل اشیاء عطریات ہر قسم درجہ اول دویم و سویم معمولی قیمت سے لیکر نہایت اعلیٰ درجہ تک کے - روغن خوشبودار - تمباکو خوردنی خشک خانہ ساز - تمباکو خوشبودار - قوام - تمباکو پوشتی اور گولیان جنبر خوشنمائی کیلیے ورق نقرہ لپٹا ہوا - عرق گلاب کیوڑا خالص مشک و عنبر - ورق طلا و نقرہ چکن کی تھان ساریان - کرتے - ٹوپیان وغیرہ ہر قسم و قیمت کی - کامدانی کے تھان وغیرہ وغیرہ ہلکے اور بھاری کام کے - کارچوبی اور زردوزی کام - ظروف نقرہ خالص ظروف مسی برنجی و مرادآبادی فروشین - لحاف پلنگپوش قالین دریان خورد و کلان - کلاہ کارچوبی کلاہ مخملی و ساٹن - چوڑیونکے جوڑے حسب پیمانہ - الائچی خورد - چکنی ڈلی چکنی کا چورا - چار انگریزی رنگی - زنانے پاؤن کے زردوزی بوٹ سلیپر اور گھیتلے جو بیگمات لکھنؤ کے پرانے فیشن مین داخل ہین - گوٹہ لچکہ - پٹھہ کمتاری بنت گوکھرو - توئی - لیس - فیتہ بانکڑی چھپا وغیرہ وغیرہ بیچے کام کا - زیورات طلائی و نقرئی سادے اور جڑاؤ کام کے بھی اس ایجنسی کی معرفت نہایت احتیاط سے تیار ہو سکتے ہین -

نوٹ اہل ہنود کیلیے تمباکو خوردنی ہندو کارخانون سے خرید کر کے باحتیاط تمام ارسال ہوگی المشتہر مالک خدنگ نظر

آتشفی پریس
... شوقین حضرات
... کو عموماً و امراء
... عظام کو خصوصاً
... یہی اپنی قیمتی
... تصانیف اسی
... آتشفی پریس مین
... چھپوانا چاہیین
... اسکی اعلیٰ کوشش
... نتیجہ خدنگ نظر
... ہر فرمائش کی
... تعمیل وقت کی
... پابندی سے
... نہایت دیانت
... کے ساتھ کیجاتی
... تمام خط و
... کتابت بنام دفتر
... ہونا چاہیے
مشتہر
مالک خدنگ نظر
لکھنؤ

(خدنگ نظر کی سالانہ جلد سوم جسمین ناول عزیزہ مصر مکمل طور سے شامل ہے قیمت فی جلد عہ علاوہ محصولڈاک)

ہمارے موجودہ نظم و نسق مین وزیر جنگ - وزیر خزانہ - وزیر انصاف - میونسپل کمشنر کمانڈر انچیف ڈائرکٹر تجارت زراعت - ڈائرکٹر معدنیات - انسپکٹر جنرل پولیس - لارڈ میر - اور شیرف وغیرہ کون ہین وہی لوگ ہین جنکی سفارش منوجی نے فرمائی ہی -

"مندرجہ بالا مشیرونمین جو شخص سب سے قابل ہو اُسکو وزیر اعظم قرار دے"

یہی طریقہ کل ممالک مین برتا جاتا ہی جو شخص کل مشیرونمین خاص لیاقت کا آدمی سمجھا جاتا ہے وہی وزیر اعظم قرار پاتا ہی - وزیرون کا انتخاب کس طرح سے کرنا چاہیے ؟ منوجی فرماتے ہین -

"وزیرون اور مشیرونمین جو شخص ہوشیار - خاندانی - پرہیزگار - بے غرض - قانع اور صابر ہو اسکو وہ کام سپرد کرے جس سے دولت کی ترقی ہو"

"جو شخص شاسترونکا جاننے والا - اشارون اور کنایون کا سمجھنے والا - قیافہ شناس ہوشیار - اور اچھے خاندان کا ہو اسکو سفیر و وکیل مقرر کرے"

"جو سفیر اپنے مالک کو خوش رکھنے والا - متقی - ہوشیار - عمدہ حافظہ والا - عاقبت اندیش آئین دان - خوبصورت - خوش تقریر - بہادر - اور جری ہو وہ راجہ کا دوست ہی"

جن لوگونکو موجودہ پالیٹکس مین دخل ہی وہ سمجھ سکتے ہین کہ سفیر و ایلچی کے ہاتھ مین کیسا نازک کام ہی - چنانچہ خود منو شاستر مین لکھا ہی -

"وزیر کے اختیار مین خزانہ اور راج ہی - سفیر کے ہاتھ مین صلح و جنگ ہی - سفیر بگڑے ہوے کو بناتا اور بنے ہوے کو بگاڑتا ہی پس سفیر کے فرائض بہت اہم ہین سفیر ایک ایسا شخص ہونا چاہیے جو راجہ کی بات اور اشارہ قرائن اور قیافہ سے پہچانے اور دوسرے راجاؤنکو دلکی اصلی بات اپنی حکمت سے معلوم کرے - اور ایسی تدبیر کرے جس سے اپنی آتما (دل) کو کوئی تکلیف نہو"

راجدھانی

"جس ملک مین اچھے آدمی ہون - بیماری نہ ہو جو اشجار و اثمار وغیرہ سے مالامال ہو جو تجارت اور زراعت کا مرکز ہو وہان راجہ قیام کرے"

"جس ملک کے چارونطرف پانی نہ ہو - جہان کی زمین ٹھنڈی ہو جسکے چارون طرف پانی ہو - جسکے چارونطرف درخت ہون - جسکے چارونطرف فوج ہو - جسکے چارونطرف

تعجب ہو کہ انمین سے بہت کم باتین ایسی ہین جنپر فی زمانا کسی ملک مین پورے طور سے عمل کیا جاتا ہی۔ جنمین سے چند باتین بُری سمجھی جاتی ہین مثلاً شکار کھیلنا راجاؤن کے اشغال مین نہایت معزز شغل تھا اور ہی۔ خود راجہ رام چندر شکار کھیلتے تھے۔ جوا کھیلنا۔ دن مین سونا۔ دوسرونکا عیب ظاہر کرنا عورت کی اطاعت کرنا۔ شراب پی کر مست ہو جانا۔ ناچنا۔ گانا بجانا۔ بیفائدہ گھومنا۔ یہ سب باتین کل ممالک مین بُری نظر سے دیکھی جاتی ہین حالانکہ انپر عمل نہین کیا جاتا

"جو چیز کرودھ یعنی غصّے سے پیدا ہوتی ہین وہ یہ ہین۔ بدون جانے عیب بیان کرنا۔ اپنے بل سے کام کرنا (یعنی کسی کا مشورہ نہ لینا) دغا سے کسی کو مار ڈالنا۔ دوسرے کی عظمت کا تحمل نہ ہونا۔ کسی کے ہنر مین عیب لگانا۔ اصل مطلب کو چھپانا۔ جو چیز دینے کے قابل ہو اُسکو نہ دینا۔ سخت زبانی سے گفتگو کرنا۔ ڈنڈے مارنا"

"یہ کل باتین جو واجب الترک بیان کی گئی ہین انکی جڑ لالچ ہو اسلیے لالچ کو حکمت عملی سے ترک کرنا چاہیے"

"کام سے پیدا ہوئی چیزون مین شراب پینا۔ جوا کھیلنا۔ عورت کی اطاعت۔ شکار کھیلنا یہ چارون ایک سے ایک زیادہ بدتر ہی۔ کرودھ سے پیدا ہوئی چیزونمین ڈنڈے مارنا۔ گالی دینا۔ دینے کے لائق چیز کو نہ دینا یہ تین باتین ہمیشہ خراب ہین"

"ان ساتون چیزونمین ہر ایک علی الترتیب بُری ہین"

وزرا اور مشیرونکے انتخاب کے باب مین منوجی ہدایت فرماتے ہین۔

"یہ لوگ شاسترونکے جاننے والے۔ شجاع۔ دلیر اور اچھے خاندان کے ہون انکا امتحان لیکر اپنا وزیر بنائے۔ اور وزیر تعداد مین سات یا آٹھ ہون"

اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ہماری کونسلین آج نئی ہین۔ ہمارے بزرگونکو کونسل کے سسٹم کی ضرورت محسوس کیے پانچہزار برس ہوئے۔ منوجی فرماتے ہین۔

"جو کام آسان ہو وہ بھی اکیلے نہین ہوسکتا۔ ریاست کا کام تو بڑا اہم ہو وہ کیونکر تنہا ہوسکتا ہی"

"ان وزیرونکے ساتھ راجہ ہر روز ہو مفصلۂ ذیل پر غور کرے۔ صلح و جنگ۔ خزانہ۔ شہر۔ رتھخانہ۔ فوج کی پرورش۔ غلہ۔ سونا۔ وغیرہ کی پیدایش کا مقام۔ رعایا کی حفاظت اور تقسیم زر"

غیرت طرح

عطیۂ عالیجناب معلیٰ القاب راجہ محمد نوشاد علیخانصاحب بہادر المتخلص بہ نوشاد دام اقبالہ تعلقہ دار میلارائیگنج وجہانگیرآباد وغیرہ

مُربی خدنگ نظر

نزع مین دیکھی نہ عشاق نے صورت اُنکی
جان تو نکلی مگر رہگئی حسرت اُنکی

دوش پر اپنے اُٹھائے تھے عدو کا تابوت
دُور سے ہمنے بھی دیکھی تھی نزاکت اُنکی

پردۂ ناز مین جو ظلم کیا کرتے ہین
شرم رکھلے نہ خدا روزِ قیامت اُنکی

ہاتھ رکھکر دلِ مضطر پہ جو سو رہتا ہون
چٹکیان لیکے جگا دیتی ہی حسرت اُنکی

جنکو معلوم نہ تھا درد پرائے دل کا
آجکل غیر پہ آئی ہے طبیعت اُنکی

اب خدا کے لیے اے دردِ جدائی تھم جا
دلِ بیتاب مین بیچین ہی حسرت اُنکی

مٹی دیدیکے مری لاش کو جب ہٹگئی سب
قبر پر پھیل گئی بوئے محبت اُنکی

دامنِ ناز اُٹھا کر مری تُربت پہ چلے
مرگیا مین تو کھلی مجھپہ کدورت اُنکی

روز دُنیا مین تو اک حشر بپا رہتا ہی
دیکھیے حشر مین کیا کرتی ہی صورت اُنکی

دامنِ غیر سے پوچھے ہین مری لاش پہ اشک
حشر تک یاد رہیگی یہ شرارت اُنکی

شعر نوشاد کے ہمکو تو پسند آتے نہین
لوگ کہتے ہین مزے کی ہی طبیعت اُنکی

پہاڑ ہون۔ یہ چھ مقامات قلعہ کے مانند ہین جہان راجہ کو قیام کرنا چاہیے اور جہان غنیم کی فوج نہین جاسکتی۔"

"جب تک ایسا ملک ملے جسکے چارون طرف پہاڑ ہو دوسرے ملک* مین قیام نہ کرے سب مقامات مین یہ مقام سب سے اچھا ہے"

"جسطرح ہرن وغیرہ اپنے قلعہ مین رہنے سے دشمنون سے تکلیف نہین پاتے اسی طرح راجہ قلعہ مین رہنے سے دشمنون سے تکلیف نہین پاتا"

"قلعہ مین رہنے والا ایک کماندار نیچے رہنے والے سو آدمیون سے لڑ سکتا ہے اور قلعہ مین رہنے والے ایکسو آدمی نیچے رہنے والے دس ہزار آدمی سے لڑ سکتے ہین اسلیے قلعہ بنانا ضروری ہے"

"قلعہ کے اندر یہ سامان موجود رہے۔ ہتھیار۔ دولت۔ غلہ۔ سواری۔ برہمن۔ کاریگر۔ جنتر (رصدگاہ) گھاس۔ پانی۔

"اس قلعہ کے اندر اپنا مکان ایسا بنائے جسمین عورات۔ دیوتا۔ ہتھیار اور آتشکدونکے علحدہ علحدہ مکانات ہون قلعونمین خندقین بھی ہون۔ اور سب فصلون کے پھل پھول بھی موجود ہون مکان سفید رنگ ہو اور اسمین تالاب۔ کنوئین۔ اور درخت ہون"

"اس مکان مین بیٹھکر راجہ ایسی ہمقوم عورت کے ساتھ شادی کرے جو اچھے خاندان کی ہو۔ خوبصورت اور دلفریب ہو۔ ہنرمند اور نیک خصلت ہو"

"راجہ اپنے راج سے اپنا حصہ سالانہ لے اور وید کے احکام کی تعمیل کرے۔ تمام رعایا کو اپنی اولاد سمجھے اور رعیت اسکو اپنے باپ کی جگہہ سمجھکر حکم کی تعمیل کرے"

"تمام مقامات پر ایک عالم عہدہ دار مختلف محکمون پر مامور کرے جو ماتحتون کے کام کی نگرانی کرے"

"جو دولت وسامان برہمن کو دیا جاتا ہے وہ لازوال ہے" (باقی آیندہ)

* ملک سے مراد حصۂ ملک ہے۔

† برہمن اسکو کہتے ہین جو اپنے اعمال وعقائد مین خدا کے احکام کی تعمیل کرے اور عالم ہو۔ برہمن کسی خاص ذات والے کا نام نہین ہے۔

باجیۂ ... اعلیحضرت بندگان عالی متعالی ... حضور نظام الملک آصفجاہ ... سلطان ... لکھنوی ...

بقطرح ماہ گزشتہ

مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے

آہ۔ جناب مولوی غلام یٰسین صاحب دہلوی معین خدنگ نظر از کلکتہ

جب سے دلمین اُس حسین کی یاد ہے
حور پیکر شعلۂ فریاد ہے

ایک ہے مسرور اک ناشاد ہے
بزم ہستی کی عجب روداد ہے

تمکو چاہا اسکی نظروں سے گرے
یہ ہمارے عشق کی اُفتاد ہے

قید مین جلتا نہین بلبل کا دل
یہ چراغِ خانۂ صیاد ہے

ناز ہمسے اور غیرون سے نیاز
مہربان یہ آپ کا ایجاد ہے

ایک عالم کی اُڑائی اسنے نیند
اب مری فریاد کی فریاد ہے

زندگی مین تھین ہزارون گردشین
مرکے بھی مٹی مری برباد ہے

ہوگئی برباد اپنی خاک بھی
وہ ابھی تک بر سر بیداد ہے

لطف کے پردے مین ظلم و جور ہین
کس ستم کا وہ ستم ایجاد ہے

بن پڑے تو ہم بھی دین حورونکو دل
دشمنِ جان حُسنِ آدمزاد ہے

خاک کردے آسمان کو تو ہی
دوسری بجلی مری فریاد ہے

ہجر کی شب دیکھیے کیونکر کٹے
ہر ستارہ دیدۂ جلاد ہے

جسکو سب کہتے ہین آہِ نیمجان
یہ وہی تو خانمان برباد ہے

الٰہی۔ جناب منشی الٰہی بخش صاحب سوداگر دیوان شاگرد حضرت امیر مینائی لکھنوی مرحوم

بدگمان کیا وہ ستم ایجاد ہے
کی دُعا بھی تو کہا فریاد ہے

بلبلو کیون شکوۂ صیاد ہے
اور کچھ دن قید کی میعاد ہے

عطیۂ عالیجناب بشیر احمد خانصاحب

سوالِ وصل پہ ترچھی نگاہ کرتے ہین
کسیکو قتل جو وہ بیگناہ کرتے ہین
کچھ ایسی ہجر مین باتین ہماری ہین پُر درد
اُدھر جو دیدۂ مشتاق ہین تو دل کا ہی قول
رُکے ہین کیون دمِ اظہارِ عشق نالہ و اشک
ہدف بناکے عدو کو نشانہ بازی ہوئے
یہ دیکھنے کو بٹھاتا ہے بزم مین ہمین رشک
تمہارے دیکھنے والون کا عرش پر ہی دماغ
اِس اُنکی چھیڑ پہ صدقے ہزار درد فراق
جھلک دکھاکے جو ہٹتے ہین شوق بڑھتا ہی
مٹین گے اشک ندامت سے سب گنہ دمِ حشر
تمہاری بزم مین ہم چُپ رہین یہ کیا ممکن
سزائے جرم محبت یہی مقرر ہے
ہمارے قتل سے منکر ہین وہ دمِ پرسش
دل و جگر کا کہون حال اگر اجازت ہو
وفا سے ہو نہ اب اُنکی جفا سے کام ہمین
کہا انکا شکوہ یہ جی چاہتا ہی چوم لون مُنہ
یونہین قبول مجھے آپکی وفاداری
قدم بھلا کہین رُکتے ہین باوفاؤن کے
غضب کی برق گراتے ہین جانِ مضطر پہ
پکارتا ہے یہ جلوہ دلون سے سب ہشیار
ہو نازکی سے جنھین دو قدم بھی چلنا بار

حضور تیر لگائین ہم آہ کرتے ہین
کہ مُسکرا کے کدھر وہ نگاہ کرتے ہین
نظر وہ کب طرفِ مہر و ماہ کرتے ہین
بنا بنا کے مری طرح آہ کرتے ہین
یہ میرے دل مین وہ چھپ چھپ کے راہ کرتے ہین
فرشتے مفت مین کاغذ سیاہ کرتے ہین
کچھ اور بن نہین پڑتی تو آہ کرتے ہین
وہ قتل کرتے ہین تو کیا گناہ کرتے ہین
ہمین کو حشر مین اپنا گواہ کرتے ہین
مجھے وکیل ترے دادخواہ کرتے ہین
نباہنے کو کہا تھا نباہ کرتے ہین
کچھ اِس ادا سے وہ عذرِ گناہ کرتے ہین
حضور غیر کو ناحق گواہ کرتے ہین
جفا کو آپ عبث سنگِ راہ کرتے ہین
جو مسکرا کے وہ نیچی نگاہ کرتے ہین
نقاب اُلٹ کے وہ جسدم نگاہ کرتے ہین
بشیر دل مین وہ کسطرح راہ کرتے ہین

مبتلائے غم دل ناشاد ہے — غم سے یہ ماتمکدہ آباد ہے
بیخودی مین بھی کسیکی یاد ہے — قابل تحسین دل ناشاد ہے
رحم کھا کر حال پر میرے کبھی — بتنے کچھ وعدہ کیا تھا یاد ہے
لکھدیا یارون نے میری قبر پر — یہ مزار کشتۂ بیداد ہے
یہ سہارا ہجر مین ہے وجہ زیست — اُنکو میرا بھولجانا یاد ہے
آنکھ ہی محروم دیدار دل مین یار — ایک گھر ویران ہی اک آباد ہے
چاہتا تھا ہمکو بھی اک بیوفا — کیون تمہین بھی وہ زمانہ یاد ہے

بیخود۔ جناب منشی فتح محمد صاحب بن حاجی یوسف صاحب ٹمبر مرچنٹ تلمیذ جناب نظامی از بمبئی

اک بت کافر کی دل مین یاد ہے — گھر خدا کا کفر سے آباد ہے
لوٹے لیتی ہین تمہاری شوخیان — اے بُتو فریاد ہے فریاد ہے
دیکھکر اُسکی گلی دل نے کہا — یہ جگہ کچھ کچھ ہمین بھی یاد ہے
ہم مٹے جاتے ہین مثل نقش پا — کیا غضب یہ عشق کی اُفتاد ہے
یار کے پیکان نے اسمین گھر کیا — خانۂ دل اندرون آباد ہے
انقلاب دہر کا کیا پوچھنا — کوئی شادان ہی کوئی ناشاد ہے
دل سے سب کچھ تم بھلا بیٹھے ہو کیون — آجکل بیخود یہ کسکی یاد ہے

جانباز۔ جناب منشی محمد عبدالوہاب صاحب سکنۂ بمبئی شاگرد جناب کوثر لکھنوی

کون بیکس ہجر مین ناشاد ہے — کسکے لب پر نالہ و فریاد ہے
ہوگیا ایمان اپنا نذر عشق — جب سے اک کافر ادا کی یاد ہے
ہائے شوخی سے کسیکا پوچھنا — کیا طبیعت آپکی ناشاد ہے
پھر رہی ہی موت کی شکل آنکھ مین — دلمین اک قاتل کی جب سے یاد ہے
اب ہے میرے قتل مین تاخیر کیون — ہاتھ مین خنجر ترے جلاد ہے
شیشۂ دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا — دل شکن کیا عشق کی اُفتاد ہے
حضرت جانباز کو آٹھون پہر — بندہ پرور آپ ہی کی یاد ہے

شام ہی سے جان جان تم سو رہے — صبح کا اقرار بھی کچھ یاد ہے

ہین تصور کے مرے شاگرد دو — ایک مانی دوسرا بہزاد ہے

دل پہ میرے پھیر دیتا ہے چھری — اُنکا غمزہ ایک ہی جلاد ہے

اُنکی چستون سے بچاؤن کسطرح — دل اُڑا لینے مین یہ اُستاد ہے

کیون الٰہی کو نہو نازِ سخن — جب امیر لکھنوی اُستاد ہے

احقر۔ جناب منشی عبدالکریم صاحب پیش امام مسجد جلگانون

ہمصفیرانِ چمن فریاد ہے — ہمکو بھی درسِ گلستان یاد ہے

ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا فرقت مین دل — خنجرِ غم تیشۂ فرہاد ہے

قتل ہونے کو نہ کیون للچائے دل — کسقدر نازک مرا جلاد ہے

مٹ گئی اُس بت سے اُمیدِ وصال — مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے

آزاد۔ جناب منشی صدرالدین صاحب چشتی صابری ناسک

جب سے وہ بُت بر سرِ بیداد ہے — رات دن فریاد پر فریاد ہے

گھر رقیبون سے ترا آباد ہے — مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے

چاہیے یادِ بتان دلمین ضرور — خانۂ کعبہ کی یہ بنیاد ہے

میرے نالون کا اثر ہوتا نہین — دل ترا پتھر ہے یا فولاد ہے

امداد۔ جناب سید امداد حسین صاحب اکبرآبادی منیجر نوشاہ پنچ کلکتہ تلمیذ جناب نعیم لکھنوی

ہیچ اے دل شکوۂ بیداد ہے — مین ستم کش وہ ستم ایجاد ہے

کرتے ہین اُلٹی چھری سے مجکو ذبح — یہ ستم طرفہ نئی بیداد ہے

رنج و غم درد و الم ہین میہمان — خانۂ دل آجکل آباد ہے

برق۔ جناب منشی بشیر علی صاحب چشتی صابری متوطن ناسک شاگرد جناب کوکب

عشق کی سرکار مین فریاد ہے — مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے

وہ چلے آئین مرے گھر تو سہی — پُر اثر ایسی مری فریاد ہے

بشیر۔ عالیجناب بشیر احمد خانصاحب رئیس ملیح آباد مربی خدنگ نظر

دیکھتے ہی دیکھتے دل لے اُڑی — کیا نگاہ سحر فن اُستاد ہے

کوکب - جناب منشی محمد اسمٰعیل صاحب متوطن ناسک شاگرد حضرت جگر بسوانی

آج پھر خنجر بکف جلاد ہے — اے اجل وقتِ مبارکباد ہے
دل مین اک شیرین ادا کی یاد ہے — سر مین سودائے سرِ فرہاد ہے
ہجر مین یون جان دوبھر ہوگئی — رات دن ہمکو اجل کی یاد ہے
درد اُٹھے آج استقبال کو — اُنکی آمد لے دلِ ناشاد ہے
خون ہوکر آرزوئین مٹ گئین — اک فقط باقی دلِ ناشاد ہے
فیصلہ ہے آج میری زیست کا — حلق ہے اور خنجرِ جلاد ہے
ہمصفیرون کو مبارک آشیان — گھر ہمارا خانۂ صیاد ہے
سخت جانون کے گلے پر شرم سے — پانی پانی خنجرِ فولاد ہے
سر وہی ہے جسمین ہو سودا ترا — دل وہی ہو جسمین تیری یاد ہے
اُنکے اُٹھتے ہی اُٹھا دردِ جگر — ہائے کیا اُفتاد پر اُفتاد ہے
مین بُرا میرا مقدر بھی بُرا — سب سے اچھی آپکی بیداد ہے
میری میت دیکھکر بولا وہ شوخ — کیا یہی وہ خانمان برباد ہے
سوزِ غم سے جلتے ہین کوکب مدام — رات دن اِک ماہوش کی یاد ہے

محشر - جناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی

غیر کو وہ مانعِ فریاد ہے — مجھپہ در پردہ یہ اک بیداد ہے
مرمٹون پر چرخ کی بیداد ہے — یہ دہانِ قبر سے فریاد ہے
گیسوِ جاناں مین ہے دل کا یہ قول — قید ہون نالہ مگر آزاد ہے
وقت نظارہ ہو کیونکر جانبری — ہر ادا اُسکی ستم ایجاد ہے
ہمکو یہ اُلجھن کہ موت آئے کہین — وان نزاکت مانعِ بیداد ہے
یہ تماشا دیکھنے آتے ہین ہم — کون تیری بزم مین دلشاد ہے
حشر مین کیون مانعِ شکوہ ہو تم — جو ہے آج اپنی جگہ آزاد ہے

حکیم جناب پنڈت ہرپرشاد صاحب الہ آبادی وارد جلگانون تلمیذ جناب احقر

اُس گلی تک تو ہی پہونچا دے صبا — چار سو مٹی مری برباد ہے

ذاکر جناب حکیم سید احمد اللہ صاحب

آپکی فرقت ستم ایجاد ہے — مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے
آہِ سوزان سے جلا دونگا تجھے — چرخِ کجرو کیا تری بنیاد ہے

زاہد جناب محمد ولایت علیخان صاحب پی سوار ششم رسالۂ اول حیدرآباد کنٹنجنٹ از مومن آباد

روز و شب مہمان تیری یاد ہے — خانۂ دل اندنون آباد ہے
اِک نہ اک تازہ ستم ہوتا ہے روز — مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے
اُڑ نہ جاؤن مین قفس لیکر کہین — باندھتا پر اسلیے صیاد ہے

کامل جناب منشی محمد حسن صاحب مقیم بمبئی تلمیذ جناب کوثر لکھنوی

ہائے ہمکو جس حسین کی یاد ہے — سنتے ہین وہ بانیِ بیداد ہے
بسطرح تڑپا رہا ہے عشق مین — تمسے بڑھکر دل مرا جلاد ہے

کوثر جناب محمد عبدالرحیم صاحب تلمیذ جناب تجلی جلالپوری از بمبئی

دل بتون کے ہجر مین بھی شاد ہے — کون کافر مائلِ فریاد ہے
سخت زیرِ آسمان بیداد ہے — رہنے والے عرش کے فریاد ہے
گیسوئے جانان کی جبسے یاد ہے — قیدِ غم سے دل مرا آزاد ہے
کیا غرض اُنکی بلا کو کیا غرض — گر اسیرِ غم دلِ ناشاد ہے
رنج بھی ہے عیش بھی ہے عشق مین — کوئی عاشق خوش کوئی ناشاد ہے
سخت جان ہم بھی بہت مشہور ہین — غم نہین گر سنگدل جلاد ہے
جسپہ پڑتی ہے حسینونکی نظر — وہ تمہارا عاشقِ ناشاد ہے
آج تک بھولی نہ وہ ظالم گھڑی — دل کا آنا ہمکو ابتک یاد ہے
غیر کو کرتے ہو محفل مین طلب — بندہ پرور مجھسے کیا ارشاد ہے
پھیرتی ہے رات دن دلپر چھری — حسرتِ قاتل بڑی جلاد ہے

فائدہ کیا جب نہین ہے کچھ اثر
کیون زبان پر نالہ و فریاد ہے
مرگیا مین ہو گئی تیری خوشی
خوش ہو مین اے دوست گر تو شاد ہے
اُسنے ٹھکرائی ہی تربت بعد مرگ
خاک تک مقتول کی برباد ہے

منتظر جناب مولوی حکیم قمر الدین صاحب

آہ عاشق کا اثر ہوتا نہین
دل ترا پتھر ہے یا فولاد ہے
انتظارِ یار مین اے منتظر
مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے

ناطق جناب سید ابوالحسن صاحب از قصبۂ گلاوٹھی

وہ جو مرنے سے مری دلشاد ہے
میری جانب سے مبارکباد ہے
مجھ سے برہم وہ ستم ایجاد ہے
موت چل فریاد ہے فریاد ہے
حالِ دل مین کہتے کہتے تھک گیا
وہ کہے جاتے ہین کیا ارشاد ہے
غیر سے تو کرلیا وعدہ حضور
کہیے کیا میرے لیے ارشاد ہے
بیوفائی مین ہی یکتا دل مرا
اُس ستمگر کا بھی یہ اُستاد ہے
دشتِ غربت مین ہی اپنا اور کون
کچھ اگر ہے تو کسیکی یاد ہے
فصد سے جاتا ہی کب جوشِ جنون
جوشِ سودا تجکو اے فصاد ہے

نشتر جناب صاحبزادہ تصدق علیخانصاحب رئیس اجیگڈھ برادر زادہ و شاگرد جناب اخگر

دل مین اک پردہ نشین کی یاد ہے
راز داری مانعِ فریاد ہے
آہ ہے لب پر نہ یہ فریاد ہے
جو مجھے بھولا ہوا اسکی یاد ہے
ہر وفا کے بدلے ہو تازہ ستم
جب مین جانون تو ستم ایجاد ہے
کیون نہ بجلی پردہ شوخی سی ہنسے
اُسکو دل کا چلبلاپن یاد ہے
لیکے دل کرتا ہے خونِ آرزو
وہ بڑا بیرحم ہے جلاد ہے
تیغ قاتل نے لگائی اسطرح
ہر طرف شورِ مبارکباد ہے
ہین جفائین لاکھ اک بیداد مین
کیا قیامت وہ ستم ایجاد ہے
سرو ہی ہے جسمین ہے سودا ترا
دل وہی ہی جسمین تیری یاد ہے

وہ شبِ وعدہ ہین خوابِ ناز مین
اسطرف فریاد پر فریاد ہے

ہر تمنا دل کی تجھپر کی فدا
کون مجھ سا خانمان برباد ہے

داد لینگے حشر کی تجھسے اے فلک
شامِ فرقت ہم ہین اور فریاد ہے

مر گئے ہم کوچۂ جانان سے دور
غیر دن مین شورِ مبارکباد ہے

حشر کا دن آیا اب کیا پوچھنا
ہاتھ میرا اور دامنِ جلاد ہے

پھر نہین معلوم محشر کیا ہوا
بس نقاب اُس رُخسے اُٹھنا یاد ہے

مختار جناب حافظ محمد سعید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری شاگرد حضرت امیر مینائی لکھنوی مرحوم

اب یہ حالت اسے ستم ایجاد ہے
ہم ہین اور آٹھون پہر فریاد ہے

ہم بغل وہ بانیِ بیداد ہے
شاد آج اپنا دلِ ناشاد ہے

اب نہ کر اے دل جفاؤن کا گلہ
منفعل وہ بانیِ بیداد ہے

ہین خفا اسپر کہ کیون چاہا ہمین
یہ ستم تازہ نئی بیداد ہے

ہے حسینون کا خیال آٹھون پہر
خانۂ دل آجکل آباد ہے

اک ستمگر لیگیا دل چھین کر
لُٹ گئے ہم لُٹ گئے فریاد ہے

وہ ہنسے بجلی گری اغیار پر
واہ وا کیا لطف کی اُفتاد ہے

غیر سے ملنے لگا وہ بیوفا
تو بھی اے دل آجسے آزاد ہے

تو ہے اے بُت اور آغوشِ رقیب
ہم ہین اور اپنے خدا کی یاد ہے

دیکھ کتنا مان او پردہ نشین
ورنہ قصدِ نالہ و فریاد ہے

ہے فلک مین اور اُس بُت مین یہ فرق
وہ ستمگر یہ ستم ایجاد ہے

واقعی ہے سحر افگن چشمِ یار
اسپر آنکھونسے ہمارا صاد ہے

بوسہ دیکر چٹکیان لیتے ہین وہ
لطف مین بھی پہلوِ بیداد ہے

جسقدر مختار ہے شہرت مری
سب یہ فیضِ حضرت اُستاد ہے

مقتول جناب مرزا فدا حسین صاحب شاگرد حضرت مشتاق لکھنوی

جسپہ شیدا یہ دلِ ناشاد ہے
ہے غضب وہ بانیِ بیداد ہے

میر الشعرا حضرت امیر مینائی لکھنوی نور اللہ مرقدہٗ

گزشتہ نمبر مین وعدہ کیا گیا تھا کہ جناب مرحوم کے مزید حالات کی تصریح کیجائیگی مگر اُسکے بعد ہی یہ ارادہ مصمم کرلیا گیا کہ اس دور کے مسلم الثبوت اساتذۂ سخن کا مبسوط تذکرہ شائع کیا جائے جسمین حضرت مغفور کی سوانح عمری بھی ہوگی لہذا اب صرف اسی پر اکتفا کیجاتی ہو کہ اس نمبر مین وہ مسدس جو بمقام بنارس بحضور اعلیحضرت بندگان عالی دام ملکہٗ پیش کیا گیا تھا درج کردیا جائے۔ کیونکہ اس مسدس کا ایک بند دیکھکے شائقین سخن کے اصرار کی کوئی حد نرہی اور واقعی یہ کلام بھی اسی مرتبہ کا ہو کہ جہانتک قدر کیجائے کم ہو۔ اسکے بعد بعض قطعات تاریخ وفات درج ہین۔ آیندہ بھی آخر سال تک جسقدر دستیاب ہونگے درج کیے جائینگے۔ اس واقعۂ جانکاہ کے متعلق مضامین کیلیے بھی خدنگ نظر کے صفحے کھلے ہوے ہین۔ ایڈیٹر

مسدس

اللہ اللہ نیا رنگ ہوا عالم کا
بڑھکے قطرے سے ملا بحر کرم حاتم کا
پرتوِ مہر سے ذرّے کا ستارہ چمکا
آئنہ دل کا بنا جام جہان مین جم کا
آسمانون نے درِ فتح و ظفر کھولدیے
سر پہ نسرین ہما بنگئے پر کھولدیے

چترِ اقبال نے پامال پہ سایہ ڈالا
بنگئے داغِ جگر پھول۔ کھِلا گُل لالہ
فخر کا تاج ہوا پاے طلب کا چھالا
ہوگیا نالۂ موزون قدِ سروِ بالا
شہ جو پائی نگہِ شاہ ظفر پیکر کی
آبرو چھین لی اشکون نے مرے گوہر کی

یہ وہ دن ہو کہ کنول دل کے کھلے جاتے ہین
شکر آتا ہو مرے لب پہ گلے جاتے ہین
غیب سے گوہر مقصود ملے جاتے ہین
حسرتین دل سے یہ کہتی ہین کہ لے جاتے ہین
دل بڑھا جاتا ہو سرکار کی ہمت کیطرح
غم گھٹا جاتا ہو بدخواہ کی قسمت کیطرح

گُل کھلاتی ہوئی آئی کسی دامن کی ہوا
خیرتِ بادِ صبا بنگئی ہے بَن کی ہوا
لے اُڑی بلبلِ ناشاد کو گلشن کی ہوا
کہتی ہو ملکے گلے وادیِ ایمن کی ہوا

میرے سینے سے لپٹ جاؤ کبھی	یہ تمنائے دلِ ناشاد ہے
کیون پریشان ہون نہ تیری داد خواہ	منتشر ہر حرف لفظِ داد ہے
آج اُس اہمل کو لایا راہ پر	تو بھی اے نشتر بڑا اُستاد ہے

یاس۔ جناب سید ذاکر حسین صاحب لکھنوی

دل کسیکا مائلِ بیداد ہے	نالہ کہتا ہے مرا فریاد ہے
وہ حسین ایسا ستم ایجاد ہے	روز عاشق پر نئی بیداد ہے
سر مرا اور اِک حسین کی ٹھوکرین	کچھ نہین یہ عشق کی اُفتاد ہے
نزع مین بھی مین اُسے بھولا نہین	ہچکیان تبلا رہی ہین یاد ہے
عشق مین ہو کسطرح ہمکو خوشی	یاس تو ہر دم دلِ ناشاد ہے
سرمہ گین وہ آنکھ نکلی بس بھری	ہم نہ سمجھے تھے کہ یہ جلاد ہے
دل کو پھانسا زلف کی زنجیر مین	عشق ہی میرے لیے جلاد ہے
تیرے ابرو کو کمان کہتا ہو کون	میرے حق مین خنجرِ جلاد ہے
ظلم ہے کیسا دیارِ عشق مین	داد کے بدلے یہان بیداد ہے
کھینچتا ہو آن مین تصویرِ یار	جو تصور ہے مرا بہزاد ہے
جب وہ بولے یاد عاشق کی نہ آئے	بھول بولی اُنکی مجکو یاد ہے
سب سے کمتر جانتا اپنے کو یاس	میرے اُستاد و نکا یہ ارشاد ہے

نوٹ

ذیل کی طرحون مین غزلین بہت جلد ارسال ہون ورنہ عدم اندراج کی شکایت بالکل معاف کیونکہ آیندہ نمبر جلد جلد مرتب ہو رہے ہین جو غزل دیر مین وصول ہو گی وہ سال آیندہ کے کسی نمبر مین بطور بقیہ درج نہین کیجائیگی۔ ہر غزل خوشخط اور علیحدہ کاغذ پر ارسال ہو۔ آخر نومبر ۱۹۱۰ء تک (جھجکتے ہو کیون دلمین آتے ہوے) آتے وغیرہ قافیہ

(ایک نکلی ایک حسرت اور ہے) حسرت وغیرہ قافیہ

دامنِ عجز گدا دستِ عطا تک پہونچا
تھا جو ناکام وہ اب کام روا تک پہونچا

لب پر آتے ہی دُعا باب اثر تک پہونچی
نخل سے پھوٹتے ہی شاخ ثمر تک پہونچی

ہوشیار اور دلِ مستانۂ صہبائے حضور
تا کجا جوششِ دریائے تمنائے حضور
لطف یہ ہے کہ سر عجز ہو اور پائے حضور
دل جدا آنکھ جدا محوِ تجلائے حضور

بات جو نکلے مسلسل ہے مربوط سی ہے
دامن پاسِ ادب ہاتھ میں مضبوط سی ہے

کسکی جانب ہے الٰہی یہ مرا روئے سخن
آج کچھ اور ہی ہے رنگِ سخن۔ بوئے سخن
بن گئی فکر رسا شانۂ گیسوئے سخن
بات جب ہے کہ نہ چھوٹے کوئی پہلوئے سخن

شعر اونچے سے جو اونچا ہو زبان پہ آئے
تو سہی عرش سے مضمون اُتر کر آئے

یہ سخن وہ ہے جو ہے روحِ سخن جانِ سخن
مدح سلطان کی ہے کیوں نہ ہو سلطانِ سخن
شان دربار یہ کہتی ہے بڑھی شانِ سخن
ہاں سخنور یہی گو ہے یہی میدانِ سخن

ہوں سب اشعار رسیلے کہ بنارس یہ ہے
شش جہت میں ہو یہ شہرہ کہ مدرس یہ ہے

سامنے کون ہے سلطان سلاطینِ جہان
سامنے کون ہے تاجِ سرِ تمکینِ جہان
دانش آموز جہان موجدِ آئینِ جہان
رونقِ بزمِ جہان مایۂ تزئینِ جہان

حامیِ دینِ نبی ظلِ خدا خلق پناہ
میر محبوب علیخان بہادر جمجاہ

شیر کو زیر کیا رستمِ دوران ہو کر
قاف تا قاف کیا نام سلیمان ہو کر
بھر دیا دامنِ عالم گہر افشان ہو کر
اوج پایا مہ و خورشید نے قربان ہو کر

نام شہ لیکے بشر تیغ و علم لیتا ہے
شان وہ ہے کہ فلک جھک کے قدم لیتا ہے

ہو ہرا باغِ سخن طبع کا بھرا کھل جائے
سبز بختی کا ترے سر پہ پھریرا کھل جائے

کچھ عجب رنگ ہے زیرِ فلکِ مینائی
غنچۂ دل جو کھلا پھول کی خوشبو آئی
جھومتی آتی ہے۔ مستی ہو گھٹا پر چھائی
ڈوب کر عطرِ مسرت مین صبا اترائی
خم بھرے شیشے کھلے دور مین ساغر آیا
چرخ کہتا ہو کہ لینا مجھے چکر آیا

اُٹھ گئے آج درِ دل سے وہ پردے گہرے
موجین آہونکی بنین سازِ طرب کے لہرے
جھکے ہر طرح کی اُمید کے بیٹھے پہرے
بات سُننے کی یہ ہو کان عدو کے بہرے
کُھل گیا غیب سے درِ طالعِ مسعود کا آج
سامنا ہو ہی گیا شاہدِ مقصود کا آج

بن گئے پیشانیِ محبوب نصیبا چمکا
چشمۂ مہر ہوا دیدۂ تر شبنم کا
رہ گیا ڈوب کے تارا شبِ تارِ غم کا
اب ہے سر اور درِ اُمیدگہِ عالم کا
بخت جاگے ہوئے ہین عالمِ ہشیاری ہو
خواب مین دیکھ رہا ہون کہ یہ بیداری ہو

اللہ اللہ یہ وہی بارگہِ عالی ہے
عیش و عشرت سے بھری کلفتونسے خالی ہے
سرِ گردون کو جہان حسرتِ پامالی ہے
ہاتھ باندھے ہوے استادہ خوش اقبالی ہے
سطوت و رعب و ادب اپنی ہوا باندھے ہوے
لشکرِ لطف و عنایات پرا باندھے ہوے

رنگِ اُمید مرادِ اغِ تمنا لایا
دلنوازی جو سُنی دل کا تقاضا لایا
جوشِ دل تشنہ دہن کو لبِ دریا لایا
شجرِ اخلاص کا آخر کو پھل اچھا لایا
طائرِ شوق کہان کھولتے ہی پر پہونچا
کیا تڑپ تھی کہ زمین سے مین فلک پر پہونچا

داغ مرہم سے ملا درد دوا تک پہونچا
ذرہ اس درجہ بڑھا اوج سما تک پہونچا

جو گھڑی آئے وہ ہو عمر خضر سے بڑھکر

قطعات تاریخ وفات

نتیجۂ فکر مقرب الخاقان اُستاذ السلطان بلبل ہندوستان فصیح الملک جہان اُستاد جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

وائے ویلا چل بسا دُنیا سے وہ	جو مرا ہمدم تھا میرا ہمصفیر
مصطفےٰ آباد سے آیا دکن ؏	یہ سفر تھا اُس مسافر کا اخیر
کیا کہون کیا کیا ہوئین بیماریان	کیا لکھون تفصیل امراضِ کثیر
مبتلائے حدتِ صفرا و تپ	موردِ آزارِ اسہال و زحیر
گو بظاہر تھا امیر احمد لقب	درحقیقت باطنًا پایا فقیر
شاہ مینا سے ہے نسلی سلسلہ	شاعری مین خاص تلمیذِ اسیر
ہی دُعا بھی داغ کی تاریخ بھی	قصرِ عالی پائے جنت مین امیر ۱۳۱۸ھ

ولہ

چل بسے داغ کے بہت احباب	رات دن جنکے غم مین ہو دلگیر
آج اِس غم کی یہ کہی تاریخ	اب ہوا دلپہ آہ داغِ امیر ۱۳۱۸ھ

ولہ

کر گئے رحلت امیر احمد امیر	اب نشاطِ زندگی جاتا رہا
مل گئی تاریخ دل سے داغ کے	آہ لطفِ شاعری جاتا رہا ۱۳۱۸ھ

نتیجۂ طبع محقق بےمثال فخر شعرائے ماضی وحال جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

کجا امیر کجا سرزمین ملکِ دکن	کہان تھا مسکن مدفن کہان ہوا نصیب
جلال لکھدو یہ تاریخ انکی رحلت کی	امیر ہو گئے صد وائے ایک مرد غریب ۱۹۰۰ء

نتیجۂ فکر شاعر عدیم النظیر جانشین حضرت امیر جناب حافظ جلیل حسن صاحب جلیل سکرٹری امیر اللغات

جلیل نے سر بزم عزا یہ پوچھا آج	وہ کون تھے جنھین روتے ہین سارے شیدائی
پڑھا جواب مین مصرع یہ ایک نے اُٹھکر	امیر کشورِ معنی امیر مینائی ۱۳۱۸ھ

یہی مرجع یہی ملجا ہے مسلمانون کا | اسی مٹھی مین ہو شیرازہ پریشانون کا
پردہ پوش ایسا کہان چاک گریبانون کا | مینہ برستا ہو یہان رات دن احسانون کا

ہر مسلمان کی ہے آنکھ اسی در سے لگی
آئینے کی ہو نظر روئے سکندر سے لگی

حکمت ایسی کہ فلاطون کے خزانے مین نہین | حشمت ایسی کہ فریدون کے خزانے مین نہین
رفعت ایسی ہو کہ گردون کے خزانے مین نہین | دولت ایسی ہو کہ قارون کے خزانے مین نہین

مہر کہتے ہین جسے خوشہ ہو اِس خرمن کا
ابر کہتے ہین جسے گوشہ ہو اِس دامن کا

حاجتین ہو گئین معدوم سخاوت ایسی | راز ہر دل کا ہے معلوم فراست ایسی
ظلم ہو آپ ہی مظلوم سیاست ایسی | سارے عالم مین ہو اک دھوم ریاست ایسی

قلزمِ فیض کئی ہاتھ چڑھا رہتا ہے
دستگیری کے لیے ہاتھ بڑھا رہتا ہے

ایسی سرکار بھلا کسکو خدا دیتا ہے | ہو وہ برتاؤ کہ اُلفت کا مزا دیتا ہے
گُل جو کھلتا ہے یہان بوئے وفا دیتا ہے | ملک سرسبز ہے مالک کو دُعا دیتا ہے

کشورِ دل مین ہو پر یونکے بھی شاہی تیری
قاف تا قاف حکومت ہو الٰہی تیری

بس امیر آگے نہ بڑھ دہ یہ نظم کو طول | ہاتھ اُٹھا پھر دُعا وقت ہو کیسا مقبول
لطفِ سرکار کہ ہر بار ہو سب پر مبذول | تجھکو بھی گلشنِ مقصود سے ملجائینگے پھول

تو سہی جامِ مسرت سے چھکا دین تجھکو
آج ملجائین گی مُنہ مانگی مُرادین تجھکو

یا خدا عمر بڑھے ملک بڑھے مال بڑھے | شان و شوکت بڑھے دولت بڑھے اقبال بڑھے
جاہ و حشمت بڑھے رفعت بڑھے اجلال بڑھے | اور رہے دم بڑھے ہر دن بڑھے ہر سال بڑھے

کوئی دن عمر کا ڈھلنے پہ نہ آئے چڑھکر

رقیب کے لیے ہو۔

دونون جوان لیڈیان تھوڑی دیر تک باہم گفتگو کرتی رہین۔ اموجن ہارٹ لینڈ نے ٹریتھم ہاؤس کی تمام سرگذشت کہہ سنائی۔ اور آلائس نے سلوشر کی زبان سے سُنے ہوئے حالات صحیح صحیح بیان کر دیے۔

ساتوان باب

گرجا کا محرر

اب اس ناول کا سین پھر اُسی خوبصورت گانؤن (اڈنگٹن) کیطرف منتقل ہوتا ہی جو ٹمبرج ویلس سے تھوڑے ہی فاصلے پر واقع تھا۔ شام کا وقت تھا اور یہ اُس دوشنبہ کی شام تھی جو گذشتہ ہوا ہے کے بعد ہی آنیوالا تھا۔ گرجا کا بوڑھا محرر صحن کیطرف نکلی ہوئی سیڑھیون پر بیٹھا ہوا حقہ کھا رہا تھا اور غروب ہونیوالے آفتاب کی آڑی ترچھی کرنین اُسے اپنا مرکز بنائے ہوئے تھین۔ اسیوقت سامنے سے ایک نوجوان جنٹلمین آتا ہوا دکھائی دیا اور بوڑھے کلرک توجہ اُسیقدر اُسکی طرف بڑھنے لگی جسقدر وہ نزدیک آتا گیا۔ یہ وجوان اُن شوقین لوگون میں معلوم ہوتا تھا جنکی ہستی دارالسلطنۃ لندن کیلئے ایسی خصوصیت رکھتی ہی جسطرح چھتے کیلئے مکھیان۔ یہ لوگ اگر کبھی کبھی گانؤن کیطرف نکل آتے ہین تو غریب دیہاتی انکی نفیس پوشاک دیکھکے دنگ ہو جاتے ہین۔

یہ نوجوان جنٹلمین جسکا ہم ذکر رہے ہین نہایت ہی نفیس پوشاک پہنے ہوئے تھا۔ سفید ٹوپی اگرچہ زیادہ قابل تعریف نہ تھی مگر سیر و تفریح کیوقت مستعمل تھی۔ اس ٹوپی سے اُس چہرے پر کسیقدر ناموزونیت پیدا ہو گئی تھی جسکے خط و خال زنانہ اور نازک معلوم ہوتے تھے۔ اور مردانہ علامات (موچھین اور گل مچھے) اُسپر بالکل نہین پھبتے تھے "کیسے گل مچھے! کسقدر چمکیلے!! اور کس خوبصورتی سے چسپ ہوئے ہین!!!" "اب موچھون کی تشریح کی بھی ضرورت ہوا" یہ موچھین فوجی افسرونکی طرح بڑی اور گھنی نہ تھین بلکہ اوپر کے ہونٹ پر ایک باریک تحریر یعنے گل مچھونکیطرح چمکدار معلوم ہوتی تھی۔ نوکین نہایت ہی مہین اور مروڑ دی ہوئین۔ گویا آخری مروڑ کسی مصنوعی بال لگانیوالے یا تمیزدار نوکر کے ہاتھ کی تھی۔ ان موچھون مین بظاہر کوئی نقص نہین پایا جاتا تھا لیکن سچ پوچھیے تو وہ بہت کچھ غیر معمولی معلوم ہوتی تھین۔ گویا مصنوعی بال لگانیوالے کی دوکان پر جنٹلمین کے اوپر والے ہونٹ پر لگا دی گئی تھین۔ باقی عام انداز وضع مین زیادہ تغیر نہ تھا۔ کوٹ بالکل بے شکن اور اُسکے جسم پر چُھبا ہوا تھا۔ لیکن سینے پر اسقدر ابھرا ابھرا کہ یہ شک ہوتا تھا وہ کوٹ کے نیچے کوئی چیز چھپی ہوئی ہے" فرنچ فیشن کا پتلون اُریبی پائنچون کے ساتھ پیٹنٹ لیدر بوٹ پر گاؤدم ہوتا چلا گیا تھا لیکن کولون پر بہت پھولا پھولا۔ قمیض مین سونے کے

نتیجۂ فکر جناب منشی لکھنو لال صاحب تائب لکھنوی

چل بسے دہر سے جناب امیرؔ	رہگیا یادگار نام و نشان
لکھدو تاریخ تم یہی تائبؔ	اوٹھگیا آہ فخر ہندستان
	۱۹۰۰ء

ولہ

ہوگئی آج شاعری بیکس	اب کہان وہ امیر ماہر فن
لکھدو تائبؔ وفات کی تاریخ	نہ رہا آہ سرپرست سخن
	۱۹۰۰ء

نتیجۂ طبع عالی جناب راجہ عنایت سنگھ صاحب عنایت تعلقدار بریلی ورئیس لکھنو

امیر خردمند جو فرو تھے	سخن آفرینی مین ایجاد مین
دکن مین ہوا انتقال اُنکا آج	زمانہ ہے مصروف فریاد مین
غضب لکھنؤ مین ہے ماتم بپا	ملا کیا تجھے چرخ بیداد مین
سنین الٰہی مین ہو سال مرگ	عنایت یہ تھا قلب ناشاد مین
خرد بولی بے روے ایہام لکھ	قضا لیگئی حیدرآباد مین
	۱۳۱۸ف الٰہی

نتیجۂ فکر جناب منشی محمد ذکریا صاحب ماہر مچھلی شہری شاگرد جناب متینؔ

جب اُٹھگئے دُنیا سے امیر احمد ذیشان	سرپیٹ کے روتا تھا کمال اُنکے سرہانے
پھر اُسنے عجب یاس و غم و رنج سے ماہرؔ	تاریخ کہی جلد دیا آج خدا نے
	۱۳۱۸ء

ولہ

کچھ خبر ہے چلدیے منشی امیر	ہوگئی اُس اہل جوہر کی وفات
مصرعۂ تاریخ ماہرؔ یون لکھو	اہل ایمان شاعر والاصفات
	۱۳۱۸ء

نتیجۂ فکر جناب خواجہ عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی تلمیذ حضرت شاد پیر و میر مرحوم

از وفات امیر احمد - آہ	عالمے مبتلاے رنج و الم
گفت تاریخ فوت او عشرتؔ	اوستادے برفتہ از عالم
	۱۳۱۸ء

اطلاع - مشہور زمانہ حضرت ظہیر دہلوی نے اپنے ارشد تلامذہ مولانا ثاقب صاحب بدایونی کو "پہلوان سخن" کا معزز خطاب دیکے عام اطلاع کیلیے یہ نوٹ شائع کرایا ہی - منیجر

سے گرجا کی محرری کرتے ہوئے ۹۳ برس ہو چکے ہین۔ (خدا اُنکی روح پر رحم کرے) وہ گرجا کے دوسری طرف سدا بہار کے ایک درخت کے نیچے سو رہے ہین۔ کسی زمانہ مین وہ گرجا کے محرر کی طرح گورکن بھی تھے۔ لیکن جب اُنکے اعضا ضعیف ہو گئے اُنھین مجبوراً دوسرونکی گورکنی ترک کرنا پڑی اور بہت جلد اپنی قبر مین لیٹ رہے ہے"

یہان تک کہکے اپنے خاص خیالات اور اُن شلنگ کیوجہ سے جو نوجوان نے ہمراز بنانیکے لیے اُسکی جیب مین رکھدیے مسٹر ہاگبن کا دل دھڑکنے لگا اور اُسنے پھر کہنا شروع کیا"

کلرک " مین اپنے پہلے پادری کو موجودہ پادری کی بہ نسبت زیادہ پسند کرتا تھا بہت سے لوگونکا یہی خیال ہے جنکا مین نام بتا سکتا ہون۔ مین نے اُسکی موت پر خیال کیا کہ یہ بڑی رحمت ہے کہ بوڑھے ہمیشہ سے مرتے آئے ہین۔ گویا یہ قانون قدرت ہے اور اس مین کوئی چارہ نہین ہے"

اس فلسفیانہ بحث کے نتیجے پر پہونچکے بوڑھے کلرک نے اپنی عینک اُتار لی۔ صاف کیا۔ اور پھر چڑہا لی۔ اور نئے سرے سے اجنبی کی شاہانہ فیاضی کا امیدوار ہوا۔

نوجوان جنٹلمین " تمہارے پادری کا مکان کہان ہے؟"

کلرک " وہ ٹھیک گرجا کی پشت پر۔ کیا آپ اُن درختون پر خوفناک اصحاب طیور کا ہجوم دیکھتے ہین؟" بس وہی مکان ہے"

نوجوان " اور وہ چھوٹا سا خوبصورت بنگلہ جو دوسری جانب دکھائی دیتا ہے؟"

کلرک " وہ "ڈہلیا کاٹیج" ہے۔ اسمین مسز اور مسٹر ٹریور رہتے ہین"

اجنبی " کیا مسز اور مسٹر ٹریور اسی مکان مین رہتے ہین؟" (نوجوان نے بایان ہاتھ کولہے پر رکھ لیا۔ داہنے ہاتھ سے کوئزنگ گلاس لگایا اور کوڑا منہ مین دبا کے ایک منٹ سے زیادہ اس مکان کو بغور دیکھتا رہا)

اس اثنا مین بوڑھے کلرک نے بھی اپنی آنکھین نوجوان جنٹلمین پر جما دین۔ لیکن خوبصورت اجنبی کی وضع۔ شکل۔ اور عام انداز سے وہ بالکل نہ سمجھ سکا کہ اسمین کوئی راز ہے۔

نوجوان " (خاموشی توڑکے) یہ دونون یہان کب سے رہتے ہین؟"

ہاگبن " کب سے؟" مین یاد کرون! ٹام گیفنی کو بچھڑی کی چوری مین ماخوذ ہوئے بیس مہینے ہو چکے ہین"

نوجوان جنٹلمین بیساختہ ہنس پڑا۔ یہ ہنسی اسقدر خوش آیند تھی کہ بوڑھا کلرک بجائے اسکے کہ کچھ ناراض ہوتا اور زیادہ فریفتہ ہو گیا۔

نوجوان " اس سے کیا مطلب ہے؟ کیا مسٹر گیفنی کا ماخوذ ہونا اُسوقت سے تعلق رکھتا ہے جب مسٹر ٹریور اس مکان مین سکونت پذیر ہوئے؟"

تین بٹن لگے ہوے تھے۔ واسکٹ کی تراش بھی
چست کوٹ کیطرح بالکل بے عیب تھی۔ ہلکے بھورے
رنگ کے دستانے اُن چھوٹے چھوٹے سانچے
مین ڈھلے ہوے ہاتھون کو پورے طور پر دکھا رہے
تھے جو نفیس فیشن ایبل حیرت انگیز پوشاک کو
برابر رکھنے مین مدد دے رہے تھے۔

اس نوجوان کے ہاتھ مین ایک چھوٹا
سا خوبصورت کوڑا تھا اور اُسکی چال سے کسیقدر
رعونت پائی جاتی تھی۔ گویا وہ اپنے کو ایک
غیر معمولی معزز اور سنجیدہ شخص خیال کرتا تھا۔
ہر شخص جو اُسکے قریب سے گزرتا وہ اُسپر نگاہ بھی
نہین ڈالتا تھا۔ اُسکی چال اُسکے انداز سے
ہر شخص اندازہ کرسکتا تھا کہ وہ اول درجے کا
رنگیلا جوان ہے مگر اُسے کوئی اوباش نہین کہہ سکتا
تھا بلکہ صرف ایک معزز اور تندمزاج نوجوان۔

یہ نوجوان جنٹلمین جیسے ہی اُس راستے پر
پہونچا جو سیڑھیون تک سیدھا چلا گیا تھا اُسنے اپنے
کوڑے کو نمائشی طور پر جنبش دی جس سے گھانس
کی لمبی لمبی پتیان اور جھاڑیون کی نوکین کٹ گئین
اور کونز نگ گلاس آنکھ پر چڑھالیا۔ (ان وجوہ
سے یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ ہم مسٹر سلوسٹر کیسی کا
دوبارہ ذکر کررہے ہین۔ کیونکہ موجودہ مضمون اُس
نو دولت سفلے سے کوئی تعلق نہین رکھتا جسے ہم
گزشتہ باب مین دکھا چکے ہین)۔

گرجا کے بوڑھے محرر نے اپنی عینک کے
بڑے بڑے چشمون سے اُس شکل کو بغور دیکھا جو اُسکے
قریب آرہی تھی کیونکہ سنسان گانون آدنگٹن
مین یہ صورت بہت کچھ غیر معمولی تھی۔ اگرچہ کلرک
پہلے نہایت ہی متحیر ہوگیا مگر آخرکار اپنے حواس درست
کرکے قریب تھا کہ سیڑھیون سے اُٹھ کھڑا ہو اور
نوجوان جنٹلمین کو راستہ دیدے۔ لیکن خوش وضع
اجنبی نے قریب پہونچکے نہایت ہی ملائم اور شیرین
آواز مین کہا" آپ تکلیف نہ کیجیے! مین یہان چند منٹ
ٹھہر کے آپ سے کچھ باتین کرونگا"

بوڑھے محرر نے ایسی شخص کی تعظیم مین
جسنے اُسے دوستانہ الفاظ مین مخاطب کیا تھا اپنی
ٹوپی اتارلی۔ معزز نوجوان نے محرر سے ٹوپی پہن لینے
کی فرمائش کی اور ایک چھوٹا سا نفیس بٹوا (جسمین
ایکطرف کچھ ساورن اور دوسری جانب چند چاندی کے
سکے تھے) نکالکے کہا" مین نے اس گانون مین
ایک نہایت ہی عمدہ شرابخانہ دیکھا ہے اور تم سے
درخواست کرتا ہون کہ میرے ساتھ چلکے تھوڑی
دیر فرحت وسرور کا لطف اُٹھاؤ"

ضعیف محرر اپنے نئے ملاقاتی پر بہت ہی
گرویدہ ہوگیا۔ اور خیال کرنے لگا کہ ایسے شخص سے
اپنی بپتی ضرور کہنا چاہیے جسنے دفعتہ ایسی گہری مہربانی
ظاہر کی۔ آخر اُسنے کہنا شروع کیا"

کلرک "میرا نام ہاگبن ہے۔ اور ملازمت کے
صیغے مین جان ہاگبن۔ آیندہ جنوری مین میرا سن
پورے ۶۳ سال کا ہوجائیگا۔ والد کی وفات کے بعد

عورت مسز ٹریور تھی؟"

کلرک "ہان مسٹر ٹریور کی بیوی۔ گانوںمین اول درجے کی حسین عورت ہی"

اجنبی "مین خیال کرتا ہون کہ وہ کسی سی ملتی جلتی نہین بلکہ شاید یہان پوشیدہ طور سے رہتی ہی؟"

کلرک "دونون آدمی کسی سے نہین ملتے نہ کسی سے راہ و رسم پیدا کرنا چاہتے ہین ہمسائے کے معزز لوگون نے اکثر انھین بلایا مگر اُنھون نے کسی نہ کسی حیلے سے ہمیشہ انکار کر دیا۔ ہان خوب یاد آیا۔ ایک مرتبہ ہمارے پادری سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا۔ یہ ملاقات اس قسم کی تھی جسطرح عام لوگ چاہتے تھے۔ بلکہ اُنھون نے خود اطلاع دی تھی"

اجنبی "کیسی اطلاع؟"

کلرک "جب دونون شروع شروع یہان آئے ہین تو اُنکی نسبت اس گانوں مین عجیب باتین مشہور ہوئین۔ اور دبی زبان سے یہ بھی ذکر ہونے لگا کہ یہ لیڈی مسٹر ٹریور کی بیاہتا بیوی نہین معلوم ہوتی۔ اسیطرح کچھ عرصہ گذرا۔ اور مسٹر ٹریور کے یہان بچہ پیدا ہوا جسے تقریباً دس مہینے ہوے ہونگے۔ اب بچہ کو عیسائی کرانیکی ضرورت ہوئی اسلیے اُنھون ہماری پادری سے درخواست کی۔ لیکن پادری سب خبرین سُن چکا تھا جو اُنکی نسبت مشہور ہو رہی تھین اس لیے اُسنے ٹریور کے نام سے بچہ کو رجسٹر کرنے سے اس بنا پر انکار کیا کہ والدین کا نکاحنامہ پیش ہونا چاہیئے

اجنبی "پھر کیا ہوا؟ مین سمجھتا ہون کہ نکاحنامہ پیش کرنیمین سخت دقت ہوئی ہوگی۔ کیون؟"

ہاگین "دقت؟" بالکل نہین۔ نکاحنامہ فوراً پیش کر دیا گیا"

اجنبی (دفعتہً سیدھے ہوکر اور بوڑھے کلرک کیطرف جھک کے) "تم اُس نکاحنامہ کی نسبت کچھ بتا سکتے ہو"

کلرک "بیشک بتا سکتا ہون۔ مگر آپ کے انداز تعجب خیز معلوم ہوتے ہین"

اجنبی "میرے اچھے آدمی! دفعتہً میرے درد ہونے لگا تھا۔ اور کوئی بات نہین"

کلرک "حیف! یہ قصہ طولانی ہو اور مین تین سال سے بیمار ہون۔ احتیاط شرط ہی!"

اجنبی (تیز ہوکر) "کچھ پروا نہین کہ تم کب سے بیمار ہو۔ تم کہہ رہے تھے کہ نکاحنامہ پیش کیا گیا تھا"

کلرک "بیشک پیش کیا گیا۔ اور ہماری پادری نے بخوبی دیکھ لیا کہ اُنکی شادی باقاعدہ ہوگئی ہی۔ اسپر وہ بہت ہی اخلاق سے پیش آیا۔ اپنی بیوی (مسز کپٹاک) کو مسز ٹریور سے ملایا اور گانوں کے دوسرے خاندانون مین اسے بھی بتا دیا"

اجنبی "یہ کیسے! یہی وجہ ہو کہ مسٹر ٹریور نے اس گوشے مین رہنا اختیار کیا؟"

کلرک "ہان ٹھیک یہی وجہ"

کلرک "جناب! مجھے خوب یاد ہو کہ جس روز تم کیفنی گرفتار ہوکے میڈاسٹون گئے ہین اُسیدن مسٹر ٹریور اس گانون مین داخل ہوئے اور رڈہلیا کا بیج لیا۔ کیونکہ یہ دونون ذکر اُسی شام کو رڈ لائن کے اوپر والے کمرہ مین میرے سامنے ہوئے تھے"

اجنبی "کیا یہ واقعہ بہت ہی اہم خیال کیا گیا تھا؟" (اس فقرے کے ساتھ نوجوان اجنبی اسطرح مسکرایا کہ اُسکے خوشنما دانتونکی لڑیان دیکھکے بوڑھا کلرک خوش ہوگیا اور دل ہی دلمین کہنے لگا "ان دانتون سے سخت روٹی بالکل نہ چبتی ہوگی"

کلرک "(بلند آواز مین) یہ بنگلہ کچھ عرصے تک خالی پڑا رہا۔ اور اُسکے مالک مسٹر فیر براُس کو کسی کرایہ دار کے آنیکی امید منقطع ہوگئی۔ لیکن ایک روز شام کو جب ہارکلن آتی ہی کیا دیکھا کہ –"

نوجوان "(بات کاٹ کے) ہارکلن؟"

کلرک "ہان! یہ ایک گاڑی ہو جو میڈ اسٹون اور رویلس کے درمیان مین چلتی ہو۔ اسی گاڑی مین مسٹر ٹریور یہان آئے۔ وہ رڈ لائن مین ٹھہر گئے اور مسٹر فیر براس کا مکان دریافت کیا۔ زمیندار نے کہا کہ "وہ سُرخ اینٹون والا مکان جو سرراہ ہو۔ جسکے دروازے پر پیتل کا بڑا بھاری گھنٹہ لگا ہوا ہو" مسٹر ٹریور مسٹر فیر براس کے پاس پہنچے اور اُس نے صورت دیکھتے ہی کہا "کیا آپ ہی نے کل کے اخبار ٹائمز مین مشتہر کرایا ہو کہ مجھکو ایک ایسے خوش قطع مکان کی ضرورت ہو جسمین علاوہ باورچیخانہ اور غسلخانہ کے آٹھ کمرے ہر ضرورت کیواسطے کافی ہون؟" مسٹر ٹریور نے جواب دیا "اور ایک خانہ باغ بھی" مسٹر فیر براس نے کہا "ہان خانہ باغ بھی" چنانچہ دونون آدمی مکان دیکھنے گئے۔ مسٹر ٹریور نے فورًا اپنا منشاء ظاہر کردیا کہ مین اسے لینا چاہتا ہون۔ مسٹر فیر براس نے کہا "بہت مناسب۔ اسکا کرایہ چالیس پاونڈ سالانہ ہو" مسٹر ٹریور بولے "منظور ہا" مسٹر فیر براس نے کہا "مین کل کرایہ یا کم از کم چہارم پیشگی لونگا" اسپر مسٹر ٹریور نے تھیلی نکالی اور سال بھر کا پیشگی کرایہ گن دیا۔ رسید کا بھی انتظار نہین کیا اور مسٹر فیر براس کو رخصتی سلام کرکے ہارکلن پر (جب وہ حسب معمول میڈاسٹون جارہی تھی) سوار ہوگئے۔

اجنبی "اتنی جلدی معاملہ طے ہوگیا؟ یہ مسٹر ٹریور بڑے اولوالعزم شخص معلوم ہوتے ہین۔ خیر پھر کیا ہوا؟"

ہاگبن "دو تین روز مین اسباب کی گاڑیان آئین اور تمام سامان بہت جلد درست ہوگیا۔ اسکے بعد ایک بند گاڑی آئی اور مسٹر ٹریور نے اُسمین سے ایک ایسی حسین عورت کو اُتارا جو انگلش مین اسی مرتبہ دیکھ پڑی۔ یا آج آپ نظر آئے اور آپ یقینًا ایسے خوبصورت شخص ہین کہ اس گانونمین عمومًا ایسی شکل نایاب ہو (اسوقت بوڑھے کلرک کی آواز اور نظر مین عجیب خصوصیت پیدا ہوگئی تھی)

اجنبی "تم میرا خیال نہ کرو اور کہے جاو۔ مجھے تمہاری باتین بھلی معلوم ہوتی ہین۔ مین خیال کرتا ہون وہ

مین رکھکے) "اب میرا سن اس قابل نہین۔کہ کسی بات پر زیادہ غور کرون۔لیکن آپ ایک معزز نوجوان معلوم ہوتے ہین اور آپکی خاطر سے پھر اپنی یاد پر زور دیتا ہون۔خیال ہے کہ مجھے اپنی یاد پر بالکل اعتماد نہین ہی۔شاید یہ سارٹیفکٹ "ساوتھ ڈیل" سے آیا تھا"

اجنبی "ساوتھ ڈیل یقینی یہی مقام ہی۔ یہ ڈورسٹ شائر مین ایک گاؤن ہی"

کلرک "ٹھیک ڈورسٹ شائر! یہ ایک ضلع ہی لیکن حیف با" (فوراً ڈیلیا کا چیچ کیطرف دیکھا)

ساتھ ہی نوجوان جنٹلمین کی نظر بھی اُسیطرف اُٹھ گئی اور سامنے سے ایک لیڈی آتے ہوئے دکھائی دی۔

نوجوان "شاید مسز ٹریور یہی ہی؟"

کلرک "ہان! یہی"

اجنبی (آزادانہ قائم مزاجی اور بے پروائی سے) "افسوس! تم یہ بتانا بھول گئے کہ مسٹر ٹریور کس شکل وشمائل کے آدمی ہین؟"

کلرک "ایک کشیدہ قامت جوان۔بال اور آنکھین سیاہ۔نہایت ہی خوبصورت۔مین خیال کرتا ہون کہ اُنکی عمر پچیس اور تیس سال کے درمیان مین ہوگی"

اجنبی "ستائیس سال!"

کلرک "آپ مجھسے زیادہ اُن لوگون سے واقفیت رکھتے ہین۔لیکن مین بھولتا ہون یہ میرا فرض نہین ہی (نوجوان کو بٹوا نکالتے ہوے دیکھکر) آپ میری واقفیت کا معاوضہ دیتے ہین (نہایت ہی انکسار سے) آپنے سب مجھے مول لے لیا۔ ہان جناب! مسٹر ٹریور کی عمر ضرور ستائیس سال کی ہی۔مین نہین کہہ سکتا کہ وہ اسوقت گاؤن مین موجود ہین۔کیونکہ مجھے خوب یاد ہی کہ کل صبح کو وہ ہارلکن پر سوار دکھائی دیے تھے"

اجنبی "بس اسیقدر کافی ہی۔مین تمہاری اطلاع دہی کا شکریہ ادا کرتا ہون اور جو رقم پہلے دے چکا ہون وہ اُسکا معاوضہ ہی اب یہ مزید تعداد اسلیئے حاضر کیجاتی ہی کہ تمسے اُمید ہی اس گفتگو کا ذکر کسی سے نکروگے"

یہ کہکے خوبصورت اجنبی نے ملائم دستانہ دار ہاتھ سے دو ساورن ایک چھوٹے سے خوشنما بٹوے سے (جسکی کمانیان چاندی کی تھین) نکالے اور بوڑھے کلرک کی جیب مین دوستانہ انداز رکھکے ٹہلتا ہوا چلا۔جیسے ہی یہ ساورن بوڑھے محرر کی اُس جیب مین پہونچے جسمین ابھی دو ساورن آسکتے تھے وہ خوش ہوکر دل ہی دل مین کہنے لگا مین نے تمہارے سوا کبھی ایسا مرد نہین دیکھا جو عورت معلوم ہوتا ہو"

ابھی کلرک اسی خیال پر غور کر رہا تھا کہ خوبصورت نوجوان اُس راستے پر جا پہونچا جدھر سے مسز ٹریور آرہی تھی۔

اجنبی :- (جسکے دلپر نکاحنامے کے ذکر نے ایک گہرا نقش ڈالدیا تھا اور اُسکی تشریح کی سخت ضرورت تھی) "ہان کیا تمہین یقین ہی کہ وہ نکاحنامہ اصلی تھا ؟"

کلرک :- (شک اور تعجب سے) اصلی ؟ "کیا آپ خیال کر سکتے ہین کہ ڈاکٹر کپٹاک (پادری) اتنا نہین جانتا کہ اصلی نکاحنامہ کیسا ہوتا ہی - وہ اپنے فرض منصبی سے بخوبی واقف ہی - مین مطمئن ہون کہ اُسنے اچھی طرح جانچ لیا تھا - وہ اُس نکاحنامے کی تصدیق کرنیوالے کو جانتا ہوگا اور اُسکے دستخط بھی پہچان لیے ہونگے "

اجنبی :- (گزشتہ بیانات پر غور کرکے) کیا تمہین اُس نکاحنامے کے دیکھنے کا موقع ملا تھا ؟

کلرک :- ہان! مین اُسوقت وہین موجود تھا جب مسٹر ٹریور نے اُسے پیش کیا "

اجنبی :- ایخدا! کس قدر تعجب کی بات! "

کلرک :- کیا فرمایا ؟ "

اجنبی :- کچھ نہین! مین صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہون کہ تمکو کچھ خیال ہی کہ ان دونون کی شادی کس مقام پر ہوئی ؟ "

کلرک :- مین اُس مقام کی نسبت ٹھیک ٹھیک نہین بتا سکتا - کیونکہ وہ نکاحنامہ میرے ہاتھ مین دیر تک نہین رہا - اور مجھے اسقدر مہلت نہین ملی کہ بطور خود اطمینان کرلون کہ وہ جعلی تو نہین ہی "

اجنبی :- جعلی! (اس لفظ کو دُہراتے ہوے) کیا ایسے سرٹیفکٹ جعلی نہین ہوتے ؟ " مین نے ہر قسم کے سرٹیفکٹ جعلی سُنے ہین - خواہ وہ نکاحنامے ہون یا عیسائیت اور وفات کے سرٹیفکٹ ہون "

کلرک (غور سے دیکھکے) میرے جوان محسن! تمھین کسیقدر جوش پیدا ہوگیا ہی - مجھے کچھ کہنے کی جرأت نہین ہو سکتی لیکن تمہاری عنایتین مجھے اجازت دیتی ہین کہ مین اپنے خیال کا اظہار کرون - تمھارے انداز مجھے مشکوک معلوم ہوتے ہین - تمھارے امتیازی بال اور اُنکی ترتیب سے مجھے دو تین مرتبہ یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر تمھارے چہرے سے موچھین اور گل مچھے علحدہ کردیے جائین تو بہت ہی خوبصورت معلوم ہو "

اجنبی :- میرے اچھے دوست! تمھین میری خوبصورتی اور بدصورتی سے کیا سروکار ؟ " (ٹہو کا لگکے ایک ساورن کلرک کے ہاتھ مین دیکر) مین مناسب سمجھتا ہون کہ اس طولانی تقریر مین جسقدر تمھین تکلیف ہوئی اُسکا کسیقدر معاوضہ دون - میرے معزز دوست! اپنی ٹوپی پہن لو! تم ایسے بزرگون کو ہم نوجوانون کی تعظیم ضروری نہین - مین ابھی تمہین اور تکلیف دونگا - جس سرٹیفکٹ کے بارے مین گفتگو ہو رہی ہی کیا تم یاد کرکے بتا سکتے ہو کہ اُسکی تصدیق کس مقام پر ہوئی - یا کم از کم اسقدر سُراغ دو کہ اُس پر قیاس دوڑایا جا سکے "

کلرک :- (اُن الفاظ کو ذہن نشین کرکے جن سے شادی مین شک پیدا ہوتا تھا اور ساورن کو جیب

(کل فرمائشیں بخط صاف بنام منیجر خدنگ نظر لکھنؤ آنا چاہییں)

اُردو لٹریچر کا سرمایۂ ناز

...ین چار سال کے تجربہ میں بنے وہ ناول اور کتابیں انتخاب کی ہیں جو دلچسپی کے ساتھ اعلیٰ نتائج پیدا کریں بینظیر اور ... دو مرتبہ
... کے علمی و تاریخی سائنس کو ابھار اُبھار کر دکھائیں بیمثال ثابت ہوئی ہیں ناظرے خوش گزرے کے ساتھ معلومات کا بہت بڑا
سرمایہ انھیں کتابوں میں ملے گا۔ تعمیل فرمائش بذریعۂ ویلیو یا نقد قیمت آنے پر ہوگی۔ محصولڈاک و منی آرڈر فیس ذمہ خریدار

...عزیز مصر۔ وہ مشہور و دلچسپ ناول جو
...رنگ نظر کے ساتھ ۱۹۰۵ء میں شائع ہو کر ختم ہوئے
...میں عام مقبولیت حاصل کر چکا ہے نہایت سچا اور
...حیرت انگیز قصہ۔ ۱۲/

...شباب لکھنؤ۔ شاہ نصیر الدین حیدر کے لکھنؤ
...کی سچی تصویر۔ ایک انگریزی کتاب سے ترجمہ
...ہے نہایت ہی دلچسپ ہے۔ ۸/

...ہندوستان میں۔ مشہور زمانہ مولانا شرر لکھنوی
...کی جدید تصنیف۔ تاریخی عجائبات۔ ۸/

...عروج و زوال۔ ہندوستان کے تاریخی
...ناولوں میں بھی ایک ناول ہے جس میں حسن و عشق کی چاشنی
...اور خیالی تنگ بندیوں سے نہیں پیدا کی گئی
...خود تاریخ میں پورا واقعہ موجود ہے۔ زبان کی
...لطافت الفاظ کی برجستگی قابل دید ہے مصنفہ
...مدیر خدنگ نظر۔ ۸/

...نور افلوز ندا۔ قدیم مسیحیت کی تصویر
...مانان آئین کی شامت مصنفہ مولانا شرر۔ ۸/

...حرم عرب۔ عرب کے زمانہ جاہلیت کی نہایت دلچسپ
...تیر مشہور حضرت شرر کی نئی تصنیف۔ ۸/

...غدر گردار۔ نہایت ہی حیرت انگیز اور دلچسپ
...ناول مصنفہ مرزا عبد اللہ حسرتی۔ ۸/

...لکھنؤ کا طلسمی فانوس۔ مسٹر رینالڈ
...نہایت ہی عجیب ناول کا ترجمہ۔ ۱۲/

...دن انجلینا۔ روم و روس کی معرکہ آرائی

...دن کی مذہبی ... آخر میں اتفاقی۔ ۱۲/

رسیلا مس۔ انگلستان کے مشہور ناولنگار
ڈاکٹر جانسن کی اعلیٰ تصنیف کا ترجمہ۔ ۳/

خون عاشق۔ واقعات کا بالکل سچا قصہ
حسن و عشق کی عجیب و غریب داستان قزاقوں
اور دلاوروں کی تعجب خیز چالاکیاں سرتاپا تعجب
اور عبرت۔ نہایت ہی دلچسپ۔ ۵/

ہمایون خاتون۔ وہ دلچسپ واقعہ جو
راجہ ... سنگھ کے زمانے میں فساد عظیم برپا ہونے پر
ایک شریف خاندان میں گزرا ہے۔ ۸/

بدر النساء کی مصیبت مصنفہ شرر۔ ۸/

امراؤ جان ادا۔ ایک شاہد بازاری کی
سوانح عمری خود اُسیکی زبانی۔ لکھنؤ کی پیاری
زبان اور دلکش سین۔ ۸/

کنیز فاطمہ۔ ایک مسلمان لیڈی کی دشمن خیالی۔ ۸/

دھانی دوپٹہ۔ بالکل عشق۔ ۸/

اورنگ زیب و چنچل کماری۔ ۸/

فریب حسن۔ ... کا ترجمہ۔ ۸/

شماتت ہمسایہ۔ ۸/

زلف لیلیٰ۔ بجواب لعل لیلیٰ بہترین ناول۔ ۸/

جفائے حسن۔ ۸/

سلیم و مہر النساء جہانگیر و نور جہاں کا عشق۔ ۸/

رشید و زہرہ۔ دلچسپ قصہ۔ ۸/

معشوقۂ عرب۔ عربی معاشرت۔ ۸/

زرا ... مہر لبستہ۔ انگریزی ناول کا ترجمہ۔ ۸/

اسرار کوہسار۔ حیرت انگیز قصہ۔ ۸/

مہرجبا۔ ۴/

ربط ضبط ... ۸/

نشتر۔ ۸/

رہبر۔ ۱۲/

مشتاق و زہرہ۔ ۸/

فریب محبت۔ ۱۲/

احمق الذین۔ ۶/

مشو۔ ۶/

کرم و ستم۔ ۸/

بجھڑی دلھن۔ ۱۰/

پی کہاں۔ ۶/

کالی ... ۸/

معشوقۂ فرنگ۔ ۱۲/

مار آستین۔ ۱۲/

افشائے راز۔ ۸/

شادی و غم۔ ۸/

عبرت۔ کامل ... ۸/

جعفر و عباسہ۔ ۸/

اختر و حسینہ۔ ۸/

نیل کا سانپ۔ ۸/

خونی وقت۔ ۸/

بادھوپی کنگن۔ ۸/

سرگزشت ہندی۔ ۸/

سوز عشق۔ ۸/

مسافر دمشقی۔ ۸/

اقتضائے مغرب۔ ۸/

الفاروق۔ ۸/

سیرۃ النعمان۔ ۸/

اسلامی سوانح عمری۔ ۱۲/

المامون مع الجزیہ۔ ۸/

اسلم و حبیبہ۔ ۱۰/

چاک گریبان۔ ۸/

خمکدۂ خیال ...

شاہجہانپوری کا دیوان ... ۸/

گلزار داغ۔ ۸/

آفتاب داغ۔ ۱۲/

خانۂ خمار و
خرابات میکش۔ ۸/

گلستان سخن المعروف
دیوان ظہیر دہلوی۔ ۸/

نظم دلفروز المعروف
دیوان نور دہلوی۔ ۱۲/

دستور الفصحا۔ ۸/

طلسم اسرار۔ ۸/

خوشنما لفافے

اور خط لکھنے کا کاغذ
جن پر ایک صفحہ دینی
سنہری ... چھپے
قیمت فی درجن ۸/

آٹھوان باب

پھاٹک پر گفتگو

مسٹر ٹریور جسکی سادی پوشاک سے وہ وضع پیدا تھی جو شام کیوقت تفریح کیلیئے موزون ہی اپنے پیارسے شیر خوار بچہ کو جھولے پر آرام کرتا ہوا چھوڑ آئی تھی۔ اُسکی آنکھین اپنے الفریڈ کے خیال مین جھکی ہوئی تھین جو مسٹر ہاگبن کے بیان کے موافق ایکروز پشتر اڈنگٹن سے چلا گیا تھا۔ ایتھل کسی اور سبب سے فکرمند او راُداس نہ تھی کیونکہ لندن ہو آنیکے بعد اُسے الفریڈ کیطرف سے بالکل اطمینان ہو گیا تھا بلکہ اب وہ اُن طولانی جدائیون کے خیال مین رنجیدہ ہو رہی تھی جو ڈہلیا کاٹیج مین الفریڈ کے غیر محدود مدت تک غائب رہنے سے اکثر اُسے پژمردہ اور دلگیر بنائے رکھتی تھین اور اسوقت وہ یہی خیال کر رہی تھی کہ دیکھیے اس مرتبہ اُسکی واپسی کا کبتک انتظار کرنا ہوگا۔

دفعتہً اُسکے کان مین کیسکے پانوؤن کی چاپ معلوم ہوئی اور آنکھ اُٹھانے پر ایک شوقین وضع نوجوان جنٹلمین نظر پڑا جو کوئزنگ گلاس لگائے بیباکانہ انداز سے اُسے گھور رہا تھا۔ ایتھل اپنی ذات سے نیکدل اور پاکدامن تھی اسلیئے اگرچہ وہ بیگناہ اور پاک تھی تاہم سب سے پہلے اُسے اپنی عصمت کیطرف سے خدشہ پیدا ہوا اور اُسنے فوراً ارادہ کیا کہ مکان کیطرف پلٹ چلے۔ لیکن پھر خیال آیا کہ ایسی باتون پر اعتنا نکرنا چاہیے۔ اگر کے کوئی خلاف شان امر واقع ہوا تو اُسکی پاداش کیلیئے کافی موقع ہی۔ ابھی دن کی روشنی باقی تھی۔ آفتاب بالکل غروب نہین ہوا تھا۔ اور گرجا کے صحن مین بوڑہے کلرک کی دُھندلی صورت نظر آرہی تھی جو تھوڑی ہی دُور پر بیٹھا ہوا تھا۔ اسکے علاوہ دو تین فرد کی قریب کے میدان مین اپنے اپنے کام سے واپس آرہے تھے۔ غرضکہ اسی اطمینان پر وہ آگے بڑھی کہ اگر خوش پوشاک اجنبی سے کوئی ناملائم حرکت سرزد ہوئی تو ارد گرد کے لوگ اُسے باز رکھنے کیلیئے کافی ہین۔

لیکن اُسکا خیال غلط نکلا۔ نوجوان اجنبی نے اُسیطرح کوئزنگ گلاس لگائے ہوئے نہایت ہی غیر مہذب اور گستاخانہ لہجے مین کہا "اوہ! او مسز ٹریورا! مجھے ایک نظر دیکھ لینے دے۔ لوگ کہتے ہین کہ تو اس گانون کی پری نازنین ہی"

ایتھل کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور صاف و شفاف آنکھون سے آگ کے شعلے نکلنے لگے۔

نوجوان اجنبی نے تعجب انگیز سُریلی آواز مین زور سے قہقہہ مارا اور ہر دل عزیز بی زبان ایتھل کی اہانت و تضحیک پر اتراتا ہوا روانہ ہوا۔ ابھی بہت دور نہین گیا تھا کہ اپنی ناشائستہ حرکت پر پچتانے لگا۔ اُسنے جلد جلد گرجا کے پچاس گز راہ طے کی اور اپنے آپکو سخت ملامت کر کے کہنے لگا مین نے اس بیچاری کو فضول ہی جھگڑا

خدنگ نظر



ضوابط

(۱)

(۲)

(۳)

(۴)

(۵)

(۶)

آصفی پریس ... لکھنؤ سے شائع ہوا

استدعا

معزز ناظرین کی خدمت مین استدعا
ہو کہ نظم کی طرح نثر مین بھی اپنے قیمتی
خیالات سے خدنگ نظر کی اعانت فرمائین
اور اگر خود مضامین نگاری کا شوق نہو تو
اپنے مضمون نگار احباب کو اسطرف مائل
کرین۔ یا صرف اُنکا پتہ ارسال فرمائین ہم
براہ راست استدعا کرلین گے۔ فقط

منیجر

اشتہار

ہماری دوکان پر ہر قسم کے عمدہ عمدہ
کنکوے رنگین اور سادے۔ ہر قسم کی ڈور سادی
اور مانجھا۔ باریک وگندہ اعلیٰ درجے سے
ادنیٰ قیمت تک بغرض فروخت موجود ہین۔
قیمت جو اہل شہر سے لیجاتی ہے وہی شائقین
بیرونجات سے بھی۔ صرف محصول اضافہ ہوگا
علاوہ اسکے ہر قسم کا عطر۔ پان مین کھانیکی
خوشبودار تمباکو کی گولیان اور قوام۔ ہر قسم
کی چکن کے تھان دوپٹیان وساریان وغیرہ
فرد رضائی ولحاف وغیرہ وغیرہ حسب فرمائش
بصیغہ وی پی یا نقد قیمت آنے پر روانہ ہونگے
دریافت نرخ کے لیے جوابی کارڈ ارسال ہو۔

المشتہر
رگھناتھ پرشاد دوکاندار چوک لکھنؤ

اشتہار نمونہ جات پارچہ

کیا آپکو موسم گرما ور سرما کے کسی عمدہ لباس بنانیکی
ضرورت ہو؟ اگر ہو تو علاوہ اُن ولایتی چیزونکے
جنکی فہرست وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہو ہر ایک قسم کے
کپڑے بھی اونی سوتی۔ ریشمی مخمل۔ بانات۔ علاالین وغیرہ
وغیرہ جو اس کمپنی کی معرفت آپکو گھر بیٹھے نہایت عمدہ اور
ارزان پہونچ سکتے ہین اگر کپڑے کے نمونے ملاحظہ کرنا
ہون تو صرف ایک آنے کا ٹکٹ واسطے محصول کے
بھیجکر نمونے طلب فرمائیے فوراً ارسال خدمت ہونگے جنکے
دیکھنے سے بخوبی کپڑے کی حالت اور وضع آپکو معلوم
ہوگی ہر ایک نمونے کی پشت پر کپڑے کا عرض وقیمت
وغیرہ مفصل درج ہوگی اور علاوہ ازین ہر ایک قسم کا
سامان مثل جیبی گھڑیان۔ کلاک ٹائم پیس۔ باجے کلین۔
زیورات۔ ظروف طلائی ونقرہ وجرمن سلور ہر ایک قسم کے
چارجرٹ۔ سامان کرکٹ۔ بجوڑے آہنی سفری منی بیگ
اسٹیل بکس۔ سماور۔ ادویات انگریزی۔ چاقو۔ قینچی جملہ
سامان گاڑی گھوڑے کا۔ قالین جانماز۔ بوٹ۔ موزہ
کلاہ۔ دوربین سیربین۔ عینک وغیرہ وغیرہ غرضکہ ہر
چیز نہایت درجہ کفایت اور دیانتداری سے حسب
فرمائش گھر بیٹھے پہونچسکتی ہی کمپنی ہذا من اسٹیل ڈائی۔
مانوگرام۔ مواہیر پر بڑے بہت صاف اور اعلیٰ درجہ
کے خوبصورت اور تمام کمپنیون سے ارزان بنائے
جاتے ہین۔ جملہ خط وکتابت بنام ایم۔ اے محمد انعام اللہ
اینڈ کمپنی جنرل کمیشن ایجنٹ اینڈ ربر اسٹامپ
میکرس وبری گوگل داس ہسپتال مارکیٹ بمبئی کو بتہ سے جانا چاہیے

یادگار سالگرہ مبارک اعلیحضرت حضور پُرنور

میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک

آصفجاہ فتح جنگ سُلطان دکن خلد اللہ ملکہٗ

نمبر

خدنگ نظر

بصد ادب بحضور نظام گردون فر

اُمیدوار نگاہِ کرم خدنگ نظر

ضوابط

(۱) اشاعت ماہوار عام قیمت مع مضامین و غزلیات وناول دو روپیہ سالانہ پیشگی - امرا و عظام سے پانچ روپیہ - مربیان گلدستہ سے دس روپیہ مع محصول

(۲) اشعار غزلیات منتخب شائع ہونگے مفید مضامین عام طور سے لیے جائینگے لیکن مذہبی اور پولیٹکل بحثونکی ضرورت نہین

(۳) نمونہ بعد وصول ہونے کے بھیجا جائیگا نہ کہ مفت

(۴) جو پرچہ نہ پہونچے اطلاع دینے سے دوبارہ ارسال ہوگا

(۵) ہر تحریر بخط صاف ہونا چاہیے ورنہ مجبوراً تعمیل نہوگی

(۶) اُجرت اشتہارات ایڈیٹر سے خط و کتابت کرنے پر طے ہوگی

مرتبہ خاکسار نوبت رائے نظر لکھنوی ایڈیٹر و پروپرائٹر

آصفی پریس نوازگنج لکھنؤ سے شائع ہوا

اشتہار

معزز ناظرین کی خدمت میں اشتہار
ہذا کے ذریعہ کسی طرح مشتہرین بجائے اپنے اپنے قیمتی
خیالات سے خدنگ نظر کی اعانت فرمائیں
اور اگر خود مضامین نگاری کا شوق ہو تو
اپنے مضمون نگار احباب کو اس طرف مائل
کریں۔ یا صرف اُنکا پتہ ارسال فرمائیں ہم
براہ راست استدعا کر لیں گے۔ فقط

مشتہر

اشتہار

ہماری دوکان پر ہر قسم کے عمدہ عمدہ
لنگوٹے نگینے اور [illegible]۔ ہر قسم کی عمدہ ساڑی
اور [illegible] باریک و رنگدار اعلیٰ درجے سے
ادنیٰ قیمت تک غرض فروخت موجود ہیں۔
قیمت جو اہل شہر سے لیجاتی ہے وہی شائقین
بیرونجات سے بھی۔ صرف محصول اضافہ ہوگا
علاوہ اسکے ہر قسم کا عطر۔ پان میں کھانے کی
خوشبودار تمباکو کی گولیاں اور قوام۔ ہر قسم
کی چکن کے تھان یا ٹوپیاں دستاریاں وغیرہ
فرد شالی رومال وغیرہ وغیرہ حسب خواہش
بذریعہ ویلیو یا نقد قیمت آنے پر روانہ ہونگے
دریافت نرخ کے لیے جوابی کارڈ ارسال ہو

المشتہر

رگھوبر پرشاد دوکاندار چوک لکھنؤ

اشتہار نمونہ جات پارچہ

کیا آپکو موسم گرما اور سرما کے کسی عمدہ لباس بنانیکی
ضرورت ہے؟ اگر ہو تو علاوہ انکے ولایتی چیزوں سے
جنکی فہرست وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہے ہر رنگ و قسم کے
کپڑے یعنی اونی۔ سوتی۔ ریشمی۔ مخمل۔ بانات۔ ململ۔ چھینٹ
وغیرہ اس کمپنی کی معرفت آپکو گھر بیٹھے نہایت عمدہ
ارزاں پہونچ سکتے ہیں۔ اگر کپڑے کے نمونے ملاحظہ کرنا
ہوں تو صرف ایک آنے کا ٹکٹ واسطے محصول کے
بھیجکر نمونے طلب کیجیے فوراً ارسال خدمت ہونگے جنکے
دیکھنے سے بخوبی کپڑے کی حالت اور وضع آپکو معلوم
ہوگی ہر ایک نمونے کی پشت پر کپڑے کا عرض و قیمت
وغیرہ مفصل درج ہوگی اور علاوہ ازیں ہر ایک قسم کا
سامان مثل جیبی گھڑیاں۔ کلاک۔ ٹائم پیس۔ باجے۔ کھلونے
زیورات نقرئی۔ طلائی و نقرہ و جرمن سلور ہر ایک قسم کے
چار خانہ چھینٹ۔ سامان کرکٹ۔ بجوڑے آہنی معہ مشینی [illegible]
اسٹیل بکس۔ عطر۔ ادویات انگریزی۔ چاقو۔ قینچی۔ چلمچی
سامان گاڑی گھوڑے کا۔ قالین۔ بنات۔ بوٹ۔ موزہ
کلاہ۔ ہارمونیم۔ ہیرمن۔ پلنگ۔ وغیرہ وغیرہ غرضکہ ہر
چیز نہایت عمدہ کفایت سے ورنہ مشتہر ہی سے حسب
فرمائش گھر بیٹھے پہونچ سکتی ہے۔ کمپنی ہذا ان [illegible]
[illegible]۔ سوداگری۔ بہت صاف اور اعلیٰ درجہ
کے خوبصورت اور نامی کمپنیوں سے ارزاں بنائے
جاتے ہیں۔ خط و کتابت بنام ایم۔ ایس۔ [illegible]
ایجنٹ کمپنی جنرل کمیشن ایجنٹ اینڈ [illegible]
منیجر [illegible] گوکل داس مہتاب [illegible]

"جو راجہ رعیت نواز ہی اور چھتری (جنگجو قوم) کے دھرم کا خیال رکھتا ہی اگر اسکو اس سے بڑا یا چھوٹا راجہ جنگ کا پیغام دے وہ اسکا مقابلہ کرے۔ جنگ سے مُنہ نہ موڑے۔"

"راجہ کے خاص فرائض مین تین باتین مقدم ہین۔ جنگ مین ثابت قدمی۔ رعیت کی پرورش۔ برہمنون (عالمون) کی قدر و منزلت۔ لڑائی مین مارتے ہوے اور لڑائی سے مُنہ نہ موڑ کر جو چھتری مرتا ہی وہ بہشت کو جاتا ہی۔"

جدید قوانین جنگ مین اگرچہ زہر آلود ہتھیارون سے لڑنا منع ہی لیکن یہ طریقہ اب بھی کہین کہین جاری ہی۔ منوجی کو اسکی ممانعت کیئے کئی ہزار برس ہوے۔ منو شاستر مین لکھا ہی:- جو ہتھیار زہر سے بُجھائے گئے ہون اور جنکے اوپر لکڑی اور اندر لوہا ہی جس تیر کی گانسی کرنی کی صورت ہو اور جو ہتھیار آگ سے گرم کیا گیا ہو ایسے اسلحہ سے لڑائی مین دشمنونکو نہ مارے۔

"زمین پر کھڑا ہوا مخنث عورت۔ بچہ اور ہاتھ جوڑنیوالا جسکے سر کے بال کُھلے ہوے ہون اور ایسا کہنے والے کو کہ مین تمہارا ہون اور نیز بیٹھے ہوے کو نہ مارے۔ جو شخص سوتا ہو یا جسکے بدن مین زرہ نہ ہو۔ جو بے ہتھیار ہو اور لڑائی کا قصد نہ رکھتا ہو صرف بطور تماشائی کے آیا ہو جسکا ہتھیار ٹوٹ گیا ہو۔ زخم شدید مین مبتلا ہو۔ خائف ہو۔ لڑائی سے بھاگا ہوا ہو۔ اِن سبکو نہ قتل کرے۔"

اگر ان قوانین کا قوانین حال سے مقابلہ کیا جائے تو صاف ظاہر ہی کہ موجودہ تہذیب قدیم تہذیب کے مقابلے مین کچھ بھی نہین ہی۔ قواعد مندرجہ بالا سے انسانیت کا پورا پورا اظہار ہوتا ہی یا یون کہیے کہ اِس سے اچھے قواعد مرتب ہی نہین ہو سکتے۔ فی زمانناجنگ و جدل مین وہ کل باتین پائی جاتی ہین جو دائرۂ تہذیب سے ہٹی ہوئی ہین مگر جنکو ملک گیری کے لالچ نے جائز کر دیا ہی۔ حال کی توپین اور گولے کیا ہین۔ مانا کہ یہ زہر کے بُجھائے ہوے ہتھیار نہین ہین لیکن آگ سے گرم کیے ہوے ضرور ہین۔ توپ کسی شخص کا پاس نہین کرتی۔ بوڑھے۔ بچے۔ عورتین۔ کمزور اپاہج۔ بزدل سب ہی اسکے شکار بنتے ہین۔ اندنون کمین گاہ مین توپونکو چھپا رکھنا اور دھوکا دیکر غنیم کو مارنا۔ سپہ سالار کی لیاقت کی دلیل سمجھی جاتی ہی۔ منوجی اس فعل کو بھی مکروہ قرار دیتے ہین کہ ظاہر مین ایک ہتھیار لکڑی کا ہو اور باطن مین اُسمین لوہا ہو۔ آجکل کے بہادر سپاہی بے ہتھیار اور ہتھیار دار بہادر اور خائف کسی کا لحاظ نہین کرتے۔ سابق مین اُن چیزون کا خاص لحاظ کیا جاتا تھا۔

حالات سے باخبر ہے اور مخبروں کے ذریعہ سے بھی ان حالات پر مطلع ہو۔"

"راجہ کے اکثر ظالم عہدہ دار دوسرے کا مال لے لیا کرتے ہین۔ انکے ہاتھ سے رعایا کی حفاظت کرے۔"

"جو بدکردار عہدہ دار رعیت سے روپیہ لین راجہ انکی تمام جائداد ضبط کرکے انکو شہر بدر کرے۔"

"جو عورت اور نوکر چاکر راجہ کا کام کرتے ہین اُنسے بیگار نہ کرائے بلکہ اُنکے کام کے مطابق اُنکی وجہ معاش مقرر کرے۔"

اسکے بعد منو شاستر مین لکھا ہے کہ ادنی ملازمو ن مین کسکو کسقدر تنخواہ ملنی چاہیے مگر اس موقع پر اسکی تفصیل بیکار ہے۔

اسکے بعد محصول کا ذکر کیا ہے۔ منوجی فرماتے ہین۔

"بنیون سے اُنکے مال پر محصول لینا چاہیے۔ تعین محصول کے وقت اِن امور کا لحاظ کرنا چاہیے کہ اُسنے کس قیمت پر خرید کیا ہے کس قیمت مین فروخت ہوگا۔ کتنی دور سے لایا ہے کیا اُسکی خوراک مین صرف ہوا۔ کتنا حفاظت مال مین خرچ ہوا کتنا اسکو منافع ملیگا۔"

"محصول صاحب مال کا فائدہ دیکھکر مقرر کیا جائے۔"

"راجہ کو راج سے تھوڑا تھوڑا سالانہ محصول لینا چاہیے۔"

"جانور اور سونے کے نفع مین پچاسوان حصہ لے۔ غلہ کے نفع مین آٹھوان حصہ یا چھٹوان یا بارھوان حصہ لے زمین کی عمدگی وغیر عمدگی اور جوتنے کی محنت دیکھکر محصول تجویز کرے۔"

"لکڑی بانس۔ شراب۔ گھی خوشبودار چیزین۔ ادویات۔ رس۔ پھول۔ مون پھل۔ پتا ساگ۔ پات۔ بانس کا برتن۔ مٹی کا برتن۔ اِن سب کے نفع مین سے چھٹا حصہ راجہ لے۔"

"وید پڑھے ہوے برہمن سے اشد ضرورت حتی کہ راجہ مرتا بھی ہو تو محصول نہ لے اور ایسا انتظام کرے کہ تمام راج مین کوئی وید خوان کھانے پینے کی تکلیف نہ پائے۔"

"راج مین چھوٹے آدمیون سے بھی تھوڑا ساگ پتا وغیرہ سال تمام مین بطور محصول کے لے۔ رسوئین بنانے والے۔ ہر قسم کے کاریگر۔ شودر اور جسمانی مشقت سے اوقات بسر کرنے والے اِن سب سے ہر مہینہ مین ایک دن کام کرالے۔ انکا یہی محصول ہے۔"

"اگر راجہ بتقاضائے محبت رعیت سے محصول نہ لے تو اپنی جڑ کو کاٹتا ہے اور زیادہ محصول لے

"راجہ کو چاہیے کہ ہاتھی گھوڑے وغیرہ کی سواری اور جنگ کے قاعدے سیکھنے کی مہارت کرے۔ دشمن کی کمزوری سے واقف ہونے کی کوشش کرے"

"فتحیاب راجہ اپنے غنیم کو میل ملاپ اور صلح۔ روپیہ وغیرہ اور دھمکی سے اپنے اختیار مین لائے اگر ان تدبیرونسے وہ قابو مین نہ آئے تو دشمن کی فوج مین نفاق پیدا کرے"

منوجی اس آخری تدبیر کی آخری درجہ پر ہدایت کرتے ہین۔ فی زماننا اسی تدبیر سے دشمن کو زیر کرنے کی کوشش کیجاتی ہے۔

"راجہ کو چاہیے کہ دشمنونکو نیست ونابود کرے"

"جسطرح جسم کو دُکھ دینے سے روح کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح رعایا کے تکلیف پانے سے راجہ کی روح تکلیف پاتی ہے"

ملکی انتظام

"تین چار یا پانچ گاؤن کے بیچ مین حفاظت کا ایک مکان ہو جسمین راجہ انتظام کیلیے اپنے اہلکارون کو رکھے"

"ہر شخص کی لیاقت کے موافق کسی کو ایک گاؤن کا کسی کو دس گاؤن کا کسی کو بیس گاؤن کا کسی کو سو گاؤن کا کسی کو ہزار گاؤن کا افسر قرار دے"

"گاؤن مین کوئی واردات ہو تو ایک گاؤن کا مالک دس گاؤن کے مالک کو اطلاع دے اور وہ بیس گاؤن کے مالک سے کہے۔ بیس گاؤن کا مالک سو گاؤنکے مالک سے کہے اور وہ ہزار گاؤن کے مالک کو خبر دے"

"یہ تقسیم بعینہ وہی ہے جو ہمارے ہندوستان مین اب بھی کم وبیش بدلی ہوئی صورت مین جاری ہے۔ ہمارے ملک مین جب کوئی واردات ہوتی ہے تو اُسکی رپورٹ اسیطرح سے درجہ بدرجہ ہوتی ہے جسطرح قواعد مندرجہ بالا مین تصریح کی گئی ہے۔ چوکیدار پٹواری کو اطلاع کرتا ہے پٹواری تحصیلدار کو تحصیلدار ڈپٹی کمشنر کو وقس علی ہذا۔

"وزیر اعظم کا فرض ہے کہ سستی چھوڑ کر علاوہ دیگر امور ریاست کے گاؤن اور قصبو نکا دورہ کرے۔ ہر شہر مین ایک خوبصورت عالیشان مکان بنوائے۔ خود بھی اون

غیر طرح

عطیۂ عالیجناب معلی القاب راجہ محمد نوشاد علیخانصاحب بہادر تخلص نوشاد دام اقبالہ تعلقہ دار میلا رائیگنج وجہانگیرآباد وغیرہ

مری خدنگ نظر

اگر رقیب کے ہمراہ ہم بھی مر جاتے
ابھی وہ بال بگڑتے ابھی سنور جاتے

بجھا کے شمع اگر مین گلے لگا لیتا
ابھی حضور ہین کمسن ضرور ڈر جاتے

حرم کا قصد تھا ساقی جو مے پلا دیتا
تو جھومتے ہوے ہم بھی خدا کے گھر جاتے

قفس کو باغمین صیاد کاش رکھدیتا
پھڑک پھڑک کے ہم اپنے چمن مین مر جاتے

اگر نہ عرصۂ محشر مین یاد کرتا تو
نکل نکلکے مزارونسے سب کدھر جاتے

حسین تھی حشر مین حورین تھین باغ جنت مین
ادھر سے آنکھ لڑاتے ہوے اُدھر جاتے

جو بُوئے خون تمنا نہ ہاتھ سے آتی
وہ ملکے چٹکیونسے دل مرا کر جاتے

بھلا نصیب ہمارے نہ بگڑے رہتے کیون
یہ کیا حضور کے گیسو تھے جو سنور جاتے

نہ بیخودی مین ہمین سوجھتی کہین کی راہ
اُنھین کے گھر سے نکلتے اُنھین کے گھر جاتے

وہ ہاتھ سینے پہ رکھتے جو پیار سے نوشاد
مرے تڑپتے ہوے دل جگر ٹھہر جاتے

تو بھی پس دو قوتوں میں کوئی کام ہو کر سکے یہ

"نرمی اور سختی کام دیکھکر کیا جائے"

"اگر مقدمہ فیصل کرنے میں خود تکلیف معلوم ہو تو اپنے وزیر اعظم کو اپنی جگہ پر بٹھائے"

"راجہ کو لہو لعب چھوڑ کر محنت اور مصروفیت کے ساتھ تمام رعایا کی حفاظت کرنی چاہیے"

"اپنے وزیر سے صلاح و مشورہ کرتے وقت دیوانہ - گونگا - اندھا - بہرا - پرند - بڈھا (یعنی اسی برس سے زیادہ عمر کا) ناپاک - عورت - مریض - ایک عضو نہ رکھنے والا - انمیں سے کسی کو اپنے پاس نہ رکھے"

"یہ لوگ بھید کو ظاہر کر دیتے ہین - اور پرند اور بڈھے اور عورت کی عقل قائم نہین رہتی - مطلب یہ ہو کہ پورا پورا تخلیہ ہو"

دیوار گوش دارد فہید ولب مجنبان

"دو پہر دن یا آدھی رات کے وقت آرام و بیفکری سے ان مشیرونکے ساتھ یا اکیلا آپ ہی دین اور دنیا کے کام سوچے"

"اسیطرح دیگر ضروری امور ریاست پر غور کرے"

اسکے بعد بہت سے اشلوکون مین جنگ کی تدبیرین بتائی ہین مگر چونکہ حال کی جنگ اور قدیم رزم مین بڑا فرق ہوگیا ہو اسلیے دونون کا مقابلہ نہین ہوسکتا - ان سب باتون سے ناظرین خود آگین سمجھ سکتے ہین کہ قدیم اصول کیسے زبردست تھے جنکا سراغ اب نئی روشنی مین بھی نہین ملتا -

دردِ فرقت کی شکایت نہ کرو اے ارمان
ہے یہی شرطِ وفا تیرِ ستم کھاؤ بھی

اطہر۔ جناب منشی غلام مصطفےٰ خانصاحب شاگرد جناب حمید لکھنوی از جلگانون

بال کھولے ہوئے میت پہ مری آؤ بھی
یہ کوئی بات ہے روتے ہوئے شرماؤ بھی

ترچھی نظرون سے ذرا دیکھکے تڑپاؤ بھی
نوکِ مژگان سے دلِ زار کو برماؤ بھی

تھے مرے پاس محبت سے بُلا کر اپنے
تم کہو میرے ستانے کو ہٹو جاؤ بھی

غیظ کرتا ہے مرے ذبح پہ آمادہ اُنھین
نازکی کہہ رہی ہے قتل سے باز آؤ بھی

غیر تک پوچھنے آئے ہین حیا جانے دو
نزع ہے اب تو عیادت کو مری آؤ بھی

ہوش جاتے رہین آئے نہ یقین آنیکا
حسبِ وعدہ مرے گھر تم جو چلے آؤ بھی

دعویِ عشق و محبت بھی کرو اے اطہر
اور اندوہ و غمِ ہجر سے گھبراؤ بھی

آزاد۔ جناب صدرالدین صاحب چشتی صابری از ناسک

بزم سے ہم جو اُٹھے پیار سے بولا کوئی
ہین یہ آزاد مناؤ اِنھین سمجھاؤ بھی

اعجاز۔ جناب منشی محمد عبدالقادر صاحب چشتی صابری اُستاد انجمن مہذب الاخلاق بھڑوچ

مان لو مان لو للہ سنو آؤ بھی
آئے ہو تو مرے سینے سے لپٹ جاؤ بھی

تجمل۔ جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب جلالپوری معین خدنگ نظر شاگرد حضرت بیتاب شاہجہانپوری

کتنے بیدرد ہو تم دیکھ لیا جاؤ بھی
دل دُکھاؤ بھی غضب ڈھاؤ بھی دھمکاؤ بھی

باہم اقرار وفا عہد محبت ہو جائے
ہم نہ بدلین گے کبھی تم جو بدلجاؤ بھی

وصل منظور نہین ہے تو کرو قتل ہی آج
مستعد ہو نہین کوئی فیصلہ ٹھہراؤ بھی

مین نے رُسوا کیا یا غیر نے بدنام کیا
مُنہ گریبان مین ذرا ڈال کے شرماؤ بھی

سُنکے مطلب کی وہ پہلو سے اُٹھا کر بولے
ہمکو چھیڑو نہ چلو دور ہٹو جاؤ بھی

کر چکے قتل مجھے ہو چکے قاتل مشہور
اب نہین فائدہ ایجان جو پچھتاؤ بھی

ہونگے کم روٹھنے والے بھی جہان مین تمسے
کہ منانے سے نہین منتے ہو منجاؤ بھی

دیکھین جانباز ذرا برقِ اجل کی تابش
کھینچکر میان سے شمشیر کو چمکاؤ بھی

دل کی دل ہی مین رہی جاتی ہے تم جاتے ہو
سُنلو اک بات ذرا کان ادھر لاؤ بھی

باجازت جناب فیض مآب اعلیٰحضرت بندگان عالی متعالی مد ظلہ العالی حضور نظام الملک آصفجاہ مظفر الممالک سلطان دکن خلد اللہ ملکہ کی حضوری میں حاصل ہوا

مصرع طرح

آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچتاؤ بھی

آہ - جناب مولوی غلام یٰسین صاحب دہلوی معین خدنگ نظر از کلکتہ

شرم کیسی یہ شب وصل ادھر آؤ بھی / دیکھتا کون ہے چپکے سے لپٹ جاؤ بھی
کیسے بیدرد ہو سفاک ہو تم جاؤ بھی / آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچتاؤ بھی
پردے آنکھوں پہ پڑے ہیں کہ بہار آئی ہے / ہو چکی توبہ بس اب ساغر مے لاؤ بھی
تم تو جانے ہی پہ تیار ہو صبح شب وصل / کچھ ہمارے دل بیتاب کو سمجھاؤ بھی
ہمنے مانا کہ غش آجائیگا موسیٰ کیطرح / تمکو کیا فکر ہے صورت ہمیں دکھلاؤ بھی
پاؤں اپنے نہیں اٹھتے طرف منزل عشق / دل بڑھا جاتا ہے یہ کہتا ہوا آؤ بھی
دیکھکر دل کی تڑپ آپ ہی ڈر بھی جاؤ / اور بجلی کی طرح آپ ہی تڑپاؤ بھی
بات ہی وعدہ خلافی نے تمہاری کھودی / روز کہتے ہو ہم آئینگے ابھی جاؤ بھی
آہ کے دلکا بھی دھو جائے بس گرد غبار / چند آنسو کبھی تربت پہ بہا جاؤ بھی

ارمان - جناب منشی عبد الرشید خانصاحب رامپوری مقیم کلکتہ تلمیذ مہتمم خدنگ نظر

جان بلب ہوں کبھی بھولے سے ادھر آؤ بھی / شاد میرے دل ناشاد کو کر جاؤ بھی
وصل میں عیش کے لوٹے تھے مزے جی بھر کے / رنج و غم ہجر میں اے حضرت دل کھاؤ بھی
دل غمدیدہ کی ہو جائے حقیقت معلوم / میری آغوش میں اے جان کبھی آؤ بھی
قتل کر کے مجھے خود روتے ہو ایجان یہ کیا / آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچتاؤ بھی
دست نازک سے وہاں اٹھ نہیں سکتی شمشیر / سر جھکائے ہوئے مقتل میں اگر جاؤ بھی
دل کیا اصل ہے میں جان بھی حاضر کر دوں / تم مری نذر کو خاطر میں کبھی لاؤ بھی

کیا یہ لازم ہے جلا کر مجھے ترساؤ بھی
ہر شب وصل حیا جانے دو بس آؤ بھی

مین چراغِ سحری ہون کوئی دم کا مہمان
متاسف ہو کبھی ظلم سے پچھتاؤ بھی

شاد و ناشاد کی پتھرائی ہوئی آنکھین ہون
ہائے تم چہرۂ زیبا کہین دکھلاؤ بھی

ولولے سیکڑون نکلین تو ہزارون ارمان
ہائے تم پہلوِ عاشق مین کہین آؤ بھی

کیون ہو آوارہ وطن کیون رہے یہ دشت نورد
رحم تم زار حسینہ بخت پہ فرماؤ بھی

شاغل جناب حکیم علی محمد حسن صاحب مصنف نظم دلفروز رئیس بمبئی شاگرد حضرت ثاقب شاہجہانپوری

کیسی پیمان شکنی کرتے ہو شرماؤ بھی
ہان تمہین جانچ لیا دیکھ لیا جاؤ بھی

کس لیے عذر کیا وصل سے بتلاؤ بھی
سر بزانو نہو فقرہ کوئی چل جاؤ بھی

کیون خفا بیٹھے ہو پہلو مین سرک آؤ بھی
مان لو مان لو من جاؤ بھی من جاؤ بھی

اپنے سینے سے لگا لو یہ رکاوٹ کیسی
دل مچل جانے پہ تیار ہے سمجھاؤ بھی

آپ ہی ذکر کرو غیر کا میرے آگے
اور پھر آپ ہی کچھ سوچ کے شرماؤ بھی

بیحجاب نہ ذرا جلوۂ دیدار دکھاؤ
کیون چھپے بیٹھے ہو چلمن سے نکل آؤ بھی

کر لیا عہد محبت جو عدو سے تمنے
کیون عبث ہوتے ہو بدنام مکر جاؤ بھی

نامۂ شوق کا اُس شوخ نے لکھا ہی جواب
ہم نہ آئین گے بُلانے سے جو مر جاؤ بھی

سات پردونکا یہ گھر ہے کوئی دیکھے گا نہین
خانۂ دل مین تم اک روز چلے آؤ بھی

تم جو سچے ہو جو اقرار وفا سچا ہے
غیر کے سر کی مرے جان قسم کھاؤ بھی

ابھی آئے ہوے کیا دیر ہوئی ہے کہ چلے
اور دم بھر مرے پہلو مین ٹھہر جاؤ بھی

ظلم کے ساتھ ہی مُنہ پھیر کے ہنستے بھی رہو
خوش کبھی کرتے رہو دل کو مرے تڑپاؤ بھی

دورِ عشرت ہو فلک پر وہ گھٹائین آئین
شیشۂ مے ہے کدھر جام کہان لاؤ بھی

فتنۂ حشر جگانا جو ہے منظور تمھین
مدفنِ کشتۂ بیداد کو ٹھکراؤ بھی

سر تو بے جرم مرا کاٹنے آئے ہو مگر
کر چکو قتل تو پھر یہ نہو پچھتاؤ بھی

قابل دید ہے باغِ دلِ پُر داغ مرا
سیر کر جاؤ کسی روز چلے آؤ بھی

سر جھکاتا ہون قدم پر مین منانے کیلیے
گر اُٹھاتے نہین تم ناز سے ٹھکراؤ بھی

حیلہ کس بات کا ایجان بہانہ کیسا — آخری وقت ہے دم بھر کیلیے آؤ بھی
دے بھی دو بوسہ مجھے خالِ رُخِ انور کا — اخترِ بختِ سیہ کو کبھی چمکاؤ بھی
قتل کرنا ہو تو تلوار کی حاجت کیا ہے — ہان تمھین تیغ کی صورت کبھی کھنچ جاؤ بھی
تمکو ملنا ہو تو بے عہد بھی مل سکتے ہو — ورنہ وعدہ بھی کرو اور مُکر جاؤ بھی

ثاقب جناب مولوی نجم الدین احمد صاحب بدایونی فخر تلامذۂ حضرت ظہیر دہلوی

خفگی جانے دو ایجان ادھر آؤ بھی — روٹھنا روز کا اچھا نہین من جاؤ بھی
ہی شبِ وصل اِس انداز سی باز آؤ بھی — آپ ہی چھیڑ کرو آپ ہی پچتاؤ بھی
راہ آنکھونکی کھُلی ہے کہ کھُلی ہین آنکھین — شوق سے تم دلِ مضطر مین سما جاؤ بھی
سات پردے پڑین خود چشمِ تماشائی پر — تم جو بے پردہ تصور مین نظر آؤ بھی
دلِ عاشق ہی یہ اندازِ نزاکت تو نہین — گر سنبھالا نہین جاتا تو ادھر لاؤ بھی
بات کیون کاٹتے ہو کچھ مری گردن تو نہین — کہدون چُپکے ہی سے تم کان ادھر لاؤ بھی
بات کے پورے ہو کھینچی ہی عدو پر تلوار — جب مین جانون کہ پسِ قتل نہ پچتاؤ بھی
سنگِ در کو مری اُفتادِ مقدر سمجھے — کہتے ہین اسکو گلی سے مری اُٹھواؤ بھی
تم ہو اے حضرتِ دل خوے تلون کسکی — ضبط کا حکم بھی دو آپ ہی تڑپاؤ بھی
ہی عبث وادیِ غربت مین غذا کی خواہش — ٹھوکرین کھانی ہین قسمت مین ابھی کھاؤ بھی
اے غم و درد و الم کوئی رہے یا نہ رہے — تم تو آکر مرے سینے مین سما جاؤ بھی
آدمی ہون نہ کہو خلد کا قصہ واعظ — یاد بھولی ہوئی باتون کو نہ دلواؤ بھی
وعدۂ دید کو فردا پہ اُٹھا کیون رکھو — آج مشتاق ہین سب حشر کہین ڈھاؤ بھی
دلمین تم آپ سنبھلو کہ وہی ثاقب ہون — اسقدر مجھسے مری جان نہ اتراؤ بھی

حمید۔ جناب پیرزادہ محمود میان صاحب شاگرد جناب اعجاز ٹھٹھروچی

شبِ تیرہ مری ہو جائیگی صبحِ اُمید — زلف کو چہرۂ پر نور سے سرکاؤ بھی
کیون تم انگشت بدندان ہو اُٹھا کر شمشیر — آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچتاؤ بھی

زار۔ جناب پنڈت ترکھون ناتھ صاحب دہلوی مقیم شملہ

دل کو آجائے گا صبر آپ ہی رفتہ رفتہ
کون مانع ہو مرے پاس سے تم جاؤ بھی

دیکھ لینا تمہین رسوا یہ کرینگے اکدن
اپنی محفل سے رقیبون کو نکلواؤ بھی

فائدہ کیا ہے دلِ زار کے تڑپانے سے
خونِ حسرت نہ کرو تم مرے پاس آؤ بھی

اک ستم ہو تو سہون ایک الم ہو تو کہون
دل جلاؤ بھی مرا تم مجھے تڑپاؤ بھی

خاطرِ غیر سے پیمان وفا پر یہ ستم
مجھسے کیا کہتے ہو کیا کرتے ہو شرماؤ بھی

جب کہا جاتی ہے جان اُسنے یہ جھنجھلا کے کہا
وہ بھی دن آئے کہین جان سے تم جاؤ بھی

لیکے دل مجھسے ابھی تمنے چھپایا ہے کہین
کیون پریشان مجھے کرتے ہو بتلاؤ بھی

ایک ہی آہ مین دل تھام کے تم چیخ اُٹھے
سنگدل ہوکے یہ نرمی ہے ہٹو جاؤ بھی

پاس میرے کوئی دم آکے نہ بیٹھے اکدن
اور دعوی ہے محبت کا اجی جاؤ بھی

کِسکی فرقت مین تڑپتے ہو شب و روز صغیر
کیون چھپاتے ہو بتاتے نہین بتلاؤ بھی

طالب جناب منشی ونایک پرشاد صاحب بنارسی آنر وکٹوریا ناٹک کمپنی بمبئی

میرے نالون مین اثر ہو تو کہین جاؤ بھی
آپ دوڑے ہوے آؤ مجھے بلواؤ بھی

مجکو ترساؤ بھی پھر مجھپہ ترس کھاؤ بھی
آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچتاؤ بھی

بے حجاب آکے گلے سے مرے لگجاؤ بھی
اور پھر سوچکے کچھ آپ ہی شرماؤ بھی

بوسہ دینے کی جو مرضی ہے تو دلواؤ بھی
ایک دیتے ہو۔ چلو ایک سہی۔ لاؤ بھی

سوزِ اُلفت کی شکایت پہ یہ ملتا ہے جواب
تمنے تو جان جلا دی کہین مرجاؤ بھی

مین تو پروانہ صفت شوق سے اُڑکر پہونچون
اپنی محفل مین کسی دن مجھے بلواؤ بھی

اُس ستمگار کو دل تمنے دیا ہے طالب
کیا عجب ہے کہ کبھی روؤ بھی پچتاؤ بھی

ظہیر جناب مولینا سید ظہیر الدین حسین صاحب دہلوی تلمیذ رشید خاقانی ہند ذوق مرحوم

منتظر حکم کا ہون کچھ مجھے فرماؤ بھی
ہوچکی ضد ابھی آؤ کہین من جاؤ بھی

کاش تم اپنے کیے پر کہین پچتاؤ بھی
ایر دن غیرون کی ملاقات سے باز آؤ بھی

ہوچکی جنگ بہت صلح کی ٹھہراؤ بھی
آؤ آکر مرے سینے سے لپٹ جاؤ بھی

خاک ڈالو مری اُلفت پہ عداوت ہی سہی
کاش تم غیر سمجھکر مجھے شرماؤ بھی

کہتے ہین جب پکے پہلو مین بٹھا کر شاغل
کیسے بیباک ہو اُٹھ جاؤ بھی اُٹھ جاؤ بھی

شوق جناب میر اشتیاق حسین صاحب نبیرہ حضرت ظہیر دہلوی و تلمیذ جناب ثاقب

دیر کیون اتنی لگاتے ہو چلے آؤ بھی
یون شبِ وعدہ مری جان نہ تڑپاؤ بھی

جب جفا کار ہی ٹھہرے تو پشیمان کیون ہو
آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچھتاؤ بھی

دل تڑپتا ہے مرا آپکی باتون کے لیے
کچھ نہ کچھ اپنی زبان سے کبھی فرماؤ بھی

آپکا وعدہ بجا آپکا اقرار درست
آگیا مجکو یقین اب کہین آجاؤ بھی

شوق کیا بات کہی ابکی نہ کہنا ایسی
تم پتے کی کہین کہتے ہوے شرماؤ بھی

صغیر جناب منشی محمد اصغر حسین خانصاحب گورکھپوری شاگرد حضرت احسان شاہجہانپوری

کون مانع ہے قیامت کے ستم ڈھاؤ بھی
تمسے شکوہ نہ کرونگا مجھے تڑپاؤ بھی

وعدہ آنے کا کیا ہے تو کبھی آؤ بھی
دو گھڑی بیٹھ کے دلکو مرے بہلاؤ بھی

خود ہی تڑپاؤ مجھے خود ہی ترس بھی کھاؤ
آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچھتاؤ بھی

ہم اِس افسوس کے قائل نہین چالاکی ہو
آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچھتاؤ بھی

یہ نئی طرزِ ستم ہو یہ نئی ہے بیداد
آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچھتاؤ بھی

آئنہ دیکھکے تم شرم سے محجوب ہوے
اِسی صورت پہ یہ دعوی تھا اجی جاؤ بھی

آج کل یونہین کیے جاتے ہو تم برسونسے
روز فقرو نہین نہ ٹالو کسی دن آؤ بھی

سینے پر ہاتھ کبھی بہرِ تسلی رکھدو
دلِ ناشاد کو تڑپاؤ بھی ٹھہراؤ بھی

لن ترانی نہ سناؤ نہ چھپاؤ چہرہ
ہوکے بے پردہ مرے سامنے آجاؤ بھی

آنکھ تک بھی تو کبھی مجھسے ملاتے نہین تم
کیا یہی شرطِ محبت ہے اجی جاؤ بھی

جو گزرتی ہے مرے دل پہ گزر جائیگی
تمکو کیا غم ہے مرے پاس سے تم جاؤ بھی

دیکھو سینے سے سرک جائے دوپٹہ نہ کہین
محفلِ غیر مین جب بیٹھو تو شرماؤ بھی

کاش پوری ہو پسِ مرگ ہی حسرت کوئی
قبر تم عاشقِ ناشاد کی ٹھکراؤ بھی

روز تو سیر کو تم جاتے ہو دشمن کیطرف
ہم بھی ملنے کے ہین مشتاق ادھر آؤ بھی

گزری جاتی ہو شبِ وصل یونہین حجت مین
ضد یہ اچھی نہین اب بڑھ کے لپٹ جاؤ بھی

بزم مین مجکو اُٹھانے کو بھی تم خود نہ اُٹھو
اور اغیار جو آئین اُنھین بٹھلاؤ بھی

جان بلب ہون غم دوری سے ستم کی حد بھی
اب تغافل نہ کرو بہر خدا آؤ بھی

شست سے تیر چلا اُنکا تو یون دلنے کہا
خوب سامان تواضع ہے یہان آؤ بھی

وعدۂ وصل پہ کہتی ہے یہ شوخی اُنکی
کچھ قسم زہر ہے تم ڈرتے ہو کیون کھاؤ بھی

بولے غیرونسے مجھے دیکھ کے اپنے در پر
کوئی دیوانہ پڑا ہے اِسے اُٹھواؤ بھی

دل کی حسرت نہ نکالو تو کرو کام تمام
اپنے عاشق کے کسیطرح سے کام آؤ بھی

میری میت سے وہ کہتے ہین مجھے چھوڑ چلے
جاؤ بس دیکھ لیا تمکو چلو جاؤ بھی

میری بالین پہ دم نزع ستمگر نے کہا
یاد کرتی ہین تمہین حورین بہت جاؤ بھی

آپ مین بیخودی شوق سے کب آؤنگا
تمکو کِس بات کا ڈر ہے مرے گھر آؤ بھی

ہے طریقہ یہ بہت ٹھیک کہ خود گم ہو جاؤ
اِسطرح ڈھونڈھو جو ماہر تم اُسے پاؤ بھی

محشر-جناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی

دل بھی مانگو مرا اور آپ ہی شرماؤ بھی
واقعی تم بڑے نادان ہو چلو جاؤ بھی

کوچۂ یار مین یا مر گئے یا وصل ہوا
کچھ تامل نہ کرو حضرتِ دل آؤ بھی

رُخِ جانان پہ یہ کہتے ہین بکھر کے گیسو
جسکو دیدار دکھایا اُسے ترساؤ بھی

جو حسین ہین اُنھین پابندیِ ایمان کیسی
وعدۂ وصل کی تم جھوٹی قسم کھاؤ بھی

زندو زاہد سے الگ رکھو طریقہ اپنا
محفل دہر سے محشر بس اُٹھو آؤ بھی

ناطق-جناب منشی سید ابو الحسن صاحب ازگلاؤٹھی

ایک شب کے لیے اے جانِ جہان آؤ بھی
میری سوتی ہوئی قسمت کو جگا جاؤ بھی

قتل ہمکو نگہِ ناز سے کر جاؤ بھی
اور عالم مین بری ہونے کو پچھتاؤ بھی

مے تو سو بار پیو حضرتِ زاہد لیکن
راستہ خانۂ خمار کا تم پاؤ بھی

کرتے پھرتے تھے یونہین حضرتِ ناطق شکوہ
سامنے یار کے کچھ کہہ نہ سکے جاؤ بھی

نصرت-جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب مؤلف مجموعۂ نجم الثاقب معین خدنگ نظر

کب تک اُمید پہ جیتا رہون بتلاؤ بھی
دم نکلتا ہے مری جان کہین آؤ بھی

التجا کیون مین کرون مجکو غرض کچھ مطلب
آپ ہی روٹھے ہو تم آپ ہی منجاؤ بھی

بدگمان تمسے یہانتک ہون نہ آئے باور
تم اگر اب مرے ملنے کی قسم کھاؤ بھی

کہتے ہین وہ اسی برتے پہ دیا تھا ہمین دل
جاؤ بس دیکھ لیا تمکو ابھی جاؤ بھی

اُنسے کہتا ہون کہ مرتا ہون تو وہ کہتے ہین
منہ سے کہتے ہو تو مر کر کہین دکھلاؤ بھی

اب مجھے فرض ہوا کوچۂ دشمن کا طواف
تم کہین ضد سے رہ راست پہ آجاؤ بھی

تم تو اتنے بھی نہین یہ بھی نہین ہو سکتا
بیقراری کے عوض دلمین سما جاؤ بھی

پوچھتے کیا ہو محبت کے نشیب اور فراز
تم نظر چڑھکے مرے دلمین اُتر آؤ بھی

ابتو وعدے کا یقین مجکو نہ آیا ہو نہ آئے
جامہ تنگ آن کا پہنکر اگر آجاؤ بھی

کرلیا وعدہ تو پھر اُس سے پشیمان کیون ہو
بات ہی کیا ہے ابھی صاف مکر جاؤ بھی

کون مانع ہے اگر تمکو ہو آنا منظور
آپ ہی وعدہ کرو آپ ہی تڑپاؤ بھی

خواب راحت کی جگہ خوب ہے تربت مین ظہیر
پھر چکے پھرنے کو آرام کی ٹھہراؤ بھی

عبقری جناب منشی محمد فاضل صاحب بریلوی تلمیذ جناب مہر بریلوی مرحوم

طالب دید ہون دیدار دکھاجاؤ بھی
شرم اب ہو چکی پردے سے نکل آؤ بھی

وصل کا کوئی بھی وعدہ کبھی پورا نہوا
بس تمہین دیکھ لیا رہنے بھی دو جاؤ بھی

آپ ہی چھیڑ کرو آپ ہی ہو جاؤ خفا
آپ ہی روٹھے ہو اب آپ ہی منجاؤ بھی

نعش عاشق کو عبث کرتے ہو ہر سو تشہیر
خون ناحق ہے بعجلت اسے دفناؤ بھی

دیکھکر مجکو رقیبون سے یہ بولا وہ شوخ
کون یہ بزم مین آتا ہے نکلواؤ بھی

بیچا بانہ ملو غیر سے اللہ رے دل
ہمسے شرماتے ہو کچھ دلمین تو شرماؤ بھی

مجھسے ملنے کو جو آئے ہو تو بیٹھو کچھ دیر
کہین جانا ہو تو اے جان جہان جاؤ بھی

ماہر جناب منشی محمد ذکریا صاحب مچھلی شہری شاگرد رشید جناب متین

اور بھی کوئی ہو خلوت مین تو شرماؤ بھی
آؤ بس آؤ گلے سے مرے لگ جاؤ بھی

اور پیار آتا ہے مجکو جو وہ فرماتے ہین
جھوٹے سب عشق کے دعوی ہین ہٹو جاؤ بھی

غم الفت ہی مین ہر دم نہ رہو حضرت دل
جی کو دو چار گھڑی یارو نہین بہلاؤ بھی

وہ تو خود اپنے ستم سے ہین پشیمان بیخود
دیکھتے کیا ہو بس اب اُٹھکے لپٹ جاؤ بھی

جلال - جناب حکیم سید ضامن علیصاحب لکھنوی

جسپر آنا ہو تمہین حضرتِ دل آؤ بھی
حقل کے کہنے مین کیون آگئے بس جاؤ بھی

وہ ٹھکانا بھی بتا دے تمہین رہتا ہو جہان
ہوش مین اپنے ز خود رفتہ کو جب لاؤ بھی

رکھ لو کچھ دیر کٹے سر کو مرے زانو پر
کیا کیا ہمنے ذرا سوچکے پچتاؤ بھی

بیحجابی ہی رہے وصل مین کہتا ہو یہ کون
جب محل شرم کا آجائے تو شرماؤ بھی

ملگیا دل تو نہ اب کھوئینگے ہم کہتے ہین
دل یہ کہتا ہے کہ اچھا ہین جب پاؤ بھی

خوب ہم جانتے ہین صادق الاقرار ہو تم
کوئی جھوٹا تمہین سمجھے تو قسم کھاؤ بھی

شیخ کا ساتھ ہے کعبے کو تو جاتے ہو جلال
سیر بتخانے کی بھی کرتے چلو آؤ بھی

جانباز - جناب منشی محمد عبدالوہاب صاحب الہ آبادی مقیم بمبئی شاگرد جناب کوثر

چاہنے والون سے اپنے یہ کدورت کیسی
آؤ دل صاف کرو سینے سے لگجاؤ بھی

کوکب جناب منشی محمد اسمٰعیل صاحب شاگرد جناب جگر بسوانی از ناسک

اب نہ ترساؤ بہت ظلم سے باز آؤ بھی
مین تڑپتا ہون گلے سے مرے لگ جاؤ بھی

کیون لڑاتے ہو سر بزم عدو سے آنکھین
واہ قربان اِس انداز کے شرماؤ بھی

لاکھ وعدے ہین کوئی ایک نہ سچا ٹھہرا
ہر طرح دیکھ لیا تمکو چلو جاؤ بھی

درد دل اور بڑھا جاتا ہے کم کیا ہوگا
ہاتھ سینے سے خدا کے لیے سرکاؤ بھی

سخت باتون سے تمہین دلکو خفا بھی کردو
پھر تمہین بیٹھ کے پہرون اُسے سمجھاؤ بھی

بقیہ طرح ماہ گزشتہ

ارمان - جناب منشی عبدالرشید خانصاحب رامپوری مقیم کلکتہ تلمیذ مہتمم خدنگ نظر

کیون تکلف اے ستم ایجاد ہے
پھیر دے خنجر دم بیداد ہے

غیر پر الطاف ہمپر ظلم و جور
واہ کیا کہنا نئی بیداد ہے

کٹ گیا سر آتے ہی دلمین خیال
تیز کتنا خنجر جلاد ہے

دل کے لینے مین وہ جھجکے تو یہ بولی چتون — کون پوچھے گا اجی لیکے مکر جاؤ بھی
تم تو بیشک نہ تھے مہمان عدو کے گھر مین — چھپ کر آنکھین یہ کیا کہتی ہین شرماؤ بھی
غیر کے ہوتے ہوے مجکو بلانا ہی نہ تھا — اور بلایا ہے تو پھر بزم مین بٹھلاؤ بھی
سرفدا کرنیکا دعوے ہی عدو کو بھی بہت — امتحان کا کوئی جلسہ کہین ٹھہراؤ بھی
گھر مین بیٹھے ہوے کیا پوچھتے ہو دیر ہے کیا — کب سے تیار ہی میت کہین تم آؤ بھی
بیخودی کی کوئی حد بھی ہے بھلا اے نصرت — کب سے وہ آئے ہین اٹھو انھین بہلاؤ بھی

آرزو۔ جناب سید انور حسین صاحب خلف جناب یاس وشاگرد حضرت جلال لکھنوی

روز آنے کو تو کہہ جاتے ہو جب آؤ بھی — ایسے آنے کو بہت دیکھا ہے بس جاؤ بھی
جھوٹی باتون مین نہ لو نام خدا کا للہ — دل سے کرتے ہو جو وعدہ تو قسم کھاؤ بھی
بعد ایذا کے سوا ملتا ہی راحت کا مزہ — جو گلے ملنا ہے پہلے ہمین ترساؤ بھی
اب یہ افسوس ہی بیکار جو ہونا تھا ہوا — جی اٹھے گر کوئی مقتول تو پچھتاؤ بھی
سچ ہے بے میرے کہان چین تمھین پڑتا ہی — یون یقین مجکو نہ آئے تو قسم کھاؤ بھی
منتین کرنا بھی آسان منانا بھی ہے سہل — یہ تو سب سچ ہے اکیلا اسے جب پاؤ بھی
آرزو لطف چمن گو نہین بے یار مگر — کچھ طبیعت جو بہل جائے تو بہلاؤ بھی

بیخود۔ جناب فتح محمد صاحب بن حاجی یوسف صاحب ممبر مرچنٹ رئیس بمبئی تلمیذ حضرت نظامی

دل کے سمجھانے کی باتین ہین یہ سب جاؤ بھی — مین تو جب جانون کہ وعدہ کرو اور آؤ بھی
اس تلون کا ٹھکانا ہے کچھ اللہ اللہ — آپ ہی ظلم کرو آپ ہی پچھتاؤ بھی
تم تو کہتے تھے کہ ثانی نہین کوئی میرا — کون بیٹھا ہے یہ آئینے مین بتلاؤ بھی
کچھ علاقہ تو نہین غیر سے تم کو بیشک — ہمین چھپ چھپکے کہین جاتے ہین شرماؤ بھی
اس ستم کا بھی ٹھکانا ہے کہین اف رے ستم — نہین آنے بھی نہ دو اور ہمین بلواؤ بھی
وقت مے پینے کا ایسا نہ ملے گا دیکھو — مینہ برستا ہی گھٹا چھائی ہے منگواؤ بھی
کیسا پرچہ یہ چھپایا ابھی کیا پڑھتے تھے — غیر کا خط نہین لیکن مجھے دکھلاؤ بھی
مین تو آراستہ ہر روز کرون بزم طرب — تم کبھی بھولکے اے جان جہان آؤ بھی

* یہ غزلین بہت دیر مین وصول ہوئین لہذا بے ترتیب چھپ گئین۔

قطعات تاریخ وفات حسرت آیات اُستاد الاساتذہ ملک الشعرا جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی اُستاد نواب رامپور خلد آشیان انار اللہ برہانہ

نتیجۂ فکر جناب منشی سید بشیر احمد صاحب بشیر نقوی حنفی گلشن آبادی

ای کہ شد از تو ابتدا سے سخن — آمدہ وقت انتہاے سخن
رحمک اللہ امیر مینائی — درجہان از تو شد ضیاے سخن
شاعری از پئے تو شد پیدا — زندہ ماندی تو از جزاے سخن
بندہ بودی ز بندگانِ خدا — رفتہ رفتہ شدی خداے سخن
طرح شعر از تو یافت استحکام — گشت قائم بتو بناے سخن
بادتحسین عروس طبعت را — دادۂ زینت از حناے سخن
زیب فرقت کلاہ اُستادی — زینتِ جسم تو قباے سخن
تو ز دُنیا نرفتۂ تنہا — بلکہ بُردی بخود بہاے سخن
زین سبب اے بشیر سال وفات — گفتہ شد۔ ہاے شعر ہاے سخن

۱۳۱۸ھ

ولہ اُردو

کریں جہان مین کس کس کا ہم بھلا افسوس — الٰہی لفظ ہی دُنیا مین کیون بنا افسوس
مگر ضرور ہے اہلِ کمال پر رونا — اُنھین کے واسطے زیبا ہی اور بجا افسوس
کسی نے مجھ سے کہا سُن۔ امیر مینائی — جہان سے اُٹھگئے مین نے کہا بڑا افسوس
یہ دل مین آیا کہ تاریخ انتقال کہون — مگر وطبیع نہین بس یہی رہا افسوس
بشیر ایک یہ سمت مین ملگئی تاریخ — کہ۔ ہاے ہاے چراغ سخن بجھا۔ افسوس

۱۹۵۷ بکرمی

نتیجۂ فکر جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب تجمل جلالپوری مقیم بمبئی

حضرتِ مفتی امیر احمد امیر لکھنوی — تاج فرقِ شاعران دہر واُستادِ زمان
فخر افزاے اسیر و غالب و سودا و میر — رشک ناسخ رشک آتش طوطیِ ہندوستان
عالمِ عالی مراتب صاحب فضل و کمال — شاعر فخرِ جہان مداح شاہِ انس وجان

پاشکستہ ہین وہ پابندِ حیا / ڈوہری مشکل ہین دلِ ناشاد ہے
قبر مین بھی اسے چین آتا نہین / مضطرب کتنا دلِ ناشاد ہے
باتون باتون مین اڑا لیتا ہو دل / دلربائی مین وہ بت اُستاد ہے
کھنچ سکے ارمان کیا اُسکی شبیہ / صورتِ تصویر خود بہزاد ہے

اختر جناب سید محمد اختر صاحب نگینوی شاگرد حضرت داغ دہلوی جناب مضطر

اُسپہ مائل یہ دلِ ناشاد ہے / جو ستمگر ہے ستم ایجاد ہے
ٹھوکرین کھاتے ہوے پھرتے ہین ہم / عشق کی بھی کیا بُری اُفتاد ہے
چین سے ہے کون تیرے عہد مین / جسکو دیکھو شاکیِ بیداد ہے
جسپہ حسرت بیٹھتی ہے رات دن / وہ مزارِ عاشقِ ناشاد ہے
کہتے ہین سُنکر وہ میرا حالِ دل / تجکو کچھ اسکے سوا بھی یاد ہے
زندگی تک قدردانی تھی وہ سب / مرگئے تو خاک بھی برباد ہے
دو ہی باتون مین اُسے راضی کیا / واقعی اختر بڑا اُستاد ہے

اسلم جناب منشی سلامت اللہ صاحب کانپوری تلمیذ مہتمم خدنگ نظر از حیدرآباد

ہاے جب سے ایک بت کی یاد ہے / مبتلائے غم دلِ ناشاد ہے
اُسکے کانون تک پہونچ سکتی نہین / نارسا کتنی مری فریاد ہے
مجھسے فرمائش ہو ذکرِ غیر کی / اے ستمگر یہ نئی بیداد ہے
کون لیتا ہو خبر کس کو غرض / کیون کسیکی بیکسی مین یاد ہے
باغ مین رکھدے کبھی میرا قفس / کچھ تو لازم رحم بھی صیاد ہے
آئے میرے گھر وہ یہ کہتے ہوے / پُر اثر کتنی تری فریاد ہے
چشم نم ہو۔ رنگ فق۔ چہرہ ہو زرد / مختصر یہ عشق کی رُوداد ہے

نوٹ۔ ذیل کی طرحون مین غزلین ایک ہفتہ کے اندر وصول ہوجانا چاہئین ورنہ درج گلدستہ نہو سکین گی

(جھجکتے ہو کیون دلمین آتے ہوے) آتے وغیرہ قافیہ

(ایک نکلی ایک حسرت اور ہے) حسرت وغیرہ قافیہ

موت کا آنا ہو برحق گو کہ ہر اک کے لیے
لیکن اہلِ فن کا مرنا حشر کا ہے سامنا
سرگروہ اہلِ فن منشی امیر احمد امیر
دارِ فانی سے سدھارے ہو گیا محشر بپا
کیون نہ پٹنے نظمی ہو ملکِ نظم مین چارو نطرف
جسکو دیکھو اُنکے ماتم مین وہ ہو صبح دما
اپنی عادت کے موافق فتنہ پردازی تو کی
رو رہا ہے اشکِ شبنم خود سپہر فتنہ زا
کیون نہو معشوق و عاشق تلملے پر اُنکی نثار
وہ اثر عالم مین ساری جو کہ ہو شامل ہوا
لکھدیا محشر نے آخر مصرعِ سالِ وفات
شاعرِ عالی صفت دُنیائے دو دن سرا اٹھگیا
۱۹۰۰ء

نتیجۂ طبع جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب نصرت مقیم بمبئی

چو رفت از جہان سوی باغ بہشت
شہنشاہِ ملکِ زبان آوری
بگفت از سرِ آہ نصرت چنین
کہ ـ بُد نکتہ فہمِ فنِ شاعری
۱۳۱۸ھ

نتیجۂ طبع جناب منشی الٰہی بخش صاحب الٰہی سوداگر دیوان شاگرد حضرت مغفور

کیسا جہان مین شیون و ماتم بپا ہے آج
کیا منہ سرائے دہر سے موڑا امیر نے
کیا سر سے سایہ ہاے الٰہی وہ اُٹھ گیا
کیا آج ہم غریبون کو چھوڑا امیر نے
۱۹۰۰ء

نتیجۂ طبع بے ہنر خاکسار نظر ایڈیٹر خدنگ نظر لکھنو

دکن مین دھوم یہ ہر سمت تھی کہ آئے امیر
کلیم طورِ معانی و رشکِ صہبائی
ہر ایک دل مین تمنا ہر ایک دلمین اُمنگ
تمام شہر کو تھی فکرِ بزم آرائی
بندھا ہوا یہ سمان تھا کہ جھلملانے لگا
چراغِ فہم و فراست شعور و دانائی
ہوئی جمادیِ آخر کی شب جو ہنیر دہم
فلک پہ حسرت و افسوس کی گھٹا چھائی
کہا نکالکے سر آفتاب نے دمِ صبح
کہان غروب ہوا آفتابِ مینائی
۱۹۰۰ء

واے حسرت ہو گئی گل آ کے شمعِ حیات ۔ ہو رہی ہی بے ضیا بزمِ سخندانِ جہان
مصرعِ تاریخِ رحلت اے تجمل غم لکھو ۔ اُٹھ گیا دُنیا سے اُستادِ زمن معجز بیان
۱۳۱۸ھ

نتیجہ فکر جناب علی محمد صاحب شاغل رئیس بمبئی شاگرد جناب تائب شاہجہانپوری

تمام خطۂ ہندوستان مین تھے مشہور ۔ سخن شناس گرامی امیر مینائی
کوئی سمجھتا تھا عرفی کوئی نظیری اُنھین ۔ مگر تھے مخزنِ نظامی امیر مینائی
یہ لوگ کہتے تھے سُن سُن کے نظم مستانہ ۔ ہین اپنے وقت کے جامی امیر مینائی
روانہ دارِ محن سے ہوے سوے جنت ۔ برائے عیش دوامی امیر مینائی
یہ سال لکھ سرِ بدخواہ کاٹ کر شاغل ۔ گئے بہشت مین نامی امیر مینائی
۱۳۱۸ھ

نتیجہ فکر جناب منشی محمد یعقوب صاحب صادر صوفی رفاعی کلرک جنرل پوسٹ آفس بمبئی

حسرتا فوت شدہ آن کہ بہ ہندوستان بوُد ۔ شاعرِ مستند و نکتہ سرا مینائی
مصرعِ سالِ وفاتش بنویس اے صادر ۔ مرد صد آہ امیر الشعرا مینائی
۱۳۱۸ھ

نتیجہ فکر جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی

چونک او غافل کہ یہ دُنیا نہین جائے قرار ۔ صاحبانِ عقل کہتے ہین اِسے دارِ فنا
آج جس محفل مین ہی جوشِ طرب سرود و مے ۔ حسرتون کے خون سے کل ہوگی وہ ماتم سرا
اعتماد ایامِ عشرت پر کبھی زیبا نہین ۔ صحبتِ یارانِ فانی ہے سراسر جانگزا
یہ ثمر پایا ہنسی کا پھول نے گلزار مین ۔ کانپ اُٹھا دل پڑ گیا جب لطمۂ موجِ صبا
تھے جہان دو ایک اگلی صورتون کے یادگار ۔ حیف اے قسمت گئے وہ بھی سوے ملکِ بقا
محفلِ رنگین بیانی کی تھین جنسے زینتین ۔ بن گئے آخر وہ خود آئینۂ حیرت نما
جنکے مینائے دماغ و دل تھے لبریزِ کمال ۔ آسمان نے کی اُنھین پر بارشِ سنگِ جفا
کوئی عالم مین کرے کس دل سے تحصیلِ کمال ۔ جب کمال آتا ہی تب آجاتی ہی سر پر قضا

اب بیچاری ایتھل کا وہ پُرجوش غصہ تو
کم ہوگیا لیکن اس واقعہ سے جو صدمہ اُسکی
روح کو پہونچا تھا اُسنے اُسی طرح ملول اور غمگین بنادیا
جسطرح ہر باعصمت اور پاکباز عورت ایسے موقع
پر یہ خیال کرکے کبیدہ خاطر ہوجاتی ہی کہ اُسکا رعب
عفت اور خلقی نیک نفسی اُسے توہین سے بچا نہ سکی۔
اُسنے فوراً ارادہ کیا کہ جسطرح ہوسکے اپنے گھر پہونچ
جائے کیونکہ وہان کسیکو ایسی ناشایستہ حرکت کی
جرأت نہوگی لیکن قدم نہین اُٹھتا تھا اسنے چارون
طرف نگاہ دوڑائی ۔ نوجوان اوباش (ایتھل کی نظر
مین یہ جوان ایسا ہی تھا) دوسرے راستے سے
گانون کی طرف جا رہا تھا۔ اب ایتھل کیلئے شاہراہ
صاف تھی اور وہ جلد جلد ڈہلیا کاٹیج کی طرف روانہ
ہوئی مکان کے سامنے پہونچکر اُسے بے انتہا
حیرت اور خوشی ہوئی جب اُسنے دیکھا کہ خود الفریڈ
دروازے سے نکل کے اُسکے استقبال کے لیے
آرہا ہی۔ وہ اُسکی طرف بڑھی۔ دونون نے ہاتھ پھیلائے
اور ایک دوسرے سے ہم آغوش ہوگیا۔

ایتھل ” (گرمجوشی سے) پیارے شوہر! اسوقت
مجھے کسقدر حیرت اور مسرت ہوئی!“

الفریڈ ” پیاری ایتھل! مجھے بھی چند روز کیلیے
تمہارے پاس واپس آنیکا موقع ملنے سے بیحد خوشی
حاصل ہوئی

ایتھل ” شاید تمہین اسقدر جلد لندن پہونچ
جانیکی ضرورت نہ تھی جیسا کہ تمنے خیال کیا تھا؟“

الفریڈ ” نہین! لیکن ایتھل! تم کسقدر زرد
اور پریشان ہو رہی ہو! کوئی سانحہ ضرور ہوا ہی!
الٰہی خیر! آخر ہوا کیا؟“ بتاؤ تو سہی!

ایتھل ” کچھ نہین! الفریڈ کچھ نہین! (یہ کہکے اسطرح
اُسکے سینے سے لپٹ گئی جسطرح کوئی ستمدیدہ اپنے
اُس سرپرست سے گھبرا کے لپٹ جاتا ہی جو عین
موقع پر بالکل خلاف اُمید پہونچ جاے)

الفریڈ ” پیاری! یہ نہ کہو کچھ نہین ہوا۔ تم سر سے
پاؤن تک کانپ رہی ہو۔ ایتھل! مجھے ضرور معلوم
ہونا چاہیے کہ یہ کیا ماجرا ہی؟“

ایتھل ۔ مین تمہاری نافرمانی نہین کرسکتی۔ الفریڈ تم
اصرار کرتے ہو تو مین سچ سچ کہتی ہون! میری توہین
کیگئی“

الفریڈ ” (خوبصورت چہرہ غصے سے سُرخ ہوگیا)
توہین کیگئی؟“ تمہاری توہین کرنیکی کسے جرأت ہوسکتی ہی؟
پیاری مجھے بتادو! مجھے بتادو یہ ایک ایسا معاملہ ہی
جو مجھے ضرور معلوم ہونا چاہیے اور جسکا عوض لینا
مجھپر فرض ہو!“

ایتھل (بہت پریشان ہوکر) لیکن پیارے الفریڈ یہ
نہ خیال کرنا چاہیے کہ میری طرف سے کوئی ایسی بات
ہوئی جس سے “

الفریڈ ” نہین نہین! مجھے اس بات کا بہت
جلد یقین آسکتا ہی کہ آفتاب نکلنا موقوف ہوگیا مگر
اسطرف گمان بھی نہین ہوسکتا کہ تمسے کوئی ایسی حرکت
سرزد ہوئی ہوگی جس سے کسی اوباش کو گستاخی

نئی صدی اور خدنگ نظر

بیسوین صدی کے آغاز سے جسے اب بہت ہی کم زمانہ باقی ہی خدنگ نظر کے متعلق بہت سی قیمتی رائین وصول ہوئی ہین بعض حضرات مشورہ دیتے ہین کہ خدنگ نظر مین اخباری شان پیدا کیجائے اور علاوہ غزلیات وناول کے اسقدر حجم اور بڑھا دیا جائے کہ ملکی معاملات پر مبسوط بحثین کیجا سکین۔ خاص حیدرآباد دکن کے روشن خیال حضرات چاہتے ہین کہ ضخامت گلدستہ المضاعف ہو جائے یعنے بجاے دو جزو کے چار جزو پر رسالہ شائع ہوا کرے اول کے دونون اجزا مین مارل سوشیل مضامین نیچرل نظمین وغیرہ درج ہوا کرین۔ آخر کے دونون جزو مین بدستور بہطرح غزلیات اور ناول۔ غرضکہ عام خیال اسیطرف رجوع ہی کہ خدنگ نظر مین مشرقی ومغربی تہذیب برابر کا حصہ لیتی رہے اور زمانے کی رفتار دیکھتے ہوے یہی مناسب معلوم ہوتا ہی۔

اس مسئلے کے ہر پہلو پر غور وخوض کر کے ہمنے اپنی رائے حسب ذیل قائم کی ہی اور معزز ناظرین کے سامنے بنظر استصواب پیش کیجاتی ہی۔ یہ امر مسلم ہی کہ رسالے کے مصارف اُسکی آمدنی پر منحصر ہین جب حجم بڑھایا جائیگا تو قیمت مین بھی اضافہ لازمی اور ضروری ہی۔ کیونکہ جبتک آمدنی کافی نہو گی عمدہ مضامین دستیاب ہونا محال اور غیر ممکن ہین۔ جدید اضافہ مین وہی مضامین درج کیے جائینگے جو یورپ وامریکہ کے رسالون مین شائع ہوتے ہین اسلیے ان رسالونکی خریداری۔ انکا ترجمہ۔ اور دیگر اخراجات ایسے نہین کہ خدنگ نظر کی موجودہ قیمت اُسکے لیے کافی ہو سکے۔ اسکے ساتھ ہی یہ بھی نامناسب خیال ہی کہ عام حضرات پر دُونا بار ڈالدیا جائے جسے یقیناً کوئی پسند نہ کریگا۔ بہرکیف آیندہ اشاعت اور قیمت کی تصحیح درج ذیل ہی۔

آیندہ سال سے خدنگ نظر کی مستقل ضخامت علاوہ طلائی ٹائیٹل پیج کے چار جزو ہو گی اور ہر جزو کے مقاصد جداگانہ ہونگے جزو اول مین۔ ملکی معاملات صنعت۔ حرفت۔ تجارت وغیرہ پر مدلل آرٹیکل جزو دوم مین علمی۔ تاریخی۔ اخلاقی۔ دلچسپ مضامین اور نیچرل نظمین جزو سوم مین بدستور بہطرح غزلیات جزو چہارم مین ناول۔ جسطرح باعتبار مضامین کل رسالے کے چار حصے کیے گئے ہین اسیطرح قیمت بھی چار حصونپر منقسم ہی۔ ہر چار جزو کی مجموعی قیمت چار روپیہ سالانہ مع محصولڈاک تین جزو کی تین روپیہ۔ دو جزو کی دو روپیہ۔ اور ایک جزو کی ایک روپیہ چار آنہ۔

خریدار حضرات کو اختیار ہی کہ وہ اپنی پسند کے موافق جو حصہ چاہین خرید فرمائین اور اپنی رائے زرین سے فوراً ہمی اطلاع دین۔

ایڈیٹر

اطمینان ہوگیا کہ یہ وہی ہی جسکی تلاش مین وہ نکلا ہی اور جسکا ذکر اتھل نے کیا تھا۔ اس نوجوان نے الفریڈ کو دیکھتے ہی اپنا رُخ بدل دیا۔ اب وہ پھاٹک کی طرف مُڑ کے اُسپر جھک گیا اور اُس سبزہ زار کو بغور دیکھنے لگا جو پھاٹک کے اندر لہلہا رہا تھا۔

غصے مین بھرے ہوے الفریڈ نے اپنے دلمین کہا "اہاہا! وہ سمجھ گیا کہ مین ایسا شخص ہون جسے اُس سے باز پرس کی ضرورت ہی۔ وہ ظاہر کرتا ہی کہ گویا اُسنے مجھے دیکھا ہی نہین۔ شاید اُسے اُمید ہی کہ اس بہانہ سے مین چُپ چاپ اُسکے پاس سے نکل جاؤنگا۔ صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ شخص بُزدل ہی"

الفریڈ اپنے دل سے باتین کرتا ہوا اُس اجنبی کے پاس پہونچا جو پھاٹک سے لگا ہوا کھڑا تھا لیکن خلاف اُمید اس نوجوان کے تیورونسے معلوم ہوا کہ اُسے بالکل خوف نہین۔ وہ فوراً پلٹ پڑا اور پھاٹک سے پیٹھ لگاکر موچھون پر تاؤ دینے لگا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ الفریڈ کی کچھ پروا نہین کرتا۔ اس زن صورت وضعدار اجنبی کے نڈر تیورون نے جو الفرڈ ٹریور کے غصے کو انتہائی درجہ پر پہونچا دیا اور اُسنے چابک اُٹھاکر کہا"

الفریڈ "جناب! کیا مین یہ پوچھ سکتا ہون کہ آپ ہی نے ابھی ایک نوجوان خاتون کے ساتھ جو گرجا سے کچھ فاصلے پر آپکو ملی تھی بالقصد کوئی گستاخی کی ؟"

اس وضعدار نوجوان نے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن الفریڈ کو معلوم ہوا کہ وہ اس سوال کے جواب مین مُسکرایا۔

الفریڈ "بخدا! جسقدر آپ مجھے زیادہ غصہ دلائینگے اُسیقدر زیادہ سخت سزا دیجائیگی۔ مناسب سی مناسب معافی"

نوجوان اجنبی "بہتر ہی! مین خود اُس خاتون سے معافی مانگ لونگا اور آپکی موجودگی مین"

اس اجنبی کی آواز ٹریور کو گوش آشنا معلوم ہوئی اور وہ سُنتے ہی چونک پڑا۔ لیکن معاً اپنا خیال بدلکے دلمین کہنے لگا "نہین! یہ محض مہمل خیال ہی"

الفریڈ "(بلند آواز مین) نہین جناب! آپ اُس خاتون کے پاس نہین لیجائے جاسکتے جسکی آپنے اسطرح توہین کی۔ آپکو مجھی سے معافی مانگنا ہوگی اور اسی مقام پر"

نوجوان (بالکل بے پروائی سے) "اور اگر مین ایسا کرنیسے انکار کرون ؟"

ٹریور پھر آواز سُنکر چونک پڑا۔ لیکن پھر اپنے دل کو اس طرح سمجھا کے کہ مجھے جو گمان ہو وہ محض لاطائل ہو سخت آواز سے کہنے لگا"

ٹریور "اگر آپ انکار کرین تو یہ چابک ہے اور آپکی پیٹھ"

کی جرأت ہوئی۔ ایتھل! کسنے تمسے ایسی گستاخی کی؟"

ایتھل نے کل واقعہ مختصر طور پر جلد جلد بیان کیا اور اپنے شوہر کو بہت ہی برافروختہ اور جانے پر تیار دیکھکر نہایت ہی لجاجت سے کہنے لگی "

ایتھل "تم اسکا کچھ خیال نکرو! اب وقت گزر گیا اور تم یہان آگئے ہو! اگر تم جاؤگے تو خدانخواستہ ڈویل[1] ہوگا! ڈویل کے خیال سے میری روح لرز رہی ہو"!

الفریڈ "پیاری ایتھل! صبر کرو! اور استقلال سے کام لو! بعض امور ایسے ہوتے ہین جن سے درگذر نہین کیجا سکتی۔ یہ امر بھی اُنھین مین سے ہو۔ مجھے اس معاملہ کی ضرور تفتیش کرنا چاہیے۔ جو قطع تمنے بیان کی اُس سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ شخص کوئی معمولی اوباش ہو۔ مین اسکی پیٹھہ کی کھال گھوڑے کے چابک سے گرا دونگا۔ اُسے میرے مقابلے کی کبھی جرأت نہین ہو سکتی۔ ایتھل اب مجھے نہ روکو! اگر مین ایسے معاملے مین بزدلا پن دکھاؤن تو تمھین سمجھ لینا چاہیے کہ مین تمسے سچی محبت نہین کرتا"

یہ کہکے الفریڈ نے ایتھل کے نازک لبون کا بہ عجلت لیکن نہایت شوق سے بوسہ لیا اور جھپٹ کے کمرہ سے باہر نکلا۔ ہال مین پہونچکر کھونٹی سے ٹوپی اُتاری اور ایک چابک لیکر چند ہی لمحہ مین باغ کے پھاٹک سے گذر گیا۔

اب اندھیرا ہوتا جاتا تھا۔ آفتاب غروب ہوچکا تھا لیکن چونکہ ماہ مئی کی ابتدائی تاریخین تھین اسوجہ سے ایسی تاریکی نہ تھی کہ کچھ دکھائی ندے۔ الفریڈ جلد جلد قدم بڑھاتا ہوا گانون کی طرف چلا (یہ یاد رہے کہ ڈیلیا کاٹیج گانون سے کسیقدر علٰحدہ سرحد پر واقع تھا) الفریڈ نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک پھاٹک سے لگا ہوا ڈیلیا کاٹیج کیطرف دیکھہ رہا ہو اس شخص کی صورت دیکھتے ہی الفریڈ کو

---

[1] قدیم زمانہ مین فرانس اور نیز انگلستان میں یہ رواج تھا کہ اگر دو شخصون مین دشمنی ہوتی تھی تو بعوض کینہ پروری کے وہ دونون اپنی نزاع کا فیصلہ یون کر لیا کرتے تھے کہ دونون شخص کسی وقت معینہ پر اپنا ایک ایک دوست ہمراہ لیکر کسی خاص مقام پر جاتے اور دونون بھرے ہوے طپنچے ہاتھ مین لیکر چند قدم کے فاصلے پر ایک دوسرے کیطرف پشت کرکے کھڑے ہو جاتے جب اُن دونون مین جو شخص سرپنچ ہوتا وہ آواز دیتا تو دونون ایک دوسرے کی طرف پلٹ پڑتے اور طپنچے داغدیتے تھے نتیجہ یہ ہوتا کہ دونو مین سے ایک یا بعض اوقات دونون زخمی یا ہلاک ہو جاتے تھے اگر ایک یا دونون زخمی ہوتے تھے تو اچھے ہوجانیکے بعد ایک دوسرے کے دوست ہو جاتے۔ اگر ایک ہی شخص زخمی ہوتا تو وہ قصوروار سمجھا جاتا تھا لیکن پھر اُس نزاع کا گویا فیصلہ ہوجاتا اب بھی ایک حدتک یہ رسم فرانس مین جاری ہو اور بعض اوقات اسی طور پر تلوار سے بھی مقابلہ کیا جاتا ہو۔ ۱۲ مترجم

دُنیا سے چھپانے کے لیے کسقدر بند و بست
کیا ہی۔ اگر درحقیقت یہ کوئی جُرم ہی تو مین ہی
اکیلا ایسا شخص نہین ہون جس سے ایسی خطا
سرزد ہوئی۔ شاید یہ بہتر ہوگا کہ تم اس بات
کو یونہین دبا دو۔"

خاتون "(طنز سے) اخاہ! ایتھل تمھاری
مسٹرس (محبوبہ جس سے ناجائز تعلق ہو) ہی؟"
اُسکی صورت دیکھکر یہ خیال ہوسکتا ہے کہ اگر
ڈارسٹ شائر اپنی عورتونکے حُسن پر ناز کری
تو بہت بجا ہی اور سوتھ ڈیل مین تو حُسن کے
لحاظ سے وہ سب عورتونکی ناک ہے۔"

ٹریور کا رنگ فق ہوگیا۔ استقلال نے
اُسکا ساتھ چھوڑ دیا۔ پھر اُسکے پانوٴن ڈگمگائے
اور اُسنے پھاٹک پکڑلیا۔ آخر بہت ہی ضعیف
آواز مین کہا "ان کنایون سے کیا مطلب
ہی؟ تمھین کیا کیا معلوم ہی؟ مجھے بتا دو مین
عاجزانہ طور پر پوچھتا ہون! بہرکیف ہم دونونکو
کوئی امر طے کرلینا چاہیے!"

خاتون "تم مجھسے پوچھتے ہو کہ کیا کیا معلوم
ہی مین اُسکے جواب مین کہتی ہون کہ مجھے سب کچھ
معلوم ہوگیا مین نے گھنٹہ بھر تک گرجا کے بوڑھی
بی کلرک سے بیکار بک بک نہین کی۔"

ٹریور نے ایک آہ بھری۔ وہ سمجھ گیا کہ مسٹر
ہالگین نے کیا کیا واقعات بیان کیے ہونگے اور
اُن واقعات سے اُسے کہانتک تعلق ہی پھر اُسنے
کہا۔"

ٹریور "اچھا! اب مجھے اس معاملے کی نسبت
کچھ کہنے دو۔ غالبًا کلرک نے تمسے ایک شادی
کی سند کی بابت کہا ہوگا۔"

خاتون۔ (بات کاٹکے) ہان! وہ
اُسوقت دفتر ہی مین موجود تھا جب تمنے وہ
سرٹیفکٹ (نکاحنامہ) پادری کے سامنے
پیش کیا!"

ٹریور "غالبًا تم سمجھ سکتی ہو کہ ایک پادری
کے شکوک رفع کرنے کے لیے جسنے بچہ کو ایک
خاص نام سے عیسائی کرنے سے اُسوقت تک
انکار کیا جب تک اُسے کوئی خاص ثبوت
نہ دیا جاے۔ مین نے یہ سرٹیفکٹ کیونکر حاصل
کیا۔"

خاتون "کیا ایسا ہوا تھا؟" (اُسکے چہرہ
سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُسے ٹریور کی بات کا
یقین نہین آیا۔ آہستہ سے) "اچھا ایسا ہی
ہوا ہوگا۔"

ٹریور "ایک سرٹیفکٹ پیش کرکے پادری
کو دھوکا دیدینا بہت ہی آسان تھا۔ جرم
نہایت ہی خفیف تھا۔ اُس سے کسیکو کوئی
نقصان نہین پہونچتا تھا اور ایک شخص صدمہ
اور روحانی تکلیف سے بچتا تھا۔"

خاتون۔ (بات کاٹکے) "بس ہربرٹ!
بس! تمھین مجھسے یہ کہنے کی ضرورت نہین

نوجوان۔ (کوئرنگ گلاس لگاکے اُسی بیخوفی سے) "ہان ؟ بیشک !" لیکن آپ دیکھتے ہین کہ میرے ہاتھ مین بھی ایک کوڑا ہی اور شاید مین بھی اسے اُس مصرف مین لاؤن جسمین آپ اپنے چابک کو"

اس فقرہ کو ادا کرتے ہوے طرحدار نوجوان سیدھا ہو کر اسطرح پھاٹک کیطرف جھکا کہ الفریڈ کو دُھندلی روشنی مین اُسکے چہرے کے حدود پورے طور پر دکھائی دیگئے۔ الفریڈ اُسکی صورت غور سے دیکھنے لگا اور لحظہ بہ لحظہ خود الفریڈ کے چہرے سے دہشت اور اضطراب کے آثار نمایان ہونے لگے۔ لیکن دفعتہً اجنبی نے پھر گردن نیچی کرلی اور ٹریور نے اپنے دلمین کہا" لاحول ولا قوۃ ! یہ بالکل بیہودہ خیال ہی"

نوجوان " ہان جناب ! آپنے میری آخری بات کا جواب نہین دیا۔ مین نے کہا تھا کہ میرے ہاتھ مین بھی کوڑا ہی اور اگر آپکا چابک میرے بدن مین چھو بھی گیا تو مین مارے کوڑون کے آپکی کھال گرا دونگا"

اس اجنبی کی آواز بدلی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ ٹریور جو اسوقت تک اُس گستاخی کے خیال مین جو اسکے ساتھ کیگئی تھی از خود رفتہ ہو رہا تھا جھنجھلا کر بولا "

ٹریور " یہ معاملہ اور طرح طے ہونا چاہیے۔ اگر آپ شریفانہ حیثیت سے معافی مانگنے سے انکار کرتے ہین تو یاد رکھیے کہ یہان طپنچہ بھی موجود ہی"

وضعدار اجنبی نے زور سے قہقہہ مارا۔ یہ قہقہہ اُسی قہقہے کیطرح سریلا اور دلکش تھا جسنے ابھی تھوڑی دیر پہلے بوڑھے ہگنبن کو بالکل بیخود کر دیا تھا۔ ٹریور پھر چونک پڑا اور نوجوان اجنبی کو غور سے دیکھنے لگا۔ اب ٹریور اُسے پہچانتا جاتا ہی۔ اب اُسکا شبہ یقین سے بدلگیا اور وہ سہمی ہوئی آواز سے جبکہ اُسکے چہرے سے وحشت ظاہر ہو رہی تھی بول اُٹھا"

ٹریور " یا اللہ کیا درحقیقت تم ہو؟"

" ہان ! مین ہی ہون !" اس بھیس بدلے ہوے عورت نے یہی جواب دیا۔ کیونکہ فی الحقیقت یہ وضعدار اجنبی ایک عورت تھی جیسا کہ ہمارے ناظرین پہلے ہی سمجھ گئے ہونگے۔ اور اب اُسنے اپنی اصلی آواز مین جسے اُسنے حتی الامکان بدلا تھا کہا " ہان تھربرٹ ! مین ہی ہون !"

ٹریور نے ایک آہ کا نعرہ مارا۔ اُسکے پانون کانپنے لگے اور سنبھلنے کیلیے پھاٹک کے سہارے سے ٹک گیا۔ آخرکار اُسنے اپنے حواس درست کیے اور بالکل بے پروائی سے کہا " اچھا مین تسلیم کرتا ہون کہ میری پاس ایک عورت ہی۔ نہین معلوم کس اتفاق سے تمھین یہ امر معلوم ہوگیا ورنہ تم خود ہی انصاف کرسکتے ہو کہ مین نے اس راز کو

خاتون ”(بے پروائی سے) نہین ! شاید اور کسی بات کو مین تمسے نہین کہونگی۔ اچھا اب خدا حافظ !“

اتنا کہکے خاتون نے اپنا راستہ لیا۔ مریور اُسی طرح پھاٹک سے لگا ہوا اپنے تکلیف دہ خیالات مین غرق رہگیا۔ اب اُسکے گرد زیادہ اندھیرا ہوتا جاتا تھا۔ اگر اسوقت کوئی اُسکا چہرہ بغور دیکھتا تو معلوم ہوجاتا کہ اس روحانی صدمے سے وہ نزع کی حالتمین مبتلا ہو رہا ہے۔ آخرکار وہ اپنے حواس اور تیور درست کرنے اور اس صدمے کے چھپانیکی کوششین کرتا ہوا آہستہ آہستہ ڈہلیا کاٹیج کی طرف روانہ ہوا۔

اس اثنا مین یہ بھیس بدسلے ہوئے خاتون گانون مین جانیکے خلاف اُس راستے پر جو گلی کی موڑ سے دوسری طرف گیا تھا روانہ ہوئی۔ اس رستے مین جسپر دورویہ درختونکا سایہ تھا تقریباً ڈیڑھ سو گز کے فاصلے پر ایک گگ گاڑی اور گھوڑا کھڑا ہوا تھا۔ اور ایک شخص جسکی سپردگی مین یہ گاڑی گھوڑا تھا سڑک کے کنارے گھاس پر بیٹھا ہوا پائپ پی رہا تھا۔ پانونکی چاپ پاتے ہی یہ شخص اُٹھا اور مصنوعی نوجوان جنٹلمین کو آتے دیکھکر بولا ”جناب ! مین تو سمجھتا تھا کہ اب آپ نہ آئینگے“

خاتون ”ہان مجھے خلاف اُمید بہت دیر تک ٹھہرنا پڑا۔ لیکن مین نے جاتے وقت تمسے کہدیا تھا کہ چاہے کتنی ہی دیر کیون نہو جاسے تم ٹھہرے رہنا۔ اور اب اسکا معاوضہ تمھارے ساتھ بہت اچھی طرح کر دیا جائیگا“

وہی شخص ”آہ ! جناب مجھے اسکا کوئی خیال نہ تھا“ (یہ شخص بظاہر ایک بگڑا ہوا بھٹیارا معلوم ہوتا تھا)

خاتون ”(گگ مین بیٹھ کے) ہم یہان سے میڈاسٹون تک ۱۲ میل کی مسافت بہت جلد طے کر لین گے“

وہی شخص ”(کوچ بکس پر بیٹھ کے اور گھوڑے کو چابک لگا کے) ”جناب ! بہت جلد۔ یہ گھوڑی بہت اچھی ہے اور خوب تیز جاتی ہے“

گاڑی چل نکلی۔ نصف گھنٹہ کے قریب گزر گیا اور اس اثنا مین یہ خاتون اپنے خیالات مین مستغرق رہی۔ وقتاً فوقتاً اس بکی کوچبان کی باتون کا دوحرفی جواب بھی دیتی رہی جو موسم فصل۔ اِس گھوڑی اور اُن گھوڑن کی نسبت رائے زنی کرتا رہا جن سے اُسے اپنی عمر مین کوئی سابقہ پڑا تھا اور جنکی تعداد کچھ کم نہ تھی۔

اب اس بھیس بدسلے ہوئے خاتون کو یہ خیال ہونے لگا کہ جس سڑک سے دو تین گھنٹے پیشتر وہ میڈاسٹون سے یہان آئی تھی یہ سڑک جس پر گاڑی جا رہی ہے اُسکی بہ نسبت زیادہ تنگ اور سنسان ہے۔ وہ گھبرا کے ادھر اُدھر دیکھنے لگی

کہ تمنے اُس عورت کا کسقدر لحاظ کیا!"

ٹریور کے چہرے سے غصے کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ کیونکہ وہ بخوبی سمجھ گیا کہ اس فقری مین اُسکی ایتھل کی نسبت کیا اشارہ کیا گیا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ مین مجبور ہون اور اس توہین کا بدلا نہین لے سکتا۔ اُسے" اپنے تیورون سے بھی یہ بات ظاہر کرنا کہ یہ فقرہ اُسے ناگوار گزرا خلاف مصلحت معلوم ہوا۔ بہرکیف ضبط کرکے کہنے لگا۔"

ٹریور "مین تمسے کل ملونگا۔ اور موجودہ حالت مین جو کچھ تم کہوگی یا جو شرطین پیش کروگی۔"

خاتون۔ نہین! کل نہین! کل مین لندن مین نہونگی۔"

ٹریور "تم کہان جاؤگی؟"

خاتون "مین ایک چھوٹے سے سفر پر جاؤنگی جسمین شاید دو یا تین روز صرف ہون۔"

ٹریور "سفر پر؟" کیا مین یہ پوچھ سکتا ہون کہ تم اسطرح کہان جانیوالی ہو؟" اس سے یہ مطلب نہین کہ مجھے تمہارے افعال مین دخل دینے کا کوئی استحقاق ہی نہین! نہ مین اُن کی نسبت کوئی اعتراض۔"

خاتون "(بات کاٹکے) نہین! جو سفر مین کرنیوالی ہون اُسمین کوئی ایسی بات نہین جو چھپانے کے قابل ہو۔ مین وہین جاتی ہون جہان تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا کہ تم چند مہینے رہے تھے

(کسیقدر طنز سے) اور یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہی کہ تمنے وہان سے مجھے لکھا تھا کہ یہ مقام نہایت ہی عمدہ اور دلچسپ ہے اور یہ بھی کہ تمہاری بہت عیش و آرام سے گزرتی ہی"

ٹریور "آہ! مین یہ اشارہ سمجھ گیا۔ صاف صاف یہ ہی کہ تم ڈارسٹ شائر جانیوالی ہو۔"

خاتون "ہان وہین۔ اور یہ بہت ہی دلچسپ چھوٹا سا سفر ہوگا۔"

ٹریور کچھ دیر تک گردن جھکائے ہوے غور کرتا رہا۔ اُسکے بعد بھرائی ہوئی آواز مین (جبکہ اُسکے چہرے پر ہوائیان چھوٹ رہی تھین) کہنے لگا۔"

ٹریور "اچھا مین اقرار کرتا ہون کہ مین تمہارے اختیار مین ہون۔ اور اب جو سلوک تمہارا جی چاہے میرے ساتھ کرو۔"

خاتون "خیر تم مجھے ڈارسٹ شائر کے سفر کی تکلیف سے بچاتے ہو۔ یہ تمہاری بڑی عنایت ہے اور مین اسکا خیال رکھون گی۔ اچھا اب ہم دونون کو کل ملنا چاہیے جیسا کہ تمنے ابھی کہا تھا۔ تم مہربانی کرکے صرف ایک کاغذ پر دستخط کردینا جو مین اُسوقت تک لکھوا رکھونگی۔"

ٹریور (ممنونیت کے لہجے مین) ہان ہان! جو تم کہو۔ جو کچھ تم مانگو۔ جو میرے امکان مین ہو۔"

اسوقت چاند نکل رہا تھا اور اُسکی روپہلی کرنون سے اس قطعۂ زمین پر اتنی روشنی پھیل گئی تھی کہ یہ خاتون کچھ دُور تک تمام چیزونکو صاف طور پر دیکھ سکتی تھی۔ جسقدر وہ اپنے گرد کے منظر کو دیکھتی جاتی تھی۔ اُسیقدر اُسے اُس بات کا یقین ہوتا جاتا تھا کہ یہ وہ راستہ نہین جس سے ہوکر وہ اڈنگٹن آئی تھی۔ ”لیکن کیا یہ ممکن نہین کہ یہ راستہ زیادہ قریب ہو؟“ اُسنے مصمم ارادہ کیا کہ اس امر کو کوچبان سے دریافت کرے۔

خاتون ”(بظاہر اطمینان کے ساتھ) مین خیال کرتی ہون کہ یہ سڑک شاہراہ سے زیادہ قریب ہے؟“

کوچبان ”(خاتون کی طرف غور سے دیکھکر) کیا یہ شاہراہ نہین ہی؟“

اب یہ خیال کرکے کہ اس شخص کا ارادہ فاسد ہی اس خاتون کا کلیجہ مُنہ کو آنے لگا۔ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ اُسے اس کوچبان کے تیورون سے بدی کا خیال گزرا۔ اُسنے چارونطرف نظر دوڑائی۔ سامنے ایک عمارت دیکھ پڑی اور اس خاتون نے اپنے دلمین طے کرلیا کہ جب گاڑی اُس عمارت کے قریب پہونچے اُسوقت کوئی بہانہ کرکے گاڑی ٹھہروالے یا اُسمین سے کود پڑے۔ غرضکہ کسیطرح اُس عمارت کے رہنے والون سے حفاظت یا حمایت کی استدعا ضرور کریگی۔ لیکن اپنی اصل غرض کو چھپانے کے واسطے وہ بے پروائی کے سے بولی ــــ

خاتون ”خیر اب مجھے خیال ہوا تھا کہ یہ شاہراہ نہین ہی۔ کیونکہ آجکے سوا مجھے کبھی اس سڑک پر آنیکا اتفاق نہین ہوا لھذا اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو عجب نہین“

پھر کوچبان نے اُسکی طرف غور سے دیکھا لیکن زبان سے کچھ نہین کہا۔

اب گاڑی ایک نشیبی راہ کو طے کرکے ایک جنگل مین پہونچی جہان ایک چشمہ بہ رہا تھا۔ یہ چشمہ اسوقت ایک بہت بڑے سانپ کیطرح چاند کی صاف وشفاف کرنون سے پارے کے مانند چمکتا ہوا نظر آتا تھا۔ اس بھیس بدلے ہوے خاتون نے دیکھا کہ یہ دریا اُسی عمارت کے پاس سے گزرا ہی جسکی آنیکی وہ منتظر ہی جب گاڑی قریب پہونچی تو اس عمارت کی قطع سے معلوم ہوا کہ وہ کوئی پن چکّی ہی۔

کوچبان۔ (کوٹھے سے اشارہ کرکے)۔ ”اسی مقام پر تین برس گزرے ہونگے کہ ایک جوان عورت کو اُسکے چہیتے عاشق نے قتل کرڈالا تھا“

خاتون ”قتل کرڈالا تھا؟“ (یہ کہکے سر سے پاؤن تک کانپ گئی)

کوچبان ”جی ہان اور اُسی روز سے یہ قدیمی پن چکّی بند ہوگئی ــــ“

یادگار سالگرہ مبارک اعلیحضرت حضور پُرنور

میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک

آصفجاہ فتح جنگ سلطان دکن خلد اللہ ملکہٗ

نمبر ۱۱

خدنگ نظر



ضوابط

۱ اشاعت ماہوار عام قیمت مع مضامین و غزلیات وناول دو روپیہ سالانہ پیشگی - امرا عظام سے پانچ روپیہ - مربیان گلدستہ سے دس روپیہ مع محصول

۲ اشعار غزلیات منتخب شائع ہونگے مفید مضامین عام طور سے لیے جائینگے لیکن مذہبی اور پولیٹکل بحثوں کی ضرورت نہین

۳ نمونہ بعد وصول ہونے کے بھیجا جائیگا نہ کہ مفت

۴ جو پرچہ نہ پہونچے اطلاع دینے سے دوبارہ ارسال ہوگا

۵ ہر تحریر بخط صاف ہونا چاہیے ورنہ مجبوراً تعمیل نہوگی

۶ اُجرت اشتہارات ایڈیٹر سے خط وکتابت کرنے پر طے ہوگی

مرتبہ خاکسار نوبت رائے نظر لکھنوی ایڈیٹر و پروپرائٹر

آصفی پریس نوازگنج لکھنؤ سے شائع ہوا

طیور اور اُنکی آزادیان

چاندنی رات مین جب ہم اپنے بستر پر پاؤن پھیلائے لیٹے ہوتے ہین اور جبکہ ہمارا دل تمام افکار اور تعلقات سے خالی ہوتا ہے اُسوقت آسمان کی نیلگون تیرگی مائل سطح پر بے ترتیبی کیساتھ چھٹکتے ہوے چمکدار تارون۔ نہایت متانت بھری آہستگی سے اُڑتے ہوے بادل کے ٹکڑون۔ اور دلربایانہ رفتار کے ساتھ جاتے ہوے چاند کا منظر ہمکو کسقدر بھلا معلوم ہوتا ہے۔ گھنٹون ہم قدرت کے اس وسیع بوقلمون مرقع کو دیکھا کرتے ہین یہانتک کہ جب ہماری نظرین اُن انمول دلچسپیونکو دیکھتے دیکھتے تھک جاتی ہین تو ہم آنکھین بند کرکے اپنی دماغی قوت سے کام لینا شروع کرتے ہین اُسوقت ہمارا عنقائے خیال آسمان کے اُن گنجان تارون اور بادل کے اُن کنجون مین جہان ہماری نگاہین کچھ دیر قبل گلگشت کرکے اپنے نقش قدم چھوڑ گئی تھین گھومتا ہوا بہت دُور نکل جاتا ہے۔ کبھی وہ ایشیا کی فضا پر منڈلاتا ہے۔ کبھی افریقہ کی بلندی پر ہوتا ہے۔ کبھی اسپین اور کبھی جاپان کی سمت اڑا ہوا پر اُڑتا ہے۔ کبھی وہ دیکھتا ہے کہ زمین کا وسیع اور وزنی کرہ کس شان سے ایک ہلکے پھلکے گیند کیطرح اُسکے نیچے گھوم رہا ہے اور کیونکر نصف النہار کے خطوط اُسکے سامنے یکے بعد دیگرے آتے جاتے ہین۔

یہ نیلگون وسیع چادر جو ہمارے سامنے پھیلتی چلی گئی ہے کیا ہے؟ سرِ شام ہزارون لاکھون تارے آپ سے آپ کیونکر روشن ہوجاتے ہین؟ اور صبح ہوتے جھلملا جھلملا کر کہان غائب ہوجاتے ہین؟ چاند کا بڑا آتشین کرہ جو زمین پر سے ہمکو ہر کمین لالٹین سے کچھ زیادہ باوقعت نہین معلوم ہوتا اِس سُست رفتاری کے ساتھ چوبیس گھنٹونکے مختصر وقت مین کیونکر اتنا بڑا دورہ تمام کرجاتا ہے اور جبکہ آج ہی دوپہر کو وہ امریکہ کی آبادی روشن کر رہا تھا کیونکر اسوقت ایشیا کی سمت الراس پر آگیا۔ اِسطرح دیر تک چکر لگانیکے بعد وہ زمین کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور فضائے عالم کی ہزارون مشہور معروف اور دلفریب منظر۔ ہزارون پُرشور دریا۔ بےحس و حرکت جھیلین نئے نئے ملک۔ اور نئے نئے لوگ ہماری آنکھون مین پھر کر فوراً ہمارے دلمین سیر و سیاحت کی اُمنگ پیدا کردیتے ہین۔ لیکن اُسوقت ہم کیا کرتے ہین؟ ایک بے بال و پر طائر کیطرح پھڑپھڑا کر اور اپنی معذوری پر افسوس کرکے رہ جاتے ہین۔

شربت مقوی اعصاب

حکمای انگلستان و یونان کا مسلمہ مقبولہ و مجربہ آزمودہ حرکات ناشائستہ سے جو بیماریاں ہمنی اپنے ہاتھوں پیدا کی ہوں جنسی تمام لطف زندگی وبال ہوگیا ہو تو اسکے چند روزہ استعمال سے تلف شدہ قوا کا اعادہ ہوتا ہے اور حرکات ناشائستہ کی تلافی اسکے پینے سے ایسی ہوتی ہے کہ عامل روزانہ ڈیوٹی سے تھکتا نہیں

آؤ ہم بتلائیں

پچیس ہزار مریض کس طرح صحت یاب

ہوتے ہیں

اعصاب کمزور اور معدہ دل و دماغ مثانہ قوی ہوجاتے ہیں کثرت احتلام عیاشی و مسکرات وغیرہ کے نقص دور کرکے جوان کو ممتاز بوڑھے کو جوانی کا لطف دکھاتا ہے۔ دل کو طاقت اور اعضائے اندرونی و بیرونی کو اپنی فطرتی ڈیوٹی کے انجام دینے کیلیے خبردار کردیتا ہے اسکے پینے سے اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے فی بوتل للعہ

حب آتشک

سوزاک نو و قرحہ

سرخرو

جوہر عشبہ

حب ضیق النفس

مدر حیض

حب بواسیر

حب وجع مفاصل

حب طحال

روغن مقوی

سیلان الرحم

حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکما قادری چشتی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ

اے قادر مطلق کی پیاری مخلوق چڑیو۔ در اصل یہ تمام دلچسپیاں اور کل کائنات تمہارے لیے ہو۔ انسانی کاشتکاری کی تمام پیداوار اور باغبانوں کے تمام میوہ جات تمہارے لیے اپنا وسیع دسترخوان بچھائے ہوئے ہیں۔ قدرت کے تمام چشمے اور جھیلیں اور اولاد آدم کے بنائے ہوئے تمام تالاب سب تمہارے لیے عمدہ بیلیں ہیں جس خرمن سے تمہارا جی چاہے اپنے بچوں کے لیے لیجاؤ جس کھیت میں تم چاہو چگو جس تالاب سے تمہارا دل چاہے اپنی پیاس بجھاؤ تمہارا کوئی مزاحم کار نہیں اور کوئی تمہارا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔ بادشاہوں کی بڑی بڑی عمارتیں جہاں کوئی پھٹک نہیں سکتا اور قدرت کے وہ سبزہ زار اور دشوار گزار وادیاں جہاں کوئی جا نہیں سکتا سب کے پھاٹک تمہارے سامنے کھلے ہوئے ہیں جس شاہی عمارت میں تمہارا جی چاہے رہو۔ انڈے بچے دو۔ اور کوڑا کرکٹ جمع کرو جس سبزے میں چاہو جاؤ جس شاخ پر چاہو جا بیٹھو۔ جس پھول کو چاہو توڑو۔ جس جگہ جسقدر چاہو غل مچاؤ۔ کوئی تمہارا مانع نہیں اور کوئی تمکو روک نہیں سکتا۔

اے تیز اور بلند اُڑنے والی چڑیو۔ در اصل خدا کی پیاری مخلوق تم ہو اور یہ اشرف المخلوقات کا معزز لفظ ٹھیک تمہارے لیئے ہی۔ تمہاری سوسائٹی ایک حالت اور ایک حیثیت کی سوسائٹی ہی تم مین نہ افلاس ہی نہ محتاجی کہ کوئی محسود ہو۔ نہ دولت ہی نہ غربت کہ کوئی معزز ہو۔ نہ افسری ہی نہ ماتحتی کہ کوئی باوقعت ہو کوئی حقیر ہو۔ تم کوئی املاک نہیں رکھتے کہ تمہارے وارثون مین تقسیم اور حقیت کا تنازعہ ہو۔ تم مین کوئی مذہبی تفرقہ نہیں کہ نفسانیت اور تعصب بڑھے مباحثہ ہو جھگڑا ہو۔ تم مین نہ حکومت اور سرداری کا شوق ہی کہ کُشت و خون ہوا کرے۔ انتہا نہیں کہ سرحدی فساد رہا کرے۔ تمکو کوئی فکر تن پوشی کی بھی نہیں۔ قدرت نے جو پاک لباس تمکو پنہا دیا ہی وہ نہ میلا ہوتا ہی نہ گلتا ہی۔ تمہاری مدت العمر کو کافی ہی۔ تمکو خورد و نوش کا بھی چنداں غم نہیں۔ کھیتوں مین جو بچا کھچا غلہ رہجاتا ہی وہ تمہاری مدت العمر کو کافی ہی۔ قدرت نے جو بڑی قوت ملائم پر و بازو مین بھر دی ہی اُسکے مقابل مین ہمارے آہنی انجن ایک کھیل ہین۔ پہاڑونکے اُن بلند کگارون پر جہان ہماری مکینکل قوت کام نہیں دے سکتی اور عمارتون کے اُن عالیشان منارون پر جہان ہماری نظر نہیں پہونچ سکتی تم آزادی اور آسانی کے ساتھ پہونچ جاتے ہو۔ کبھی ہمالیہ کی اونچی چوٹیون پر بیٹھے اور وہان سے اُسکی تفریح بخش وادی مین

حقیقت یہ ہی کہ اس نیرنگ تماشا گاہ قدرت کے اصلی سیاح ہم نہیں ہیں۔ اور آسمان کی سیر کیسی خود زمین ہی کی سیر ہمکو نصیب نہیں ہی۔ ہماری معذوری نے کل بزم تماشا کو چھپا کر ایک ایسی تنگ کھڑکی ہماری آنکھوں کے سامنے کھولدی ہی کہ ہم ایک محدود اور مختصر حصہ کا نظارہ کرنے اور اُسی کو بار بار دیکھ کے دل بہلانے کے سوا اور کچھ نہین کر سکتے۔ زمین کے جس ٹکڑے پر قدرت نے ہمکو پیدا کیا بس وہین کی آب و ہوا ہماری قسمت مین اور وہین کی مٹی ہماری تقدیر مین لکھدی یہان تک کہ قوانین سلطنت کی سختی جس سے ہماری خود سری و آزادی مین خلل واقع ہو۔ اور ارضی و سماوی آفات جنسے ہماری زندگی تلخ ہو ان سبکو ہم مر کھپ کے برداشت کر سکتے ہین لیکن ایک ملک سے بھاگ کر دوسرے ملک مین نہین جا سکتے۔ ہمارا بچپن سے لیکر بلوغ تک کا زمانہ پرورش اور تعلیم کا زمانہ ہی۔ اس زمانے مین ہم ایک مقامی قیام کے لیے مجبور ہین۔ ہمارا بڑھاپا بھی قویٰ کی کمزوری اور جوڑون کی سستی کی وجہ سے ایک جگہ پر بیٹھے یا پڑے رہنے مین صرف ہوتا ہی۔ رہی ہماری جوانی اُسمین اگر افکار اور تعلقات نے ہمکو اجازت دی تو دو ایک بار ہمکو کچھ سیر و سیاحت کا موقع ملجاتا ہی۔ سو وہ بھی بہت کم۔ دس بیس مین نہین سو دو سو مین نہین۔ بلکہ ہزار دو ہزار مین کہین ایک کو۔ اور وہ بھی اُس طرح نہین جیسا کہ چاہیے بلکہ پابندی اور مجبوری کے ساتھ زحمت اور تکلیف کے ساتھ ایک ہم کیا دراصل یہی حالت تمام چوپایون کی ہی۔ انکے مضبوط موٹے موٹے ہاتھ پاؤن صرف دیکھنے ہی بھر کے ہین۔ سیر و سیاحت کے لیے وہ انتہا درجے کے کمزور ہین۔ انکو ایک منزل چلنا پڑا اور تھک کر چور ہوکر کمر پکڑ کے بیٹھ گئے۔

اس تماشا گاہ کی اصلی سیاح دراصل یہ اُڑنے والی مخلوق ہین جو کبھی اس ملک مین کبھی اُس ملک مین۔ کبھی اس سبزہ زار مین۔ کبھی اُس سبزہ زار مین۔ کبھی اس جھیل پر۔ کبھی اُس جھیل پر۔ کبھی آسمان پر کبھی زمین پر۔ کبھی مغرب مین۔ کبھی مشرق مین ہوا کا تمام کرہ چھان ڈالتے ہین زمین کی تمام سطح دیکھتے بھالتے پھرتے ہین۔ نہ انھین سواری کے لیے گھوڑے گاڑی کی ضرورت ہی۔ نہ عبور دریا کے لیے کسی دخانی جہاز یا کشتی کی حاجت۔ راستہ کے محتاج نہین سڑک کے نشیب و فراز کی انکو پروا نہین گرمی و سردی کا اندیشہ نہین جب کبھی جی چاہا اور کہین فضا دیکھی اُتر پڑے چلے جیسے اور جب دل اُچاٹ ہوا اُڑے اور آسمان کے دُھندلاپے مین پتنگا ہوکر غائب ہو گئے۔

غیر طرح

عطیۂ عالیجناب معلیٰ القاب راجہ محمد نوشاد علیخان صاحب بہادر
المتخلص بہ نوشاد دام اقبالہ تعلقہ دار میلارائگنج وجہانگیرآباد وغیرہ
مربی خدنگ نظر

نہ آئے تعزیت مین وہ دل بھر آیا کثرتِ غم سے
لپٹ کر حسرتین رو دین مرے رُکتے ہوے دم سے

سنبھال اے ضبط یہ دیکھا نہین جاتا ستم ہم سے
کہ وہ بیتاب نکلے ہین عدو کی بزمِ ماتم سے

ہمارا بھی جنازہ دوشِ نازک پر کبھی ہوگا
بہت اچھا کوئی ناز اپنے اٹھواتا ہے ہم سے

وہ جوشِ غم وہ تجھکو گھیر لینا سوگوارونکا
وہ گھبرا کر ترا چلنا ہماری بزمِ ماتم سے

گلے لپٹا لیا تھا بیخودیِ شوق مین اک دن
نزاکت کے گلے کرتا رہا برسون کوئی ہم سے

بتا تو ہی دلِ رشک آشنا کیا دین جواب اسکا
عدو کے گھر کا رستہ پوچھنے آئے ہین وہ ہم سے

اُٹھے وہ تعزیت کرکے تو یہ دل تھام کر بیٹھے
چلو فرصت ہوئی اہلِ عزا کو میرے ماتم سے

الٰہی کس تمنا کا ہوا ہے خون اس دل مین
پڑی ہین آرزوئین منہ لپیٹے چادرِ غم سے

وہ ٹھنڈی سانسین بھرکے میری قبر پر بولے
خدا بخشے بہت کچھ یہ محبت کر گیا ہم سے

ہمین کر قتل پچھلے، رو دیا پھر اُنُ نے اسکو
تڑپنا دلکا لے ظالم نہ دیکھا جائیگا ہم سے

ہمین سے پوچھتے ہین ہنسکر لین یا ہم اسی تو دین
ہمارے دل دکھانے کا کرو تم شورہ ہم سے

نہ رازِ عشق بعدِ مرگ اے نوشاد کھلجائے
اُن آنکھون مین کہین آنسو بھر آئین ترے غم سے

اُڑ آئے۔ کبھی تم ساحل سی پی پر ٹہلتے ٹہلتے اُڑے اور آبشار نیاگرا کی بلندی پر جا بیٹھے اور قدرت کی نیرنگیان دیکھنے لگے جسطرح ہم ہر شام کو پلنگ پر لیٹے لیٹے نصف حصۂ آسمان کے وسیع اور تارون بھری سطح کا پھیلاؤ دیکھا کرتے ہین اسیطرح تم آسمان کی بلندی سے نصف کرۂ زمین کا پھیلاؤ دیکھتے ہو۔ ہزارون سر بفلک پہاڑ سیکڑون دریا اور سمندر اور لاکھون چھوٹی بڑی سلطنتین تمہارے نیچے ایک طشت مین یکجا ہوتی ہین۔ اور تم ہی اس دلچسپ نظارہ کا لطف اُٹھاتے ہو۔ اور شہنشاہون کے بڑے بڑے عالیشان محل اور اونچے اونچے مقبرے جنکو دیکھکر انسان اپنی قوت پر مغرور ہوتا ہی تمہاری نظر مین گھروندے ہین۔ تم اُنکو دیکھتے ہو اور اُسکے ضعیف حوصلون پر ہنستے ہو۔ تمہاری سیاحت ایک پُر لطف سیاحت ہی تمہاری اُڑان واقعی اُڑان ہی۔ ہم غبارے مین بیٹھکر سچ یہ ہی کہ تمہاری ہی تقلید اور دوربین مین مختلف ملکون کے نقشے لگاکر دراصل تمہاری ہی سیر کی نقل کرتے ہین۔

اے نازک اندام سبک سیر پرندو اور اے جہانیان جہان گشت ملکوتی صفات طائرو ہماری بوئی ہوئی تمام کھیتیون کی برکت تمہارے قدم سے ہے اور ہمارے باغات کی ساری رونق تمہارے دم سے۔ تم اسی طرح غول کے غول آؤ۔ پھرو۔ چرو۔ چگو۔ چہچہاؤ۔ اور اُڑ جاؤ۔

از دلگداز

نوٹ۔ گزشتہ نمبر مین مضمون "آئین ملک داری" رسالہ اودھ ریویو سے لیا گیا ہے اور سہواً حوالہ دینا رہگیا

منیجر۔

اگر غیر کی سمت جاتے ہو جاؤ — مگر مجھکو صورت دکھاتے ہوئے
مکرتے ہین دل لیکے ڈرتے نہین — یہ جھوٹی قسم آپ کھاتے ہوئے
اُن آنکھونکو دیکھا ہے ہنگام دید — اشارونمین دلکو اُڑاتے ہوئے
پھرائیگا صحرا مین جوشِ جنون — گریبانکے پُرزے اُڑاتے ہوئے
مرے درد کو ہاے اُٹھ اُٹھکے شب — گزرتی ہے دل کو بٹھاتے ہوئے

اطہرؔ جناب غلام مصطفےٰ خانصاحب شاگرد جناب حمید لکھنوی از جلگانون

نہ دیکھا مجھے پھر کے جاتے ہوئے — گئے دلکو میرے دُکھاتے ہوئے
شبِ وعدہ تشریف وہ لائے تو — کئے سیکڑون عذر آتے ہوئے
غضب کی بلا ہے یہ سودائے زُلف — نہ دیکھا اِسے سر سے جاتے ہوئے
شبِ وصل وہ ایسے روٹھے کہ بس — کٹی رات ساری مناتے ہوئے
خدا جانے وہ قتل کو کسکے آج — چلے آستینین چڑھاتے ہوئے
نہین دیر رشکِ مسیحا تجھے — امیدون کو میری جِلاتے ہوئے
بہت شرم آتی ہے اطہرؔ انھین — غزل بزم مین میری گاتے ہوئے

اعجازؔ جناب منشی اعجاز صاحب بھڑوچی مقیم شہر سورت شاگرد رشید جناب رضوان مرادآبادی

کھنچے یون وہ پہلو مین آتے ہوئے — کہ تھک تھک گئے ہم مناتے ہوئے
تصور مین تو دور ہو یہ حجاب — جھجکتے ہو کیون دلمین آتے ہوئے
غضب ڈھاتے ہین آپ وعدے کی شب — یہ زُلفین یہ گیسو بناتے ہوئے
ہو خوفِ خدا کچھ تو اے ستمگر — عبث دل جلونکو جلاتے ہوئے
غضب ہے ہمین نزع مین دیکھکر — نہ آیا ترس اُنکو جاتے ہوئے

بسملؔ جناب منشی اشرفی لال صاحب بریلوی

نکلتے ہین وہ مسکراتے ہوئے — ہر اک سمت بجلی گراتے ہوئے
کوئی اور اس گھر کا مالک نہین — جھجکتے ہو کیون دلمین آتے ہوئے
گزرتے ہین بیر جسم کو رات دن — ستاتے ہوئے دل دُکھاتے ہوئے

[illegible]

مصرع طرح

جھجکتے ہو کیون دلمین آتے ہوئے

آہ جناب مولوی غلام یٰسین صاحب دہلوی معین خدنگ نظر از کلکتہ

سرِ قبر ٹھوکر لگاتے ہوئے
چلو سوتی قسمت جگاتے ہوئے

ادھر دیکھا ظالم کو آتے ہوئے
اُدھر دلکو پہلو سے جاتے ہوئے

چلے اُٹھکے تیوری چڑھاتے ہوئے
وہ نظرون سے ہمکو گراتے ہوئے

مری قبر پر آکے کہتے ہین وہ
بہت نیند کے آپ ماتے ہوئے

حیا ہے جو مانع تو آتی ہے شرم
تصور مین بھی اُنکو آتے ہوئے

نہ توڑو بتو دل شکستون کے دل
ڈرو گھر خدا کا گراتے ہوئے

کھنچے تیغ کے ساتھ ابرو ترے
ستم پر ستم اور ڈھاتے ہوئے

مجھے دیکھکر ہاے شرما گئے
چھپے ہاتھ سے مُنہ چھپاتے ہوئے

دکھا کر وہ زلفِ سیہ چلدیے
بلا میرے پیچھے لگاتے ہوئے

خدا جانے کب دلمین آئے گئے
اُنھین آتے دیکھا نہ جاتے ہوئے

گلی سے تری ہمنے دیکھا ہے حور
ہوا باغِ جنت کی آتے ہوئے

جَمنے دلکو ترے خوف سے
زبان تک بھی ڈرتے ہین لاتے ہوئے

گھُلے جاتے ہین آہ ہم عشق مین
اثر آہ کا آزماتے ہوئے

اسلم جناب منشی سلامت اللہ صاحب کانپوری منیجر اخبار ملک و ملت حیدرآباد شاگرد احسن خدنگ نظر

یونہین اُنکو دیکھا ڈراتے ہوئے
وہ ڈرتے ہین خنجر اُٹھاتے ہوئے

تمہین جان میری تمہین روح ہو
جھجکتے ہو کیون دلمین آتے ہوئے

ثاقب۔ جناب مولوی نجم الدین احمد صاحب بدایونی فخرِ تلامذۂ حضرت ظہیرؔ دہلوی

وہ آتے ہیں کچھ مسکراتے ہوئے
نظر سے نظر کو لڑاتے ہوئے

یہ بولی قیامت سرہانے مرے
بڑے نیند کے آپ ماتے ہوئے

یہ سر ہے یہ خنجر یہ میں ہون یہ غیر
جھجکتے ہو کیون آزماتے ہوئے

اُٹھے وہ تو بیٹھے ہزارونکے دل
جو بیٹھے تو فتنے اُٹھاتے ہوئے

بگڑتا ہے قسمت کا اُنکا بگاڑ
نہ بن آئیگی اب بناتے ہوئے

بڑھی عمر اور کم ہوئی راہ زیست
گھٹے ہم قدم کو بڑھاتے ہوئے

لڑائی مین کیون آنکھ ملتی نہین
جو ملتے ہو آنکھین لڑاتے ہوئے

بناوٹ بگڑنے سے خالی نہین
بگڑتے ہین گیسو بناتے ہوئے

رہِ شوق مین گم ہون یون شکل ہوش
خضر گم ہون رستہ بتاتے ہوئے

بُرا ہو ترا ہائے اُفتادِ ضعف
گرے ہم نظر مین سماتے ہوئے

کبھی غیر کی شرم بھی چاہیئے
وہ پردے کی باتین سُناتے ہوئے

پیامی پیامِ اجل آگیا
بہت دیر کی اُنکو لاتے ہوئے

سمجھتے ہین ثاقبؔ کو حرفِ غلط
نہین دیر لگتی مٹاتے ہوئے

جانباز۔ جناب منشی محمد عبدالوہاب صاحب الہ آبادی مقیم بمبئی شاگرد جناب کوثرؔ لکھنوی

سرِ حشر جلوہ دکھاتے ہوئے
وہ آئے مرے ہوش اُڑاتے ہوئے

نکلتے ہین وہ مسکراتے ہوئے
قیامت کے فتنے اُٹھاتے ہوئے

بیابان مین پھرتے ہین وحشی ترے
گریبانکے پُرزے اُڑاتے ہوئے

جو محفل مین اُنکی چلتا ہو دل
گزرتے ہین پہرون مناتے ہوئے

بہت شرم آتی ہے پیشِ خدا
شکایت تری لب پہ لاتے ہوئے

حمید۔ جناب پیرزادہ سید محمود میان صاحب شاگرد جناب اعجازؔ بہروچی

چلے ہو کہان مسکراتے ہوئے
یہ حسنِ جوانی لُٹاتے ہوئے

نمودِ صراحی مین ہو جائیگی جنگ
جو آنکھین تمہین سے چلاتے ہوئے

کبھی تو نظر ہو ادھر لطف کی — جہاں اک زمانہ ستاتے ہوئے
ہوا یا کبھی یان اُنھین جذب دل — بہت دن ہوئے آزماتے ہوئے

نتیجۂ جناب منشی فتح محمد صاحب ابن حاجی یوسف صاحب ٹھیکہ دار مرحوم رئیس بمبئی تلمیذ جناب نظامی

بڑھے اس طرف مسکراتے ہوئے — وہ آئے تو بجلی گراتے ہوئے
ذرا سوچ لو تیغ اُٹھاتے ہوئے — خدا سے ڈرو کچھ ستاتے ہوئے
نہ آیا انھین عشق کا اعتبار — مری جان لی آزماتے ہوئے
کلائی مین موچ آ نہ جائے کہین — وہ ڈرتے ہین خنجر اُٹھاتے ہوئے
مری قبر پر آئے دشمن کے ساتھ — اور اُسپر غضب مسکراتے ہوئے
ادھر مین نے بوسہ لیا وصل مین — نہ تھی دیر اُدھر روٹھ جاتے ہوئے
شب وصل بیخود عجب حال تھا — کٹی رات ساری مناتے ہوئے

تجمل جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب جبلپوری معین خدنگ نظر تلمیذ حضرت تائب شاہجہانپوری

ادا سے ذرا مسکراتے ہوئے — ادھر دیکھلو پھر کے جاتے ہوئے
حیا آتی ہے منہ دکھلاتے ہوئے — نہ چھپیے وہ دل مین سماتے ہوئے
چلو سیر کو مسکراتے ہوئے — گلستان مین بجلی گراتے ہوئے
نہین رحم آتا بتون کو ذرا — ستم توڑتے قہر ڈھاتے ہوئے
نہ ساقی رکے گردش جام سے — کٹے عمر پیتے پلاتے ہوئے
اُنھین کی طرح یہ بھی آتی نہین — کٹی عمر اجل کو بلاتے ہوئے
لڑاتے ہین آنکھین وہ اغیار سے — مگر میری نظرین بچاتے ہوئے
وہ آئے تو اندھیر یہ کر گئے — گئے شمع مدفن بجھاتے ہوئے
ہوا وصل جانان نہ آخر نصیب — کٹی عمر بخت آزماتے ہوئے
کرو خوف اللہ کا اے بتو — ذرا بیکسون کو ستاتے ہوئے
ملو مجھسے اس گرمجوشی کے ساتھ — نہ جھجکو گلے سے لگاتے ہوئے
تجمل ہین مشہور ہنس مکھ بڑے — مین کیون نہ دو مسکراتے ہوئے

مری جان تمہین رحم آتا نہین — ستائے ہوؤن کو ستاتے ہوئے
خدا کے غضب سے ڈرو ناصحو — نہین دیر لگتی دل آتے ہوئے

صغیر جناب منشی محمد اصغر حسین خانصاحب گورکھپوری شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

چلے ہو نشانے اُڑاتے ہوئے — کوئی تیر ادھر بھی لگاتے ہوئے
وہ آئے بھی تو شرم کھاتے ہوئے — جھجکتے ہوئے کچھ چھپاتے ہوئے
جھجکتے ہو کیون دلمین آتے ہوئے — یہ دشواریان مُنہ دکھاتے ہوئے
سرِ رہ مری بھی لحد ہے بتو — نکلنا تو ٹھوکر لگاتے ہوئے
چلے آرہے ہین تمہارے اسیر — بڑی دھوم سے غل مچاتے ہوئے
سُنی اُسنے کب میری عرضِ نیاز — زمانہ ہوا ناز اُٹھاتے ہوئے
وہ قاتل ہین لیکن بہت ٹھرجیے — جھجکتے ہین خنجر لگاتے ہوئے
نکلجاؤ تم سامنے سے کبھی — ہمین اپنی صورت دکھاتے ہوئے
نہ مانے نہ قابو مین آئے مگر — شبِ وصل گزری مناتے ہوئے
بجز اُنکی حسرت کے یان کون تھا — وہ کیون رُک رہے دلمین آتے ہوئے
مرا دل بھی تم لیچلے اپنے ساتھ — غضب کی یہ کی چال جاتے ہوئے
پڑا ہون نہین نقشِ قدم کی طرح — چلے جاؤ مجکو مٹاتے ہوئے
نگہ چار کرنے مین اتنا حجاب — نہ شرم آئی تھی دل چُراتے ہوئے
عیادت یہ بیمار کی خوب کی — تم آئے تو آنکھین دکھاتے ہوئے
کہان تیرا کوچہ کہان صحنِ حشر — کہان آئے ہم خاک اُڑاتے ہوئے
زمانے کو لوٹین گے یہ بُت صغیر — اسی طرح ڈنکے بجاتے ہوئے

طاہر جناب مولوی اسمٰعیل صاحب شاگرد جناب سُہیل احمد آبادی

نظر مین مری وہ سماتے ہوئے — گئے اپنا جلوہ دکھاتے ہوئے
ادھر آؤ ایجان بہرِ خدا — جھجکتے ہو کیون دلمین آتے ہوئے

**ظاہر جناب قاسم میان صاحب سوداگر شہر شاگرد جناب صابر

ذاکر۔ جناب مولوی احمد اللہ صاحب شاگرد جناب منتظر سورتی

کٹی ہجر کی شب تری یاد مین
تڑپتے ہوے تلملاتے ہوے

جنون یہ بڑھا فصل گل مین کہ ہم
چلے دشت کو خاک اُڑاتے ہوے

سُہا۔ جناب مولوی شیخ عبد اللہ صاحب تلمیذ جناب سُہیل سورتی

نظر سے نظر وہ ملاتے ہوے
غضب ڈھا گئے مسکراتے ہوے

دم نزع بھی ہم تڑپتے رہے
اُنھین رحم آیا نہ جاتے ہوے

سُہیل۔ جناب منشی محمد عمر صاحب چشتی صابری سورتی شاگرد جناب اعجاز بھروچی

اداؤن سے وہ دل لبھاتے ہوے
چلے جان پر قہر ڈھاتے ہوے

ترس کھا ترس کھا کچھ اے شعلہ رو
چلے دل کو میرے جلاتے ہوے

چلے جوشِ وحشت مین صحرا کو ہم
گریبان کے پرزے اُڑاتے ہوے

شاغل۔ جناب حکیم علی محمد حسین صاحب مصنف نظم دلفروز رئیس بمبئی شاگرد حضرت ثاقب شاہجہانپوری

چلے ہو کہان مسکراتے ہوے
مرے دل پہ بجلی گراتے ہوے

وہ آتے ہین فتنے اُٹھاتے ہوے
تماشاے محشر دکھاتے ہوے

ڈرو قہرِ خالق سے تم اے بتو
غریبون کے دل کو دکھاتے ہوے

شبِ وصل روٹھے جو وہ شام سے
ہوئی صبح آخر مناتے ہوے

نہ آیا یقینِ محبت اُنھین
ہوئین مدتین آزماتے ہوے

بدلتے ہوے تیوریان وہ چلے
کلیجے پہ چھریان لگاتے ہوے

گیا کر کے وعدہ جو وہ حیلہ گر
ہزارون بہانے ہین آتے ہوے

حسینون کو آتا نہین رحم کچھ
ستاتے ہوے دل دکھاتے ہوے

رہے عشق مین کیسے برباد ہم
کٹی زندگی خاک اُڑاتے ہوے

دکھادے کوئی شکل وقت اخیر
یہ حسرت ہے دُنیا سے جاتے ہوے

شوق۔ جناب سید اشتیاق حسین صاحب نبیرہ حضرت ظہیر دہلوی و تلمیذ جناب ثاقب بدایونی

چلے چشم و دل مین سماتے ہوے
عجب شوخی اپنی دکھاتے ہوے

قیامت ہے محشر خرامی تری — قیامت بھی ڈرتی ہے آتے ہوئے
اثر گریۂ دل نے دکھلا دیا — وہ آتے ہین تو مسکراتے ہوئے
جو یاد آتی ہے تیری مستانہ چال — تو چلتے ہین ہم لڑکھڑاتے ہوئے
یہ ہے کمسنی کچھ نزاکت نہین — وہ ڈرتے ہین خنجر اُٹھاتے ہوئے
نہ پایا کبھی چین اے عبقری — کٹی عمر صدمے اُٹھاتے ہوئے

قمر- جناب منشی قمر الدین عرف شیخ چاند صاحب از مالیگاؤن

چلے اُٹھ کے وہ مسکراتے ہوئے — مرے دل پہ بجلی گراتے ہوئے
وہ آئین نہ آئین آہی گمر — قضا کو ہے کیا عذر آتے ہوئے
رہِ عشق اے ضعف کٹتی نہین — کہانتک چلین لڑکھڑاتے ہوئے
اگر تھا اثر تجھ مین اے جذب دل — پھرے کیون مرے گھر سے آتے ہوئے
نہین دوسرا اسمین ایمان جان — جھجکتے ہو کیون دل مین آتے ہوئے

قنبر- جناب حکیم عبد علی صاحب احمد آبادی تلمیذ جناب ثاقب بدایونی

حیا تھی بہت مجھ تک آتے ہوئے — نہ شرمائیے پہلو سے جاتے ہوئے
مری قبر ہے کوئی فتنہ نہین — ذرا دل مین سوچو مٹاتے ہوئے
کہانتک کہین آپ سے حالِ دل — تھکے ہم تو قصہ سناتے ہوئے

کمال- جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب خلف حضرت جلال لکھنوی

نہ دیکھا ترس تمکو کھاتے ہوئے — دُکھے دل کو پایا دُکھاتے ہوئے
مین دیکھون تمہین روٹھ جاتے ہوئے — مجھے دیکھ لو تم مناتے ہوئے
اِدھر آؤ پھر مسکراتے ہوئے — تبسم سے بجلی گراتے ہوئے
تمھین ایک مدت ہوئی — مری حسرتون کو مٹاتے ہوئے
جو تم اُٹھ کے پہلو سے جاتے ہو جاؤ — مگر میرا جھگڑا چکاتے ہوئے
محبت کے بیزور کو دیکھا بھی ہے — کبھی آپ مین تھے نہ آتے ہوئے
وہ بولے بلا کر ہمین بزم مین — ذرا [illegible] شرم آتے ہوئے

سے راہ مین یون وہ جاتے ہوئے — لجاتے ہوئے منہ چھپاتے ہوئے
ہمین روتے روتے ہنسی آگئی — جو دیکھا اُنھین مسکراتے ہوئے
چلے آؤ بیخوف اے جانِ جان — جھجکتے ہو کیون دل مین آتے ہوئے

ظہیر جناب مولوی سید ظہیر الدین حسین صاحب دہلوی ارشد تلامذہ خاقانی ہند ذوق دہلوی مرحوم

وہ جاتے ہین سج دھج دکھاتے ہوئے — مرا نقشِ ہستی مٹاتے ہوئے
وہ آئے قیامت اُٹھاتے ہوئے — بگڑتے ہوئے منہ بناتے ہوئے
وہ بیٹھے تو پہلو دباتے ہوئے — اُٹھے درد دل کو اُٹھاتے ہوئے
جھکائے نظر مسکراتے ہوئے — وہ آئے ہین کیا قہر ڈھاتے ہوئے
گئے پیچھے پیچھے ہی قاصد کے ہم — تڑپتے ہوئے تلملاتے ہوئے
کسی جا تبسم کہین چشمکین — وہ آتے ہین کیا گل کھلاتے ہوئے
ذرا جذبۂ شوق لیتا خبر — وہ جاتے ہین دامن بچاتے ہوئے
نزاکت پہ کچھ رحم آتا نہین — تمہین نازِ دشمن اُٹھاتے ہوئے
مزارِ غریبان پہ آنا تھا کیا — چلے سوتے فتنے جگاتے ہوئے
ہمین وضع کا پاس کیونکر نہو — تمہین شرم آئی بُلاتے ہوئے
تمہین جب نہین کوے دشمن سے عار — ہمین شرم کیا خاک اُڑاتے ہوئے
رہی آمد و رفت دم کی طرح — نہ دیکھا اُنھین آتے جاتے ہوئے
مری لوحِ تربت ہے یا سنگِ در — کہ ٹھکراتے ہو آتے جاتے ہوئے
یہی ہین وہ مُرشد جنابِ ظہیر — وہ جاتے ہین جو بڑبڑاتے ہوئے

عبقری ۔ جناب منشی محمد فاضل صاحب بریلوی شاگرد جناب قمر بریلوی مرحوم

کرو دیر ایجان نہ آئے ہوئے — نہین دیر اب جان جاتے ہوئے
کٹی عمر صدمے اُٹھاتے ہوئے — لہو چشم تر سے بہاتے ہوئے
تمہارے تو رہنے کا گھر ہے یہی — جھجکتے ہو کیون دل مین آتے ہوئے
فلک پر ہے یہ دیکھے داغون کا عکس — ستارے نہین جھلملاتے ہوئے

وہ ٹھوکر سے فتنے جگاتے ہوئے
چلے شورِ محشر اُٹھاتے ہوئے

بہت دیر کی تمنے آتے ہوئے
نہ دیکھا ہمین جی سے جاتے ہوئے

نہ پورا کیا اُسنے وعدہ کبھی
زمانہ ہوا آزماتے ہوئے

خدا جانے کیا اُٹھکے فتنے اُٹھائین
مین ڈرتا ہون اُنکو جگاتے ہوئے

قیامت تو یہ ہو مری خاک سے
وہ چلتے ہین دامن بچاتے ہوئے

جو منظور ہے قتل کرنا مجھے
جھجکتے ہو کیون تیغ اُٹھاتے ہوئے

چلے دشت کو ہم بہار آتے ہی
گریبانکے پُرزے اُڑاتے ہوئے

بُلاتے جو تھے موت میری وہ آئے
سرِ قبر آنسو بہاتے ہوئے

معجز۔ جناب سیّد اعجاز احمد صاحب نقوی سہسوانی وارد حال برودہ

سرِ قبر ٹھوکر لگاتے ہوئے
چلے وہ مری خاک اُڑاتے ہوئے

اُٹھے تو دلون کو بٹھاتے ہوئے
جو بیٹھے تو فتنے اُٹھاتے ہوئے

نہ شرمائے دل کو چُراتے ہوئے
حیا آئی صورت دکھاتے ہوئے

نہ لے آئین ساتھ اپنے اغیار کو
مین ڈرتا ہون اُنکو بُلاتے ہوئے

غضب ہے فسون غیر کا چل گیا
رہے عشق ہی ہم جتاتے ہوئے

مری جان کسی غیر کا گھر نہین
جھجکتے ہو کیون دلمین آتے ہوئے

مین سمجھا تھا نادان و کمسن جنھین
وہ دل لیگئے مسکراتے ہوئے

وہ کیا آئے گا عرصۂ حشر مین
جو شرمائے خلوت مین آتے ہوئے

زبان وصل مین کیا لڑائینگے وہ
جھجکتے ہین آنکھین لڑاتے ہوئے

ناطق۔ جناب سیّد ابو الحسن صاحب از قصبۂ گلاوٹھی

حیا اب ہے پہلو مین آتے ہوئے
نہ شرم آئی دل کو چُراتے ہوئے

بس اب جان کے ساتھ جائینگے ہم
کہا یادِ دلبر نے آتے ہوئے

مقدر نے کروٹ نہ لی آجتک
ہوئی مجکو مدت جگاتے ہوئے

بہار آئی رندو چلو میکدے
خوشی مین ستم راگ گاتے ہوئے

جب نکلے [illegible] محفل [illegible] سے
سحر ہو گئی بس جگاتے ہوئے

تماشا ہے روٹھو خلوت مین تم
تمہین دیکھو ہمکو مناتے ہوئے

مرے نالۂ دل سر عرش جائین
مگر دل کسیکا ہلاتے ہوئے

ہوا اُنکو مانع خیال عدو
مرے خواب مین بھی تو آتے ہوئے

تمہین اپنی محفل مین لیجائین غیر
نگاہون سے میری بچاتے ہوئے

جگہ تم سے بیدرد کو درد کی
ـے مجھے درد آیا بتاتے ہوئے

دکھا دیگی تقدیر لڑ کر کبھی
تمہین ہمسے آنکھین لڑاتے ہوئے

ادا یہ بھی اک دل کے لینے کی ہے
وہ آئے محبت جتاتے ہوئے

وہ جا نکلو ہین پھر تجھے کیون ہو دیر
لبون پر اب اے جان آتے ہوئے

کہین توڑ ڈالو نہ تم خوف ہے
کوئی آس تمسے لگاتے ہوئے

نہ دیکھا تمہین آرزو رہ گئی
نزاکت سے خنجر اُٹھاتے ہوئے

جدھر اشک جاتے ہین جائین مگر
لگی کو ہماری بجھاتے ہوئے

دکھا دے گا ہمکو ترا انتظار
دم آنکھون سے اک رات جاتے ہوئے

کوئی مر مٹا بھی نہ اُٹھے کہین
ڈرے وہ صدا بھی سُناتے ہوئے

تمناؤن کو دل کی دیکھا کیا
ـے نکلتے ہوئے اور آتے ہوئے

ہم اپنے تصور مین لائے اُنھین
خیالِ عدو سے بچاتے ہوئے

وہ ظالم ہو تم کچھ نہ آیا خیال
ـے مجھے خاک مین بھی ملاتے ہوئے

مرا بیوفاؤن سے اظہار شوق
شکایت کے پہلو مٹاتے ہوئے

نزاکت تو دیکھو کہ انکار ہے
تصور مین بھی اُنکو آتے ہوئے

ہوا باعثِ جستجو فرطِ شوق
ـے گئے یار تک خاک اُڑاتے ہوئے

وہان روٹھ جانا تو اک بار تھا
یہان عمر گزری مناتے ہوئے

مرا تنے مرے کوئی بولا کمال
وہ دیکھا اتھا یون دم چڑھاتے ہوئے

مسرت جناب منشی گور نرائن صاحب انبالہ بریلی

ارمان جناب منشی عبد الرشید خان صاحب رامپوری مقیم کلکتہ تلمیذ حضرت جلال

وہ آئے تو آنکھیں دکھاتے ہوئے
ستم توڑتے قہر ڈھاتے ہوئے

وہ یون آئے کچھ مسکراتے ہوئے
کہ رُک رُک گئی جان جاتے ہوئے

مجھے دیکھ پایا تو شوخی سے وہ
اُٹھے بزم سے مسکراتے ہوئے

اُٹھو شوق سے قتل مجھکو کرو
ڈرو تم نہ خنجر اُٹھاتے ہوئے

تمہین تو مکین اس مکان کے ہو یار
جھجکتے ہو کیون دلمین آتے ہوئے

وہ روٹھے رہے صبح تک وصل مین
کٹی رات ساری مناتے ہوئے

قسم اُسکی شوخی کی اے تیغ ناز
نہ شرما گلے سے لگاتے ہوئے

بقیہ طرح ماہ گزشتہ

اختر جناب سید محمد اختر صاحب نگینوی خلف جناب مضطر مرحوم وشاگرد حضرت داغ دہلوی

آج آتا ہون کل آتا ہون یہ ہوگا کبتک
تمکو منظور ہے آنا تو چلے آؤ بھی

تمنے انداز نکالا یہ شب وصل نیا
خود ہی چھیڑو مجھے اور خود ہی بگڑ جاؤ بھی

آج مدت مین مرے خط کا یہ آیا ہے جواب
ہم نہ آئینگے نہ آئینگے جو مر جاؤ بھی

جو کیا دل نے کیا ہے یہ سزا کے قابل
تم جلاؤ بھی اسے درد سے تڑپاؤ بھی

کمال جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب خلف حضرت جلال لکھنوی

دل بیتاب کو ٹھہراؤ بھی تڑپاؤ بھی
آؤ بھی میری تسلی کو چلے آؤ بھی

میرے دشمن کو لحد پر مری تم لاؤ بھی
اور پھر اُس سے یہ فرماؤ کہ ٹھکراؤ بھی

مین تو خواہان کہ ذرا دو مرے دلکو تسکین
نگہ شوق یہ کہتی ہے کہ تڑپاؤ بھی

سخت جانون نہ گلا کاٹنا آسان نہین
تیغ کیون کھینچ ہر بار کہ چھپاؤ بھی

شوخیان وصل کی شب دیکھکے ہر بار اُنکی
مشورے شرم وحیا مین ہین کہ شرماؤ بھی

فاتحہ پڑھ کے چلے جب وہ مری مدفن سے
آئی یہ قبر سے آواز کہ ٹھکراؤ بھی

ضبط نالے ہو کہ اف منہ سے نہ نکلے شب ہجر
ہنس کے کہتی ہے کلیجے کی کہ چھپاؤ بھی

صاف ہو جاؤ کہ مٹ جائے غبار خاطر
خاک کرنے مرے ارمان کہین آؤ بھی

نشتر جناب صاحبزادہ محمد تقی علی خان صاحب انیس احمد شاگرد و برادرزادہ حضرت ...

چلے وہ تو آفت ہی ڈھاتے ہوئے
ہزاروں دلوں کو ستاتے ہوئے

وہ آئے تو آنکھیں چراتے ہوئے
وہ مجھ سے منہ کو چھپاتے ہوئے

عجب ٹھاٹھ سے جانبِ قتل گاہ
چلے آستیں وہ چڑھاتے ہوئے

حیا انکو آتی ہے کچھ مجھ سے یوں
نکلتے ہیں تو منہ چھپاتے ہوئے

خدا جانے کیا ہونے والا ہے آج
وہ آتے ہیں تیوری چڑھاتے ہوئے

تمہارے ہی رہنے کا تو ہے یہ گھر
جھجکتے ہو کیوں دل میں آتے ہوئے

وہی بے تکلف ہیں پہلو میں آج
جنھیں شرم آتی تھی آتے ہوئے

نہ پائی کبھی ان میں بوئے وفا
زمانہ ہوا آزماتے ہوئے

کہیں غیر کے گھر کا رستہ نہ لیں
مرے پاس نشتر وہ آتے ہوئے

یاس جناب میرزا ذاکر حسین صاحب لکھنوی

نگاہوں سے سب کی بچاتے ہوئے
وہ دل لے گئے مسکراتے ہوئے

عیادت کو آئے تو وہ اس طرح
قضا کو ادا سے بلاتے ہوئے

تصور میں آتے ہیں انکے تو یوں
نہ آنے سے اپنے ڈراتے ہوئے

کھلے حال کیا میرا اور غیر کا
وہ ڈرتے ہیں خود آزماتے ہوئے

خدا کا نہ کچھ خوف آیا کبھی
قسم جھوٹی اس بت کو کھاتے ہوئے

قریں در کے ہی اسلیے میری قبر
وہ نکلیں تو ٹھوکر لگاتے ہوئے

مٹانے کو فردِ گنہ حشر میں
چلے ہیں ہم آنسو بہاتے ہوئے

یہ آزارِ الفت میں طاقت گئی
تکلف ہے اب ناز اٹھاتے ہوئے

ادھر ابر آیا ادھر بادہ کش
چلے میکدے راگ گاتے ہوئے

ترے گھر نہ لائے خدا اب کبھی
سناتے گئے وہ یہ جاتے ہوئے

وہ کہتے ہیں دل تیرا آیا کہاں
کہ ہنسنے تو کیا ناز آتے ہوئے

بجا ہے وہ دیوانگی یاس کی
کہ ہوش انکے اڑتے ہیں آتے ہوئے

ایک جاتا ہے ایک آتا ہے — ہاے دُنیا مقامِ عبرت ہے
کہین ماتم کہین ہے بزمِ نشاط — کہین غم ہے کہین مسرت ہے
فَاسْتَمْعُوا كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ — ایک اللہ کو قدامت ہے
آہ منشی امیر احمد آہ — تیرا مرنا بھی اِک قیامت ہے
سوز ہے دل مین لب پہ نالہ و آہ — ایسے ماتم کی کس مین طاقت ہے
پئے تاریخ سنگِ تربت پر — لکھدو۔ از حد خدا کی رحمت ہے
۱۳۱۰

نتیجہ طبع جناب غلام محی الدین صاحب آزاد دہلوی مقیم کلکتہ مین خدنگ نظر

دریغا امیر احمدِ لکھنوی — کہ تھے ہند مین شاعرِ بےنظیر
وہ طورِ سخن کے تھے گویا کلیم — سپہرِ معانی کے بدرِ منیر
فراہم کیا شاعرونکے لیے — تصانیف سے اپنی گنجِ خطیر
فصیح و بلیغ و متین سب کلام — ہراِک شعر دیوان کا دلپذیر
لغت مین لکھا وہ امیر اللغات — ہین مداح جسکے صغیر و کبیر
سمجھتے وہی لوگ کچھ اُنکی قدر — اگر ہوتے اسوقت سودا و میر
صد افسوس دُنیا سے وہ چل بسے — کرے مغفرت اُنکی ربِ قدیر
دکن کھینچکر لیگئی اُنکو موت — اُسی سرزمین کا تھا شاید خمیر
لکھو اُنکی رحلت کا آزاد سال — جگر سوز بزمِ سخن سے امیر
۱۳۱۸ھ

ولہ

واے ویلا امیر مینائی — آفتابِ کمال و علم و ہنر
از دکن سوے خلد راہی شد — در غمِ او زمانہ خاک بسر
گفت آزاد سال ترحیلش — شد سوے خلد آہ نام آور
۱۳۱۸ھ

نتیجہ فکر جناب مولوی محمد عبد الرحیم صاحب کلیم لکھنوی

کیون دمِ صبح باغ سے ویران — کسلیے طیر پڑھتے ہین قرآن
غنچے پژمردہ دل چمن مین ہین کیون — کسکے پھولون کا آج ہو سامان

درد اپنا کہے کیا کوئی تجھ سے ہو جو بیدرد ۔۔۔ تجھسے امید تسلی کی نہین جاؤ بھی
حسرتین سیکڑوں جس دلمین بھری ہون اُسپر ۔۔۔ توڑو پھر ظلم و ستم تابکجا اُٹھاؤ بھی
میرے پہلو سے خفا ہو کے وہ اُٹھنا اُنکا ۔۔۔ مجھ سے کہنا مرے دل کا کہ تڑپ جاؤ بھی
قابل دید محبت کی دو رنگی ہے کمال ۔۔۔ دیکھے دل اُنکو پشیمان بھی ہو اتراؤ بھی

قطعات تاریخ انتقال پُرملال ملک الشعرا جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی نور اللہ مرقدہ اُستاد نواب رامپور خلد آشیان

نتیجہ فکر جناب مولوی غلام یسین صاحب آہ دہلوی مقیم کلکتہ معین خلق منظر

وفات فیہات امیرُ الالقاب
۱۳۱۸ھ

بزمین رفت کان علم و ادب ۔۔۔ قرص خورشید در سیاہی شد
آہ غمگین نوشت سال وفات ۔۔۔ وائے مفتی امیر راہی شد
۱۳۱۸ھ

قدسی صفات سوئے ملک بقا شد
۱۳۱۸ھ

آہ سرتاج بزم شعر و سخن ۔۔۔ آہ ذی علم و مفتی و منشی
مل گئین خاک مین امیدین سب ۔۔۔ ہائے بیوقت تو نے رحلت کی
بلبل طبع بول اُٹھی پئے سال ۔۔۔ آہ باغ سخن مین آگ لگی
۱۹۰۰ء

صاحب وقار بخلد رسید
۱۳۱۸ھ

طوطی باغ سخن اُستاد دہر ۔۔۔ حضرت مفتی امیر لکھنوی
فی الحقیقت علم کے بدر منیر ۔۔۔ واقعی مہر لیاقت واقعی
رشک آتش عزت افزائے اسیر ۔۔۔ فخر ناسخ فخر میر و مصحفی
انکو ہر اک نظم مین تھی دستگاہ ۔۔۔ کیا رباعی کیا غزل کیا مثنوی
تھے قصیدہ مین جو محسن سے بھی زیاد ۔۔۔ غیرت عرفی کہون یا انوری
کیا بجھا اُنکا چراغ زندگی ۔۔۔ شمع بزم شاعری بھی بجھ گئی
آہ لکھو مصرع سال وفات ۔۔۔ ہو گیا تاراج ملک شاعری
۱۳۱۸ھ

ولہ

چیدہ اور انتخاب ناول

دھانی دوپٹہ ۶ر
شوخ دیدہ۔ عہ
آرزوے دل۔ ۸ر
جوش شباب ۶ر
اندرا۔ عہ
اورنگ زیب چنچل کماری ۸ر
کاوش دل ۸ر
معرکۂ اسپین عہ
نئی نویلی ۶ر
نشتر۔ عہ
رہبر ۱۲ر
اسرار کوہسار عہ
افسون۔ عہ
قتیل عشق ۸ر
ذات شریف۔ عہ
افشاے راز عہ
مسافر دمشقی عہ
ہر فرعونے راموسیٰ ۸ر
ربط ضبط عہ
زلف لیلیٰ عہ
حسرت عہ
فریب محبت ۱ر
رمان عہ
یون خاتون عہ
بیدہ ۶ر
سور خورشید چال ۱۲ر
ث عہ

دلبر ۴ر
فریب حسن عہ
سلیم مہر النساء ۴ر
رشید و زہرہ ۴ر
خون جگر ۶ر
معشوقۂ عرب عہ
مادھوی کنگن عہ
راز سربستہ ۱۲ر
سوزن عشق عہ
وکٹر لیڈا عہ
چاک گریبان۔ عہ
عقد الجواہر عہ

(دلچسپ ڈرامے)

آتھیلو ۱۲ر
معشوقۂ فرنگ ۱۲ر
شہید وفا عہ

(مفید کتابیں)

آبحیات عہ
المامون مع تجزیہ عہ
اسلامی سوانح عمری ۸ر
لارڈ بیکن ۱۲ر
اقصاے مغرب عہ
الفاروق سے
افسانۂ قیس ۴ر
تاریخ بغداد ۶ر
دستور الفصحا ۶ر
تاریخ انگلستان عہ

(تالیفات حضرت جلال لکھنوی)

سرمایۂ زبان اُردو۔ عہ
منتخب القواعد اردو ۴ر
افادۂ تاریخ عہ
مضمون ہائے دلکش عہ

(تصانیف حضرت داغ دہلوی)

گلزار داغ عہ
آفتاب داغ ۱۲ر
فریاد داغ ۴ر

(نو تصنیف دواوین)

حمکدۂ خیال حضرت احسان
شاہجہانپوری کا دیوان۔ عہ
گلستان سخن حضرت ظہیر
دہلوی کا دیوان۔ عہ
نظم دلفروز حضرت انور
دہلوی مرحوم کا دیوان۔ ۱۲ر
خانۂ خمار و خرابات میکش
حضرت میکش تھانوی کا دوسرا
اور تیسرا دیوان ایک جلد میں عہ

خوشنما لفافے

اور خط لکھنے کا کاغذ۔ دونوں
چیزیں لاثانی ہیں۔ اُنپر ایک
صوفیانی سُنہری بیل چھاپ کے
اور بھی رونق دیدی گئی ہے
فی درجن ۸ر

المشتہر
منیجر خدنگ نظر لکھنؤ

استدعا

معزز ناظرین کی خدمت میں
ہے کہ نظم کی طرح نثر میں بھی اپنے
قیمتی خیالات سے خدنگ نظر کی
اعانت فرمائیں اور اگر خود مضمون
نگاری کا شوق نہو تو اپنے مضمون
نگار احباب کو اسطرف مائل کریں
یا صرف اُنکا پتہ ارسال فرمائیں ہم
براہ راست استدعا کر لینگے فقط
منیجر خدنگ نظر

اشتہار

ہماری دوکان پر ہر قسم کے
عمدہ عمدہ کنکوے رنگین اور سادے
ہر قسم کی ڈور سادی اور مانجھا
وگندہ اعلیٰ درجے سے ادنیٰ قیمت
تک بغرض فروخت موجود ہیں۔ قیمت
جو اہل شہر سے لیجاتی ہے وہی شائقین
بیرونجات سے بھی۔ صرف محصول
ہوگا۔ علاوہ اسکے ہر قسم کا عطر۔
پان میں کھانیکی خوشبودار تمباکو
کی گولیاں اور قوام۔ ہر قسم کی
چکن کے تھان و ٹوپیاں و ساریاں
وغیرہ فرد رضائی و تکیے وغیرہ وغیرہ حسب
فرمائش بصیغۂ ویلو یا نقد قیمت آنے پر روانہ
ہونگی فہرست نرخ کیلئے جوابی کارڈ ارسال ہو

المشتہر
رنگناتھ پرشاد دوکاندار چوک لکھنؤ

[illegible] / [illegible]

آج ہر بیت شکل تربیت ہے / آج دیوان ہر اک ہے گورستان

کون رکن رکین شعر اُٹھا / منہدم ہیں عروض کے ارکان

کسکو ہر ایک پیٹتا ہے آج / کسکو روتا ہے آج سارا جہان

آج کیا مر گیا خدائے سخن / آج کیا لکھنؤ ہوا ویران

رو کے مجھ سے کہا اُداسی نے / ہاں اُسی کی عزا کا ہے سامان

ہائے منشی امیر احمد امیر / تیرے دم سے تھی لکھنؤ کی زبان

جان نثارِ دکن ترے صدقے / حیدرآباد پر ہوا قربان

نحس کیا تھی جمادی الثانی / آئی جب سترہ ہوا یہ گمان

آج اُٹھے گی قیامتِ کبریٰ / آج آئیگا کچھ نہ کچھ طوفان

وہی آخر ہوا جو شک تھا مجھے / دو بجے رات کے تو نے دیدی جان

کرے اللہ مغفرت تیری / تیرے رہنے کو ہے ارم میں مکان

کہی ہجری کلیم نے تاریخ / کی قضا کل مَنْ علیہا فان

۱۳۱۸ھ

ولہ

منشی امیر احمد دنیا سے سوئے ریاضِ خلد سدھارے / چاک گریبان ہو گئے سب کے غم سے کلیجے پارہ ہوئے

کلیم ایسی ہی اگر ہو ہجری میں تاریخ کی فکر / معنوی و صوری ہیں لکھ دے تیرہ سے اٹھارہ ہوئے

۱۳۱۸

ولہ

ہزار حیف گذشتہ امیر احمد امیر / زمانہ خاک بسر گشت در غمش ہر سو

بمعنوی و بصوری بہ جنّات وزیر / شدہ آشکار سن رحلتش ز ہر پہلو

کلیم از پئے تاریخ گفت مصرع خوب / ہزار و سہ صد ہجری و ہجدہ [illegible]

۱۳۱۸ھ

نوٹ۔ غزل کی طرح شروع سال کے پرچے کے لیے ہے لہذا معزز شعرا ۱۵ جنوری تک اپنا نامور کلام مع رسید ہی عنایت فرمائیں۔

مصرع طرح ([illegible]) [illegible]

قتل میں کچھ اور ہی ہوتا ہے رنگ
وصل میں اُنکی نزاکت اور ہے

پوچھتے ہیں مجھسے صدمے ہجر کے
آج کچھ چشم عنایت اور ہے

اُنکی اک ٹھوکر سے مُردے جی اُٹھے
اے مسیحا یہ کرامت اور ہے

حشر میں آتا ہے وہ محشر خرام
یہ قیامت میں قیامت اور ہے

ہر لحد بولی جو آئی بیکسی
یہ نہیں تسلیم کی تربت اور ہے

اعجاز۔ جناب منشی اعجاز صاحب بہڑوچی مقیم شہر سورت تلمیذ حضرت رضوان مرادآبادی

وہ رُخ خورشید طلعت اور ہے
مطلع صبح قیامت اور ہے

نکھری نکھری گُل کی رنگت اور ہے
بھولی بھولی انکی صورت اور ہے

اُس سراپا ناز کی اُلفت ہے اور
حور جنت کی محبت اور ہے

اچھے اچھے ہیں حسینوں میں حسین
ہاں مگر وہ مہر طلعت اور ہے

جسکو آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں ہم
اور ہے وہ فی الحقیقت اور ہے

پا نہیں سکتے فرشتے غیر کے
مجکو کچھ اُنسے محبت اور ہے

اُس گلِ رعنا کا کوچہ ہی کچھ اور
زاہد و گلزار جنت اور ہے

عشق قامت ہی قیامت ہے یہاں
کون کہتا ہے قیامت اور ہے

ٹوٹ کر آئی ہے اُس سفاک پر
آج کل اپنی طبیعت اور ہے

غیر ممکن ہے کہ ہو تو ہمسے صاف
کینہ جو تیری کدورت اور ہے

بوسہ ملنے سے ہوئی تسکین مگر
جانجاں میری تو حسرت اور ہے

بسمل۔ جناب منشی اشرفی لال صاحب آنریانس بریلی

بوسۂ لب میں لطافت اور ہے
قند میں اور اسمیں لذت اور ہے

تمکو اے ناصح کہاں اسکا مزہ
لذت آزار فرقت اور ہے

بیخود۔ جناب منشی شیخ محمد حسن صاحب بن حاجی یوسف صاحب مرحوم تمیز ساکن ... تلمیذ حضرت نظامی

جانجاں غیروں کی چاہت اور ہے
عشق میں میری الفت اور ہے

لیں حسرت میری ابرو آنکھوں میں دم
ایسے بیتابی عاشق کی حالت اور ہے

مصرع طرح

ایک نکلی ایک حسرت اور ہے

آہ جناب مولوی غلام یٰسین صاحب دہلوی مقیم کلکتہ معین خدنگ نظر

ظاہری صاحب سلامت اور ہے
اور راہ و رسم اُلفت اور ہے

تھا لڑکپن قہر اب آیا شباب
یہ قیامت پر قیامت اور ہے

حاجتِ طوق و سلاسل کچھ نہین
عاشقِ گیسو کی وحشت اور ہے

یون تو ہین سارے عالم کے حسین
انکی صورت اور سیرت اور ہے

ظلم مین اُنکے غضب کا ہے مزہ
اسلیے دل کو محبت اور ہے

سامنے وہ اور مین نظرون سے دور
یار آئینے کی قسمت اور ہے

ہے کیا محشر مین ہوگی باز پرس
شیخ اُسکی شانِ رحمت اور ہے

گرمیِ داغِ دلِ سوزان ہے اور
حدتِ مہر قیامت اور ہے

قتل کر کے لاش بھی کر پائمال
ایک نکلی ایک حسرت اور ہے

درد کی دلمین کھٹک پہلے سے تھی
آپ کا جانا قیامت اور ہے

خاک تک تو کر چکے برباد تم
اب بھی کیا دلمین کدورت اور ہے

ہم شبِ فرقت مین مر مر کے جیے
کیا کوئی باقی قیامت اور ہے

کیا کہون مین حال آہِ دہلوی
ان دنون رنگِ طبیعت اور ہے

از نتیجۂ طبع جناب منشی سلامت اللہ صاحب نیوری مہتمم اخبار ملک و ملت حیدرآباد دکن تلمیذ مہتمم خدنگ نظر

فصلِ گل مین جوشِ وحشت اور ہے
آج کل رنگِ طبیعت اور ہے

کاٹ کر سر پوچھتے ہین ناز سے
دل مین باقی کوئی حسرت اور ہے

شیخ صاحب خواہشِ خلد و ارم
زہد ہے اور با[illegible]ت اور ہے

اے اجل آ جلد کہ قاتل آ نہ جائے
بس گھڑی ساعت کی حالت اور ہے

آئینے سے اور اسکو ہوگا ذوق
چاہ آنکھوں کی مروت اور ہے

کوچے کے پاس وفا کو خیر باد
ذوق کی صاحب سلامت اور ہے

بیٹھتا ہے تھک کے اب پیرِ فلک
کوئی دن چکر میں قسمت اور ہے

صاف دل ہوتے ہیں کب آئینہ رو
تھی انہیں مجھ سے کدورت اور ہے

دل گیا اب جان کے لالے پڑے
ایک گذری ایک آفت اور ہے

ہمت اے پامردیِ اہلِ وفا
دو قدم چلنے کی زحمت اور ہے

ناامیدی میری ہے عینِ امید
دل سمجھ کر اور ہمت اور ہے

بت پرستی اور ثاقب سچ مگر
ہر عبادت پہ کہ نیت اور ہے

جوہر جناب ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ [illegible]

آج اپنے دل کی حالت اور ہے
آنے والی پھر وہ آفت اور ہے

تیغ بھی ہے سر بھی حاضر ہے مرا
کیسی اب قاتل ضرورت اور ہے

آ تو پہونچے کوچۂ دلدار تک
ایک نکلی ایک حسرت اور ہے

وہ چلے آئے جگر تھامے ہوئے
جذبِ دل کچھ تجھ میں طاقت اور ہے

شاغل جناب حکیم علی محمد صاحب مصنف نظم دلفروز رئیس [illegible] شاگرد حضرت [illegible]

دل کو ارمانِ محبت اور ہے
آنے والی کوئی آفت اور ہے

دم نکل جائے تو رخصت ہوں حضور
مرتے دم یہ ایک حسرت اور ہے

بدگمانی سے خیال انکا ہے اور
چاہنے والوں کی نیت اور ہے

اور ہی اہلِ جہاں کا رنج و عیش
عشق کی تکلیف و راحت اور ہے

اسکے عاشق ان کے عابد خواستگار
کوئے دلبر اور جنت اور ہے

عشق میں رخصت ہوئے صبر و قرار
وہ ہی [illegible] کی حالت اور ہے

کہہ حسینانِ جہاں آئیں پسند
دل لبھانا [illegible] اور ہے

اپنی یکتائی پہ تمکو تو ہے ناز
ایسی ہی اک گلبدن صورت اور ہے

ہوے وہ تصویر یوسف دیکھکر
حسن میرا میری صورت اور ہے

چاک کرا سکو بھی اے دستِ جنون
ایک دامانِ قیامت اور ہے

عشق مین اور حسن مین ہر لاگ ڈانٹ
میری اور اُنکی طبیعت اور ہے

کہے بیخود بیخودی کیسی ہے یہ
آپکی کچھ آج حالت اور ہے

تجمل جناب جابی سید تجمل حسین صاحب جلالپوری معین خدنگ نظر شاگرد حضرت نائب شاہجہانپوری

بیخودونکے دل کی حسرت اور ہے
میرے متوالے تری مست اور ہے

دشمنونکے دل کی حالت اور ہے
مہربان میری محبت اور ہے

اپنا عالم ہی جدا ہے عشق مین
اپنی حورین اپنی جنت اور ہے

اور دل کو دیجیے رنج و ملال
ہمکو امیدِ عنایت اور ہے

خود تو ہین نازک مگر پتھر ہے دل
اُنکی صورت اور سیرت اور ہے

اور ہی سے ہے عالم صبح وطن
ہاے رنگِ شامِ غربت اور ہے

لکھتے ہین نامے مین وہ مضمون کچھ اور
خطِ قسمت کی عبارت اور ہے

ہو رہا ہے اور رسوائی کا شوق
دلکو حیف ارمانِ الفت اور ہے

اے خدا جس خلد کے وہ حور ہین
پاؤن وہ جنت یہ جنت اور ہے

حسن والون سے ذرا پوچھے کوئی
اس سے بڑھکر کوئی دولت اور ہے

آرہا ہے وہ بتِ محشر خرام
یہ قیامت مین قیامت اور ہے

مجمع عشاق ہو یارب کہان،
کوئی میدانِ قیامت اور ہے

خلق مین عزلت نشینی کے سبب
اے تجمل اپنی شہرت اور ہے

ثاقب جناب مولوی نجم الدین احمد صاحب بدایونی فخر تلامذۂ حضرت ظہیر دہلوی

بوالہوس کی رسم الفت اور ہے
بندہ پرور میری حسرت اور ہے

جنگ ہنسائی کی محبت اور ہے
عاشقی حضرت سلامت اور ہے

مت مچلکے فتنے تیری راہ مین
اک تمکی ٹھوکر قیامت اور ہے

جیسے بیٹھے کیا کرتا تھا شیخ — جیسے ہم ایسا ہی اسکی نیت اور ہے
ہم بغل تم ہو تو دل کو ہو قرار — آج تو کچھ میری حالت اور ہے
ہو نہ باور تو دکھا دین ہم تمہین — دلمین اک ایسی ہی صورت اور ہے
آئنہ بنکر رہے تو کیا رہے — سامنے رہنے کی صورت اور ہے
مین ستم کی داد چاہون کسطرح — ان حسینون کی عدالت اور ہے
میرے پہلو مین رہیگا دل کے ساتھ — چارہ گر یہ درد الفت اور ہے
مدعی سے ملتے ہو ملتے رہو — یہ نہین میری شکایت اور ہے
دو گھڑی بیٹھو تو ہم تمسے کہین — عشق و الفت کی حکایت اور ہے
لیکے دل پھر دل کا طالب ہے وہ شوخ — یہ مصیبت مین مصیبت اور ہے
نقد دل بیعانہ ہے اسکا صغیر — جان لو جنس محبت اور ہے

ولہ

لطف سے ملنے کی صورت اور ہے — بندہ پرور رسم الفت اور ہے
عاشقونکی شام فرقت اور ہے — یہ مصیبت یہ قیامت اور ہے
بزم عشرت مین جلاؤ تم چراغ — روشنی شمع تربت اور ہے
تونے مجھ پر کر دیا کیا سحر آج — کیون زخود رفتہ طبیعت اور ہے
ناتوانی سے اسے کیا دین مثال — ان حسینونکی نزاکت اور ہے
جان لیکر بھی انھین آیا نہ صبر — کیا ابھی کچھ دلمین حسرت اور ہے
عشق میرا ایک دن لائیگا رنگ — بندہ پرور یہ محبت اور ہے
پوچھ لے زاہد نہ دین عاشقان — انکا مذہب انکی ملت اور ہے
کوچۂ جانان سے کیا نسبت اسے — واعظو گلزار جنت اور ہے
چار ہی دن مین نکھر آیا ہے رنگ — مجھسے ملکر انکی صورت اور ہے
شیخ و زاہد کا گذر ہو کیون یہان — محتسب رندونکی صحبت اور ہے
جینے سے مطلب ہے پینے سے غرض — میکدے مین جیسے صورت اور ہے

باتین کیا ہم اُنکی بزمِ عیش مین
لذتِ خلوت و صحبت اور ہے

غیر کا شکوہ و درمیان کا گلہ
یار سے مجھکو شکایت اور ہے

دل پہ مجھکے دشمن سے یا ملتا ہے وہ
ہو چکی یا کچھ عداوت اور ہے

جو تری محشر خرامی اور کچھ
نام ہے جسکا قیامت اور ہے

رشک سے جلتا ہون مین رات دن
دشمنون سے گرم صحبت اور ہے

وہ جو شرمندہ ہین اپنے ظلم سے
کیا کہون مجھکو ندامت اور ہے

سامنے شاغل جو ہے وہ دلنواز
بیقرار اپنی طبیعت اور ہے

شوق - جناب سید اشتیاق حسین صاحب نبیرۂ حضرت ظہیر دہلوی تلمیذ جناب ثاقب بدایونی

کچھ اُدھر رنگِ طبیعت اور ہے
اور یہان مہرِ محبت اور ہے

دل تو کہتا ہے نہ ملیے بھولکر
بیمروت کچھ مروت اور ہے

ہائے وہ کہنا کسیکا وصل مین
دل مین باقی کوئی حسرت اور ہے

کہتے ہین سنکر نہ ملنے کے گلے
ہمکو ملنے کی ندامت اور ہے

ظاہرا ممکن نہین شکلِ وصال
ہان مگر کچھ اُسکی قدرت اور ہے

التفاتِ ظاہری ہے اور شے
اور اندازِ محبت اور ہے

سُنکے شکوے رشک کے بولے کہ شوق
مجھکو تمسے اک شکایت اور ہے

صغیر - جناب محمد اصغر حسین خانصاحب گورکھپوری شاگرد حضرت احسان شاہجہانپوری

تیرے جانبازونکی ہمت اور ہے
اُنکا دل اُنکی طبیعت اور ہے

عشق مین عاشق کی حالت اور ہے
چاہنے والے کی چاہت اور ہے

واعظ اسرارِ محبت اور ہے
ہمسے سُن اسکی حقیقت اور ہے

صدمۂ دردِ محبت اور ہے
سچ ہے یہ کہ مصیبت اور ہے

ہر ادا دلکش ہے گو اُس شوخ کی
لیکن آنکھونکی شرارت اور ہے

اُنکو لپٹا کر کہونگا وصل مین
ایک نکلی اک حسرت اور ہے

حُسن کی تعریف سے واعظ [illegible]
ان بتونکی شکل و صورت اور ہے

ہین ہمیشہ سے خراب اہل کمال ۔ کار دانی اور قسمت اور ہے
گالیان اور غیر کی ترغیب ہے ۔ یہ عنایت پر عنایت اور ہے
چار نافہمون کی تحسین کیا ظہیر ۔ ہر سخن کچھ اور شہرت اور ہے

عبقری جناب منشی محمد فاضل صاحب تلمیذ جناب مہر بریلوی مرحوم

شورش صبح قیامت اور ہے ۔ نالۂ شام مصیبت اور ہے
عشقبازون کی طبیعت اور ہے ۔ اور معشوقونکی عادت اور ہے
یا الٰہی اپنی حالت اور ہے ۔ آجکل اُس بُت کی صحبت اور ہے
حشر ہے محشر خرامی آپ کی ۔ کون کہتا ہے قیامت اور ہے
تھے جو کل تک صاحب طبل و علم ۔ زیر خاک آج اُنکی نوبت اور ہے
بوالہوس کیا جانے اُلفت کا مزہ ۔ ذوق غم ذوق محبت اور ہے
درد فرقت نے کلیجہ کھا لیا ۔ کیا کہون دلکی حقیقت اور ہے
خوب ہو کر دے جو پیوند زمین ۔ آسمان اب میری حالت اور ہے
بے خبر بہر خدا رشک مسیح ۔ اب مریض غم کی حالت اور ہے
عبقری دل کو نہین صبر و قرار ۔ فرقت جانا نمین حالت اور ہے

قمر جناب منشی قمر الدین عرف شیخ چاند صاحب از مالیگانون

قتل ہونے کی جو پائی ہے خبر ۔ جوش پر شوق شہادت اور ہے
وصل مین بولا گلے ملکر وہ شوخ ۔ اے قمر کچھ دلمین حسرت اور ہے

قنبر جناب حکیم عبد علیصاحب احمد آبادی تلمیذ جناب ثاقب بدایونی

حیرت عاشق کا آئینہ ہو تم ۔ صاف تصور تمین صورت اور ہے
بوسے دیکر وصل مین چپ ہو رہے ۔ ایک نکلی ایک حسرت اور ہے
ناز بیجا مین اُٹھاؤن تابکے ۔ ہر گھڑی تیری طبیعت اور ہے
بے بلائے میرے گھر آتے ہین وہ ۔ آج کل کچھ میری قسمت اور ہے
تر زبان ہین دخت رز کے ذکر سے ۔ حضرت واعظ کی نیت اور ہے

تو کبھی پی کر دیکھ لے زاہد کبھی | بادۂ گلگون کی حلاوت اور ہے
وہ گھڑی مجھ سے جو مل بیٹھے ہیں ہم | آسمان کی آج رنگت اور ہے
صدمۂ دل سنکر وہ رودو تم کہیں | بندہ پرور یہ حقیقت اور ہے
حسرت و ارمان و شوق و آرزو | اب ہمارے دل کی صحبت اور ہے
بندگی اک بت کی کرتے ہیں صغیر | ہم فقیروں کی عبادت اور ہے

ظہیر جناب مولوی سید ظہیر الدین حسین صاحب دہلوی ارشد تلامذۂ حضرت ذوق دہلوی مرحوم از ٹونک

دلہن گھر کرنے کی صورت اور ہے | اور منہ دیکھے کی الفت اور ہے
اک تم صبح رخصت اور ہے | یہ قیامت پر قیامت اور ہے
ذکر دشمن کا لگا کہنے لگے | وہ فسانہ وہ حکایت اور ہے
دیکھنے والوں سے گر بیزار ہو | آئنہ بھی محو حیرت اور ہے
میرے تیور دیکھکر کہنے لگے | اس گھڑی کچھ تیری نیت اور ہے
ہم تو ہیں آوارۂ غربت مگر | ساتھ اک برگشتہ قسمت اور ہے
کہتے ہیں وہ کس سے کرتے ہو گلہ | پہلے کچھ تھی اب طبیعت اور ہے
شکوۂ بے التفاتی کے سوا | اک بڑی بھاری شکایت اور ہے
وصل بے تکرار میں لذت نہیں | تلخکامی کی حلاوت اور ہے
غیر کا نقش وفا مٹتا نہیں | کیا ابھی دلمیں کدورت اور ہے
پوچھتے ہیں دیکھے وہ اپنی قسم | کیوں ظہیر اب بھی شکایت اور ہے

ولہ

حسن سیرت اور صورت اور ہے | بوئے گل ہی اور رنگت اور ہے
صبح عشرت شام غربت اور ہے | رنج و راحت کی حلاوت اور ہے
تم یونہیں مجھکو برا کہتے پھرو | اس عداوت میں محبت اور ہے
کاش ہوجاتے ہم بھی تم سے بیوفا | قہر ڈھاتی یہ مروت اور ہے
سر اٹھاتے نازنیں ہرجا زمین | یہ نزاکت میں نزاکت اور ہے

دفن کرکے مجکو جاتا ہے گھر
دو گھڑی کی تمکو رحمت اور ہے

فاتحہ تمنے پڑھا ہر قبر پر
اس طرف کو ایک تربت اور ہے

پوچھتے ہو کیا کمی کسکا ہو نام
درد دل مین آج شدت اور ہے

لاکھ لاکھون تیرے قاتل کو مین
قتل کی طرح نزاکت اور ہے

دشمن آئے ہین عیادت کے لیے
اب مریض غم کی حالت اور ہے

دردوئے دل کی ہو کچھ اور بات
آنکھ سے ٹپکے وہ حسرت اور ہے

کہتے ہین مرکے بھی آنکھین ہین کھلی
اسکے دلمین کوئی حسرت اور ہے

لاکھ شکوے کرکے پھر کہتا ہو مین
ایک ابھی تمسے شکایت اور ہے

عمر بھر زندان مین ہم گنتے رہے
قید کی تھوڑی سی مدت اور ہے

قبر تک پہونچا ہون عشق زلف مین
آجکل تب مجکو وحشت اور ہے

جب سے چھوٹے ہین تعشق سے حمید
کچھ ہمارے دل کی حالت اور ہے

کمال جناب حکیم سید محمد حسین صاحب خلف حضرت جلال لکھنوی

غیر کا انداز الفت اور ہے
میرا آئین محبت اور ہے

یار سے کہنے کی حسرت اور ہے
دوستوں سے کچھ وصیت اور ہے

کھنچکے ان ہاتھوں سے رہجاتی ہے تیغ
یہ تو کچھ شان نزاکت اور ہے

جب چلی دل پر چھری بولا جگر
ایک مشتاق شہادت اور ہے

اب تصور مین چلے ہین یار تک
ہم مین اب ضعف ایک طاقت اور ہے

دلمین لی چٹکی کلیجہ بھی ملو
ایک کلی ایک حسرت اور ہے

ناز اٹھائینگے تمھارے غیر کیا
ناز بردارون کی الفت اور ہے

سبکو ہوتا ہے گمان تصویر کا
تیرے مشتاقون کی صورت اور ہے

بیٹھکر پہلو مین اٹھنا یار کا
کہکے یہ کچھ تیری نیت اور ہے

خاک مین مجکو ملا کر بھی ملال
کچھ ابھی دلمین کدورت اور ہے

دلمین پیکان یار کا دل بنگیا
دیکھیے تا تیر صحبت اور ہے

دم اگر نکلے تو اُسکے سامنے
اے اجل یہ اک وصیت اور ہے

تیغ اٹھا کر ہاتھ اٹھانا قتل سے
اس نزاکت مین نزاکت اور ہے

وصل کی شب ایک حسرت رہگئی
یہ نہ پوچھا کوئی حسرت اور ہے

اب بھی آجائین تو انکو دیکھ لون
تھوڑی سی باقی بصارت اور ہے

بند ہو اپنی زبان ہنگام نزع
یار سے یہ اک شکایت اور ہے

جذب دل کہتا ہے وہ آتے ہین یہان
خود وہان جانا یہ ذلت اور ہے

غیر کے ملنے پہ اتنا اعتبار
یار منہ دیکھے کی الفت اور ہے

جور پھر اُس پر تغافل اے کمال
انکو اسکی اک ندامت اور ہے

بقیہ طرح ماہ گذشتہ

آتی جناب منشی الٰہی بخش صاحب سوداگر ریوان تلمیذ حضرت امیر مینائی مرحوم

بہت شرم آتی ہے آتے ہوئے
نہ شرمائے تھے دل چراتے ہوئے

نکلکر وہ میخانہ سے شیخ جی
چلے جھومتے لڑکھڑاتے ہوئے

ترے گھر نہ لائے خدا اب کبھی
گئے وہ یہ مجکو سناتے ہوئے

الٰہی یہ بجلی گرے گی کدھر
چلے ہین کہین مسکراتے ہوئے

وہ پرہول ہے ہجر مین گھر مرا
اجل خوف کھاتی ہے آتے ہوئے

ضبط جناب حاجی سید سلطان احمد صاحب لکھنوی تلمیذ حضرت جلال لکھنوی

غرور انکو مانع بلاتے ہوئے
حیا ہے طلب مجکو جاتے ہوئے

کلیجے مین لین چٹکیان صبح وصل
گئے یاد اپنی دلاتے ہوئے

خوش آتا ہے چلنا شب یاد مین
تڑپ کے مری لڑکھڑاتے ہوئے

عدو منتظم ہے تری بزم مین
مجھے شرم آتی ہے آتے ہوئے

مری قبر پہ آنکلنا اگر
چلے جانا ٹھوکر لگاتے ہوئے

فلک تو جو چاہے تو فرمادہ آئے
مری حال پر رحم کھاتے ہوئے

جتو کا ہوں عاشق حیا کیون نہ آئے
خدا سے مجھے لو لگاتے ہوئے

مست۔ جناب منشی گورنرائن صاحب از بالن میلی

زاہد و حورون کی چاہت اور ہے ۔۔۔ نازنینون کی محبت اور ہے
کیون چلے جاتے ہو اسکو بھی شاد ۔۔۔ یہ کسی کی ایک تربت اور ہے
اعتبار لطف خوبان ہے عبث ۔۔۔ دم مین کچھ دم مین طبیعت اور ہے
ہو غرض اسلام سے نے کفر سے ۔۔۔ عاشقون کا دین و ملت اور ہے
واہ رے دل ایسے حال زار پر ۔۔۔ ناز برداری کی ہمت اور ہے
بعد قتل عام قاتل نے کہا ۔۔۔ کسکو اب شوق شہادت اور ہے

ناطق۔ جناب سید ابوالحسن صاحب از گلاؤٹھی

بعد وصل اب کسکو حسرت اور ہے ۔۔۔ ہان فقط شوق شہادت اور ہے
دیکھلو آکر مرے دل مین کبھی ۔۔۔ اک تمہین سا خوبصورت اور ہے
مجھسے قاتل نے کہا یون بعد قتل ۔۔۔ اب بھی دلمین کوئی حسرت اور ہے
شیخ چل مسجد سے کوے یار دیکھ ۔۔۔ یہ ارم ہے اور جنت اور ہے
روز افزون ہے تلون آپ کا ۔۔۔ آج ہے کچھ کل طبیعت اور ہے
خاک مین مجکو ملادینے پہ بھی ۔۔۔ دل مین ظالم کے کدورت اور ہے
چلتے پھرتے دیکھ آئین آپ بھی ۔۔۔ آج کچھ ناطق کی حالت اور ہے

آلہی۔ جناب منشی آلہی بخش صاحب سوداگر ریوان شاگرد حضرت امیر مینائی مرحوم

عاشق صادق کی الفت اور ہے ۔۔۔ غیر کی ایجان طبیعت اور ہے
دے چکے بوسہ گلے سے بھی ملو ۔۔۔ ایک نکلی ایک حسرت اور ہے
بن سنور کر آئے ہین وہ حشر مین ۔۔۔ اک قیامت مین قیامت اور ہے
حسن نمکین شیخ حورون مین کہان ۔۔۔ ان حسینون کی ملاحت اور ہے
شیخصاحب خم مرا خالی نہین ۔۔۔ اور خواہش ہو تو حضرت اور ہے

حمید۔ جناب سید باقر میرزا صاحب برادرزادہ حضرت عشق مرحوم و نبیرۂ میر انیس صاحب مغفور

نزع ہے اب میری حالت اور ہے ۔۔۔ کوئی دم ایجان یہ صحبت اور ہے

اصل واقعہ یہ ہی - لیکن بیگمصاحبہ! اپنی جان کی قسم یہ مردانہ لباس آپ پر ایسا پھبتا ہی کہ پہلے مجھے اس کا شبہ بھی نہین ہوا تھا کہ آپ سوائے ایک خوبصورت نوجوان جنٹلمین کے اور کچھ ہین - لیکن جب ہم اڈنگٹن کے قریب پہونچے اور آپ گگ مین میرے پہلو مین بیٹھی ہوئی تھین تو آپ کو یاد ہوگا کہ مین نے آہستہ سے آپ کے سینے مین کہنی ماری تھی کہنی لگنے سے آپ اسطرح اُچک پڑین اور اسقدر جلد پیچھے ہٹ گئین کہ مجھے آپ کی اصلیت معلوم ہو گئی - لیکن اب یہ سب محض فضول باتین ہین اور وقت مفت ضائع ہو رہا ہی"

خاتون " خلاصہ یہ کہ تم مجھے یہان سے جانے نہین دوگے؟"

ٹم گیفنی " یہ تو ہم آپ سے پہلے ہی کہہ چکے ہین"

خاتون " اگر تم مجھے جانے دو تو مین بالعوض پانسو کے تمھین ایک ہزار گنی بھیجدونگی!"

ٹم گیفنی " اگر آپ زیادہ اصرار کرینگی تو ہم اس رقم کو بالعوض پانسو کے ایک ہی ہزار کر دینگے"

پھر یہ خاتون یاس کی وجہ سے ہاتھ ملنے لگی اور بہت ضبط کر کے آنسو پیگئی-

خاتون " یا اللہ توبہ! ارے میرا اعتبار کرو! برائے خدا میرا اعتبار کرو! (مسز بکیس کیطرف مخاطب ہو کر) تم میری ہمجنس ہو - تم بھی مجھپر ترس نہین کھاتین!"

مسز بکیس نے سر ہلایا اور ٹم گیفنی بولا " "بیگمصاحبہ! اب مہربانی کر کے اس کام کو ختم کر دیجیئے - جسوقت تک ہماری شرطین پوری نہ ہو جائین آپ اس جگہ سے حرکت بھی نہین کر سکتین " بل تمھارے پاس کاغذ ہی؟"

بل بکیس " لو بس اتنا ہی کاغذ میرے پاس ہی بہرکیف"

مسز بکیس " الماری مین ایک تختہ کاغذ ایک نیا قلم اور مُہر کرنیکی لاکھ موجود ہی!"

اُسنے یہ چیزین الماری سے نکالین اور یہ بھیس بدلے ہوئے خاتون یہ دیکھکر کہ سوائے اسکے کوئی چارہ نہین خط لکھنے پر مستعد ہو گئی - اُسنے ایک ٹھنڈی سانس بھر کے قلم اُٹھایا اور ذیل کے مضمون کا خط ایک بہت بڑے بینک واقع اسٹرینڈ کے نام لکھا-

"حامل ہذا کو فوراً بغیر کچھ پوچھے پچھے پانچ سو گنی دیدو - تمھین اس بات کا یقین دلانے کے لیے کہ یہ میرے ہی دستخط ہین مین تمھین یاد دلاتی ہون کہ مین نے تمھارے یہان سے آخری چک ۲ ماہ حال کو بھنایا تھا"

خاتون - (ٹم گیفنی کیطرف خط بڑھا کے) لو یہ موجود ہی قبل اس کے کہ مین اسپر اپنے دستخط کرون تم اسے پڑھ لو"

ٹم گیفنی " ہان بس اتنا کافی ہی - گو کہ مین یہ نہین دیکھنا چاہتا کہ آپ کیا نام لکھتی ہین لیکن

وہ غم وست ہوئین کہ اب تک | ہنسی کو حیا آئی آتے ہوئے

قطعات تاریخ انتقال پر ملال حضرت امیر مینائی لکھنوی نور اللہ مرقدہٗ

طبعزاد جناب منشی الٰہی بخش صاحب الٰہی سوداگر دیوان تلمیذ حضرت مرحوم مغفور

آج باغ دہر سے رخصت ہوئے حضرت امیر | گلشن اردو ہوا افسوس پامال خزان

مصرعہ ویہ الٰہی نے لکھی تاریخ فوت | اب تو عنقا ہوگیا لو طوطی ہندوستان

۱۳۱۸ھ

نتیجۂ فکر جناب سید اعجاز احمد صاحب معجز نقوی سہسوانی از بروده

ازین جہان خراب ناگہ نمود رحلت امیر احمد

ز دست بُرد خزان تبہ شد بہار شعر و سخن دریغا

چو بُرد دست اجل سرو پا نوشت سال وفات معجز

ز قطعہ تضمین غزل قصاید سلام خمسہ جمل معما

۱۳۱۸ھ

سال تمام اور خدنگ نظر

آج انیسوین صدی کے ساتھ خدنگ نظر کی چوتھی جلد ختم ہوگئی آیندہ کیلیے جو تجویز اکتوبر کے پرچہ مین شائع کیگئی تھی اسمین زیادہ کامیابی نہین ہوئی حجم کے ساتھ قیمت کا اضافہ بہت کم عالی حوصلہ حضرات نے منظور فرمایا تاہم جو ارادہ کرلیا گیا اُسے استقلال کے ساتھ قائم رکھنا ہمارا کام ہی۔ البتہ اب بجای چار جزو کے تین جزو پر پرچہ شائع ہوگا۔ جزو ناول اور اُسکے مقاصد نظرانداز کر دیے گئے شرائط خریداری وہی ہین جو نمبر ہذا کو رہین ظاہر کر دیے گئے ہین۔ اس جلد کے ساتھ حسب دستور یہ جزو ناول بھی حاضر کر دیا گیا۔ مگر یہ ناول جسقدر دلچسپ و قیمتی ہی اُسیقدر طولانی بھی اسیلیے ہمارے معزز ناظرین کو اسکے اختتام کا ابھی کچھ دنون اور انتظار کرنا ہوگا۔ آیندہ جو حضرات کی خریداری منظور ہو ۱۵ جنوری تک دفتر کو مطلع فرمائیے۔

قطعۂ تاریخ اختتام جلد چہارم خدنگ نظر طبعزاد جناب منشی محمد ذکریا صاحب ماہر مچھلی شہری شاگرد جناب متین

توجہ ہوئی اسیہ شاہ دکن کی | یہ گلدستہ کھلی کیا ہی پھولا پھلا ہے

ہیں غزلین کیا کیا شگفتہ مضامین | یہ لیپے کہ پھولونکا تختہ کھلا ہے

بہت ٹھیک تشبیہ باغ جنان ہی | کرین جسقدر وصف اسکا بجا ہے

عدیم المثال اسکو کہنا ہے زیبا | کہ ہوگا کبھی اور نہ ایسا ہوا ہے

عروج اسکا اس سے بھی اب بڑھکے دیکھو | محبی نظر یہ خدا سے دعا ہے

ہی جلد چہارم کی تاریخ ماہر | خدنگ نظر واہ وا کیا چھپا ہے

۱۹۰۰ع

”ریویو“

پردۂ عصمت۔ یہ ایک اسلامی ماہوار رسالہ ہی جو مسلمان عورتونمین تہذیب و شائستگی پھیلانیکی غرض سی ۲۰×۲۶ کی تقطیع پر ہمارے شہر سے نکلنا شروع ہوا ہی۔ ہمنے اس رسالے کے ہر مضمون پر غائر نظر ڈالی اور تہ تک ڈوب کے دیکھا۔ اسمین شک نہین کہ موجودہ پردہ معیار شرافت مانا جاتا ہی اور اُسکا توڑنا کوئی آسان امر نہین مگر سوشل رفارم کے دلدادہ اور قوم کے سچی خواہ یا رفارمر اپنے خیالات ظاہر کیے بغیر نہین رہ سکتے۔ پردۂ عصمت شرعی پردے کا مدعی ہی مگر اُسی حد تک جو بلاد اسلام مین رائج ہی عورتین برقع پوش ہوکے نکلین اور آزادی سے تعلیم و تربیت مین دستگاہ پیدا کرین۔ مرد و کو خانگی بکھیڑات میں اُلجھ کے اپنی دماغی قابلیت کا بہت بڑا حصہ فضول [illegible] ملکہ عورتین ہی گھر گرہستی کے [illegible] کو ہوشیاری [illegible] سے انجام دے سکین [illegible] ہین کہ ایک [illegible] باغ [illegible] آدمی [illegible] لے سکیں ہم کہتے ہین کہ [illegible] نسوان کیطرح پر [illegible] عصمت کی مخالفت بھی اُسی [illegible] ہی [illegible] کو [illegible] کرتے [illegible] ہمین شکایت ہی کہ اُسکی اپنی فوائد محض اہل اسلام ہی تک کیون [illegible] بہت سی ہندو عورتین بھی ایک حد تک پردہ یا خانہ نشینی مستورات [illegible] رسم جاری ہی اور ہماری قوم تو اس میدان مین اہل اسلام سے بھی دو چار قدم آگے بڑھی ہوئی ہی۔ شائقین حضرات بقیمت [illegible] سالانہ منیجر پردۂ عصمت [illegible] گنج لکھنؤ سے طلب فرمائین

نوٹ۔ جو غزلین وقت معینہ پر وصول نہوئی وہ ماہ [illegible] کے نمبر مین شائع نہو سکین گی قطعات تاریخ سال نو بھی جلد عنایت ہون

۱۵ جنوری تک (چمن مین چلکے پہنین کیا بہار بھی تو نہین) بہار و غیرہ قافیہ

۱۵ فروری تک (تمہارے ناوک مژگان خطا نہین کرتے) خطا و غیرہ قافیہ

[illegible] حضرات کی سالانہ [illegible] ساتھ [illegible] اُن سے [illegible] باقی ہے [illegible] سال ۱۵ جنوری [illegible] فرمائین [illegible] کا پرچہ [illegible] بھیجنے کی اجازت [illegible] سکوت [illegible] ہی نہ رہیگا [illegible] قدردان [illegible] کی [illegible] منظور [illegible] پیشگی قیمت فرمائین انکو [illegible] آیندہ نمبر [illegible] کے ساتھ [illegible] جائینگے

ایڈیٹر

خاتون دیکھتی رہی اور جب وہ عورت فراغت پا چکی تو بولی "کیا تم مجھے تھوڑا پانی دے سکتی ہو؟"
میاں بیوی نے ایک دوسرے کیطرف دیکھا اور مسز بکیس نے سر ہلا یا۔
بل بکیس۔ (کرخت آواز سے) "یہ کیا بات ہی جاؤ اور جا کر ایک گھڑا پانی لاؤ۔ ہان اسکو نیچے کا دروازہ بند کرنے بھی جانا چاہیئے۔ مگر اب تمھین بند کر دینا"!
مسز بکیس "نہین بل مین نہ جاؤنگی۔ تم جاؤ (ڈنڈے کیطرف اشارہ کرکے) یہ مجھے دیتے جاؤ اور مین اس بات کی احتیاط رکھونگی"۔
اتنا کہکے اس بیچارے قیدی کیطرف ایک پُر معنی نظر سے دیکھا۔
بل بکیس۔ (جھنجھلاکے) "مین کہتا ہون کہ تمھین جانا پڑیگا! (ایک سخت قسم کھاکر) یہ محض مہمل خیال ہی۔ مین نے تو نہ کبھی کچھ دیکھا نہ سُنا"
مسز بکیس "مین تو نہ جاؤنگی جسقدر روپے لینے تم لندن گیا ہی اگر اُس کا دس گنا بھی ملے تب بھی رات ہو جانیکے بعد مین اس گلی مین اسطرح سے باہر نہ نکلونگی۔ مین جانتی ہون کہ وہ پھرا کرتی ہی!"
بل بکیس۔ غصّے سے "بیوقوف اپنی لیتی جا!" دھمکانے کے انداز سے اس زور سے میز پر گھونسا مارا کہ اگر کسی بیل کے پڑ جاتا تو وہ گر پڑتا۔
مسز بکیس "ان باتون سے کچھ فائدہ نہین بتی لیجانے سے مجھے اور بھی خوف معلوم ہوگا لوگ کہتے ہین کہ وہ اسطرح پھرا کرتی ہی کہ اُسکا گلا ادھر سے اُدھر تک کٹا ہی"
بل بکیس "اس عورت کا دماغ خراب ہوگیا (ایک سخت قسم کھاکے) اچھا تو اس لکڑی کو اچھی طرح ہاتھ مین لیے رہو اور دروازے سے پیٹھ لگائے کھڑی رہنا"۔
مسز بکیس "اُس سے خاطر جمع رکھو" (پھر اس خاتون کی طرف دیکھا جس سے مطلب یہ تھا کہ یہ بھاگ نہین سکتی)۔
مسز بکیس نے لکڑی ہاتھ مین لے لی اور اُسکا شوہر دو بڑے بڑے گھڑے لیکر کمرے سے باہر نکلا۔ اُسنے بتی نہین لی جیسے ہی وہ باہر نکلا اُسکی زوجہ لکڑی لیکر دروازے سے پیٹھ لگا کر کھڑی ہو گئی۔
اس اثنا مین اس خاتون کے چہرے سے ظاہر ہوتا رہا تھا کہ وہ کسی خیال مین محو ہی اور جو باتین ہو رہی ہین اُنکی طرف اُسے کچھ اعتنا نہین بل بکیس کے کمرے سے جانیکے بعد قریب ایک منٹ تک وہ چپکی بیٹھی رہی پھر یکایک گویا چونک پڑی اور مسز بکیس سے مخاطب ہوکر بولی "اس مقام پر تو تمھاری زندگی بہت بُری طرح بسر ہوتی ہوگی؟"
مسز بکیس "ہان کچھ بہت اچھی طرح تو نہین بسر ہوتی" (یہ کہا اور خاتون کو اسطرح تکنکی لگاکے

مہربانی کرکے اس طرح لکھیے کہ مین اتنی دور سے یہ سمجھ سکون کہ آپ نے اپنے نام کے سوا اور کچھ نہین لکھا"

خاتون "(کاغذ لیکر دستخط کرنے کے بعد) کیون بس ٹھیک ہے؟"

خاتون نے خط احتیاط کے ساتھ بند کیا اور اپنی انگلی سے ایک انگوٹھی اُتار کے جس پر ایک کلغی کی تصویر کندہ تھی مُہر کی ۔

ٹم گیفنی "اچھا بیگمصاحبہ! مین امید کرتا ہون کہ اس خط مین آپنے اس امر کا لحاظ رکھا ہی کہ جب مین اُسے پیش کرون تو مجھے روپیہ ملجائے اور کسی زحمت مین نہ پڑون ۔ یاد رکھیے کہ مین نے اپنی حفاظت کا کچھ تدارک کرلیا ہو اور اسلیے آپ سے کہتا ہون کہ اگر آپنے اس خط مین کوئی چالاکی کی ہو یا کوئی ایسی بات لکھی ہو کہ جس سے آپ کو امید ہو کہ مین گرفتار ہو جاؤنگا تو بہتر ہی کہ ابھی سے اپنے ارادۂ فاسد سے باز آئیے کیا کرنا ابھی آپ کے امکان مین ہو (بل بکیس سے مخاطب ہو کر) مین جان پیرکارن کو اپنے ساتھ لندن لیجاؤنگا ۔ اگر میرے جانیکا نتیجہ بخیر ہوا تو کل ایک بجے دن تک واپس آجاؤنگا ۔ لیکن اگر مجھپر کوئی افتاد پڑگئی تو بجاے میرے جان پیرکارن تمھارے پاس آئیگا اور اس حالت مین جو مصلحت وقت ہو وہ تم کرنا (پھر خاتون سے مخاطب ہو کر) بیگمصاحبہ! یاد رکھیے کہ اگر مین گرفتار ہوگیا تو آپ کو اس بات کا موقع نہ ملیگا کہ آپ میرے مقابل عدالت مین کھڑے ہو کر شہادت دین"

خاتون ۔ (بات کاٹ کر) "مین خیال کرتی ہون کہ تم نے ابھی کہا تھا کہ اس امر کے بابت تمھین اطمینان ہی کیونکہ خوف یا احتیاط کی وجہ سے مجھے اُن واقعات کے بیان کرنیکی جرأت نہوگی جنمین مین مردانے لباس مین پائی گئی ہون ۔

ٹم گیفنی "بہت صحیح! مین نے یہ محض بنظر احتیاط کہا تھا ۔ اچھا اب رخصت ہوتا ہون"

یہ کہکے ٹم گیفنی نے اپنی ٹوپی اٹھائی خاتون کو سلام کیا اور مسٹر اور مسز بکیس کو سر کے اشارے سے سلام کرتا ہوا روانہ ہوگیا ۔

مسز بکیس ۔ (جب ٹم گیفنی جاچکا) "بیگمصاحب ہم آپ کی کیا خاطر کرین؟ آپ کچھ نوش فرمائیگا؟ لیکن یہان تو غریبانہ کھانا مل سکتا ہی اور آپکی صورت سے ظاہر ہوتا ہی کہ آپ عمدہ کھانا کھانے کی عادی ہین"

ٹم گیفنی کے روانہ ہوجانیکے بعد سے یہ خاتون دریاے فکر مین ڈوبی ہوئی تھی اسوجہ سے ان سوالات کا جواب فوراً نہ دے سکی ۔ تاہم اُسنے یہ باتین سُنین ضرور ۔ کیونکہ یکایک وہ چونکی اور کہنے لگی "ہان مین کچھ کھاؤنگی"

عورت نے الماری سے کچھ روٹی ٹھنڈا گوشت ۔ پنیر اور مکھن نکالا اور میز پر چادر بچھاکر رکھدیا

آنکھون مین پانی بھر جانے کیوجہ سے پہلی تو بل بکیس اس پُل تختے پر جانیوالے کو پہچان نہ سکا لیکن جب کنارے پر پہونچا اور آنکھین ملکر دیکھا تو ہماری خاتون پُل پر سے گذر رہی تھی۔ بل بکیس نے غصے سے کوئی سخت کلمہ کہا اور ہماری خاتون کے تعاقب مین دوڑا۔

یہ خاتون بھاگی چلی جاتی تھی۔ جان کے خوف نے اُس کے پر لگا دیئے تھے۔ آگے آگے وہ جا رہی تھی اور پیچھے پیچھے بل بکیس۔ بل نے پکار کے کہا ــ "ٹھہر جا!"

لیکن اسکی آواز سے اُسکی رفتار کی تیزی اور بڑھ گئی۔ اُسنے پیچھے پھر کے دیکھا تو بل بکیس اُسکے پیچھے آ رہا تھا۔ اور قریب آجاتا تھا۔ وہ اور بھی زور سے بھاگی! اب مُڑ کے جو دیکھا تو بل دور ہوتا جاتا تھا اب اُسے اطمینان ہو گیا!

چند منٹ تک اور دوڑنیکے بعد اس خاتون نے پھر پیچھے دیکھا۔ اب بل بکیس کا کہین پتا بھی نہ تھا۔ یہ خاتون دوڑتے دوڑتے تھک گئی تھی اور سانس نہین سماتی تھی۔ اسوجہ سے سڑک کے کنارے گھانس پر بیٹھ گئی اور ستانے لگی۔ تاہم اُسکی آنکھین اُسی طرف لگی ہوئی تھین جسطرف سے بل بکیس کے آنیکا خیال ہو سکتا تھا۔ لیکن بل بکیس کہین نظر نہین آیا۔ معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے نا اُمید ہو کر تعاقب ترک کر دیا تھا۔ جب سانس ٹھہر گئی تو خاتون پھر اُٹھی اور روانہ ہوئی۔ اب اپنی برجستہ تدبیر مین کامیاب ہو جانیکی وجہ سے اُسکا دل بہت بشاش ہو گیا تھا خاتون نے اپنے دل مین خیال کیا ــ

"ابتو مین محفوظ ہون۔ ممکن تھا کہ کل خزانچی کو کوئی شُبہ ہوتا اور وہ ٹم گیفنی کو اُسوقت تک روک لیتے جب تک وہ اُنھین بعض سوالات کے جواب نہ دیدیتا یا جسوقت تک وہ اُسکی نسبت مجھ سے دریافت نہ کر لیتے۔ ایسی حالت مین میرا تو کام ہی تمام ہو جاتا کیونکہ وہ یہ دھمکی دے چکا تھا کہ اگر اُسپر کوئی اُفتاد پڑی تو مجھے اسبات کا موقع نہ ملیگا کہ اُسکے مقابلے مین کھڑے ہو کر شہادت دون!"

اب ہمارے ناظرین سمجھ گئے ہون گے کہ جسوقت یہ دھمکی دیگئی تھی اُسی وقت سے اس خاتون نے یہ بات دل مین ٹھان لی تھی کہ چاہے کچھ ہی کیون نہ ہو لیکن بھاگنے کی کوشش ضرور کرنا چاہیئے۔ چور دروازے کا خیال اُسیوقت سے جم گیا تھا پانی مانگنا محض بہانہ تھا کہ نگہبانون مین سے ایک شخص چلا جائے کیونکہ اُسے اُمید تھی کہ جب ایک نگہبان رہجائیگا تو اُسکے مقابلے مین اُسکی تدبیر ضرور کارگر ہوگی۔

یہ تو ہم دیکھ ہی چکے کہ اُسکی قسمت نے رسائی کی اور وہ پھر آزاد ہو گئی لیکن اب اُسکے پاس ایک حبہ بھی نہ تھا۔ کیونکہ بٹوا اور زیور

دیکھا کی جسطرح بلی چوہے کو۔)

خاتون کھانے کی میز کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اُسنے روٹی کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور دفعۃً بتی کی لو پر گرادیا۔ فوراً بالکل اندھیرا ہوگیا۔ مسز بکیس نے غصے اور خوف کی وجہ سے ایک چیخ ماری اور ساتھ ہی کچھ گرنے کی آواز آئی کیونکہ ہماری خاتون نے میز کو مع تمام کھانیکے سامان کے جو اُسپر رکھا ہوا تھا اولٹ دیا مسز بکیس کے حیرت اور گھبراہٹ کی وجہ سے حواس سے جاتے رہی لیکن وہ اپنی جگہہ پر کھڑی رہی اور نہایت تیزی اور زور سے لکڑی ہلایا کی تاکہ اُسپر کوئی حملہ نہ کرسکے کیونکہ اُسے ہر وقت یہ خیال تھا کہ اب ہماری خاتون اُسپر حملہ کرتی ہی۔

لیکن ہماری خاتون نے اور ہی کچھ منصوبہ باندھا تھا میز اُلٹنے کے بعد ہی وہ جھپٹ کے چور دروازے کیطرف گئی اور اُسے کھولا۔ رسّی اور چرخی جسکے ذریعہ سے بورے نکالے جاتے تھے وہان موجود ہی تھی رسّی کو لٹکا دینا لمحہ بھر کا کام تھا۔ لٹکاتے ہی ہماری خاتون نے اُس کے ذریعہ سے نیچے اُوترنا شروع کیا۔

تقریباً چالیس فیٹ تک اُترنے کے بعد اُس کے پاؤن زمین پر ٹکے۔ اس کام مین اُسے سب سے زیادہ حواس درست رکھنے کی ضرورت تھی۔ وہ اس تیزی سے اوتری کہ نیچے کے تختون پر پاؤن کے ٹکنے کی آواز بھی نہین آئی۔ اب یہان بالکل اندھیرا تھا اور وہ نہین جانتی تھی کہ کس طرف جائے کہ اُسے نکاس کا دروازہ ملے۔ اسبات کی بھی ضرورت تھی کہ دیر نہ ہونے پائے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ بل بکیس آتا ہی ہوگا اور واپس آکر جب اُسے یہ واقعہ معلوم ہوگا تو نہین معلوم کہ غصے مین کیا کچھ نکر گزرے۔ وہ ٹٹولتی ہوئی ایک طرف چلی۔ خوش قسمتی سے اُسکا ہاتھ ایک دروازے کی بلنی پر پڑا اُسنے اُسے کھسکا کر دروازہ کھولا تو ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا اور سطح آب پر چاندنی کھلی ہوئی تھی سامنے پُل نظر آرہا تھا۔ اب اُسے یقین ہوگیا کہ وہ اُنہی تنگ راستے مین ہی جدھر سے چلی مین داخل ہوئی تھی۔

وہ پنجونکے بل آگے بڑھی۔ باہر کے دروازے پر پہونچی اور دیکھا کہ بل بکیس چشمے کے کنارے پر جھکا ہوا گھڑے بھر رہا ہی۔ ہماری خاتون نے جسے اسوقت جان کے خوف نے دلیر کردیا تھا بل بکیس کو پیچھے سے دھکا دیا جس سے وہ پانی مین جا رہا۔ بل بکیس نے گرنے کے ساتھ ہی غوطہ مارا جب اُبھرا تو جو چیز اُسے سب سے پیشتر نظر آئی وہ ہماری خاتون تھی جو پُل تختی پہ دوڑتی ہوئی جارہی تھی

وہی شخص (ٹم گیفنی سے مخاطب ہو کر) "بس اتنا ہی کافی ہی!"

ٹم گیفنی "اتنا ہی کافی ہی؟ لیکن جناب آپنے خط تو پڑھا ہی نہین!"

وہی شخص۔ (آہستہ سے) مجھے اُسکا مضمون بخوبی معلوم ہی"

چند منٹ کے لیے ٹم گیفنی کے حواس اسطرح جاتے رہے کہ اُسے یہ بھی خبر نہ رہی کہ مین کہان ہون۔ لیکن بہت ہی جلد اپنے حواس درست کرکے بولا۔

ٹم گیفنی "جناب! مین خیال کرتا ہون کہ آپ وہ صاحب نہین جو خانگی خطوط پڑھا کرتے ہین لہذا مین دوسرے وقت آؤنگا!"

وہی شخص "مین وہی ہون۔ تمکو یہ اُسیوقت سمجھ لینا چاہیے تھا جب مین نے کہا تھا کہ مجھے اس خط کا مضمون معلوم ہی۔ ورنہ مین ضرور خط کھولتا اور اُسے پڑھتا"

ٹم گیفنی "جناب کوئی غلطی ضرور ہوئی"

وہی شخص "نہین کوئی غلطی نہین۔ شاید تمسے کوئی غلطی ہوئی ہو"

ٹم گیفنی "جناب معاف فرمائیگا! یہ غیر ممکن ہی کہ آپ اس خط کے مضمون سے واقف ہون"

وہی شخص "تمہین یقین دلانے کے لیے مجھے صرف اسیقدر کہنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہی کہ اس خط مین لکھا ہوا ہی کہ مین تمسے کچھ پوچھون کچھون نہین"

ٹم گیفنی کو یہ سُنکے سکتہ ہوگیا۔ اسکے پانون کانپنے لگے۔ لیکن معًا اپنے حواس درست کرکے کہا "خیر جناب خدا حافظ!" اور چل کھڑا ہوا۔

جان پیرکارن (جب ٹم گیفنی اُس سے آکے ملا) کہو کیا ٹھہری؟ تمہارے بشرے سے تو معلوم ہوتا ہی کہ ناکامی ہوئی"

ٹم گیفنی "(جھلاکر) ناکامی؟" تمام عمر مین کبھی مین نے ایسا دھوکا نہین کھایا۔ لیکن میری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ سب کچھ ہوا کیونکر!"

دسوان باب ۱۰

افشاے راز

اب ہم پھر الفریڈ ٹریور کا حال بیان کرتے ہین جسے ہمنے اس حالت مین چھوڑا تھا کہ وہ اُس مردانہ بھیس کیے ہوے خاتون سے رخصت ہوکر اس بات کی کوشش کرتا ہوا ڈھلیا کاٹیج کیطرف چلا تھا کہ اپنی معشوقہ ایتھل کے سامنے پہونچنے سے پیشتر اُسکے تیور درست ہوجائین۔ گوکہ اسنے بہت کچھ کوشش کی تھی کہ اُسکے تیورون سے کوئی ایسی بات نہ ظاہر ہونے پاے جو ایتھل کے سہم جانیکا باعث ہوسکے تاہم یہ امر انسان کے امکان سے باہر ہی کہ وہ اپنی پریشانیون کو اسطرح چھپالے کہ اُسکا کوئی حصہ اُسکے چہرے سے نہ ظاہر ہو۔

ایتھل باغ مین کھڑی ہوئی اُسکی واپسی کا

چکّی ہی مین رہگیا تھا۔ سڑک کے کنارے میل کے پتھر سے اُسے معلوم ہوا کہ میڈ سٹون یہان سے ۹ میل کے فاصلے پر ہی۔ اتنی دور پاپیادہ جانا بہت دشوار تھا۔ لیکن بظاہر اسکے سوا کوئی چارہ بھی نہین معلوم ہوتا تھا۔ لیکن آجکی رات اُسکی قسمت اُسکے لیے کوئی کام ادھورا چھوڑنیوالی نہ تھی۔ سڑک کے کنارے سے اُٹھکر وہ کوئی نصف میل چلی ہوگی کہ پُشت پر سے گاڑی کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی اور ایک لمحہ بعد خالی ڈاک گاڑی جو میڈاسٹون جا رہی تھی اُسکے پاس سے گزری۔ کوچبان کو (جو کسیقدر نشّے مین تھا) یہ خیال بھی نہین ہوا کہ یہ خوش پوشاک نوجوان دراصل ایک نازنین ہی جو مردانہ بھیس کیے ہوئے ہی اور اُسنے فوراً اُسے گاڑی مین بٹھا لیا۔ جب گاڑی میڈاسٹون کے ناکے پر پہونچی تو خاتون نے کوچبان کو ایک سرا کا پتا دیا کہ وہان تک پہونچا دے آخر گاڑی وہین جاکر ٹھہری۔ یہان خاتون کی رازدار خواص موجود تھی اور اُسکے پاس خرچ بھی موجود تھا اب تمام مشکلین حل ہوگئین۔ کوچبان کو کرایہ اور انعام ملا۔ خاتون نے مردانے کپڑے اُتارکے اپنی اصلی پوشاک پہنی۔ شکرم تیار ہوئی اور اس رات کے واقعات کی ہیروئن مع خواص کے منزل مقصود کیطرف روانہ ہوئی۔

دوسرے روز ٹھیک دس بجے صبح کو ٹم گیفنی اسٹرینڈ کے بینک مین پہونچا۔ اُسکا دوست جان پیرکارن جو شکاری کپڑے پہنے ہوئے تھا اور جایک سوار یا گھوڑ دوڑ کا دلّال معلوم ہوتا تھا سڑک کی دوسری جانب کھڑا ہوا بظاہر دوکانین دیکھ رہا تھا لیکن دراصل اپنے دوست کے بینک جانیکے نتیجے کا منتظر تھا۔ ٹم گیفنی بالکل نڈری سے بینک مین داخل ہوا اور خط پیش کیا۔ یہ جسارت مصنوعی نہ تھی کیونکہ اُسے سو مین نناوے حصے اپنے محفوظ اور کامیاب ہونیکا یقین تھا۔

کلرک (جسکے سامنے یہ خط پیش ہوا تھا) "آپ اس خط کو منیجر صاحب کے کمرے مین لیجائیے! کیونکہ یہ خط جو اس بنک کے نام آیا ہی خانگی ہی"

ٹم گیفنی منیجر کے کمرے مین گیا اور وہان پہونچکے دیکھا کہ ایک پستہ قد سن رسیدہ شخص (جسکی چندیا بالون سے صاف ہی) ایک میز کے پاس بیٹھا ہوا ہی جسپر خطوط اور دیگر کاغذات کا انبار ہے۔

وہی شخص "کیون کیا لائے ہو؟"

ٹم گیفنی نے خط پیش کیا۔ سن رسیدہ شخص نے لیلیا اور اُسکی مُہر کو بغور دیکھا کہ اُس مین کوئی کارروائی تو نہین ہوئی۔ جب بخوبی اطمینان ہوگیا تو بولا "خیر اسکا راز محفوظ ہی"

خط کو بغیر کھولے نہایت احتیاط کے ساتھ ایک لوہے کے صندوقچے مین بند کردیا اور کنجی اپنی جیب مین ڈال لی۔

تسکین دے دونگی لیکن ایک مرتبہ مجھے اور مطمئن کردو کہ تمہارا کل کا سفر آجکے ناگوار واقعے کے متعلق تو نہین ؟"

الفرڈیڈ :- پیاری ایتھل! مین تمہین سچے دل سے یقین دلاتا ہون اور تمہاری محبت کی قسم کھاتا ہون کہ اب نہ ڈوئیل ہوگا نہ اس قسم کی اور کوئی بات - اچھا اب مین رڈولائن تک جاتا ہون تاکہ سائیس سے تاکید کردون کہ کل نو بجے صبح کو میرا گھوڑا تیار کرکے یہان لے آئے - کیونکہ گاڑی پر جانے مین دیر ہوگی اور مجھے سویرے سے لندن پہونچ جانا چاہیے کہ پرسون تک یہان ضرور واپس آجاؤن "

یہ کہکے ٹریور نے ایتھل کے پھول سے رخسار کا بوسہ لیا اور باغ سے روانہ ہوگیا - ایتھل گردن جھکائے تنہا ٹہلتی رہی - چند منٹ بعد نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ کوئی شخص پھاٹک پر آکے ٹھہر گیا ہے - غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ گرجا کا بوڑھا محرر مسٹر ہاگبن ہے - ایتھل اُسکے قریب گئی اور صاحب سلامت کی "

مسٹر ہاگبن (صاحب سلامت کا جواب دیکے) " آپکے باغ کے پھول ایسے مہک رہے ہین کہ مین یہان ٹھہرکے انکی بھینی بھینی خوشبو سونگھنے پر مجبور ہوگیا

ایتھل - (خوش اخلاقی سے) " تو اندر تشریف لائیے اور جتنے جی چاہے توڑ لیجیے - گو ابھی فصل گل کا آغاز ہی ہے تاہم بعض خوبصورت پھول کھلنے لگے ہین "

ہاگبن :- مین آپکی عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہون لیکن ضعیفی کیوجہ سے اسوقت کی دھندلی روشنی مین مجھے اچھی طرح پھول نظر نہین آسکتے - ہان خوب یاد آیا - آپنے بھی اُس خوش پوشاک نوجوان جنٹلمین کیطرف خیال کیا تھا جسکے مُنہ پر مونچھین بھی تھین ؟ جو آپکو شام کی ہوا خوری کیوقت ملا تھا "

ایتھل (دبی زبان سے) " ہان ! جس شخص کا آپ ذکر کرتے ہین اُسے مین نے بھی دیکھا تھا "

ہاگبن :- مین خیال کرتا ہون کہ وہ آپکی نظر مین کوئی وقیع شخص نہ جچا ہوگا - کیونکہ وہ کونرنگ گلاس لگائے ہوے تھا اور بظاہر اوباش معلوم ہوتا تھا - لیکن اگر ابھی مین ایک بات کہدون تو آپکا خیال بدل جاے اور ہنسنے لگے - مگر مین کہنا مناسب نہین سمجھتا - (گو مسٹر ہاگبن نے بظاہر کہنے سے انکار کیا لیکن دراصل انکا پیٹ پھول رہا تھا اور بے اختیار جی چاہتا تھا کہ کسی طرح دل کی بات کہہ ڈالین) " آہ ! اُس جنٹلمین نے مسٹر ٹریور اور آپکے متعلق مجھسے کتنے سوالات کیے ! "

ایتھل - (حیرت سے) میرے متعلق ؟ غالباً آپ غلطی کرتے ہین - کیونکہ میرے ساتھ وہ جسطرح پیش آیا وہ شرافت کے بالکل خلاف

انتظار کر رہی تھی۔ اسوقت وہ بہت ہی مضطرب تھی۔ ڈویل کا واہمہ زخم اور مرگ کی خوفناک تصویرین اُسکے سامنے کھینچ کھینچکے اُسے پریشان کر رہا تھا۔ ایک ایک منٹ ایک ایک صدی معلوم ہوتا تھا آخر کار ٹریور سامنے سے آتا ہوا نظر پڑا اور ایتھل اُسکی طرف دوڑی۔

ٹریور ''پیاری سب جھگڑا سطے ہو گیا۔ اب تمہین میری نسبت کوئی تشویش نہونا چاہیے''

گو اسوقت اندھیرا ہو چکا تھا تاہم اتنی روشنی باقی تھی کہ ایتھل اپنے شوہر کا چہرہ دیکھ سکے۔ اُسنے دیکھا کہ چہرے پر مُردنی چھائی ہوئی ہی اور سر سے پاؤن تک کانپ رہا ہی۔ اُس عشق نے جو ایتھل کو ٹریور کے ساتھ تھا اُسے یہ سکھا دیا تھا کہ ٹریور کی ذرا ذراسی بات پر غائر نظر ڈالے اور اگر اُسکے کسی انداز سے ادنی پریشانی بھی ظاہر ہوتی تو ایتھل ضرور سمجھ جاتی۔

ایتھل ''ٹریور! مجھے خوف ہی کہ کوئی سخت واقعہ ضرور ہوا یا ہونیوالا ہی اور تم محبت کی وجہ سے مجھ سے چھپاتے ہو''

ٹریور ''پیاری ایتھل! میری بات کا یقین کرو۔ مین تمہین یقین دلاتا ہون کہ ڈویل نہین ہوگا۔ بلکہ قسم کھاتا ہون کہ کوئی محدوش بات نہوگی''

ایتھل کی پیاری پیاری بانہین ٹریور کے گلے مین پڑگئین اور وہ خوش ہو کر کہنے لگی ''الفریڈ مجھے تمہاری بات کا یقین ہی اشکر ہی خدا کا کہ اس واقعہ کے نتیجے مین کوئی بُرائی نہ ہونے پائی!''

لیکن پھر اپنے شوہر کو متردد دیکھکر اُسکے خیالات بدل گئے اور آہستہ سے کہنے لگی ''لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم اسوقت تک رنجیدہ۔ پریشان اور مغموم کیون ہو؟''

ٹریور ''پیاری ایتھل کیا یہ ممکن ہی کہ مجھے معلوم ہو کہ تمہاری توہین ہوئی اور غصہ نہ آئے یا صدمہ نہ ہو؟ کاش مین تمہاری حفاظت کرنیکے واسطے ہمیشہ تمہارے پاس رہ سکتا!''

ایتھل۔ (لجاجت سے) ''پیارے الفریڈ اب اس بات کا خیال نکرو! یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایسا واقعہ ہوا آیندہ اُمید ہے کہ کوئی ایسی بات نہوگی۔ علاوہ اس کے تم یہان موجود ہوا اور جب تم ہوتے ہو تو میری طبیعت بہت خوش رہتی ہی اور بجز تمہارے کسی بات کا خیال نہین آتا!''

الفریڈ ''لیکن پیاری ایتھل مین کل پھر تم سے جُدا ہو جاؤنگا۔ کل مجھکو یہان سے جانا ضرور ہی''

ایتھل ''کل؟ الفریڈ مجھے تو خیال تھا کہ تم اب کچھ دنون یہان ٹھہروگے!''

الفریڈ ''مین بھول گیا ہونگا یا تمہین غلط فہمی ہوئی ہوگی۔ لیکن پرسون مین پھر تمہارے پاس آجاؤنگا اور پھر مین وعدہ کرتا ہون کہ عرصے تک یہان رہونگا!''

ایتھل ''اچھا تو اسی اُمید سے مین اپنے دلکو

پہونچا ۔مین سنے خیال کیا کہ شام کو چلکے آپ سے بھی مل لون ۔کیونکہ مجھے یقین تھا کہ آپ راتکو سو رہنے کیلیے مجھے ضرور جگہہ دینگے ۔"
ہاگبن ۔" ہان ضرور اور بہت خوشی سے! کیونکہ تم بہت ہی سعادتمند ہو اور اپنی تنخواہ لندن کی بدفعلیون اور حماقتون مین نہین برباد کرتے ۔"
(پھر ایتھل سے مخاطب ہوکر) " یہ دو برس سے زیادہ عرصے سے لندن مین ایک بہت بڑے دولتمند رئیس کے یہان ملازم ہی ۔"
سیموئل (بات کاٹکے) " ارل آف کارشلٹن کے یہان ۔جنھون نے ایک مشہور ایکٹرس مس پرسی کے ساتھ شادی کی ہی ۔معزز خاتون! شاید آپ نے اُس ایکٹرس کا ذکر سُنا ہوگا ۔حال ہی مین اُنھین خاندانی خطاب ملا ہی ۔وہ بہت ہی نیک اور مہربان مالک ہین ۔اور کونٹس کی تو (خدا اُنپر برکت نازل کرے) ہر شخص تعریف کرتا ہی ۔"
ایتھل ۔" مجھے یہ سُنکے کمال مسرت ہوئی کہ تم ایسی اچھی جگہہ ہو ۔"
یہ کہکے ایتھل پھاٹک کے پاس سے چلی آئی ۔لیکن مسٹر ہاگبن وہین ٹھہرا رہا ۔کیونکہ وہ اپنے بھتیجے سیموئل پر بہت ہی نازان معلوم ہوتا تھا اور جب یہ نوجوان اُن رئیسونکا ذکر ذکر کرتا جنکی ملازمت مین رہ چکا تھا تو ہاگبن بہت ہی مسرت اور دلچسپی کے ساتھ سُنتا تھا ۔

سیم ۔" خوب یاد آیا ۔کیا آجکل ڈاکٹر مِک اشاک کے یہان کوئی معزز رئیس مقیم ہین ؟ میرے خیال مین اُنکے یہان نہین تو اور کہان ٹھہرے ہونگے ۔"
ہاگبن ۔" تم کسکی نسبت کہتے ہو؟ سیم! پادری کے یہان تو کوئی مقیم نہین ۔"
سیم ۔" چچا! مین آپ سے صرف اسیقدر کہہ سکتا ہون کہ فی الحال اس گانون مین ایک ڈیوک آئے ہوے ہین ۔"
ہاگبن (نہایت ہی حیرت اور تعجب کے لہجے مین) " ڈیوک ؟ "
سیم ۔" جی ہان ڈیوک! چچا خدا آپ کو برکت دے ۔ایک ایسے شخص کی نظر مین جو برسون لندن مین رہ چکا ہو ڈیوک کوئی عجیب چیز نہین ہے ۔"
ہاگبن (بات کاٹکے) " کیا تمھارا یہ مطلب ہی کہ اسوقت ہمارے گانون مین ایک اصلی زندہ ڈیوک موجود ہی؟ اور عام لوگونکی طرح اپنے دونون پانون سے چلتا پھرتا ہی ۔یا یہ کہ مومی تصویرونکی نمائش کرنے والے آئے ہین اور ڈیوک سے تمھاری مراد اُنکا قافلہ سالار ہے ؟"
سیم ۔نہین چچا! اصلی اور زندہ ڈیوک ۔اگر آپ مشتاق ہون تو اپنی آنکھون سے دیکھ سکتے ہین ۔"

تھا"
ہاگبن " سوالات کیسے! اُسنے تو سوالونکا
دفتر کھولدیا۔ وہ آپکے حالات سے بہت ہی
دلچسپی لیتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔
ایتھل (کسیقدر سختی سے) اب اس ذکر کو جانے
دیجیے! کیا آپنے نہین سُنا کہ اُسنے میرے
ساتھ بالکل خلاف شرافت برتاؤ کیا تھا؟"
مسٹر ہاگبن نے زور سے قہقہہ مارا لیکن
چونکہ یہ قہقہہ محض اُسکی سادہ مزاجی اور زندہ
دلی پر دلالت کرتا تھا اسوجہ سے ایتھل بجاے
بُرا ماننے کے متعجب ہوگئی۔ اُسکی سمجھ مین نہین
آتا تھا کہ مسٹر ہاگبن کے دلمین کون کون سے
خیالات گزر رہے ہین جنکی وجہ سے وہ بات بات
پر ہنسے دیتا ہو۔
ہاگبن " اچھا تو اب وہ راز مجھے کھدینا چاہیے
گو مناسب نہین لیکن مین خیال کرتا ہون کہ اب
وہ خاتون کبھی یہان نہ آئیگی"
ایتھل " خاتون؟" یہ آپ کیا کہ رہے ہین؟"
ہاگبن (پھر قہقہہ لگاکے) وہی جو کہ چکا!
وہ کوئی نوجوان جنٹلمین نہ تھا بلکہ ایک خاتون
جو مردانہ بھیس کیے ہوے تھی"
ایتھل (نہایت ہی حیرت سے) کیا وہ
خاتون تھی؟"
ہاگبن " جی ہان! اسمین کوئی شبہ نہین لیکن
کیا آپنے اس سے پہلے کبھی ایسی عورت دیکھی
تھی جسپے مردانہ لباس اسقدر زیب دیتا ہو۔
اگر کوئی ایکٹرس تھیٹر مین بھی مردانہ بھیس کرکے
آئے تو اس سے زیادہ موزون نہین ہوسکتا۔
دراصل وہ آپ ہی کیطرح ایک معزز اور حسین
خاتون تھی۔ بغیر موچھون اور گلمچھون کے تو
اور بھی خوبصورت معلوم ہوتی ہوگی۔ اور اس
نواح مین اُسکے آنیکی غرض اسکے سوا اور کچھ میری
سمجھ مین نہین آتی کہ اُسے محض مسٹر ٹیور اور
آپکی نسبت کچھ حالات دریافت کرنیکی ضرورت تھی"
ابھی گفتگو کا سلسلہ یہین تک پہونچا تھا کہ
یکا یک ایکطرف سے آواز آئی "اگر یہ چچا ہاگبن نہین
بول رہے ہین تو مجھے اپنی تمام عمر مین آجسے
زیادہ کبھی غلط فہمی نہین ہوئی"
ہاگبن (بلند آواز سے)" کون ہی؟ سیم! کیا
فی الحقیقت تم ہو؟ (ایتھل سے مخاطب ہوکر) یہ
میرا بھتیجا ہی"
یہ نووارد ایک نوجوان شخص تھا جسکی عمر
تقریباً اکیس سال کی ہوگی۔ اسکی سادی مگر صاف
اور ستھری پوشاک سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی
رئیس کا ملازم ہی۔ خط و خال خوبصورت۔ ہاتھ
پانون سڈول اور بھرے بھرے۔ ایک معزز
خاتون کو پھاٹک کے پاس کھڑے ہوے
دیکھکر اُسنے نہایت ہی ادب سے سلام کیا۔
نووارد " چچا! مجھے ایک ہفتے کی چھٹی ملی
ہی۔ آج صبح کو مین ویلس مین والد کے پاس

اتھل ”کیا؟ میرا خیال تھا ایسے سہانے وقت
مین یہ فرحت انگیز ہوا - صاف و شفاف چاندنی
اور پھولونکی بھینی بھینی خوشبو تمہین مرغوب ہوگی“

ٹریور ”ہان اتھل مرغوب تو ضرور ہے“
(یہ کہکے ٹریور پھر اتھل کے پہلو مین بیٹھ گیا -
کھڑکی اسی طرح کھلی رہی جن دو شخصونکی آواز
آرہی تھی اُنہین سے ایک شخص ”ہان
چچا مین اسپر قسم کھا سکتا ہون!“

اتھل - (چپکے سے) ”یہ بھتیجے کی آواز ہے!
اب سُنو بڈھا کیا جواب دیتا ہے - لیکن یہ لوگ
تو باغ مین آرہے ہین“

ٹریور - (اس خیال سے برافروختہ ہوکر کہ
یہی بوڑھا کلرک تمام فسادونکا بانی ہے) ”
یہان ان لوگونکا کیا کام ہے؟“

یہ کہکر ٹریور دروازے کی طرف جھپٹا
ہی تھا کہ اتھل نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور
کہنے لگی ـــ“

اتھل ”پیارے الفریڈ! اس ضعیف
آدمی سے ناراض نہونا - وہ بہت ہی بے
شر اور نیک نفس ہے - مین نے اُسسے خود اس
بات کی اجازت دی تھی کہ باغ مین آکر پھولون
کی سیر کرے اور جو پھول پسند آئے توڑنے“

ٹریور (اضطراب سے) ”لیکن کوئی چاندنی
مین پھول نہین توڑتا - بہرکیف مین کچھ
دخل نہ دونگا!“

اتھل (جلدی سے) ”نہین نہین! وہ
کوئی نقصان نہ کرین گے - آؤ اپنی جگہ پر
بیٹھ جاؤ!“

اتھل کے کہنے سے ٹریور اپنے مقام
پر واپس آگیا - باغ سے ایسی آواز آتی رہی
جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دو آدمی چپکے چپکے
کچھ باتین کر رہے ہین - لیکن یہ سمجھ مین نہ آیا
کہ مسٹر ہاگبن اور اُنکے بھتیجے مین کیا گفتگو
ہو رہی ہے - اسکے بعد پاؤن کی چاپ سے
معلوم ہوا کہ وہ واپس جا رہے ہین اور ایک
ہی منٹ بعد پھاٹک بند ہونیکی آواز آئی -

اتھل ”اگر تم اس بیچارے بڈھے سے
بہ نارضی پیش آتے تو مجھے بہت ہی افسوس
ہوتا - وہ مجسم سادگی ہے - ابھی ابھی اُسکے
بھتیجے نے کہا تھا کہ اس گانو مین ایک ڈیوک
آیا ہوا ہے - یہ سُنکے مسٹر ہاگبن کو ایسی حیرت
ہوئی تھی اور اُس رئیس کو دیکھنے کے اسقدر
مشتاق ہوگئے تھے کہ کچھ بیان نہین ہوسکتا -
اسی غرض سے دونون یہانسے چلے گئے تھے -
یہ اُسوقت کا واقعہ ہے جب تم ٹھوم ریکو کہنے
کیلیے رڈلائن گئے ہوئے تھے

ٹریور - (دفعۃً مضطرب ہوکر) اتھل!
آج میری طبیعت اچھی نہین - گو کوئی وجہ
نہین لیکن مجھے ہوا نکوار معلوم ہوتی ہے مین
خیال کرتا ہون کہ آندھی آنیوالی ہے“

ہاگبن "خیر! اگر جہانتک مجھے خیال ہے مین نے آجتک کبھی کوئی ڈیوک نہین دیکھا۔ ایک مرتبہ ایسگیٹ مین ایک وہیل مچھلی دیکھی تھی یا ایک مال گاڑی مین ایک کالا سانپ۔ لیکن تمام عجائبات مین ڈیوک کی صورت کبھی نہین دیکھی۔ اچھا سیم! آو اب چلین۔ کیا تمھین پورے طور پر یقین ہی؟"

سیم۔ "یقین! جی ہان مجھے بالکل یقین ہی۔ یہ ڈیوک میرے مالک کے بہت بڑے دوست ہین۔ وہ اور اُنکی بیوی (ڈچیز) اکثر کارلٹن ہاؤس جایا کرتے ہین۔ آہ چچا جان! ڈچیز صاحبہ دیکھنے ہی کے قابل ہین۔ لوگ اُنھین "بریلینٹ ڈچیز" کہتے ہین۔ وہ نہایت ہی خوبصورت ہین۔ کتابی چہرہ۔ نکھری ہوئی رنگت۔ ہلکے بھورے رنگ کے بال بڑی بڑی نیلگون آنکھین۔۔۔"

اس سے زیادہ باتین ایتھل نہ سُن سکی۔ کیونکہ مسٹر ہاگبن اور سیموئل اب اُس سے بہت دور ہوگئے تھے۔ وہ مذکورہ بالا گفتگو اسی سبب سے سنتی رہی کہ اسمین مسٹر ہاگبن کے فقرے نہایت ہی دلچسپ اور مضحک تھے۔

جب ٹریور واپس آیا تو ایتھل باتین باغمین ٹہل رہی تھی اور اُسکے چہرے سے تبسم کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ دونون مکان کے اندر گئے اور نشست کے آراستہ کمرے مین ایک کھلی ہوئی کھڑکی کے پاس بیٹھ گئے۔ جسکی دہلیز کے پاس منڈیر پر پھولدار درختون کے گملے رکھے ہوے تھے اور خوبصورت پھول کھل رہے تھے۔"

ایتھل۔ (گویا اُسکے دل سے مسٹر ہاگبن کی مضحک گفتگو اُس بھیس بدلے ہوے خاتون کا خیال اسوقت تک بھلائے رہی تھی) "اسوقت مین نے گرجا کے بوڑھے محرر کی زبانی ایک عجیب بات سُنی!"

ٹریور۔ (بناوٹ سے چونک کے) "ہان! کیا!"

ایتھل "اب مجھے اُس شوقین نوجوان کی نسبت پورا اطمینان ہوگیا۔ شاید تمھین بھی معلوم ہوگیا ہوگا۔ غالباً تم جانتے ہوگے!"

ٹریور "کیا کیا! پیاری ایتھل کچھ کہو تو!"

ایتھل "دراصل وہ ایک خاتون تھی جو مردانہ بھیس کرکے آئی تھی۔ مسٹر ہاگبن کہتے تھے۔ اُسنے میرے اور تمھارے متعلق بہت سے سوالات کیے (پھاٹک کے سامنے سڑک پر باتون کی آواز سُنکے اور اپنا کورا گورا ہاتھ ٹریور کے شانے پر رکھکے) "ٹھہرو! پیارے الفریڈ سنو یہ مسٹر ہاگبن کی آواز ہی۔ اُنکا بھتیجا بھی اُنکے ساتھ ہی۔ مجھے ابھی اُنکی گفتگو سُننے بہت ہی مسرت ہوئی۔"

ٹریور۔ (کھڑے ہوکر کسیقدر اضطراب سے) "آؤ ایتھل یہ کھڑکی بند کردین۔"

نو وارد۔ (ایتھل کو کمرے مین کھڑکی کے پاس بیٹھا ہوا دیکھکے) "میمصاحب سلام!"

ایتھل۔ (نیک نفسی اور خوش اخلاقی سے) "آہاہ! کیا ڈاکٹریک اشاک ہین۔ آئیے تشریف رکھیے۔ کیا آپ مسٹر ٹریور سے ملنے آئے تھے؟"

پادری۔ (بیٹھکے) "ہان مین انھین حضرت سے ملنے آیا تھا"

ایتھل۔ (پادری کی طرز گفتگو اور تیورونسے متحیر ہوکے) "آپکا مطلب میرے شوہر سے ہی؟ وہ ابھی ۹ بجے گئے ہین لیکن کل تک آجائین گے۔ کیا آپکو کوئی خاص کام ہی؟"

پادری (نہایت بگڑے ہوے تیورونسے) بہتر ہی کہ اب مین اصل مطلب پر آجاؤن اور آپسے کہدون کہ آپکا تمام راز معلوم ہوگیا!"

ایتھل کو حیرت سے سکتہ سا ہوگیا۔ اُسنے جواب دینا چاہا لیکن زبان نے یاوری نہ کی۔

پادری "ہان میمصاحب! مین پھر کہتا ہون کہ آپکا کل راز معلوم ہوگیا۔ اور اُسکے سوا کچھ خیال نہین کرسکتا کہ مین بیوقوف بنایا گیا۔ تاہم کسیکی تضحیک اور بدنامی نہین چاہتا"

ایتھل۔ (گھبرا کر) "الٰہی خیر! آخر آپکا مطلب کیا ہی؟"

پادری "آپکا جوش اور لاعلمی ظاہر کرنا محض فضول ہی۔ آپ خود ایک جعل مین شریک رہی ہین۔ کیونکہ میرے خیال مین وہ ضرور جعلی ہوگا"

ایتھل۔ (گھبراہٹ کیوجہ سے کھڑے ہوکر) "ڈاکٹریک اشاک!"

پادری "بیٹھے بیٹھے! میرے ساتھ ان باتون سے کام نہ چلیگا۔ ایسا سرٹیفکیٹ بنانا بہت بڑا جرم ہی۔ آپکو خود خیال ہوا ہوگا کہ اصل امر کبھی نہ کبھی ضرور کھل جائیگا لہذا اسقدر حیرت بیکار ہی۔ اور چونکہ حضور ٹریور وضعان قانون کی جماعت مین شریک ہین اسلیے اُنھین زیادہ لحاظ فرمانا چاہیے تھا۔

ایتھل (خوف زدہ ہوکر) "الٰہی خیر! آپ کیا کہہ رہے ہین؟"

پادری (اس خیال سے برافروختہ ہوکر کہ نوجوان ایتھل اصل امر سے واقف ہی اور محض بناوٹ سے چھپانیکی کوشش کر رہی ہے) "کیا مین صاف صاف نہین کہہ رہا ہون؟ کیا آپ چاہتی ہین کہ مین صاف صاف الفاظ مین ظاہر کردون کہ اب اس گانون مین یہ بات پوشیدہ نہین رہی کہ آپ ڈیوک آف آرڈلے کی مسٹرس ہین؟"

چند منٹ تک ایتھل اسطرح کھڑی رہی گویا اُسے دفعتہ جنون ہوگیا اور پادری کیطرف اسطرح دیکھتی رہی گویا ابھی تک اُسکی گفتگو مین سمجھی۔ معاً اُسکے دماغ مین ایک روشنی پیدا ہوئی ہزارن

ایتھل ؎ نہین تو! اسوقت کی ہوا بہت صاف
وخوشگوار ہو- پیارے الفریڈ! اگر تمھین ایسا
معلوم ہوا تو بیشک تمھاری طبیعت ناساز ہی۔
کیا تم ابھی سے آرام کروگے ؟"
ٹریور ؎ نہین! مین خیال کرتا ہون کہ اسوقت
گھوڑے پر سوار رہون"
ایتھل ؎ کیا اسوقت راتکو ؟"
ٹریور ؎ ہان! شاید میرے لیے مفید ہو۔
لیکن نہین! اب مین اچھا ہون۔ آؤ پیاری
بیٹھ جاؤ! تم مجھے بے انتہا چاہتی ہو۔ کیون
نہ پیاری ایتھل ؟"
ایتھل ؎ مجھے بجز تمھارے اور اپنے پیارے
معصوم بچے کے دُنیا مین کسیکا خیال ہی نہین"
ٹریور (نازنین ایتھل کو سینے سے لگاکر)
میری پیاری ایتھل!"
جب دونو آرام کرنے گئے تو ٹریور
سویا تو لیکن بیچین- اور ایتھل جسے اُسکی طرف
سے کسیقدر تشویش تھی اور اُسکی طبیعت
ناساز ہونیکا گمان تھا اس خیال سے جاگتی
رہی کہ شاید اُسے ٹریور کی کسی خدمت کی
ضرورت ہو- خوابگاہ مین ایک شمع جل رہی
تھی- ایتھل ٹریور پر جھکی ہوئی اُسکا چہرہ بغور
دیکھتی رہی- ٹریور کے تیور لمحہ بہ لمحہ اسطرح بدل
رہے تھے گویا اُسکے دماغ مین بہت ہی پریشان
خیالات چکر کھا رہے ہین یا وہ نہایت پریشان
خواب دیکھ رہا ہی- کئی مرتبہ اُسکی ایسی حالت
ہوگئی کہ ایتھل نے اُسے جگا دینے کا قصد کیا
لیکن پھر اُسنے کروٹ لی اور تھوڑی دیر
کے لیے آرام سے سوگیا- لیکن رفتہ
رفتہ اُسکے چہرے کی اضطرابی کیفیت پھر بڑھگئی-
اُسکے ماتھے پر بہت سا پسینا آگیا- ایتھل نے
پسینا پوچھا اور اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا- لیکن
ایسی حالت مین اُسے بیدار کرنا ظلم سمجھی-
آخرکار اُسکی یہ حالت جاتی رہی اور نہایت
ہی آرام سے غافل نیند سونے لگا- جب
اس عاشق شوہر نوجوان نازنین کو بخوبی
اطمینان ہوگیا کہ اب وہ آرام سے سو رہا
ہی تو خود بھی سو رہی-

صبح کو جب دونون بیدار ہوے تو
ایتھل نے ٹریور سے اسبات کا ذکر بھی نہین
کیا کہ تم راتکو اسقدر بیچین سوئے تھے نہ اُسنے خود
اس بیچینی کی نسبت کوئی شکایت کی ٹریور نے
جلد جلد ناشتے سے فراغت کی- ایتھل اور
اپنے بچے کو محبت سے گلے لگایا اور گھوڑے
پر سوار ہوکے روانہ ہوگیا-

ٹریور کی روانگی کے ایک گھنٹہ بعد
ایک پستہ قد- جسیم- اور خودپسند شخص جسکا
چہرہ بہت سُرخ تھا اور پوشاک سے پادری
معلوم ہوتا تھا ڈہلیا کاٹیج کے پائین باغ
مین داخل ہوا-

واقعات آندھی کیطرح ذہن مین گزرے اور پادری کے بیان کی تصدیق ہوگئی۔ یکایک ایک سرد آہ بھر کے کراہی اور فرش پر گر پڑی۔

گیارھوان باب

ڈیوک اور ڈچیز

جس زمانے کے واقعات ہم لکھ رہے ہین اُس سے تین سال پیشتر ۱۸۴۴ء مین نوجوان ڈیوک آف آرڈے کو اُنکا موروثی خطاب ملا تھا۔ اُنکی والدہ ڈوا گر ڈچیز اسوقت تک بقید حیات تھین۔ لیکن چار پانچ سال پہلے وہ جس گاڑی پر سوار تھین وہ دفعتہً اُلٹ گئی تھی اور اس واقعے سے جو صدمہ اُنکے دماغ کو پہونچا تھا اُسنے اُنہین مسلوب الحواس بنا دیا تھا۔ وہ ہمیشہ تھارن بری پارک مین ایک محلدار کی نگرانی مین رہتی تھین لیکن ینگ ڈچیز جسے ابتدا ہی سے اپنی خوشدامن سے اُنس تھا تھارن بری مین زیادہ وقت اپنی ساس کی خدمت مین صرف کرتی تھی نوجوان ڈیوک سے کئی چھوٹے بھائی اور بہنین تھین اور وہ بھی تھارن بری پارک مین ایک معلم اور ایک معلمہ کی زیر نگرانی رہتے تھے۔ اس موقع پر ہم یہ بھی بتا دینا مناسب سمجھتے ہین کہ نوجوان ڈیوک آف آرڈے کے کوئی اولاد ڈچیز کے بطن سے نہ تھی۔

دوپہر پر دو بج چکے تھے اور نوجوان ڈچیز اپنے تخلیے کے آراستہ کمرے مین ایک کوچ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اسوقت تک اُسکے جسم پر صبح کی پوشاک تھی اور گو کہ حسب معمول وہ اسوقت بھی بہت خوبصورت معلوم ہوتی تھی تاہم اُسکے چہرے سے خستگی کے آثار نمایان تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ گزشتہ رات کا زیادہ حصہ اُسے چھیڑ چھاڑ کھٹ پر نہین گزرا ہی۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور اُسکی رازدار خواص جو ایک تیس سالہ شریف صورت حسین عورت تھی داخل ہوئی۔ اُسکے ہاتھ مین ایک چاندی کی کشتی تھی جسپر کاغذات کا سربمہر مُٹھا رکھا ہوا تھا۔ یہ مُٹھا اُسنے ڈچیز کے سامنے پیش کیا۔

ڈچیز۔ (مسکرا کے اور خواص سے اشارہ کرتے ہوئے) "آہاہ! یہ خزانچی کے پاس سے آیا ہی!" (اتنا کہا اور مُٹھا کھولکے کاغذات دیکھنے لگی)

خواص نہایت حیرت کے ساتھ ڈچیز کے حکم کی منتظر کھڑی رہی۔ یکایک ڈچیز نے قہقہہ مارا اور کہا۔

ڈچیز "لیو بیٹا! ذرا دیکھنا آج صبح کو بنک کھلتے ہی وہ پہونچا"

خواص "لیکن بجز ناکامی کے اور کچھ